

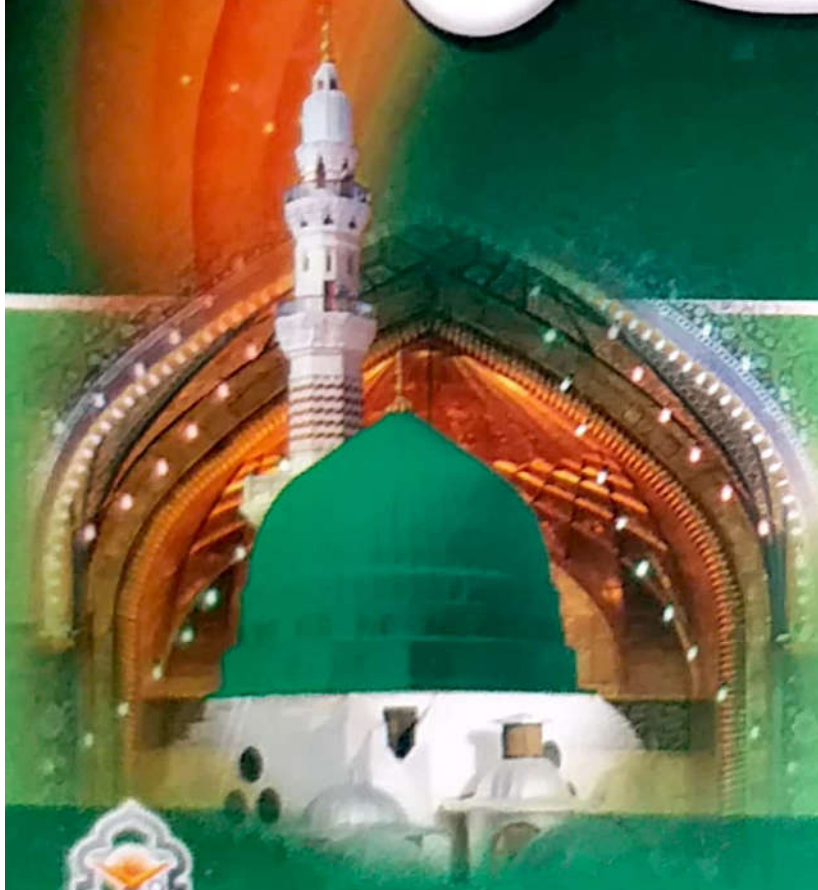
دفاع رسالت و ناموس رسالت میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی  
ایمان افروز داستانیں

ترجمہ و تہیہ واجب الامۃ نحو نبی الرحمة

بِسْمِ

# پیکیا رسول اللہ ﷺ

صلی اللہ علیہ وسلم



مُصَنَّفٌ

فضیلہ الشیخ الدكتور

سید خلیل بن ابراہیم ملا خاطر

المعززی المینی الشافعی مدظلہ العالی

مترجم  
ابو احمد محمد نعیم و تادری رضوی



جملہ حقوقِ ملکیت بحق ناشر محفوظ ہیں

# بیکہ نارسول اللہ

ملک شیر حسین

با اہتمام:

سن اشاعت اپریل 2018ء

قیمت = 450 روپے



شیر برادرز (رجسٹرڈ)   
 زبیدہ سنٹر، ۴۰، اردو بازار، لاہور   
 فون: 042-37246006

## فہرست مضامین

15	انتساب	❖
17	لبیک یا رسول اللہ ﷺ	❖
18	چند ضروری باتیں	❖
20	مقدمہ	❖
26	چند ناقابل فرموش حقائق	❖
26	اللہ تعالیٰ اور تحفظ رسالت:	❖
27	انبیاء کرام، مخلصین اور صادقین پر نبی اکرم ﷺ کی ناموس کا تحفظ فرض ہے	❖
28	امت پر نبی اکرم ﷺ کو ہر چیز سے مقدم جاننا واجب ہے	❖
28	اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت کو تمام محبتوں سے مقدم کرنا واجب ہے	❖
31	اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے	❖
33	فرشتے دفاع رسول پر مقرر ہیں	❖
33	اللہ تعالیٰ نبی اکرم ﷺ سے استہزاء کرنے والوں کو اللہ کافی ہے	❖
35	”تبت“ کا معنی	❖
36	اللہ تعالیٰ نے امت پر نبی اکرم ﷺ کی تعظیم و توقیر فرض فرمائی ہے	❖
38	بیعت عقبہ اور تحفظ ناموس رسالت	❖

39	محبت خدا کے دعویٰ کا معیار	❖
40	نبی اکرم ﷺ سے بن دیکھے محبت والو!	❖
41	فضیلت نبی اکرم ﷺ	❖
45	❖ فصل اول صحابہ کرام کی نبی اکرم ﷺ سے محبت اور تعظیم و توقیر کا بیان	
46	صحابہ کرام کی محبت و اطاعت رسول ﷺ بحمان اللہ	❖
48	فوائد حدیث	❖
51	تبرکات نبوی ﷺ اور صحابہ کرام	❖
51	صحابہ کے عشق رسول پر چند ناقابل فرموش دلائل	❖
51	سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ	❖
52	ہاتھ کا احترام	❖
52	مشک کا منہ کا کاٹ لیا	❖
53	تبرکات نبوی ﷺ سے شفاء اور نظریہ صحابہ	❖
54	نبی اکرم ﷺ کا پیالہ مبارک	❖
55	عبداللہ بن سلام کے گھر کی مسجد	❖
55	نبی اکرم ﷺ سے آپ کی چادر یوں مانگی؟	❖
58	نبی اکرم ﷺ کے نعلین کی حفاظت	❖
58	مختصر سیف الرسول	❖
59	نبی اکرم ﷺ کی جہ مبارک کی حفاظت اور اس سے شفا حاصل کرنا	❖
62	نبی اکرم ﷺ سے پہلے کھانا نہ کھانا	❖
62	حضور ﷺ لہر نہ آئیں تو سکون نہیں آتا	❖

63	❖	نبی آپ ﷺ کی زیارت سے محروم نہ ہوں
64	❖	جنت میں بھی نبی اکرم ﷺ کی رفاقت
65	❖	اتنے دنوں سے نبی اکرم ﷺ کی زیارت کیوں نہیں کی؟
66	❖	حضرت ابویوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے مثل و زالی محبت رسول ﷺ
69	❖	نبی اکرم ﷺ کی اشیاء اور اعضاء ہال مبارک وغیرہ کو مشرک ہاتھ نہ لگاتے
70	❖	حکم نبوی ﷺ پر مداومت
73	❖	تیرے آگے یوں ہیں دبے لپے
74	❖	حضور کے ذکر کے وقت ہر مسلمان پر واجب ہے کہ
75	❖	ذکر مصطفیٰ کے وقت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت
76	❖	نبی اکرم ﷺ کے روضہ پر غاضری کا طریقہ
77	❖	صحابہ کرام کو نبی اکرم ﷺ کے چچا کو سلام کرنے کی خوشی
78	❖	صحابہ نبی اکرم ﷺ کے اقرباء کو اپنے اقرباء سے زیادہ چاہتے تھے
78	❖	نبی اکرم ﷺ پر اپنے اعضاء کی قربانی
79	❖	حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے باپ کو قتل کر دیا
79	❖	حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طواف بیت اللہ کرنے سے انکار کی وجہ
80	❖	فراق رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کی حالت
80	❖	حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت
80	❖	حضرت عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حالت
81	❖	جب نبی اکرم ﷺ کے یاد آتی تو
81	❖	حضور کی جدائی میں شیخین اور حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہم رونے لگے پڑے
82	❖	نبی اکرم ﷺ کی زوجہ کے انتقال پر سجدہ کیوں کیا؟



98	✱	امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تحفہ ناموس حدیث
99	✱	حضرت ابن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تحفہ ناموس حدیث
100	✱	اتباع نبی اکرم ﷺ
101	✱	اتباع کسے کہتے ہیں
102	✱	اتباع رسول ﷺ اور صحابہ کرام
102	✱	حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اتباع رسول ﷺ
102	✱	حضرت ابن عمر اور اتباع رسول ﷺ
104	✱	حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اتباع رسول ﷺ
105	✱	نبی اکرم ﷺ کی اپنے اصحاب سے محبت
107		فصل دوم صحابہ کرام کی نبی اکرم ﷺ کی سنت پر محافظت کا بیان
107	✱	سماعت حدیث پر صحابہ کرام کی حرص
108	✱	صحابہ کرام کا ایک دوسرے کو نبی اکرم ﷺ کی حدیث کی خبر دینا
109	✱	سنت نبویہ جاننے کے لیے ازواج النبی ﷺ سے سوال
109	✱	صحابہ کرام کو جس بات کی سمجھ نہ آتی حضور ﷺ سے پوچھتے
110	✱	صحابہ کو جب کسی مسئلہ میں اشکال ہوتا تو نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے
112	✱	صحیح وہی ہے جو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے
113	✱	اگر حضرت سے پوچھنے میں حیا مانع ہوتی
114	✱	صحابہ کرام کا اپنے بچوں کو نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں بھیجنا
115	✱	حکمران اور جرات صحابہ کرام
115	✱	حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مروان کو جواب



116	حضرت ابو شریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مکران وقت	❖
118	سنت نبوی کا احترام	❖
119	سنت نبوی کے ساتھ مذاق کرنے والوں سے صحابہ کرام کا ردایہ	❖
120	سنت نبویہ کی اشاعت	❖
124	فصل سوم دفاع ناموس رسالت میں صحابہ کرام کی قربانیاں	
124	مکہ مکرمہ میں دفاع رسول اللہ ﷺ کے مختلف انداز	❖
124	سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دفاع ناموس رسالت	❖
125	حرم شریف میں دفاع ناموس رسالت ﷺ	❖
125	گروہ بخاری سے دفاع نبی ﷺ	❖
128	لبیک یا رسول اللہ ﷺ	❖
129	رسول اللہ ﷺ کا سما مال ہے؟؟	❖
134	حیدر کا ہے نعرہ، صدیق ہے پیارا	❖
135	عم الرسول سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دفاع ناموس رسالت	❖
136	نبی اکرم ﷺ کی ایذا دینے پر ابو جہل کی پٹائی	❖
137	حضرت علی نبی اکرم ﷺ کے بستر مبارک پر	❖
138	ہجرت کے دن دفاع رسول اللہ ﷺ میں حضرت ابو بکر کے مختلف انداز	❖
141	دفاع رسول اللہ ﷺ میں مکوی اور بیوتری کا کردار	❖
142	اے ابو بکر! ایسا کیوں کر رہے ہو؟؟	❖
143	بدر کے دن دفاع رسول اللہ ﷺ کے انداز	❖
145	حضرت سعد بن عبادہ کا نعرہ لبیک یا رسول اللہ ﷺ	❖



145	حضرت مقداد اور نعرہ لبیک یا رسول اللہ ﷺ
146	حضرت سعد بن معاذ کے دفاع رسول میں ہدایت بھرے کلمات
149	حضرت عبیدہ اور دفاع رسول ﷺ کا انداز
150	جسم اقدس کا بوسہ
151	حضرت عمیرہ لبیک یا رسول اللہ کہنے کا انداز
152	غزوہ اُمد اور دفاع رسول ﷺ مقبول
152	حضرت ابو طلحہ اور دفاع رسول اکرم ﷺ
153	میرا چہرہ آپ ﷺ کے چہرے پر قربان
154	ہر طرف سے دفاع رسول اللہ ﷺ
155	حضرت طلحہ کا بار بار لبیک یا رسول اللہ ﷺ کہنا
157	امداد کا دن سارے کا سارا ابو طلحہ کے حصے آیا
159	ضروری نوٹ
159	حضرت مالک بن سنان حفاظت خون رسول ﷺ
160	لبیک یا رسول اللہ ﷺ کہنے والے سات جانثار
161	حضرت سہل بن حنیف اور دفاع رسول اکرم ﷺ
161	حضرت ابو دجانہ اور دفاع رسول اللہ ﷺ
162	حضرت عبدالرحمن بن عوف اور دفاع رسول اللہ ﷺ
163	سعد اتم پر میرے ماں باپ قربان تیر چلاؤ
166	حضرت قتادہ بن نعمان اور دفاع رسول اکرم ﷺ
166	حضرت ام عمارہ اور دفاع رسول ﷺ
168	سیکھ کذاب کو میں قتل کروں گی

168	تو رسول اللہ ﷺ کے دین کے لیے جہاد کرو	❖
169	میری قوم سے کہنا کہ بلیک یا رسول اللہ ﷺ کہتے رہیں	❖
171	ذرا غور فرما بیٹے	❖
171	سیدنا انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی ایمان افروز داستان	❖
172	حضرت عباس، خازن اور اوسر بن ارقم رضی اللہ عنہم کا نعرہ	❖
174	انصار کی عورتوں کا عشق رسول ﷺ	❖
176	دفاع رسول ﷺ میں پانچ سرفروشوں کی داستان	❖
177	ملائکہ کرام اور دفاع رسول کریم ﷺ	❖
178	حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دفاع رسول اللہ ﷺ	❖
180	تو میں ابھی اپنی تلوار سے تیرا سراڑا دیتا	❖
185	یا رسول اللہ ﷺ نہ کہنے کی وجہ سے دھکا مارا؟؟	❖
187	میں مدد کروں گا	❖
189	یہودی کو طماچہ دے مارا	❖
193	سولی پر بھی بلیک یا رسول اللہ ﷺ	❖
198	غیرت مسلم زندہ ہے	❖
200	حضرت عمر کا عبد اللہ بن ابی منافق کے بارے میں اجازت طلب کرنا	❖
201	حضرت عمر خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی محبت رسول ﷺ	❖
204	اپنے باپ کے قتل کی اجازت	❖
205	آج تجھے پتہ چل جائے گا کہ کون زیادہ عزت والا ہے	❖
208	حضرت ابوبکر و مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دفاع رسول ﷺ	❖
211	تمہارا ناس ہو اپنی آواز دپست کرو	❖

214	✽	اصحاب رسول ﷺ کیوں دوڑے
218	✽	رسول اللہ ﷺ پر اپنے ماں باپ اور خود کو قربان کرنا
227	✽	یار رسول اللہ ﷺ میں اپنی زبان سے چیڑ پھاڑ کر رکھ دوں گا
231	✽	صحابہ کرام کا رسول اللہ ﷺ پر خوف کے وقت ان کے گرد جمع ہو جانا
233	✽	یار رسول اللہ ﷺ میں آپ کے لیے پہرا دینے آیا ہوں
234	✽	میں نے خوف محسوس کیا اس لیے پہرا دیا
235	✽	حفاظت رسول ﷺ کا بدلہ جنت
237	✽	رسول اللہ ﷺ کے بعض محافظین کے اسماء گرامی
237	✽	زمانہ نبوی میں شاتم الرسول کے قتل کے واقعات
239	✽	نوٹ
239	✽	شاتم رسول کی سزا
241	✽	اہل ذمہ شاتم الرسول کے لیے صحابہ کا اسی قانون پر عمل کرنا
242	✽	دفاع رسول اللہ ﷺ میں جانوروں کا کردار
243	✽	مذبحہ جانور اور دفاع رسول ﷺ
248	✽	دراز گوش دفاع رسول اکرم ﷺ
249	✽	شیر اور دفاع غلام رسول حضرت سفینہ
250	✽	مکوی اور دفاع رسول ﷺ
251	✽	کبوتری اور دفاع رسول ﷺ
252	✽	درخت اور دفاع رسول ﷺ
253	✽	شیر اور دفاع رسول ﷺ
256	✽	جنگلی بکرا اور دفاع رسول ﷺ

256	کتا اور دفاع رسول ﷺ	❖
258	جن اور دفاع رسول ﷺ	❖
260	آگ اور دفاع ناموس رسالت	❖
262	فصل چہارم رسول اللہ ﷺ کو ایذا دینے والے کی سزا کا بیان	
262	دنیاوی سزا	❖
262	گستاخ رسول اگر مسلمان تھا تو اس کی سزا	❖
262	قرآن اور سزائے شام الرسول	❖
267	حدیث اور سزائے شام الرسول	❖
269	گستاخ رسول کو زمین نے قبول نہ کیا	❖
270	رسول اللہ ﷺ کا بعض گستاخوں کی قتل کی اجازت نہ دینا	❖
272	اجماع امت شام رسول کی سزا	❖
282	قیاس شام رسول کی سزا	❖
283	ذمی گستاخ رسول کی سزا	❖
284	کعب بن اشرف گستاخ رسول کا قتل	❖
285	ابورافع بن الحقیق گستاخ کا قتل	❖
288	ایک یہودی گستاخ رسول عورت کا قتل	❖
290	ایک مشرک گستاخ رسول کا قتل	❖
290	اپنے والد کا قتل	❖
292	ابن خطل کا قتل	❖
295	مذہب مالکی	❖

296	مذہب شافعی	✱
296	مذہب حنبلی	✱
298	مذہب حنفی	✱
302	اخروی سزا	✱
307	مومن پر حقوقِ رسول اللہ ﷺ	✱
312	کافر پر حقوقِ رسول اللہ ﷺ	✱
315	ہے صحابہ کی اقتداء لبیک یا رسول اللہ ﷺ (نعرہ لبیک یا رسول اللہ ﷺ احادیث کی روشنی میں)	
315	انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پکارا لبیک یا رسول اللہ ﷺ	✱
316	حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پکارا لبیک یا رسول اللہ ﷺ	✱
316	حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے پکارا لبیک یا رسول اللہ ﷺ	✱
317	حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے پکارا لبیک یا رسول اللہ ﷺ	✱
318	حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے پکارا لبیک یا رسول اللہ ﷺ	✱
318	حضرت عبد اللہ بن قیس رضی اللہ عنہ نے پکارا لبیک یا رسول اللہ ﷺ	✱
319	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پکارا لبیک یا رسول اللہ ﷺ	✱
320	حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے پکارا لبیک یا رسول اللہ ﷺ	✱
320	حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ نے پکارا لبیک یا رسول اللہ ﷺ	✱
321	حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے پکارا لبیک یا رسول اللہ ﷺ	✱
321	حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پکارا لبیک یا رسول اللہ ﷺ	✱
322	حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پکارا لبیک یا رسول اللہ ﷺ	✱
322	حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے پکارا لبیک یا رسول اللہ ﷺ	✱
322	حضرت ذؤنبر رضی اللہ عنہ نے پکارا لبیک یا رسول اللہ ﷺ	✱

323	حضرت مرثد رضی اللہ عنہ نے پکارا البیک یا رسول اللہ ﷺ	❖
323	ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے پکارا البیک یا رسول اللہ ﷺ	❖
324	ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے پکارا البیک یا رسول اللہ ﷺ	❖
325	حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے پکارا البیک یا رسول اللہ ﷺ	❖
325	حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا نے پکارا البیک یا رسول اللہ ﷺ	❖
326	حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے پکارا البیک یا رسول اللہ ﷺ	❖
326	مزدوں نے پکارا البیک یا رسول اللہ ﷺ	❖
327	جانوروں نے پکارا البیک یا رسول اللہ ﷺ	❖
328	لبیک یا رسول اللہ ﷺ کے معانی	❖
331	عرض مترجم	❖
332	مآخذ و مراجع	❖

## انتساب

تمام اُن مجاہدینِ ناموس رسالت کے نام جو اپنی جان و مال، اور ہر قیمتی چیز سے بڑھ کر محبت رسول اللہ ﷺ کو مقدم رکھتے ہیں بالخصوص رسول اللہ ﷺ کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نام جن کی دفاع رسول ﷺ میں قربانیاں ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔

ابو احمد محمد نعیم قادری رضوی غفرلہ

(فاضل و مدرس جامعہ قادریہ عالمیہ نیک آباد مراٹھیاں شریف گجرات)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

ہر سو ہے ایک صدا " لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
زمیں گونجی آسماں گونجا " لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

حامی دین ہدی، محافظ عصمت مصطفیٰ  
ہے صحابہ کی اقتداء " لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

عشق مصطفیٰ، فکر سرہندی و رضا  
ملت پہ جاں سے فدا " لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

زنگی و ایوبی کا دھا (۱) محمود و غوری کی صدا  
ہے نعرہ ہر مجاہد کا " لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

قائم کی ایک اتھا اے مرد سنی سن دار  
ہے ہم سب کی بھا " لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

### چند ضروری باتیں

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نؤمن به و نتوكل عليه و نعوذ بالله من شرور  
انفسنا و من سيئات اعبالنا من يهد الله فلا مضل له و من يضلله فلا هادي له و نشهد ان  
لا اله الا الله وحده لا شريك له و نشهد ان سيدنا و مولانا محمدا عبده و رسوله - اللهم  
صل على سيدنا و مولانا محمد وعلى اله و صحبه اجمعين ابد الابدين برحمتك يا ارحم

الراحمين

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ کے ہاتھوں میں  
موجود کتاب "لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ" فضيلة الشيخ ڈاکٹر سید خلیل بن ابراہیم ملا خاطر  
العزامی الحسینی الشافعی "جو کہ مدینہ منورہ میں شیخ الحدیث و علوم الحدیث ہیں کی کتاب " واجب الامة نحو  
نبی الرحمة ﷺ " کا ترجمہ و تسہیل ہے انتہائی قابل عزت برادر مکرم جناب شہباز وحید صاحب نے مجھے یہ کتاب بھیجی یہ اُن  
دنوں کی بات ہے کہ جب ختم نبوت کے قانون میں ترمیم کی گئی پھر مجاہدین ناموس رسالت کے پر زور احتجاج پر اس کو واپس لیا  
گیا غالباً یہ دسمبر 2017 کو میرے پاس آئی جب میں نے اس کی فہرست پر نظر ڈالی تو دل میں ایک عجیب سی کیفیت پیدا ہوئی  
کہ ہم صرف پاکستان والے ہی نہیں بلکہ مدینہ منورہ میں حدیث کا درس دینے والے بھی وہی جذبات رکھتے ہیں جو آج ہمارے  
دلوں میں موجزن ہیں اس کتاب کے مصنف، اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں برکت دے مدینہ منورہ کی جانی پہچانی شخصیت ہیں  
انہوں نے اپنی اکثر تصانیف رسول اللہ ﷺ کی سیرت پر ہی لکھی ہیں، ان کی اس کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایک سچے  
عاشق رسول ﷺ ہیں اور اپنے میں دل وہی اعتقاد رکھتے ہیں جو صحابہ کرام کے تھے اور آج اہل سنت و جماعت کے سینوں  
میں محفوظ ہیں، آپ تقریباً دو سو سے زائد کتب کے مصنف ہیں، شافعی ہیں اور کتب شافعیہ پر خاصی دسترس رکھتے ہیں۔ میں

- (مترجم) یہاں پر چند ضروری باتیں کرنا چاہتا ہوں جن کا معلوم ہونا اس کتاب کے مطالعہ کے لیے اشد ضروری ہے:
- ہم نے اس کتاب کا ترجمہ کرتے ہوئے اس کتاب کی خوبصورتی میں اضافہ کرنے کے لیے چند باتوں کو مد نظر رکھا ہے۔
- 1- اس کتاب میں آیات قرآنیہ کا ترجمہ کرتے وقت حتی الامکان اعلیٰ حضرت عظیم البرکت سیدی وسندی ومرشدی امام احمد رضا خان البریلوی علیہ الرحمۃ القوی کا ترجمہ کنز الایمان لگایا ہے تاکہ ادب، عشق، اور ترجمہ قرآن میں تصحیح کا پہلو نہ چھوٹے۔
  - 2- دورانِ ترجمہ ہم نے اس کتاب کو اشعار کے ساتھ مزین کیا ہے تاکہ پڑھنے میں لطف کا اضافہ ہو اور اس کے لیے ہم نے وہ اشعار منتخب کیے ہیں جو واقعتاً ہی کسی ماہر شاعر کے ہیں۔
  - 3- تخریج کے متعلق انتہائی احتیاط کی گئی ہے اور جس کتاب سے تخریج کی گئی ہے اس کے اشاعتی ادارے کا نام اور سن اشاعت بھی نقل کیا ہے۔ تاکہ حوالہ تلاش کرنے میں مزید آسانی ہو۔
  - 4- دورانِ ترجمہ ہم نے عقیدہ کی اصلاح اور بات کو آسان بنانے کے لیے معمولی سا تصرف بھی کیا گیا ہے تاکہ اس کتاب سے قارئین کو خوب نفع حاصل ہو۔
  - 5- توجہ طلب عبارات کو "انڈر لائن" کے ذریعے واضح کیا گیا ہے۔

## مقدمہ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمُنْفِرِ بِإِسْمِهِ الْأَسْمَى ۝ الْمُخْتَصِ بِالْمُلْكِ الْأَعَزِّ الْأَخْلَى ۝ الَّذِي لَيْسَ دُونَهُ مُنْتَهَى وَلَا وَرَاءَهُ مَزَلَى ۝ الظَّاهِرُ يَقِينًا لَا تَخِيلًا وَلَا وَهْنًا ۝ الْبَاطِنُ تَقْدُمًا لَا عَدَمًا ۝ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ رَحْمَةً وَعِلْمًا ۝ وَأَسْبَغَ عَلَى أَوْلِيَآئِهِ نِعْمًا عَثَا ۝ وَبَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ عَرَبًا ۝ عَجَبًا ۝ وَأَرْكَاهُمْ مَّخْتَدًا وَمَنْهَى ۝ وَأَرْجَحَهُمْ عَقْلًا وَجِسْمًا ۝ وَأَوْفَرَاهُمْ عِلْمًا وَفَهْمًا وَأَقْوَاهُمْ يَقِينًا وَعَزَمَاهُمْ أَشَدَّهُمْ بِهِمْ رَأْفَةً ۝ وَرَحْمَةً رَّكَآ وَرُوحًا وَجِسْمًا ۝ وَحَاشَا عَيْنِيَّاءَ وَصَنَاءَ ۝ وَإِتَاءَ حِكْمَةٍ وَحُكْمًا ۝ وَفَتَحَ بِهِمْ أَعْيُنًا عُنْيًا وَقُلُوبًا غُلْفًا ۝ إِذَا مَا صُبَّاهُ فَأَمَّنَ بِهِ وَعَزَّرَهُ وَنَصَرَهُ مَن جَعَلَ اللَّهُ لَهُ فِي مَغْنَمِ السَّعَادَةِ قِسْمًا ۝ وَكَذَّبَ بِهِ وَصَدَفَ عَنْ آيَاتِهِ مَن كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِ الشَّقَا ۝ حَتَّىٰ هُوَ وَمَن كَانَ فِي هَذِهِ أَغْنَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَغْنَىٰ ۝ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَوةً تَشْتَوِي وَتُشَلِّى ۝ وَعَلَىٰ إِلَهٍ تَسْلِيًا۔

(ترجمہ) اللہ عزوجل ہی کے لئے تمام تعریفیں ہیں جو اپنے بلند نام میں یکتا، جو بلند نام کے ساتھ مخصوص ہے، وہی ہے جس کے سوا اور کوئی منتہی نہیں اور اس کے سوا کوئی مطلوب نہیں۔ وہ حقیقتاً ظاہر ہے، وہی وخیالی نہیں۔ وہ باطن ہے تقدس کے اعتبار سے، معدوم ہونے کے اعتبار سے نہیں۔ رحمت و علم سے تمام کائنات کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور اپنے محبوبوں کو غایت کرم سے اپنی وافر نعمتوں سے نوازا۔

اس نے انہیں میں سے ان کی جانب ایسا بہترین رسول بھیجا، جو عرب و عجم میں بے مثل اور اصل و نسل، حسب و نسب اور اصالت میں ان میں سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ عقل و فراست و دانائی اور بردہاری میں ان سے فزوں تر، علم و بصیرت میں ان سے زیادہ یقین محکم اور عزم راسخ میں ان سے قوی تر، رحم و کرم میں ان پر سب سے زیادہ رحیم و شفیع، (اللہ عزوجل نے ہر قسم کی بشری آلودگیوں سے) ان کے روح و جسم کو مطلق اور عیب و نقص سے ان کو منزہ رکھا۔ ایسی حکمت و دانائی سے ان کو

نوازا کہ جس نے اندھی آنکھوں، غافل دلوں اور بہرے کانوں کو کھول دیا۔

وہی شخص آپ پر ایمان لاتا ہے اور آپ کی عزت و نصرت کرتا ہے جس کے نصیب میں اللہ عزوجل نے نیک بختی رکھی ہے اور وہی آپ کی تکذیب اور آپ کے معجزات سے روگردانی کرتا ہے کہ جس پر اللہ عزوجل نے بد بختی لازم کر دی ہے کیونکہ جو اس دنیا میں اندھا رہا وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا۔ اللہ عزوجل کا ان پر صلوٰۃ و سلام ہو اور ایسی رحمتیں ہوں جو ہمیشہ بڑھتی اور بھلتی پھلتی رہیں اور ان کے آل و اصحاب پر بھی پورا اسلام ہو۔

آج کے اس پر فتن دور میں کہ امتِ مصطفیٰ ﷺ اپنے اوپر نبی اکرم ﷺ کے حقوق کو بھول چکی ہے، اور نبی رحمت ﷺ کی ناموس پر اعداء دین دن رات حملوں میں مصروف ہیں اس امر کی اشد ضرورت محسوس کی گئی کہ اس امت کو جگانے کے لیے کئی مرد مجاہد میدانِ عمل میں نکلے اور نکل رہے ہیں لیکن وقت کا امام وہی ہوتا ہے جو محبت رسول ﷺ کا ایسا جام پیلائے کہ دنیا حقیر نظر آنے لگے ڈاکٹر محمد اقبال علیہ رحمۃ سے کسی نے امامت و قیادت کے متعلق سوال کیا کہ امام کیسا ہونا چاہیے تو آپ نے یوں فرمایا کہ:

تو نے پوچھی ہے امامت کی حقیقت مجھ سے  
حق تجھے میری طرح صاحبِ اسرار کرے  
ہے وہی تیرے زمانے کا امام برحق  
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے  
موت کے آئینے میں تجھ کو دکھا کر رخ دوست  
زندگی تیرے لیے اور بھی دشوار کرے  
دے کے احساسِ زیاں تیرا لہو گر مادے  
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے  
فتنہ ملتِ بیضا ہے امامت اس کی  
جو مسلمان کو سلاطین کا پُرستار کرے

ضرورت اس امر کی ہے کہ امتِ مصطفیٰ ﷺ کو ان حقوقِ مصطفیٰ ﷺ سے آگاہ کیا جائے جو اس پر واجب ہیں، تاکہ وہ اپنے اوپر نبی اکرم ﷺ کے حقوق کو پہچان کر ان کو بحسن و خوبی ادا کریں، انہی مقاصد کو پورا کرنے کے لیے یہ کتاب "واجب الامۃ نحو نبی الرحمة" لکھی گئی، علاوہ ازیں اس کتاب کی تالیف میں جو امور اسباب بنے ان میں سے کچھ یہ ہیں کہ:

- (1) اکثر امتِ مصطفیٰ ﷺ اپنے نبی ﷺ کی سیرت، شامل، سے ناواقف ہے، آج کل تو ہمیں یہ بھی معلوم نہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی ازواج کتنی تھیں اس کی قبور کہاں ہیں ہمارے اور ہمارے نبی ﷺ کے درمیان کتنے سال گزر گئے ہیں وغیرہ۔
- (2) اکثر مسلمان نبی اکرم ﷺ کی تعظیم و توقیر اور عزت و تکریم نہیں کرتے اور یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج کا مسلمان اپنے نبی کو بھی انہی صفات کا حامل مانتا ہے جو خود اس کے اندر ہیں مطلب یہ کہ اس کو یہ بھی معلوم نہیں کہ ہمارے نبی ﷺ کو جو اللہ تعالیٰ نے صفات عطاء فرمائی ہیں وہ اس بلکہ کسی بھی امتی کے لائق نہیں۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک کی حاضری کو ناجائز و حرام، اور نبی اکرم ﷺ کے روضہ مبارک کی طرف منہ کر کے کوئی اور کلام تو دور کی بات کلام الہی قرآن مجید کی ایک آیت بھی پڑھنے کی اجازت نہیں دیتے اور یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں سوشل میڈیا پر اس کے کئی دلائل موجود ہیں۔
- (3) بعض لوگ عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ پر تہمت لگاتے ہیں کہ یہ نبی اکرم ﷺ کی شان میں غلو و مبالغہ کرتے ہیں، ان کا یہ اعتراض نبی اکرم ﷺ کی سیرت اور نبی اکرم ﷺ کے حقوق کو نہ جاننے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مصطفیٰ ﷺ کی شان بیان کرنے کے انداز سے لاعلمی کی وجہ سے ہے ورنہ وہ کونسا مسلمان ہے جو یہ کہے کہ نبی اکرم ﷺ کے اصحاب نے نبی اکرم ﷺ کی شان میں مبالغہ کر کے غلو اور شرک کا دروازہ کھولا ہے، کیا یہ لوگ بھول گئے ہیں کہ ہم نے تو تمام دین نبی اکرم ﷺ کے صحابہ سے لیا ہے، ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جو بھی نبی اکرم ﷺ کے اصحاب جن کے اسلام کی گواہی خود اللہ تعالیٰ نے دی ہے کے ایمان میں شک کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔
- (4) افسوس اس بات کا ہے کہ یہ کام یہود و ہنود سے تو صادر ہوتے ہی ہیں لیکن بعض دعویٰ ایمان کرنے والے بھی اس کی لپیٹ میں آجاتے ہیں۔ اس کتاب کا چوتھا سبب امت اور نبی اکرم ﷺ کے درمیان تعلق کی کمزوری ہے، اور اس کمزوری کا سب سے بڑا سبب ہے کہ ہم لوگ لوگوں اور اپنے بچوں کے سامنے کفار کے بڑے بڑے لوگوں کی سیرت تو رکھتے ہیں لیکن اپنے نبی ﷺ کی سیرت جو کہ ہر عیب سے پاک ہے نہیں رکھتے اور اگر کچھ لوگ نبی اکرم ﷺ کے خصائل و شامل کو بیان کرتے بھی ہیں تو آٹے میں نمک برابر، یا ان میں خلوص کی کمی کی وجہ سے لوگوں پر ان کی باتوں کا اثر نہیں ہوتا۔
- (5) نبی اکرم ﷺ اور امت کے درمیان لا تعلقی کا دوسرا سبب نبی اکرم ﷺ کی احادیث کو چھوڑ کر مشرکین و کفار کی نامور شخصیات کے اقوال سے دلائل دینا اور سبق حاصل کرنا بھی شامل ہے۔ بلکہ آج تو اس امت کا یہ حال ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے مقابلہ میں وہ کافر و اکثر کی بات کو زیادہ ترجیح دیتا ہے، یہ بھی نبی اکرم ﷺ کے حقوق سے بے خبری اور لاعلمی کا نتیجہ ہے۔
- (5) امتِ مصطفیٰ ﷺ کا باوجود کثیر ہونے کے کفار اور یہود و ہنود سے خوف رکھنا بھی نبی اکرم ﷺ کے حقوق اور نبی اکرم ﷺ کی شان سے لاعلمی کا نتیجہ ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يُوشِكُ الْأَمَمُ أَنْ تَدَاعَى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْأَكَلَةُ إِلَى قَصْعَتِهَا، فَقَالَ قَائِلٌ وَمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ بَلْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيرٌ وَلَكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ وَلَيَنْزَعَنَّ اللَّهُ مِنْ صُدُورِ عَدُوِّكُمْ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ وَلَيَقْذِفَنَّ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمُ الْوَهْنَ، فَقَالَ قَائِلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْوَهْنُ؟ قَالَ حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ" ○

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قریب ہے کہ دیگر قومیں تم پر ایسے ہی ٹوٹ پڑیں جیسے کھانے والے پیالوں پر ٹوٹ پڑتے ہیں" تو ایک کہنے والے نے کہا: کیا ہم اس وقت تعداد میں کم ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہیں، بلکہ تم اس وقت بہت ہو گے، لیکن تم سیلاب کی جھاگ کے مانند ہو گے، اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کے سینوں سے تمہارا خوف نکال دے گا، اور تمہارے دلوں میں {وہن} ڈال دے گا" تو ایک کہنے والے نے کہا: اللہ کے رسول! {وہن} کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ دنیا کی محبت اور موت کا ڈر ہے۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہود و ہندو کا ہمارے اوپر خوف دنیا کی محبت اور موت کا ڈر ہے اور یہ دونوں چیزیں نبی اکرم ﷺ سے برائے نام محبت کی پیداوار ہیں۔ اس لیے کہ جو نبی اکرم ﷺ سے سچی محبت کرتا ہے اس کو نہ دنیا کے مال سے محبت ہوتی ہے اور نہ موت کا ڈر۔

نوٹ: یہ حدیث اپنے تمام طرق سے صحیح ہے۔ ابو احمد غفرلہ۔

(6) حقوق مصطفیٰ ﷺ سے لاعلمی کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ اکثر علماء (جو کہ عربی کتب کے تراجم پر قادر ہیں) نے نبی اکرم ﷺ کی سیرت خصائص و شمائل وغیرہ پر لکھی جانے والی کتب کا ترجمہ نہ کر کے عوام کو بے خبر رکھا ہے اس لیے کہ انہیں کتب میں نبی اکرم ﷺ کی قدر و منزلت اور تمام انبیاء سے افضل ہونے کا بیان ہے۔

(7) حقوق مصطفیٰ ﷺ سے لاعلمی کا ایک نتیجہ یہ بھی ہے کہ اکثر مسلمان بالخصوص اہل مغرب کی ظاہری شکل و صورت اسلام اور نبی اکرم ﷺ کی سنتوں کے موافق نہیں ہے، یہ یا تو ان کے اسلام سے انحراف کی وجہ سے ہے یا پھر غلبہ جہالت یا پھر مغرب کی تہذیب میں سما جانے کی وجہ سے ہے۔

(۱)... (الكتاب: سنن أبي داود. المؤلف: أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السجستاني (المتوفى:

275هـ). المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد. الناشر: المكتبة العصرية. صيدا - بيروت. كتاب الملاحم. باب تداعي الامم على الاسلام. ج ۱، ص ۱۱۱)



- (8) اکثر مشرقی و مغربی نام نہاد علماء کا نبی اکرم ﷺ کی شان سے جاہل ہونا بھی میری اس کتاب کا ایک سبب ہے، کہ اپنے اوپر اسلام کا لبادہ اوڑھنے والے ہی نبی الاسلام ﷺ کے حقوق سے ناواقف ہے تو دوسروں کا کیا کہنا؟؟؟۔
- (9) اس کتاب کی تالیف کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ یہود، ہنود، اور نصاریٰ نے جو شکل اسلام اور نبی اکرم ﷺ کی سیرت اپنے بیروکاروں کے سامنے رکھی ہے چاہے وہ مجلات میں ہے یا رسائل وغیرہ میں ان کا قلع قمع کرنا اور نبی اکرم ﷺ کی حقیقت سے لوگوں کو آگاہ کرنا۔ اس لیے کہ آج کل کچھ لوگ نبی اکرم ﷺ کی سیرت کو کسی مستند عالم سے نہیں بلکہ یہود و ہنود اور نصاریٰ، کے پادریوں، پنڈتوں، اور راہبوں سے حاصل کرتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ نبی اکرم ﷺ کے حقوق سے کوسوں دور ہو جاتے ہیں بلکہ نبی اکرم ﷺ کو اپنے جیسا گمان کرتے ہیں۔
- (10) یہود و نصاریٰ کو یہ معلوم ہے کہ مسلمان ہر نبی پر ایمان رکھتا ہے اور ان میں سے کسی کا بھی انکار نہیں کرتا اور تمام انبیاء کرام کے ساتھ محبت اور ان پر ایمان ہی اس کی سب سے بڑی طاقت ہے اس لیے انہوں نے اسی طاقت کو مٹانے کے لیے طرح طرح کے انداز اختیار کیے انہی میں سے ایک انبیاء کرام کے حقوق کو لوگوں سے نکالنا بھی شامل ہے۔
- (11) اس بات کی بھی اشد ضرورت ہے کہ مسلمان اپنے اندر یہ عقیدہ پیدا کریں کہ نبی اکرم ﷺ تمام مخلوق سے افضل، تمام کے سردار، تاجدار ختم نبوت و رسالت، تمام نبیوں کے سردار اور امام ہیں اور تمام انبیاء انہی کے جھنڈے تلے جمع ہوں گے۔
- (12) آج نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ایسے اقوال پھیلا دیئے ہیں جن کو دیکھ کر امتِ مصطفیٰ ﷺ کو اپنے نبی یعنی محمد ﷺ کی خصوصیات، اخلاق و شمائل کم نظر آتے ہیں، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ تو نبی اکرم ﷺ کی شان میں اضافہ ہو رہا ہے اس لیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی نہیں بلکہ تمام انبیاء کرام کو نبی اکرم ﷺ پر ایمان لانے کا حکم تھا، تو اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ شان ہے تو ہمارے نبی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بھی نبی ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان بیان کرنے سے ہمارے نبی کی شان کم نہیں بلکہ زیادہ ہی ہوتی ہے (جو کہ پہلے ہی کمی سے دور ہے)
- ان تمام اسباب کو مد نظر رکھتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کی سیرت کی طرف متوجہ ہونا اشد ضروری ہے تاکہ نبی اکرم ﷺ کی محبت میں آپ کے اخلاق کریمانہ کو اپنانے میں اور آپ کی سنتوں پر عمل کرنے میں اضافہ ہو، اور یہ بھی معلوم ہو کہ ہمارے نبی کی وہ شان نہیں جو کفار و مشرکین بیان کرتے ہیں بلکہ ہمارے نبی کی شان وہ ہے جس کو اصحاب رسول ﷺ نے بیان کیا۔
- الغرض یہ کہ کفار کے ظلم، خوف، اور تحکم سے نجات کے لیے مسلمانوں کا اپنے رب اور اپنے نبی ﷺ کے حقوق پر عمل کرنا اشد ضروری ہے، میں سمجھتا ہوں کہ نبی اکرم ﷺ کی ناموس اور ختم نبوت پر حملے، اعداء اسلام کا مسلمانوں پر ظلم، ہماری آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہے، ہم کو چاہیے کہ ہم نبی اکرم ﷺ سے ایسی ہی محبت کریں جیسی نبی اکرم ﷺ کے

اصحاب نے آپ سے کی ہے بیشک نبی اکرم ﷺ کے مقام کو زوال نہیں، آپ ﷺ کی جو قدر و منزلت اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے وہ ختم ہونے والی نہیں اور اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ میں کوئی نہ کوئی ایسا مرد پیدا فرمایا جو لوگوں کو نبی اکرم ﷺ کے حقوق سے آگاہ کرتا رہا۔

اس کتاب میں ہم آپ کے سامنے چار فصلیں رکھیں گے جن کا تعارف درج ذیل ہے:

### فصل اول:

نبی اکرم ﷺ کی محبت اور تعظیم و توقیر کا بیان۔

### فصل دوم:

نبی اکرم ﷺ کی اطاعت اور نبی اکرم ﷺ کی سنت کی حفاظت اس لیے کہ مسلمانوں کو ان دونوں کی حاجت ہے، ان دونوں فصلوں میں اختصار کے ساتھ کام لیا جائے گا۔

### فصل سوم:

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نبی اکرم ﷺ پر جان فدا کرنے، آپ کی مدد کرنے، اور آپ کو ایذا دینے والے کو سزا یا قتل کرنے کے بارے میں نظریہ۔ یہی فصل ہماری کتاب کی اصل ہے اور یہی فصل ہماری اس کتاب کا مقصد ہے۔

### فصل چہارم:

رسول اللہ ﷺ کو ایذا دینے والوں کی سزا کے متعلق قرآن و حدیث کی روشنی میں تحقیق کی جائے گی، انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس کتاب کو آیات قرآنیہ احادیث نبویہ ﷺ اور اقوال ائمہ و علماء کے ساتھ مزین کریں گے، میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے میرے اس مشن میں کامیابی سے نوازے اور اس کتاب سے میری حقیقی غرض کو پورا فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم الامین۔ (ترجمہ بتصرف)

ابو ابراہیم

خلیل بن ابراہیم ملا خاطر العزّامی

(استاذ الحدیث و علوم الحدیث مدینہ منورہ)

## چند ناقابلِ فراموش حقائق

اکثر لوگ کہتے ہیں کہ جو آدمی نبی اکرم ﷺ کو ایذا دے یا آپ ﷺ کو گالی دے (العیاذ باللہ من ذلک) تو اس کے بارے میں امت کا کیا موقف ہونا چاہیے؟؟ ہم اس سوال کے جواب میں چند حقائق آپ کے سامنے رکھتے ہیں جن سے اس سوال کا جواب بالکل واضح ہو کر آپ کے سامنے آ جائے گا اور آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ کتنا اہم اور اسلام کا بنیادی و اساسی عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ مطالعہ کی توفیق کے ساتھ ساتھ محبت نبوی ﷺ اور عدل پسندی بھی توفیق دے آمین۔

(1) اللہ تعالیٰ اور تحفظ رسالت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ۖ فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَى وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (۱)

ترجمہ: اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بیشک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اس پر اپنا سکینہ اتارا اور ان فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھی اور کافروں کی بات نیچے ڈالی اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ (کنز الایمان)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کئی چیزوں کو بیان فرمایا ان میں سے چند یہ ہیں:

(1) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی نصرت فرمائی اور یہ نصرت کوئی ایک دودن کی نہ تھی بلکہ ہمیشہ کے لیے

ہے۔ اس لیے کہ جب اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی اس وقت مدد فرمائی جب غار میں سوائے آپ ﷺ کے یار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کوئی نہ تھا تو اس وقت جب کہ آپ کے ساتھ مسلمانوں کی ایک بہت بڑی جماعت ہے تو کیوں نہ مدد فرمائے گا۔

(2) اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سکینہ نازل فرمایا۔

(3) فرشتوں کی فوج کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کی مدد فرمائی۔

(4) اللہ تعالیٰ نے اپنا بول بالا فرمایا۔

(5) کفار کو رسوا کیا۔

اس کے باوجود جب اس زمانہ کے مسلمانوں نے اپنے نبی علیہ السلام کے دین پر نبی اکرم ﷺ کی مدد نہ کی تو یہی ان کے ایمان، اپنے رب کے ساتھ تعلق اور نبی اکرم ﷺ کی محبت اور آپ ﷺ کی اطاعت کی کمزوری کا سبب بنا۔

(2) انبیاء کرام، مخلصین اور صادقین پر نبی اکرم ﷺ کی ناموس کا تحفظ فرض ہے:

اللہ تعالیٰ اپنے مومن اور مخلص فی الدین لوگوں کی صفات کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

"الَّذِينَ أَخْرَجُوا مِنْ دِيَرِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ"   
 "أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ" ۝

ترجمہ: جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے اللہ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے اور اللہ و رسول کی مدد کرتے وہی سچے ہیں۔ (کنز الایمان)

بلکہ اللہ تعالیٰ نے تو انبیاء کرام علیہم السلام سے بھی نبی اکرم ﷺ کی مدد و نصرت کا عہد لیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْنَاكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ۝

ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف

لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔ مطلب یہ کہ کسی کی مدد و نصرت کا واجب ہونا اس مدد و نصرت میں ہر چیز کو قربان کر دینے کا تقاضا کرتا ہے چاہے وہ مال ہو یا اولاد یا ماں باپ یا اپنی جان، یعنی جس طرح بھی نصرت و مدد ہو سکے کر دیا جائے یا جاتی ہے۔

(3) امت پر نبی اکرم ﷺ کو ہر چیز سے مقدم جاننا واجب ہے:

اللہ تعالیٰ نے امتِ مصطفیٰ پر نبی اکرم ﷺ کو ہر چیز سے مقدم جاننا، نبی اکرم ﷺ کی رضا کو اپنی جانوں اور رضا سے مقدم جاننا، اپنی خواہشات کو بھی نبی اکرم ﷺ کی خواہش کے تابع کرنا واجب فرمایا، اسی لیے ہی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنْفُسِهِمْ عَنْ نَفْسِهِ

ترجمہ: مدینہ والوں اور ان کے گرد دیہات والوں کو لائق نہ تھا کہ رسول اللہ سے پیچھے بیٹھ رہیں اور نہ یہ کہ ان کی جان سے اپنی جان پیاری سمجھیں۔

یہ عتاب اور تنبیہ زندہ اور ایمان سے مامور دلوں کے لیے ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ان کے نزدیک ہر چیز سے مقدم جانو، خواہشات و رغبات تو دور کی بات اپنی جانوں سے بھی مقدم جاننا لازم و واجب ہے۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

الْبَيْتُ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ (۱)

ترجمہ: یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔

(4) اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت کو تمام محبتوں سے مقدم کرنا واجب ہے:

اللہ تعالیٰ نے امتِ مصطفیٰ پر یہ بھی لازم کیا ہے کہ وہ اپنی تمام محبتوں سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کو مقدم جانیں اسی لیے اللہ تعالیٰ نے تمام محبتوں کا ذکر فرما کر ارشاد فرمایا:

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ ۖ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِينُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّعُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ ۚ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ (۱)

ترجمہ: تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

اس آیت سے جو اللہ تعالیٰ بتانا چاہتا ہے وہ اہل قلوب میں سے کسی پر غفلت نہیں۔ اسی طرح خود نبی اکرم ﷺ نے بھی اسی بات کو ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ:

عَنْ قَتَادَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا، يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهِ وَوَالِدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ" (۲)

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے اپنے بال بچوں، اس کے ماں باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ اسے محبوب نہ ہو جاؤں۔

ایک اور روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، مِمَّا حَدَّثَهُ عَنْهُ الرَّحْمَنِيُّ بْنُ هُرْمُزٍ، مِمَّا ذَكَرَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ حَدَّثَنِي، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهِ وَوَالِدِهِ" (۳)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس ذات کی قسم، جس

(۱)... (العوبة: ۲۲)

(۲)... (صحیح البخاری، الإيمان، باب حب رسول اللہ ﷺ من الإيمان) (۱۵)، صحیح مسلم، الإيمان، باب وجوب محبة رسول اللہ ﷺ أكثر من الأهل والولد والوالد والناس أجمعين (70)، سنن ابن ماجہ، المقدمة (۶)، مسند احمد (۲/۱۶۵، ۲۰۶، ۲۵۵، ۲۵۸)، سنن الدارمی، الرقاق (۲۰) (۲۵۸۳) (صحیح)

(۳)... (صحیح البخاری، الإيمان، باب حب رسول اللہ ﷺ من الإيمان)

کے دست قدرت میں میری جان ہے اتم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے بیوی بچوں اور اس کے ماں باپ سے زیادہ اسے محبوب نہ ہو جاؤں۔

مسلم شریف کی ایک روایت میں "لا يؤمن عبد" اور ایک روایت میں "لا يؤمن رجل" کے الفاظ ہیں۔ (۱)  
 "عن عَبْدِ اللَّهِ بْنِ هِشَامٍ، قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا مِنْ نَفْسِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «لَا، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ» فَقَالَ لَهُ عُمَرُ فَإِنَّهُ الْآنَ، وَاللَّهِ، لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «الآنَ يَا عُمَرُ» (۲)

ترجمہ: عبد اللہ بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں، سو میری اپنی جان کے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ (ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا) جب تک میں تمہیں تمہاری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: پھر واللہ! اب آپ مجھے میری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں، عمر! اب تیرا ایمان پورا ہوا۔

اس مذکورہ آیت کریمہ اور ان احادیث سے، جان، والدین، بیوی بچے، بہن بھائی، خاندان، اور تمام لوگوں، مال، تجارت، اور گھروں اور بنگلوں وغیرہ سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کی تقدیم واضح ہو جاتی ہے، اور اگر ان میں سے کسی کی بھی محبت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت سے مقدم ہوئی تو اس کا جواب خود نبی اکرم ﷺ نے ماقبل حدیث میں دے دیا۔

جو آدمی ہر چیز سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کو مقدم رکھتا ہے وہی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ

(۱) (صحیح مسلم فی الکتاب والباب السابقین رقم: 69)

(۲) (صحیح بخاری کتاب الايمان والعلو، باب کیف كان يحب من النبي ﷺ رقم: 6632)



ﷺ کا حقیقی مقرب، صاحب ایمان اور ایمان۔ ملاوت و مٹھاس کو پانے والا ہے۔ اسی لیے خود نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " قَلَّ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ أَنْ يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ، وَأَنْ يَكْرَهُ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقَذَّفَ فِي النَّارِ (۱)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص میں یہ تین باتیں ہوں گی وہ ایمان کا مزہ پالے گا، ایک یہ کہ وہ شخص جسے اللہ اور اس کا رسول ان کے ماسوا سے زیادہ عزیز ہوں اور دوسرے یہ کہ جو کسی بندے سے محض اللہ ہی کے لیے محبت کرے اور تیسری بات یہ کہ جسے اللہ نے کفر سے نجات دی ہو، پھر دوبارہ کفر اختیار کرنے کو وہ ایسا برا سمجھے جیسا آگ میں گر جانے کو برا جانتا ہے۔

اب جس آدمی کو رسول اللہ ﷺ حقیقاً تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہوں وہ نبی اکرم ﷺ کی ناموس کی حفاظت نہ کرے، نبی اکرم ﷺ کا دل و جان سے احترام نہ کرے، اسے آپ کو نبی اکرم ﷺ کے دین کی خدمت کے لیے فناء نہ کرے، نبی اکرم ﷺ کی ناموس اور دین اسلام پر حملوں کا دفاع نہ کرے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا، اور اگر کوئی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت کا دعویٰ کرنے کے باوجود مذکورہ کام نہ کرے تو سمجھ لیجئے کہ یہ دعویٰ محبت میں کذاب اکبر ہے۔

(5) اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے:

اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی حفاظت و عصمت کا ذمہ خود لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں سے نبی اکرم ﷺ کی حفاظت فرمائے گا، اور اللہ تعالیٰ نے کئی فرشتوں کو نبی اکرم ﷺ کی حفاظت اور آپ ﷺ کا دفاع کرنے پر مقرر فرمایا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَدِّعْ مَا آتَزَلِ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۖ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَغْتَ رِسَالَتَهُ ۖ وَاللَّهُ يَعْصِيكَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ (۲)

(۱)... (صحیح بخاری، کتاب الایمان باب خلاوة ایمان، باب الحب فی اللہ وحب فی النبی من ایمان، باب من الحجاز العذب والغنم والهوان علی الکفر، رقم 16، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب غصال من اتصف بہن وجد خلاوة الایمان، رقم: 68، 67)

(۲)... (البائدة: ۶۰)

ترجمہ: اے رسول پہنچا دو جو کچھ اُترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ایسا نہ ہو تو تم نے اس کا کوئی

پیام نہ پہنچایا اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے بے شک اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا۔

اب نبی اکرم ﷺ نے تو تبلیغ فرمادی اور اس تبلیغ کی شہادت خود اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے علاوہ ازیں کئی احادیث میں

اس کی تصریح موجود ہے کہ حضور علیہ السلام نے "اللھم اشھد" فرمایا۔

"حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) بیان کرتی ہیں کہ ایک رات نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم) کو نیند نہیں آرہی تھی۔ آپ نے فرمایا کاش! میرے اصحاب میں سے کوئی نیک شخص آج رات میری

حفاظت کرتا، اچانک ہم نے ہتھیاروں کی آواز سنی۔ آپ نے فرمایا یہ کون ہے؟ کہا گیا، یا رسول اللہ

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں سعد ہوں اور آپ کی حفاظت کے لیے آیا ہوں۔ پھر نبی کریم (صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم) سو گئے حتیٰ کہ ہم نے آپ کے خراٹوں کی آواز سنی۔ (۱)

علامہ قرطبی متوفی ۶۶۸ھ نے اس حدیث کو صحیح مسلم کے حوالے سے نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔

"کہ ہم اسی حال میں تھے کہ اچانک ہم نے ہتھیاروں کی آواز سنی۔ آپ نے فرمایا کون ہے؟ انہوں نے

کہا ہم سعد اور حذیفہ ہیں۔ آپ کی حفاظت کے لیے آئے ہیں، پھر آپ سو گئے، حتیٰ کہ ہم نے آپ کے

خراٹوں کی آواز سنی اور یہ آیت نازل ہوئی، پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنا سر خیمہ سے

باہر نکالا اور فرمایا: اے لوگو! واپس جاؤ بے شک اللہ نے میری حفاظت کر لی ہے۔ (۲)

اللہ تعالیٰ کا نبی اکرم ﷺ کی حفاظت فرمانے سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ

غایت درجہ کی محبت و عنایت فرماتا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا رسول اللہ ﷺ کا پہرا دینا بھی صحابہ کرام کی رسول

اللہ ﷺ کے ساتھ بے مثال محبت کی دلیل ہے اس لیے کہ حفاظت کرنے والے کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ دشمن کس طرف سے حملہ

کرائے گا، اس لیے وہ موت اور دفاع کے درمیان ہوتا ہے، لیکن جس کی حفاظت وہ ذات کرے جو ہر پوشیدہ چیز سے واقف

ہے تو اس کو کوئی کیسے نقصان دے سکتا ہے۔

(۱) ... (صحیح البخاری ج ۳، رقم الحدیث ۸۸۵۱، ج ۵، رقم الحدیث ۸۸۵۱، صحیح مسلم فضائل الصحابہ ۱۰۱، سنن ترمذی ج ۲، رقم الحدیث ۳۷۷۷، صحیح ابن حبان ج ۵، رقم الحدیث ۸۸۱۱، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳، ص ۸۱، مسند احمد ج ۳، ص ۸۱، طبع قدیم، مسند احمد ج ۲، رقم الحدیث ۳۷۷۷، طبع دار الفکر، مسند احمد (احمد شاہ کر) ج ۳، رقم الحدیث ۸۸۵۱، فضائل الصحابہ للنسائی، رقم الحدیث ۳۷۷۷، المستدرک ج ۲، ص ۸۱، تہذیب تاریخ دمشق لابن عساکر ج ۲، ص ۸۱، کنز العمال ج ۳، رقم الحدیث ۳۷۷۷)

(۲) ... (الجامع الاحکام القرآن جز ۱، ص ۸۱، مطبوعہ دار الفکر ۱۳۵۵ھ)

فرشتے دفاع رسول پر مقرر ہیں:

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ أَبُو جَهْلٍ هَلْ يُعَقِّرُ مُحَمَّدٌ وَجْهَهُ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ؟ قَالَ فَقِيلَ نَعَمْ، فَقَالَ وَالْبَلَاءِ وَالْعُرَى لَيْسَ رَأْيْتُهُ يَفْعَلُ ذَلِكَ لَأَطَأَ عَلَى رَقَبَتِهِ، أَوْ لَأَعْفَرَ فِي وَجْهِهِ فِي الثُّنَابِ، قَالَ فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي، رَعَمَ لِيَطَأَ عَلَى رَقَبَتِهِ، قَالَ فَمَا فَجَّحَتْهُمْ مِنْهُ إِلَّا وَهُوَ يَنْكُصُ عَلَى عَقْبَيْهِ وَيَشْتَقِي بِيَدَيْهِ، قَالَ فَقِيلَ لَهُ مَا لَكَ؟ فَقَالَ إِنَّ بَيْنِي وَبَيْنَهُ لَخُذْقًا مِنْ نَارٍ وَهَوْلًا وَأَجْنَحَةً، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «لَوْ دَنَا مِنِّي لَأَخْتَطَفْتُهُ الْمَلَائِكَةُ عُضْوًا عُضْوًا» ﴿١﴾

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) بیان کرتے ہیں کہ ابو جہل نے اپنے ساتھیوں سے کہا: کیا میں تمہارے سامنے (سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا منہ خاک آلود کروں؟ لوگوں نے کہا: ہاں اس نے کہا: میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر میں نے ان کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو میں ان کے گردن کو اپنے پیروں سے روندوں گا، اسے بتایا گیا کہ دیکھو وہ سامنے نماز پڑھ رہے ہیں، وہ آپ کی گردن کو روندنے کے لئے آگے بڑھا، پھر فوراً لٹے پاؤں لوٹ آیا اور اپنے ہاتھوں سے اپنا بچاؤ کر رہا تھا، لوگوں نے اس سے پوچھا: اے ابوالحکم! کیا ہوا، کیوں واپس آگئے؟ اس نے کہا: میرے اور ان کے درمیان آگ کی خندق ہے اور اس میں ہولناک چیزیں ہیں، پھر نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اگر یہ ذرا بھی میرے قریب آتا تو فرشتے اس پر جھپٹ پڑتے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے۔

(6) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے استہزا کرنے والوں کو اللہ کافی ہے:

اللہ تعالیٰ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے استہزا کرنے والوں کو کافی ہے اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی نگاہ و رحمت

(۱) ... (آخر جہ مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب ثاب قولہ: إِنْ الْإِنْسَانُ لَيَفْعَلَنَّ أَنْ رَأَاهُ اسْتَفْهَى) (2797) (38)، إسناده صحيح على شرط مسلم.

والنسائي في الملائكة من "الكبرى" كما في "تحفة الأعراف" 92/10، وأبو عوانة في البعث كما في "تحاف البهرة" 5 بورقة 185، وابن حبان (6571).

وأبو نعيم في "دلائل النبوة" (158)، والبيهقي في "دلائل النبوة" 189/2، والبيهقي في "معالم التنزيل" 508-507/4 من طرق عن معتبر بن سليمان

بهذا الإسناد وأخرجه الطبري في "تفسيره" 256/30 عن محمد بن عبد الأعلى، عن محمد بن ثور، عن أبيه ثور، عن نعيم بن أبي هند، وفي الباب عن ابن

عباس، سلف مختصر آدون ذكر الأبا في آخره رقم (2225) (الوسيط ج 5 ص 529 دار الكتب العلمية بيروت 1415 هـ)

میں ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"فَأَصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ﴿١﴾ إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ ﴿٢﴾ الَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٣﴾"

ترجمہ: تو اعلان یہ کہہ دو جس بات کا تمہیں حکم ہے اور مشرکوں سے منہ پھیر لو، بیشک ان ہنسنے والوں پر ہم تمہیں کفایت کرتے ہیں، جو اللہ کے ساتھ دوسرا معبود ٹھہراتے ہیں تو اب جان جائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَأَصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ ﴿٢﴾"

ترجمہ: اور اے محبوب تم اپنے رب کے حکم پر ٹھہرے رہو کہ بیشک تم ہماری نگہداشت میں ہو اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو جب تم کھڑے ہو۔

• اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ہر دشمن کو جواب دیا دو مثالیں قرآن سے پیش کرتا ہوں۔

(۱) امام احمد بن سعد اور امام ابن عساکر نے حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) سے روایت کیا ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سب سے بڑے بیٹے حضرت قاسم تھے، پھر حضرت زینب تھیں، پھر حضرت عبداللہ تھے، پھر حضرات کلثوم تھیں، پھر حضرت رقیہ اور پھر حضرت فاطمہ تھیں، پس حضرت قاسم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) فوت ہو گئے اور وہ مکہ میں سب سے پہلے آپ کی اولاد میں سے فوت ہونے والے تھے، پھر حضرت عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) فوت ہو گئے۔ اس وقت العاص بن وائل السہمی نے کہا، ان کی نسل منقطع ہو گئی اور یہ ابتر (جڑ کٹے) ہیں، اس موقع پر یہ آیت نازل فرمائی:

إِنْ شَاءَ رَبُّكَ هُوَ الْآخِرُ ﴿٣﴾

(۱)...﴿الحجر: ۹۱، ۹۲﴾

(۲)...﴿الطور: ۲۸﴾

(۳)...﴿الکوثر: ۳﴾

بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم (اور اتر یعنی مقطوع النسل) ہے۔ (۱)

(۲) حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: "وانذر عشیرتک الاقربین" (۲) تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) گھر سے نکلے حتیٰ کہ صفا پہاڑ پر چڑھ گئے اور بلند آواز سے ندا کی: "یا صبا حاہ" (ہو شیار ہو جاؤ صبح ہو گئی ہے، کسی خطرہ سے خبردار کرنے کے لئے "یا صبا حاہ" کہا جاتا ہے) لوگوں نے کہا، یہ کون ہے؟ اور سب آپ کے پاس جمع ہو گئے، پھر آپ نے فرمایا: یہ بتاؤ اگر میں تم کو یہ خبر دوں کہ گھڑ سواروں کا ایک لشکر اس پہاڑ کے پیچھے سے آرہا ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ انہوں نے کہا: ہم نے آپ سے کبھی جھوٹی خبر نہیں سنی، تب آپ نے فرمایا: میں تم کو ڈرا رہا ہوں کہ تمہارے سامنے عذاب شدید ہے، ابولہب نے کہا، تمہارے لئے ہلاکت ہو، کیا تم نے ہم کو اس لئے جمع کیا تھا پھر وہ کھڑا ہو گیا، اس موقع پر یہ سورت نازل ہوئی:

تَبَّتْ یَدَا اَبْنِیْ لَهَبٍ وَتَبَّ (۳)

تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا۔ (۴)

### "تبت" کا معنی

سورة "الہب" ۱: میں "تبت" کا لفظ ہے، اس کا مصدر "تب" اور "تباب" ہے علامہ راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ لکھتے ہیں: اس کا معنی ہے: دائمی نقصان "تبت ید اباہی لہب" کا معنی ہے: ابولہب دائمی نقصان میں رہے۔

پس اللہ تعالیٰ نبی اکرم ﷺ کو آپ کے اعداء کے شرور میں کافی ودانی ہے اور تاریخ شاہد ہے کہ جس نے بھی نبی اکرم ﷺ کا مذاق اڑایا اللہ تعالیٰ نے اس کو عبرت ناک سزا دی۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اللہ تعالیٰ نبی اکرم ﷺ کی مدد و نصرت کو کافی ہے تو مسلمان نبی اکرم ﷺ کی ناموس کا دفاع کرتا چھوڑ دیں اور دشمنان رسول اکرم ﷺ پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آنے کا انتظار کریں۔ بلکہ امت پر بھی نبی اکرم ﷺ کی ناموس کی حفاظت فرض ہے جیسا کہ انشاء اللہ آگے،

(۱) ... (الدبر المغفور ج ۱ ص ۳۳۰ دار احیاء التراث العربی بیروت) (الطبقات الکبریٰ ج ۱ ص ۱۰۸، دار الکتاب العلمیہ، بیروت، ۱۴۰۰ھ تاریخ دمشق الکبریٰ ج ۱ ص ۶۹ دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۳۸۱ھ)

(۲) ... (الشعر ۱۳۱)

(۳) ... (الہب: ۱)

(۴) ... (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۳۰۰، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۳۵۵-۲۰۸، دلائل النبوة للبیہقی ج ۱ ص ۱۸۱-۱۸۲، صحیح ابن

حبان رقم الحدیث: ۳۳۰، شرح السنہ رقم الحدیث: ۳۳۰، مسند احمد ج ۱ ص ۳۳۰، مسند احمد ج ۲ ص ۳۳۰، مؤسستہ الرسالہ، بیروت، ۱۴۰۰ھ)

قرآن و حدیث اور آثارِ صحابہ کی روشنی میں واضح ہو جائے گا اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ اُس مقام پر پہنچنے سے پہلے ہی آپ کے دل میں تحفظ ناموس رسالت کی فرضیت گھر کر جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ ابو احمد غفرلہ

(7) اللہ تعالیٰ نے امت پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر فرض فرمائی ہے:

اللہ جل شانہ فرماتا ہے:

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَهِيدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۖ لِّتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ ۖ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا (۱)

ترجمہ: بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سناتا، تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔ اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قَالِذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (۲)

ترجمہ: وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اُتر اُوی ہی با مراد ہوئے۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ

والتعزير المبالغه في التعظيم

ترجمہ: تعظیم میں مبالغہ کرنے کو تعزیر کہتے ہیں۔

والتوقير هو الاحترام والاجلال والاعظام والتبجيل فهو اعلیٰ من مقام المحبة

ترجمہ: احترام کرنے، عزت دینے، تعظیم کرنے، اور بزرگی دینے کو توقیر کہتے ہیں اور یہ محبت کے مقام سے اعلیٰ مقام ہے۔ (۳)

جب آپ اس بات کی طرف نظر کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں بلکہ جمیع مخلوق پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و

(۱) ...﴿الفتح: ۲۰﴾

(۲) ...﴿الاعراف: ۱۷۷﴾

(۳) ...﴿واجب الامۃ لمحمد بنی الرحمة ص 29﴾

اطاعت لازم فرمائی ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء کرام سے افضل و اعلیٰ فرمایا ہے تو آپ کو اس بات کا علم ہو جائے گا کہ محبت کے درجات میں سے اعلیٰ درجہ تو قیور و تعظیم کا ہے۔

تو مطلب یہ ہو گا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جان و مال کی بازی لگا کر آپ کی ناموس پر کفار کے حملوں کو روکنے والے اور آپ کے دفاع میں کفار کا سر کچلنے والے، ہی با مراد اور کامیاب لوگ ہیں۔

اسی آیت کی ترجمانی کرتے ہوئے شیخ شرف الدین بوسیری علیہ الرحمۃ القوی نے بارگاہ نبوت رسالت میں عرض کی

کہ:

مَنْزَلَةٌ عَنْ شَرِيكَ فِي مَحَاسِنِهِ      فَجَوْهَرُ الْخُسْنِ فِيهِ غَيْرُ مُنْقَسِمٍ  
دَعَا مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارَى فِي نَبِيِّهِمْ      وَاحْكُم بِمَا شِئْتَ مَذْحًا فِيهِ وَاحْتِكُمْ  
فَانْسَبْ إِلَى ذَاتِهِ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ      وَانْسَبْ عَلَى قَدْرِهِ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمٍ  
فَإِنَّ فَضْلَ رَسُولِ اللَّهِ لَيْسَ لَهُ حَدٌّ      فَيُعْرَبُ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمٍ (۱)

(نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے محاسن و کمالات میں شریک سے پاک ہیں ان کی ذات پاک میں حسن و خوبی کا جو جو ہر ہے وہ غیر منقسم ہے۔ اتنی بات تو چھوڑ دے جو نصاریٰ نے اپنے نبی کے بارے میں اذعاکیا (یعنی خدا اور خدا کا بیٹا) اسے چھوڑ، باقی حضور کی مدح میں جو کچھ تیرے جی میں آئے کہہ اور مضبوطی سے حکم لگا۔ تو ان کی ذات پاک کی طرف جتنا شرف چاہے منسوب کر اور ان کے مرتبہ کریمہ کی طرف جتنی عظمت چاہے ثابت کر اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل کی کوئی انتہا ہی نہیں کہ بیان کرنے والا، کیسا ہی گویا ہو، اسے بیان کر سکے۔

خلاصہ وہی جو محقق دہلوی فرما گئے کہ:

مُخَوِّا اَوْ رَا خُدا اَزْ بَہْرِ حِفْظِ شَرْعٍ وَ پَاسِ دِیْنِ

وگر ہر وصف کہ میخوای اندر مدحش اِلا کُن

دین کی پاسداری اور شریعت کی حفاظت کے لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو خدا نہ کہو اس کے علاوہ ان

کے دوسرے اوصاف جو چاہو ان کی مدح و ثنا میں لکھو۔ (فافہم)



## (8) بیعت عقبہ اور تحفظ ناموس رسالت:

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب نبی اکرم کے دست رحمت بیعت کرتے تو نبی اکرم ﷺ ان کے لیے شرط لگاتے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے ہر اس چیز کو دور کریں گے جس کو وہ اپنے آپ، اپنی اولاد اور ازواج سے دور کرتے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ سے مروی حدیث میں ہے کہ:

فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، عَلَى مَا نُبَايِعُكَ؟ قَالَ "تُبَايِعُونِي عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الشَّاسِ وَالْكَسَلِ، وَعَلَى الثَّقَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ، وَعَلَى الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَعَلَى أَنْ تَقُولُوا فِي اللَّهِ لَا يَأْخُذُكُمْ فِي اللَّهِ لَوْمَةٌ لَاتِيمٌ، وَعَلَى أَنْ تَنْصُرُونِي إِذَا قَدِمْتُ عَلَيْكُمْ، وَتَنْتَعُونِي مَا تَنْتَعُونَ مِنْهُ أَنْفُسَكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَأَبْنَاءُكُمْ، فَلَكُمْ الْجَنَّةُ"، (۱)

ترجمہ: ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم کس بات پر آپ کی بیعت کریں؟؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس بات پر میری اطاعت کرو کہ خوشی اور کسمندی میں میری اطاعت اور فرمانبرداری کرو گے، تنگی اور خوشحالی میں خرچ کرو گے، نیکی کا حکم دو گے برائی سے منع کرو گے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کلام کرو گے اور اس بات پر بیعت کرو کہ جب میں تمہارے پاس آیا (یعنی میرا دین یا میری ناموس کا مسئلہ آیا) تو تم میری مدد کرو گے اور میرا ہر اس چیز سے دفاع کرو گے جس کا تم اپنے آپ اپنی ازواج، اور اپنی اولاد سے کرتے ہو (یعنی مجھ پر کسی بھی طرح ہونے والے اعداء دین کے حملوں میں میرا دفاع کرو گے) اس پر (میں تم کو) جنت کی بشارت دیتا ہوں۔

علاوہ ازیں بھی اس قسم کی کئی احادیث ہیں جو متعدد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہیں الغرض اس حدیث میں مدد و نصرت اور نبی اکرم ﷺ سے ہر نقصان دہ چیز کو دفعہ کرنے کا وجوب اس راہ میں مال، جان، بیوی بچے، والدین الغرض ہر چیز کو قربان کر کے نبی اکرم ﷺ کی مدد و نصرت اور آپ کی ناموس پر حملوں کے دفاع کے مقدم ہونے کا تقاضا کرتا ہے۔ (فافہم)

(۱)... (إسناده صحيح على شرط مسلم. ابن خزيمة: هو عبد الله بن عثمان بن خثيم. وأبو الزبير: هو محمد بن مسلم بن تدرس. وقد صرح بإسحاق عند

البيهقي، وما بين الحاضرين من "المستدرک" "الدلائل". وأخرجه الحاكم 624/2-625. وعنه البيهقي في "الدلائل" 443/2-444. عن محمد بن

إسماعيل المقرئ. عن محمد بن إسحاق بن إبراهيم. هذا الإسناد وصحح الحاكم إسناده ووافقه الذهبي. وأخرج أحمد 339/3-340. عن إسحاق بن عيسى. عن

يحيى بن سليم. به. وقد تقدم عند المؤلف. رقم "6274" من طريق عبد الرزاق عن معمر. عن ابن خزيمة.)

پھر میں نبی اکرم ﷺ کے اصحاب پر لاکھوں جانیں قربان کروں کہ نبی اکرم ﷺ کے صحابہ نے حضور علیہ السلام سے کی ہوئی بیعت کو عملی جامہ بھی پہنایا اور ہر جگہ نبی اکرم ﷺ کی مدد اور آپ کا دفاع کر کے زمانہ کو بتا دیا کہ "اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے" جیسا کہ انشاء اللہ ہم فصل سوم میں بیان کریں گے اور یہی ہماری اس کتاب کا مرکزی مقصد ہے۔

## (9) محبت خدا کے دعویٰ کا معیار:

جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کا ایک معیار بھی مقرر فرمایا ہے، اور وہ نبی اکرم ﷺ کا اتباع ہے صرف اسی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی محبت کو پایا جاسکتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا:

"قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ" (۱)

ترجمہ: اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو ہادی ام بنا کر بھیجا ہے تو نبی اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے ہی اس عالم دنیا میں اعلان کرایا کہ اے محبوب فرما دو کہ "میرے فرمانبردار بن جاؤ" تاکہ تم سلامتی اور امن کو پا لو اور تم کو اللہ تعالیٰ کی محبت اور بخشش کا پروانہ مل جائے، تو اب جو نبی اکرم ﷺ سے دشمنی رکھتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کی اتباع نہیں کرے گا، یا آپ کے لائے ہوئے دین سے انحراف کرے گا وہ گمراہ و بدین ہوگا اور اس کو اللہ تعالیٰ کی محبت سے کچھ بھی نصیب نہیں ہوگا۔ اور جو نبی اکرم ﷺ کی اتباع کرے گا آپ کے اور آپ کے اصحاب کے طریقہ پر چلے گا وہ نجات پا جائے گا اور سعادت مندی اس کا مقدر ہوگی، مطلب یہ کہ اب بھی ہر اس شخص کو جو اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے نبی اکرم ﷺ کی مسلسل صدا آرہی ہے کہ "میرے فرمانبردار ہو جاؤ، میرے فرمانبردار ہو جاؤ، میرے فرمانبردار ہو جاؤ" تاکہ تم کو "اللہ اپنا محبوب بنا لے اور تمہارے گناہوں کو بخش دے" جس نے اس سعادت کو پایا تو میں کہتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی سعادت نہیں۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے تمام کے تمام راستے بند فرمادیئے ہیں ایک ہی دروازہ کھلا ہے اور وہ اتباع نبی ﷺ کا دروازہ ہے، تو جو شخص اللہ تعالیٰ کا جتنا قرب اور محبت اور اپنے گناہوں کی معافی چاہتا ہے اتنی ہی اس کے لیے نبی اکرم ﷺ کی اتباع ضروری ہے، اور اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ کرنے والا پہلے تو صرف اللہ تعالیٰ کا محب ہوتا

ہے لیکن جب وہ نبی اکرم ﷺ کی اتباع کرتا ہے تو اس کے ساتھ وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بھی بن جاتا ہے۔ اور اتباع جب تک ممکن نہیں جب تک تابع متبوع کی محبت اور تعظیم اپنے دل میں نہ بسائے، کیونکہ کسی کام کے کرنے یا اس سے رک جانے کا اختیار پھر اس کے پاس نہیں بلکہ متبوع کے پاس ہوتا ہے معلوم ہوا کہ اتباع کے لیے متبوع کی محبت جزء لاینفک ہے۔ (فالہوایا اہل القلوب)

نبی اکرم ﷺ سے بن دیکھے محبت والو!:

نبی اکرم ﷺ نے اپنے محبین کی یہ شان بیان فرمائی کہ وہ مجھ پر اپنے تمام مال و اسباب، اہل خانہ و والدین، حتیٰ کہ اپنی جان کو بھی میری ایک جھلک دیکھنے پر قربان کرنے کو تیار ہیں۔ سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

«وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِي يَدِي لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّةٍ مُّسْلِمَةٍ وَلَا يَرَانِي، ثُمَّ لَأَنْ يَرَانِي أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ مَعَهُمْ» قَالَ أَبُو اسْحَاقٍ الْمَعْنَى فِيهِ عِنْدِي، لَأَنْ يَرَانِي مَعَهُمْ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ، (۱)

ترجمہ: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے تم پر ایک دن آئے گا کہ تم لوگ مجھے دیکھ نہیں سکو گے اور تمہارے لئے مجھے دیکھنا تمہیں اہل و عیال اور مال و دولت سے زیادہ پسندیدہ ہوگا۔

اور ایک روایت میں یوں آتا ہے کہ:

«عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ» مِنْ أَشَدِّ أُمْتِي لِي حُبًّا، نَاشٍ يَكُونُونَ بَعْدِي، يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ رَأَى بِأَهْلِهِ وَمَالِهِ (۲)

(۱) ... (المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم) (صحيح مسلم). المؤلف: مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري (المتوفى: 261 هـ) المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. كتاب الفضائل، باب فضل النظر إلى النبي صلى الله عليه وسلم وسمّيته ج ۴، ص ۱۸۴

(۲) ... (الكتاب: المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم. المؤلف: مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري (المتوفى: 261 هـ) المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت. كتاب الحجة وصفة نعيمها، باب يبين يود رؤيته النبي صلى الله عليه وسلم بأهله وماله ج 4، ص 2179)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا میری امت میں سے سب سے زیادہ مجھے پیارے وہ لوگ ہوں گے جو میرے بعد آئیں گے لیکن ان کی تمنا ہوگی کہ کاش کہ اپنے گھر والے اور مال کے بدلہ میں میرا دیدار کر لیں۔

ان دونوں حدیثوں میں سے پہلی حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ خاص ہے لیکن دوسری حدیث میں تو نبی اکرم ﷺ نے صراحتاً فرمایا کہ "میرے بعد کچھ لوگ آئیں گے" جن سے ہم نبی اکرم ﷺ کے محبین ہی مراد ہیں۔ لیکن صحابہ اور ہم اس معاملہ میں مشترک ہیں کہ وہ بھی اور ہم بھی نبی اکرم ﷺ کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے اپنا سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہیں۔

اب ذرا اپنے دلوں کو تھام کر یہ بتائیے کہ جو محبوب اپنے محبوب کی ایک جھلک کے لیے اپنا سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہیں وہ ہمیشہ نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں رہنے کے لیے کیا کچھ نہیں کر سکتے؟؟ وہ کیونکر اپنے محبوب سے استہزا کرنے والوں کو، یا آپ ﷺ کو سب و شتم کرنے والوں کو اپنے دوست بنائیں گے؟؟ کیا ایسا ممکن ہے نہیں بالکل ایسا ممکن نہیں لیکن کچھ لوگ بھول میں ہیں (فافہم)

فضیلت نبی اکرم ﷺ:

اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کی فضیلت کو بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا (۱)

ترجمہ: اور بیشک ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی اور ان کو خشکی اور تری میں سوار کیا اور ان کو ستھری چیزیں روزی دیں اور ان کو اپنی بہت مخلوق سے افضل کیا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے رسولوں اور نبیوں کو بنی آدم سے خاص فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اللَّهُ يُصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ (۲)

اللہ چُن لیتا ہے فرشتوں میں سے رسول اور آدمیوں میں سے۔

(۱) ... (الاعراء: ...)

(۲) ... (الحج: ...)

پھر اللہ نے اللہ تعالیٰ چنے ہوئے لوگوں میں سے انبیاء کرام کو فضیلت دی اللہ تعالیٰ تقریباً اٹھارہ انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر فرما کر بعد میں فرماتا ہے:

وَكَلَّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ (۱)

ترجمہ: اور ہم نے ہر ایک کو اس کے وقت میں سب پر فضیلت دی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء کرام کو بعض انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت دی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَى بَعْضٍ (۲)

ترجمہ: اور بیشک ہم نے نبیوں میں ایک کو ایک پر بڑائی دی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے بعض رسولوں کو رسولوں سے افضل فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ (۳)

ترجمہ: یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ان تمام رسولوں میں سے جس ہستی کو چنا وہ ہمارے اور آپ کے نبی مصطفیٰ ﷺ ہیں، اور جن صفات جمال و کمال کے ساتھ آپ کو ممتاز کیا وہ بہت زیادہ ہیں، ڈاکٹر خلیل بن ابراہیم ملا خاطر العزازی جو کہ مدینہ منورہ میں حدیث اور علوم حدیث کے استاذ ہیں فرماتے ہیں:

"میں نے قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں نبی اکرم ﷺ کی تین سو سے زائد ایسی صفات دیکھی ہیں جو صرف اور صرف نبی اکرم ﷺ میں ہی پائی جاتی ہیں نبی اکرم ﷺ کے علاوہ کوئی بھی ان میں شریک نہیں۔" (۴)

اور اگر ہم نبی اکرم ﷺ کے اصحاب کی طرف نظر کریں کہ وہ تو نبی اکرم ﷺ کا ایک بال بھی زمین پر نہیں گرنے دیتے تھے۔ (۵) اور نہ ہی پانی کا وہ قطرہ گرنے دیتے تھے جس کے ساتھ نبی اکرم ﷺ نے وضو فرمایا یا جو نبی اکرم

(۱) ... ﴿الأنعام: ۸۰﴾

(۲) ... ﴿الاسراء: ۵۵﴾

(۳) ... ﴿البقرة: ۲۵۳﴾

(۴) ... (واجب الامۃ ڈاکٹر خلیل بن ابراہیم ملا خاطر العزازی، نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی ص 34)

(۵) ... دیکھئے صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب قرب النبی ﷺ من الناس وتبرکھم بہ

ﷺ کے جسد اطہر کو چھو کر جدا ہوا۔ (۱) اور اگر میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ عشق کے باب میں تھوڑا اور گہرائی میں جاؤں تو مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی یہ حدیث یاد آ جاتی ہے کہ:

جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه وآله وسلم فقال يا رسول الله! إنك لأحب إلي من نفسي، وإنك لأحب إلي من والدي، وإني لأكون في البيت، فاذا كنت فها أصبر حتى آتي فانظر اليك، وإذا ذكرت موتي وموتك عرفت أنك إذا دخلت الجنة رفعت مع النبيين، وأنا إذا دخلت الجنة خشيت أن لا أراك، فلم يزد عليه النبي صلى الله عليه وآله وسلم شيئاً حتى نزل جبريل بهذه الآية (وَمَنْ يَطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ) (۲)

”ایک صحابی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! آپ مجھے میری جان اور میرے والدین سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ جب میں اپنے گھر میں ہوتا ہوں تو آپ کو ہی یاد کرتا رہتا ہوں اور اس وقت تک چین نہیں آتا جب تک حاضر ہو کر آپ کی زیارت نہ کر لوں۔ لیکن جب مجھے اپنی موت اور آپ کے وصال مبارک کا خیال آتا ہے تو سوچتا ہوں کہ آپ تو جنت میں انبیاء کرام کے ساتھ بلند ترین مقام پر جلوہ افروز ہوں گے اور جب میں جنت میں داخل ہوں گا تو خدشہ ہے کہ کہیں آپ کی زیارت سے محروم نہ ہو جاؤں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس صحابی کے جواب میں سکوت فرمایا، اس اثناء میں حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور یہ آیت نازل ہوئی: ”اور جو کوئی اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کرے تو یہی لوگ (روزِ قیامت) اُن (ہستیوں) کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے (خاص) انعام فرمایا ہے۔“

میں پہلے بھی صراحتاً و اشارۃً یہ بات کہہ چکا ہوں کہ کسی کی محبت کی تقدیم کا واجب ہونا، اس کی جان پر اپنی جان کو قربان کرنے، اس کی خواہشات پر اپنی خواہشات کو قربان کرنے، تمام مخلوقات سے بڑھ کر اس کی تعظیم و توقیر کرنے، اور من کل الوجوه (ہر طرح) اس کی مدد و نصرت اور اس کا دفاع کرنے کا تقاضا کرتا ہے۔ (فافہم)

اب میں اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک سے برکت حاصل کرتے ہوئے، تحریر انبی اکرم ﷺ کی ناموس کا دفاع

(۱)۔۔۔ دیکھئے مصیح بخاری، کتاب الصلاة باب الصلاة في الغروب الاحمر وفي غيرها

(۲)۔۔۔ (سنيوطي، الدر المنثور، 2: 2182، ابن كثير، تفسير القرآن العظيم، 1: 3523، مجمع الزوائد، 7: 47، طبراني المعجم الاوسط، 1:

5153، سنيوطي، المعجم الصغير، 1: 653، ابو نعيم، حلية الاولياء، 4: 7240، ابو نعيم، حلية الاولياء، 8: 125)

کرنے والوں میں اپنا نام شامل کرنے کے لیے اپنے اصل مقصد کی طرف آتا ہوں اللہ تعالیٰ مجھے اور تمام اہل اسلام کو ہر وقت نبی اکرم ﷺ کی ناموس کے لیے "لبیک یا رسول اللہ ﷺ" کی صدائیں بلند رکھنے کی توفیق دے رکھے، آمین۔

ابو ابراہیم

خلیل بن ابراہیم لما خاطر العزازی

(استاذ الحدیث وعلوم الحدیث مدینہ منورہ)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فصل اوّل:

## صحابہ کرام کی نبی اکرم ﷺ سے محبت اور تعظیم و توقیر کا بیان

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نؤمن به و نتوكل عليه و نعوذ بالله من شرور  
انفسنا و من سيئات افعالنا من يهد الله فلا مضل له و من يضلله فلا هادي له و نشهد ان  
لا اله الا الله وحده لا شريك له و نشهد ان سيدنا و مولانا محمدا عبده و رسوله - اللهم  
صل على سيدنا و مولانا محمد و على اله و صحبه اجمعين ابد الابدين برحمتك يا ارحم  
الراحمين -

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے نبی اکرم ﷺ کی محبت اور تعظیم و توقیر کی وہ مثالیں قائم فرمائی ہیں کہ تاریخ  
شاہد ہے کہ نہ کسی بادشاہ و سلطان کے ساتھ کسی نے ایسی محبت کی ہے اور نہ قیامت تک کوئی کرے گا۔ اس لیے کہ صحابہ کرام رضی  
اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال و افعال سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمام مخلوقات میں سے اگر کسی کو سب سے زیادہ عزت والا، ظاہری و  
باطنی خصوصیات سے مامور، اور سب سے زیادہ دلوں پر حکومت کرنا والا سمجھتے تھے تو وہ صرف اور صرف نبی اکرم ﷺ کی  
ذات بابرکت تھی، اور آپ بھی اس بات سے اتفاق کریں گے کہ کوئی ایسا بادشاہ و سلطان نہیں ہوا کہ جس کے صرف نام پر ہی  
عشاق اپنے سروں کے کٹوا دیتے ہیں۔

حسن یوسف پر کشیں مصر میں انگشت زناں

سرکٹاتے ہیں ترے نام پر مردانِ عرب (۱)

اس کی کئی مثالیں انشاء اللہ ہم فصل سوم میں ذکر کریں گے، یہاں پر ہم صرف اس بات کو بیان کرنا چاہتے ہیں کہ صحابہ

(۱) ... حدائق بخشش، از امام اعلیٰ حضرت راجعاً اللہ علیہ.



کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کیسی محبت کی اور وہ کس طرح نبی اکرم ﷺ کی اطاعت کرتے تھے۔  
صحابہ کرام کی محبت و اطاعت رسول ﷺ سبحان اللہ:

چنانچہ ایک طویل حدیث میں ہے کہ جب ابھی حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان نہیں ہوئے تھے تو کفار کی طرف سے نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں آئے تو:

(1) فَقَالَ عُرْوَةُ عِنْدَ ذَلِكَ أَمَى مُحَمَّدٌ أَرَأَيْتَ إِنْ اسْتَأْصَلْتُ أَمْرَكَ وَمَكَ، هَلْ سَمِعْتَ بِأَحَدٍ مِنَ الْعَرَبِ اجْتَسَاءَ أَهْلَهُ كَهَذَا، وَإِنْ تَكُنِ الْأُخْرَى، فَإِنِّي وَاللَّهِ لَا أَرَى دُجُوهَا، وَإِنِّي لَا أَرَى أَوْشَاقًا مِنَ النَّاسِ خَلِيقًا أَنْ يَفْرُوا وَيَدْعُوكَ، فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ امْضُ بِهَظْطِ اللَّاتِ، أَتَخُنُ نَفْرَهُ عَنْهُ وَتَدْعُهُ؟ فَقَالَ مَنْ ذَا؟ قَالُوا أَبُو بَكْرٍ، قَالَ أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْلَا يَدُ كَانَتْ لَكَ حِنْدِي لَمْ أَجْزِكَ بِهَا لِأَجْبُثِكَ، قَالَ وَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَلَّمَا تَكَلَّمَا أَخَذَ بِلَحْيَتِهِ، وَالْبُغَيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَائِمٌ عَلَى رَأْسِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَعَهُ السِّيفُ وَعَلَيْهِ الْبِغْفَرُ، فَكَلَّمَا أَهْوَى عُرْوَةُ بِيَدِهِ إِلَى لِحْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ يَدَهُ بِتَغْلِ السِّيفِ، وَقَالَ لَهُ آخِرُ يَدِكَ عَنْ لِحْيَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَفَعَ عُرْوَةُ رَأْسَهُ، فَقَالَ مَنْ هَذَا؟ قَالُوا الْبُغَيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ، فَقَالَ أَمَى غَدْرُ، أَلَسْتُ أَسْعَى فِي غَدْرَتِكَ؟.....، ثُمَّ إِنَّ عُرْوَةَ جَعَلَ يَرْمُقُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَيْنَيْهِ، قَالَ فَوَاللَّهِ مَا تَنْتَعِمُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ، فَذَلِكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ، وَإِذَا أَمَرَهُمْ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ، وَإِذَا تَوَمَّاسًا كَادُوا يَفْتَتِلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ، وَإِذَا تَكَلَّمُوا خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ، وَمَا يُحْدِثُونَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ، فَرَجَعَ عُرْوَةُ إِلَى أَصْحَابِهِ، فَقَالَ أَمَى قَوْمِي، وَاللَّهِ لَقَدْ وَقَدْتُ عَلَى الْمُلُوكِ، وَوَقَدْتُ عَلَى تَيْصَرَ، وَكَيْسَرِي، وَالسَّجَاسِي، وَاللَّهِ إِنْ رَأَيْتُ مَرْدًا قَطُّ يُعْظِمُهُ أَصْحَابُهُ مَا يُعْظِمُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدًا، وَاللَّهِ إِنْ تَنْتَعِمُ نَخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ، فَذَلِكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ، وَإِذَا أَمَرَهُمْ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ،

وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوا يَغْتَابِلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ، وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ حَيْدًا، وَمَا يُحَدِّثُونَ إِلَيْهِ  
النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ (۱)

ترجمہ: عروہ رضی اللہ عنہ نے اس وقت کہا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایسا ہیے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو تہاہ کر دیا تو کیا اپنے سے پہلے کسی بھی عرب کے متعلق سنا ہے کہ اس نے اپنے خاندان کا نام و نشان مٹا دیا ہو لیکن اگر دوسری بات واقع ہوئی (یعنی ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غالب ہوئے) تو میں اللہ کی قسم تمہارے ساتھیوں کا منہ دیکھتا ہوں۔ اس وقت یہ سب لوگ بھاگ جائیں گے اور آپ کو عجا چھوڑ دیں گے۔ اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ بولے «امصص بظفر اللات» (جا کر اپنے جھوٹے خدا لات کی شرمگاہ کو چوسو) قارئین کرام اگر میں اس کا تفصیل سے ترجمہ کروں تو آپ کے رو گئے کھڑے ہو جائیں۔ کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے بھاگ جائیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہا چھوڑ دیں گے۔ عروہ نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ عروہ نے کہا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تمہارا مجھ پر ایک احسان نہ ہوتا جس کا اب تک میں بدلہ نہیں دے سکا ہوں تو تمہیں ضرور جواب دیتا۔ پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے لگے اور گفتگو کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک پکڑ لیا کرتے تھے۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے تھے، تلوار لٹکائے ہوئے اور سر پر خود پہنے۔ عروہ جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کی طرف اپنا ہاتھ لے جاتے تو مغیرہ رضی اللہ عنہ تلوار کی نیام کو اس کے ہاتھ پر مارتے اور ان سے کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی سے اپنا ہاتھ الگ رکھ۔ عروہ رضی اللہ عنہ نے اپنا سراٹھایا اور پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ مغیرہ بن شعبہ۔ عروہ نے انہیں مخاطب کر کے کہا کیا میں نے تم کو بچایا نہیں تھا..... پھر عروہ رضی اللہ عنہ گھور گھور کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی نقل و حرکت دیکھتے رہے۔ پھر راوی۔۔۔ کیا کہ قسم اللہ کی اگر کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلم بھی تھوکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے اپنے ہاتھوں پر اسے لے لیا اور اسے اپنے چہرہ اور بدن پر مل لیا۔ کسی کام کا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو اس کی بجا

(۱)... (مہاری شریف، کتاب الشروط، باب الشروط فی الجہاد والنصائح مع أهل الحرب وكتابة الشروط، ج 3، ص 193)

آوری میں ایک دوسرے پر لوگ سبقت لے جانے کی کوشش کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرنے لگے تو ایسا معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے پانی پر لڑائی ہو جائے گی (یعنی ہر شخص اس پانی کو لینے کی کوشش کرتا تھا) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو کرنے لگے تو سب پر خاموشی چھا جاتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا یہ حال تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی نظر بھر کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ بھی نہیں سکتے تھے۔ خیر عروہ جب اپنے ساتھیوں سے جا کر ملے تو ان سے کہا اے لوگو! قسم اللہ کی میں بادشاہوں کے دربار میں بھی وفد لے کر گیا ہوں، قیصر و کسریٰ اور نجاشی سب کے دربار میں لیکن اللہ کی قسم میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ کسی بادشاہ کے ساتھی اس کی اس درجہ تعظیم کرتے ہوں جتنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے ہیں۔ قسم اللہ کی اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلکم بھی تھوک دیا تو ان کے اصحاب نے اسے اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور اسے اپنے چہرہ اور بدن پر مل لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اگر کوئی حکم دیا تو ہر شخص نے اسے بجالانے میں ایک دوسرے پر سبقت کی کوشش کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر وضو کیا تو ایسا معلوم ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو پر لڑائی ہو جائے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب گفتگو شروع کی تو ہر طرف خاموشی چھا گئی۔ ان کے دلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا یہ عالم تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر بھر کر بھی نہیں دیکھ سکتے۔

فوائد حدیث:

اس حدیث مبارکہ سے کئی فوائد حاصل ہوتے ہیں مثلاً:

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں فنا ہونا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں انتہاء کو پہنچنا، اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جواب دینا جس سے معلوم ہوا کہ اسلام کی محبت قرابت کی محبت سے قوی ہونی چاہیے، اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دفاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں عروہ بن مسعود کے ہاتھ پر تلوار کا پر حملہ مارنا حالانکہ وہ آپ کا چچا تھا، پھر عروہ بن مسعود کا صحابہ کرام کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب و رینٹھ، اور وضو کے انی پر چھیننا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جسم مبارک سے جدا ہونے والی ہر چیز سے برکت حاصل کرنا اور ان کے فرمان کو ایسے سننا جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کی وجہ سے آپ کی طرف نگاہ نہ کرنا وغیرہ یہ تمام کام اسی سے صادر ہو سکتے ہیں جو فانی لرسول ہو۔

تبرکات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام:

(2) عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ «رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قُبَّةِ حَبْرَاءَ مِنْ أَدَمٍ، وَرَأَيْتُ بِلَالًا أَخَذَ وَضُوءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَأَيْتُ النَّاسَ يَتَنَدَّرُونَ ذَاكَ الْوَضُوءَ، فَكُنْ أَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمْسَحُ بِهِ، وَمَنْ لَمْ يُصِبْ مِنْهُ شَيْئًا أَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهِ (١)

ترجمہ: عون بن ابی جحیفہ نے اپنے والد ابو جحیفہ وہب بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک سرخ چڑے کے خیمہ میں دیکھا اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ بلال رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کر رہے ہیں اور ہر شخص آپ کے وضو کا پانی حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اگر کسی کو تھوڑا سا بھی پانی مل جاتا تو وہ اسے اپنے اوپر مل لیتا اور اگر کوئی پانی نہ پاسکتا تو اپنے ساتھی کے ہاتھ کی تری ہی حاصل کرنے کی کوشش کرتا۔

(3) عَنْ أَنَسٍ، قَالَ «لَمْ يَكُنْ شَخْصٌ أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانُوا إِذَا رَأَوْهُ لَمْ يَقُومُوا لِتَأْيِخَتِهِمْ مِنْ كَرَاهِيَّتِهِ لِدَلِكِ» (٢)

ترجمہ: کوئی شخص انہیں یعنی (صحابہ) کو رسول اللہ سے زیادہ محبوب نہ تھا (لیکن) وہ لوگ آپ کو دیکھ کر (ادبا) کھڑے نہ ہوتے تھے۔ اس لیے کہ وہ لوگ جانتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے ناپسند کرتے ہیں۔

(4) عَنْ أَنَسٍ، قَالَ لَقَدْ «رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَلَّاقِي يَخْلُقُهُ،

(١)... (صحيح بخاری، كتاب الصلاة، باب الحلاقي في الوضوء الأخير، ج 1، ص 84)

(٢)... (الكتاب: سنن الترمذی، المؤلف: محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الطحاك، الترمذی، أبو عيسى (المعروف: 279 هـ) تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر (ج 2، 1) ومحمد فؤاد عبد الباقي (ج 3) وإبراهيم عطوة عوض المدرس في الأزهر الشريف (ج 5، 4)، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي

الحلبي - مصر، الطبعة: الثانية، 1395 هـ - 1975 م، كتاب الادب، باب ما جاء في كراهية قيام الرجل للرجل، ج 5، ص 91)

وَأَطَافَ بِهِ أَصْحَابُهُ، فَبَايَرِدُونَ أَنْ تَقَعُ شَعْرَةٌ إِلَّا فِي يَدِ رَجُلٍ»

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو میں نے دیکھا کہ حجام آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حجامت بنا رہا تھا اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم وارضاهم) آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ارد گرد تھے وہ نہیں چاہتے تھے کہ آپ کا کوئی بال مبارک نیچے جائے بلکہ کسی نہ کسی آدمی کے ہاتھ میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا بال آئے۔

صحابہ کرام کو ان کاموں پر کون ابھار رہا تھا وہ صرف اور صرف صحابہ کرام کی نبی اکرم ﷺ کی غیر متناہی محبت ہی تھی جو ان کو اس طرف مائل کر رہی تھی۔

(5) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ایک طویل حدیث میں ہے کہ:

قَالَ وَاللَّهِ إِنْ مَجْلِسَ بَنِي سَلَمَةَ لَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ، وَهُوَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنْ أَعْيُنِهِمْ، مَا يَقْرُبُهُ رَجُلٌ مِنْهُمْ مَخَافَةَ أَنْ يُوْذُوْكَ، (۱)۔

ترجمہ: کہ مجھے (یعنی جابر کو) بنی سلمہ کی وہ مجلس (نہیں بھولتی) کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نبی اکرم ﷺ کی طرف دیکھ رہے تھے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے اپنی آنکھوں سے بھی زیادہ محبت کرتے تھے لیکن نبی اکرم ﷺ کے قریب کوئی نہ جاتا اس خوف سے کہ کہیں آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(6) وَمَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا أَجَلَ فِي عَيْنِي مِنْهُ، وَمَا كُنْتُ أُطِيقُ أَنْ أَمْلَأَ عَيْنَيَّ مِنْهُ إِجْلَالًا لَهُ، وَلَوْ سِيلْتُ أَنْ أَصِفَهُ مَا أَطَقْتُ؛ لِأَنِّي لَمْ أَكُنْ أَمْلَأُ عَيْنَيَّ مِنْهُ، (۲)۔

(۱) ... (الكتاب: المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم. المؤلف: مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري (البتوفى: 261 هـ). المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي. الناشر: دار إحياء التراث العربی - بيروت) كتاب الفضائل باب قرب النبي ﷺ من الناس و تدرکهم به. ج 4، ص 1842۔

(۲) ... (مسند امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مسند جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج 23، ص 421۔ دار معہ شریف 1: 28، 29)

(۳) ... (صحيح مسلم، كتاب الايمان باب كون الاسلام يلدكم ما قبله و كذا الهجرة والحج ج 1، ص 112)

ترجمہ: مجھے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کو کوئی بھی محبوب نہیں اور نہ ہی کوئی میری نظر میں نبی اکرم ﷺ سے بڑھ کر عزت و رفعت والا ہے، لیکن میں تعظیماً (اور معجزاً) نبی اکرم ﷺ کی طرف جی بھر کر دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا، اگر مجھ سے یہ سوال کیا جائے کہ نبی اکرم ﷺ کی توصیف فرمائیے تو میں اس کی طاقت نہیں رکھتا، اس لیے کہ میں نے کبھی بھی حضور علیہ السلام کو آنکھ بھر کے نہیں دیکھا۔

ظ میں فقیر ابو احمد کہتا ہوں یہ حال صرف حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نہیں بلکہ اکثر بلکہ جمیع صحابہ کرام کا

تھا۔

صحابہ کے عشق رسول ﷺ پر چند نا قابل فرموش دلائل:

رسول اللہ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مختلف اندازوں کے ساتھ حضور علیہ السلام سے محبت کی اور آپ کی تعظیم و توقیر کی چند حقائق پیش خدمت ہیں:

(1) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت، اور نبی اکرم ﷺ کی تعظیم و توقیر کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ صحابہ نبی اکرم ﷺ پر اپنے ماں باپ، اپنی جانیں، فدا کر دیتے تھے اور آپ ﷺ کے دفاع میں آپ ﷺ پر آنے والے حملوں اور آپ کے درمیان حائل ہو جاتے تھے اور اپنے ہاتھ، آنکھیں، چہرے الغرض ہر چیز حضور پر قربان کر دیتے تھے، بلکہ میرا یہ کہنا ہے کہ وہ ہر غایت درجہ کی قربانی کو بھی نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں ایک چھوٹی سے قربانی سمجھتے تھے۔

سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ:

(2) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت، اور نبی اکرم ﷺ کی تعظیم و توقیر کا ایک انداز یہ بھی تھا کہ جب بھی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سفر سے واپس آتے تو اپنے گھروں میں جانے سے پہلے اپنے بچوں سے ملنے سے پہلے نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر نبی اکرم ﷺ کے چہرہ و انضام کی زیارت کر کے اپنے دلوں کو مطمئن کرتے تھے اور سفر پر جانے سے پہلے بھی نبی اکرم ﷺ کو سلام اور آپ کی زیارت کر کے جاتے تھے چنانچہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک لشکر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں روانہ فرمایا جب وہ واپس آئے تو انہوں نے سب سے پہلے نبی اکرم ﷺ کو سلام کیا پھر چلے گئے۔ (۱)

(۱) ... (سان ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ہاتھ کا احترام:

(3) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت، اور نبی اکرم ﷺ کی تعظیم و توقیر کا ایک انداز یہ بھی تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر اس چیز کو جس کو نبی اکرم ﷺ کا ہاتھ یا منہ یا کوئی اور عضو مبارک چھو جاتا اس کا بھی ادب کرتے تھے، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ مَا تَعْنِيَتْ وَلَا تَمْنِيَتْ وَلَا مَسَسَتْ ذَكَرِي بِمِثْنِي مِنْذُ بَايَعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

ترجمہ: جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے اس ہاتھ کے ذریعہ بیعت کی نہ تو میں نے گانا گایا، اور نہ جھوٹ بولا، اور نہ اپنی شرمگاہ کو داہنے ہاتھ سے چھوا۔ اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

مَا مَسَسَتْ فَرْجِي بِمِثْنِي مِنْذُ بَايَعْتَ بِهَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ (۲)

ترجمہ: میں نے جب سے نبی اکرم ﷺ سے بیعت کی ہے کبھی بھی اپنی شرمگاہ کو ہاتھ نہیں لگایا۔

مشک کا منہ کاٹ لیا:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَنَرَةَ، عَنْ جَدِّهِ لَهُ يُقَالُ لَهَا كَبْشَةُ الْأَنْصَارِيَّةِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «دَخَلَ عَلَيْهَا، وَعِنْدَهَا قِرْبَةٌ مُعَلَّقَةٌ، فَشَرِبَ مِنْهَا، وَهُوَ قَائِمٌ، فَقَطَعَتْ فَمَ الْقِرْبَةِ تَبْتِغِي بَرَكَهَ، مَوْضِعَ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» (۳)

حضرت عبدالرحمن بن ابوعمرہ اپنی دادی حضرت کبشہ انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے حضرت کبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک مشک لگی ہوئی تھی نبی اکرم ﷺ نے اس سے کھڑے ہو کر پانی پیا تو حضرت کبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس مشک کو نبی اکرم ﷺ کے منہ مبارک کی جگہ سے (یعنی وہ حصہ جہاں پر نبی اکرم ﷺ نے اپنے

(۱) ... (سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، باب کراہۃ مس الذکر بالیمین، رقم: 311)

(۲) ... (مسند امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، 4: 439... الطبقات الکبریٰ 4: 287)

(۳) ... (سنن ابن ماجہ، کتاب الألبان، باب الفرب، قال ابن ماجہ، ج 2، ص 1132)

پھولوں جیسے لب مبارک لگائے تھے) برکت حاصل کرنے کے لیے کاٹ لیا۔

اسی حدیث کی مثل ایک اور حدیث بھی حضرت کہوہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ کسی اور سے بھی مروی ہے اسی حدیث کی شرح میں امام شرف الدین النووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

وَقَطَعَ لِقَمِ الْقُرْبَةِ فَعَلَتْهُ لِيُجْهَيْنِ أَحَدُهُمَا أَنْ تَصُونَ مَوْضِعًا أَصَابَهُ قُمْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَنْ يُتَذَّلَ وَيَسَّهَ كُلُّ أَحَدٍ وَالثَّانِي أَنْ تَحْفَظَهُ لِتُبْذَلَ بِهِ وَإِلَّا سَتَشْفَاءُ (۱)

ترجمہ: مشک کا منہ کاٹنے کی دو وجہیں ہیں ایک یہ کہ اس مقام کو جہاں پر رسول اللہ ﷺ کا منہ مبارک لگا اس کو محفوظ کیا جائے تاکہ کوئی اس کی تذلیل نہ کرے اور ہر کوئی اس کو ہاتھ نہ لگائے، اور دوسری وجہ یہ تھی کہ اس کو تبرک اور شفاء حاصل کرنے کے لیے محفوظ کیا جائے۔

میں ابواحمد کہتا ہوں کہ یہ دونوں وجہیں ہو سکتی ہے پہلی پر تو خود حدیث مبارک ہی دلالت کر رہی ہے اور دوسری پر طبرانی، بغوی، وغیرہ کی روایات دلالت کرتی ہیں، واللہ اعلم۔

تبرکاتِ نبوی ﷺ سے شفاء اور نظریہ صحابہ:

(4) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت، اور نبی اکرم ﷺ کی تعظیم و توقیر کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ وہ آپ ﷺ کے تبرکات و آثار کی حفاظت کرتے اور آپ کی حیات مبارک اور بعد از وصال اس سے برکت حاصل کرتے رہے یہ باب بھی بہت وسیع ہے چند احادیث پیش کرتا ہوں:

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ، قَالَ دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ، «فَأَخْرَجَتْ إِلَيْنَا شَعْرًا مِنْ شَعْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَخْضُوبًا» (۲)

حضرت عثمان بن عبد اللہ بن موهب فرماتے ہیں کہ میں ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہم کو رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک جو کہ مخضوب (خضاب شدہ) تھے دکھائے۔

ایک روایت میں یوں آیا:

(۱) (شرح مسلم للنووی، باب الشرب قائماً، ج 13، ص 194)

(۲) ... (صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب مَا يُذْكَرُ فِي الشَّيْبِ ج 7، ص 160)



«كَانَتْ عِنْدَ أُمِّ سَلَمَةَ جُلُجُلٌ مِنْ فِطْمَةٍ فِيهِ شَعْرَاتٌ مِنْ شَعْرَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ إِذَا اشْتَكَى إِنْسَانٌ أَوْ أَصَابَتْهُ عَيْنٌ بَعَثَ بِإِنَاءٍ فَحَضَّحَ فِيهِ ثُمَّ شَرِبَ مِنْهُ وَتَوَضَّأَ» قَالَ عُثْمَانُ «فَبَعَثَنِي أَهْلُ بِلَانَاءٍ فَذَهَبْتُ فَأَطْلَعْتُ، فَإِذَا فِيهِ شَعْرَاتٌ حُمْرٌ» (۱)

کہ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس چاندی کی ایک ڈبی تھی جس میں نبی اکرم ﷺ کے بال مبارک تھے تو جب کسی انسان کو کوئی تکلیف ہوتی تو وہ اپنا برتن حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس لاتا (جس میں پانی ہوتا تھا) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس میں نبی اکرم ﷺ کے بال مبارک کو ڈال کر نکال لیتیں پھر وہ پانی مریض پی لیتا اور اس سے وضو کرتا، حضرت عثمان بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے بھی میرے گھروالوں نے برتن دے کر بھیجا تو میں بھی حضرت ام سلمہ کے پاس گیا تو مجھے معلوم ہوا کہ (اس ڈبی میں) نبی اکرم ﷺ کے کئی بال مبارک ہیں (جن پر خضاب) ہے۔

ظان روایات سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کے اصحاب نے آپ ﷺ کے بال مبارک بھی محفوظ کیے ہوئے تھے۔ اور حفاظت اسی چیز کی جاتی ہے جو محبوب ہوتی ہے (فافہم)

نبی اکرم ﷺ کا پیالہ مبارک:

حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ مِنَ الْعَرَبِ، فَأَمَرَ أَبَا أُسَيْدٍ السَّاعِدِيَّ أَنْ يُرْسِلَ إِلَيْهَا، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَقَدِمَتْ، فَتَزَلَّتْ فِي أُجْمِ بَنِي سَاعِدَةَ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى جَاءَهَا، فَدَخَلَ عَلَيْهَا فَإِذَا امْرَأَةٌ مُنَكَّسَةٌ رَأْسَهَا، فَلَمَّا كَلَّمَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ، فَقَالَ «قَدْ أَعَذْتُكَ مِنِّي» فَقَالُوا لَهَا أَتَدْرِينَ مَنْ هَذَا؟ قَالَتْ لَا، قَالُوا هَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ لِيَخْطُبَكَ، قَالَتْ كُنْتُ أَنَا أَشَقَى مِنْ ذَلِكَ، فَأَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ حَتَّى جَلَسَ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ، ثُمَّ قَالَ «اسْقِنَا يَا سَهْلُ» فَخَرَجْتُ لَهُمْ بِهَذَا الْقَدَحِ فَأَسْقَيْتُهُمْ فِيهِ، فَأَخْرَجَ لَنَا سَهْلٌ ذَلِكَ الْقَدَحَ فَشَرِبْنَا مِنْهُ قَالَ ثُمَّ اسْتَوْهَبَهُ

(۱).... (مسند اصحاب بن راہویہ، زیادات، روایۃ اہل مکہ والمدینۃ وغیرہم، عن اُمِّ سَلَمَةَ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بَعْدَ ذَلِكَ فَوَهَبَهُ لَهُ (۱)

ترجمہ: ابو حازم فرماتے ہیں کہ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک عرب عورت کا ذکر کیا گیا پھر آپ نے اسید ساعدی رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس انہیں لانے کے لیے کسی کو بھیجنے کا حکم دیا چنانچہ انہوں نے بھیجا اور وہ آئیں اور بنی ساعدہ کے قلعہ میں اتریں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لائے اور ان کے پاس گئے۔ آپ نے دیکھا کہ ایک عورت سر جھکائے بیٹھی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان سے گفتگو کی تو وہ کہنے لگیں کہ میں تم سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ میں نے تجھ کو پناہ دی! لوگوں نے بعد میں ان سے پوچھا۔ تمہیں معلوم بھی ہے یہ کون تھے۔ اس عورت نے جواب دیا کہ نہیں۔ لوگوں نے کہا کہ یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے تم سے نکاح کے لیے تشریف لائے تھے۔ اس پر وہ بولیں کہ پھر تو میں بڑی بد بخت ہوں (کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کر کے واپس کر دیا) اسی دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور سقیفہ بنی ساعدہ میں اپنے صحابی کے ساتھ بیٹھے پھر فرمایا کہ سہل! پانی پلاؤ۔ میں نے ان کے لیے یہ پیالہ نکالا اور انہیں اس میں پانی پلایا۔ سہل رضی اللہ عنہ ہمارے لیے بھی وہی پیالہ نکال کر لائے اور ہم نے بھی اس میں پانی پیا۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر بعد میں خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ان سے یہ مانگ لیا تھا اور انہوں نے یہ ان کو ہبہ کر دیا تھا۔

حضرت عاصم احول فرماتے ہیں کہ میں نے یہ پیالہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس دیکھا حضرت انس نے فرمایا کہ میں اس میں نبی اکرم ﷺ کو کئی بار پانی پلایا ہے، اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت عاصم فرماتے ہیں میں نے بھی میں برکت حاصل کرنے کے لیے پانی پیا۔

امام ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اس پیالے کا حلقہ لوہے کا تھا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاہا اس کا حلقہ سونے یا چاندی کا بنادیا جائے تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے انس نبی اکرم ﷺ کی صنعت میں تبدیلی نہ فرمائیے تو آپ نے یہ ارادہ ترک کر دیا۔

(۱)... (الكتاب: الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه - صحيح البخاري. المؤلف: محمد بن إسماعيل أبو

عبدالله البخاري الجعفي. المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر. الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد

الباقى) الطبعة: الأولى، 1422 هـ. كتاب الاثرية. باب الثَّوْبِ مِنْ قَدَحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبْيَتِهِ ج 7 ص 113)

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت انس نے فرمایا کہ میں نے اس میں نبی اکرم ﷺ کو پانی، شہد، دودھ، اور نبیز پلائی ہے، امام قرطبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے بخاری شریف کے ایک پرانے نسخہ میں دیکھا ہے کہ "امام ابو عبد اللہ یعنی امام بخاری" فرماتے ہیں کہ میں نے اس پیالے کو بصرہ میں دیکھا اور اس میں پانی پیا، (۱)

ان تمام روایات سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نبی اکرم ﷺ کا پیالہ مبارک برکت کے لیے محفوظ کیا ہوا تھا اور ائمہ کا اس میں پانی پینا اس سے برکت حاصل کرنے کے لیے ہی تھا۔

عبد اللہ بن سلام کے گھر کی مسجد:

عَنْ أَبِي بَرْزَةَ، قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَلَقِيَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ، فَقَالَ لِي انْطَلِقْ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَاسْقِيكَ فِي قَدَحٍ شَرِبَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَصَلِّيَ فِي مَسْجِدٍ صَلَّى فِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاَنْطَلَقْتُ مَعَهُ، فَسَقَانِي سَوِيْقًا، وَأَطْعَمَنِي تَمْرًا، وَصَلَّيْتُ فِي مَسْجِدِهِ (۲)

حضرت ابو بردہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ آیا اور عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ میرے ساتھ گھر چلو تو میں تمہیں اس پیالہ میں پلاؤں گا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا تھا اور پھر ہم اس نماز پڑھنے کی جگہ نماز پڑھیں گے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی۔ چنانچہ میں ان کے ساتھ گیا اور انہوں نے مجھے ستو پلایا اور کھجور کھلائی اور میں نے ان کی مسجد میں نماز پڑھی۔

اب حدیث میں صراحتاً بیان ہے کہ صحابہ نبی اکرم ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ کی بھی تعظیم کرتے اور اس جگہ کو تعظیماً مسجد کہتے تھے، سبحان اللہ۔

(۱)... (فتح الباری، 10 : 100)

(۲)... (الکتاب: الجامع البسند الصحيح المختصر من أمور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسننہ وأيامہ - صحیح البخاری، المؤلف: محمد بن إسماعیل أبو عبد اللہ البخاری الجعفی، المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر، الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقیم محمد فؤاد عبد الباقي) الطبعة: الأولى، 1422ھ کتاب الاعتصام، باب ما ذكر النبي صلی اللہ علیہ وسلم وعظ على إتياني أهل العلم، وما أجمع عليهما الحرمان مكة، والمدينة، وما كان بها من مشاهد النبي صلی اللہ علیہ وسلم والمهاجرين والأنصار، ومفضل النبي صلی اللہ علیہ وسلم والمختار والقبر،)

صحابہ رسول ﷺ نے نبی اکرم ﷺ سے آپ کی چادر کیوں مانگی؟

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

جَاءَتِ امْرَأًا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِرْدَقَةٍ..... يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَكْسُوكَ هَذِهِ، فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخْتَاجًا إِلَيْهَا فَلَبِسَهَا، فَرَأَاهَا عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنَ السَّحَابَةِ، فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا أَحْسَنَ هَذِهِ، فَأَكْسَيْنِيهَا، فَقَالَ «نَعَمْ» فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَمَةِ أَصْحَابِهِ، قَالُوا مَا أَحْسَنْتَ حِينَ رَأَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَهَا مُخْتَاجًا إِلَيْهَا، ثُمَّ سَأَلْتَهُ إِيَّاهَا، وَقَدْ عَرَفْتَ أَنَّهُ لَا يُسْأَلُ شَيْئًا فَيَنْتَعَهُ، فَقَالَ رَجَوْتُ بَرَكَتَهَا حِينَ لَبِسَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَعَلِّي أَكْفَنُ فِيهَا (۱)

ترجمہ: کہ ایک خاتون نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک چادر لے کر آئیں اور اس خاتون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں یہ چادر آپ کے پہننے کے لیے لائی ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چادر ان سے قبول کر لی۔ اس وقت آپ کو اس کی ضرورت بھی تھی پھر آپ نے پہن لی۔ صحابہ کرام میں سے ایک صحابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن پر وہ چادر دیکھی تو عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ بڑی عمدہ چادر ہے، آپ مجھے اس کو عنایت فرمادیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے لو، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے اٹھ کر تشریف لے گئے تو اندر جا کر وہ چادر بدل کر تہہ کر کے عبدالرحمن کو بھیج دی تو لوگوں نے ان صاحب کو کہا کہ تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چادر مانگ کر اچھا نہیں کیا، تم نے دیکھ لیا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس طرح قبول کیا تھا گویا آپ کو اس کی ضرورت تھی۔ اس کے باوجود تم نے چادر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگی، حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب بھی کوئی چیز مانگی جاتی ہے تو آپ انکار نہیں کرتے۔ اس صحابی نے عرض کیا کہ میں تو صرف اس کی برکت کا امیدوار ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے پہن چکے تھے میری غرض یہ تھی کہ میں اس چادر میں کفن دیا جاؤں گا۔

(۱).... (صحیح بخاری۔ کتاب الادب باب حسن الخلق والسَّخَاةِ وَمَا يُكْرَهُ مِنَ الْبُغْلِ ج 8 ص 14. المعجم الكبير للطبرانی أبو غسان مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ ج 6 ص 143)

یہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہوں نے یہ چادر مبارک حضور ﷺ سے لی تھی ان کا نام مبارک عبدالرحمن بن عوف یا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھا۔ (۱)

ظ مڑے کی بات تو یہ ہے کہ جب یہ عورت نبی اکرم ﷺ کو چادر پیش کر رہی تھی تو یہ بھی وہاں موجود تھے جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے تو اسی وقت حضور ﷺ سے چادر کیوں نہ مانگی اس لیے کہ ان کو پتہ تھا ابھی اس کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کا جسم مبارک نہیں لگا، تو جب نبی اکرم ﷺ کا جسم مبارک اس چادر کے ساتھ لگ گیا تو جلدی سے آپ سے اس کا سوال کر لیا کہ کہیں یہ برکت کوئی اور نہ لے جائے اس لیے کہ حضور ﷺ کسی کو بھی "نہ" نہیں فرماتے تھے۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہا بطحاء تیرا نہیں، سنتا نہیں مانگنے والا تیرا

نبی اکرم ﷺ کے نعلین کی حفاظت:

حضرت عیسیٰ بن طھمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

قَالَ أَخْرَجَ إِلَيْنَا أَنَسُ «نَعْلَيْنِ جَرَدَاوَيْنِ لَهُمَا قَبَالَانِ» ، فَحَدَّثَنِي ثَابِتُ الْبُنَاتِيِّ بَعْدُ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُمَا «نَعْلَا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» (۲)

ترجمہ: کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ہمیں دو قدیم نعلین (جوتے) نکال کر دکھائے جن میں دو تسمے لگے ہوئے تھے، اس کے بعد پھر ثابت بنانی نے مجھ سے انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ وہ نعلین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس نبی اکرم ﷺ کے نعلین پاک محفوظ تھے۔ یہ بھی حفاظت ناموس رسالت کا ایک انداز ہے۔ (فافہم)

تحفظ سیف الرسول ﷺ:

میرے نبی ﷺ کے صحابہ تو اس تلوار کو بھی ہاتھ نہیں لگانے دیتے تھے جس کو رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ لگائے تھے:

أَنَّ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ حَدَّثَهُ أَنََّّهُمْ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ مِنْ عِنْدِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ مَقْتَلِ

(۱)... (فتح الباری، جمع حدیث مذکورہ، 3: 143، 144)

(۲)... (صحيح بخاری، کتاب فرض الخمس باب ما لا یزول من ذیج النبی صلی اللہ علیہ وسلم، وعصاه وشیوہ وقلجہ وحاتمہ، وما استعمل الخلفاء بعده من ذلک مما لم یزل یزول، ومن شعرہ، ونعلہ، وألبینہ، وما یتدرک أعضاہہ وغیرہم بعد وفایہ، ج 4، ص 83)

(١) ... (صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب تخييرهم في استعمال إتياء الذهب والفضة على الرجال والنساء، وعائيم الذهب والحرير على الرجل، وإتياءه للنساء، وإتياءه العلماء ونحوه للرجل ما لم يؤد على أربع أصابع، ج 3، ص 1641).

(اس کا پانی) شفاء کے لئے بیماروں کو پلاتے ہیں۔

اس حدیث سے جہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارک بیماروں کو شفا دیتا ہے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہی جبہ پہلے ام المؤمنین محبوبہ محبوب خدا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس محفوظ تھا پھر ان کی وفات کے بعد اس کی حفاظت کی ذمہ داری حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے لی۔  
(فافہم)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَكُنْتُ عَلَى جَمَلٍ ثَقَالٍ إِنَّمَا هُوَ فِي آخِرِ الْقَوْمِ، فَمَرَّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ «مَنْ هَذَا؟» ، قُلْتُ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ «مَا لَكَ؟» ، قُلْتُ إِنِّي عَلَى جَمَلٍ ثَقَالٍ، قَالَ «أَمَعَكَ قَضِيبٌ؟» قُلْتُ نَعَمْ، قَالَ «أَعْطَيْتَهُ» ، فَأَعْطَيْتُهُ، فَضَرَبَهُ، فَزَجَرَهُ، فَكَانَ مِنْ ذَلِكَ السَّكَانِ مِنْ أَوَّلِ الْقَوْمِ، قَالَ «بِعْنِيهِ» ، فَقُلْتُ بَلْ، هُوَ لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ «بَلْ بِعْنِيهِ قَدْ أَخَذْتُهُ بِأَرْبَعَةِ دَنَانِيرَ، وَلَكَ ظَهْرُهُ إِلَى الْمَدِينَةِ» ، فَلَمَّا دَخَلْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ أَخَذْتُ أُرْتَحِلُ، قَالَ «أَيْنَ تُرِيدُ؟» ، قُلْتُ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً قَدْ خَلَا مِنْهَا، قَالَ «فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ» ، قُلْتُ إِنَّ أَبِي تَوَفَّى، وَتَرَكَ بَنَاتٍ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَنْكِحَ امْرَأَةً قَدْ جَرَيْتُ خَلَا مِنْهَا، قَالَ «فَذَلِكَ» ، فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ، قَالَ «يَا بِلَالُ، اقْضِهِ وَزِدْهُ» ، فَأَعْطَاهُ أَرْبَعَةَ دَنَانِيرَ، وَزَادَهُ قَيْدًا طًا، قَالَ جَابِرٌ لَا تَفَارِقْنِي زِيَادَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يَكُنِ الْقَيْدَاطُ يُفَارِقُنِي حِوَابَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَزَادَ مُسْلِمٌ فَأَخَذَهُ أَهْلُ الشَّامِ يَوْمَ الْحَرَّةِ (١)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھا اور میں ایک ست اونٹ پر سوار تھا اور وہ سب سے آخر میں رہتا تھا۔ اتفاق سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر میری طرف سے ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون صاحب ہیں؟

(١) ... (صحیح بخاری کتاب الوكالة باب إذا وكل رجل رجلاً أن يعطيه شيئاً، ولم يعطه ثم يعطيه، فأعطى على ما يتعارفه الناس ج 3، ص 100، ... صحیح مسلم، کتاب المساقاة، باب تبيع التبعير واستيفاء رُكوبه ج 3، ص 1222)

میں نے عرض کیا جابر بن عبد اللہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہوئی (کہ اتنے پیچھے رہ گئے ہو) میں بولا کہ ایک نہایت ست رفتار اونٹ پر سوار ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہارے پاس کوئی چھڑی بھی ہے؟ میں نے کہا کہ جی ہاں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ مجھے دیدے۔ میں نے آپ کی خدمت میں وہ پیش کر دی۔ آپ نے اس چھڑی سے اونٹ کو جو مارا اور ڈانٹا تو اس کے بعد وہ سب سے آگے رہنے لگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ یہ اونٹ مجھے فروخت کر دے۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ہے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے مجھے فروخت کر دے۔ یہ بھی فرمایا کہ چار دینار میں اسے میں خریدتا ہوں ویسے تم مدینہ تک اسی پر سوار ہو کر چل سکتے ہو۔ پھر جب مدینہ کے قریب ہم پہنچے تو میں (دوسری طرف) جانے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کہاں جا رہے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے ایک بیوہ عورت سے شادی کر لی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی باکرہ سے کیوں نہ کی کہ تم بھی اس کے ساتھ کھیلتے اور وہ بھی تمہارے ساتھ کھیلتی۔ میں نے عرض کیا کہ والد شہادت پا چکے ہیں۔ اور گھر میں کئی بہنیں ہیں۔ اس لیے میں نے سوچا کہ کسی ایسی خاتون سے شادی کروں جو بیوہ اور تجربہ کار ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تو ٹھیک ہے، پھر مدینہ پہنچنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلال! ان کی قیمت ادا کر دو اور کچھ بڑھا کر دے دو۔ چنانچہ انہوں نے چار دینار بھی دیے۔ اور فالٹو ایک قیراط بھی دیا۔ جابر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ انعام میں اپنے سے کبھی جدا نہیں کرتا، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ قیراط جابر رضی اللہ عنہ ہمیشہ اپنی تھیلی میں محفوظ رکھا کرتے تھے۔

اور امام مسلم علیہ الرحمۃ نے ان الفاظ کو زیادہ فرمایا کہ: حتی کہ حرہ کے دن اسے مجھ سے شام والوں نے لے لیا۔

یہ حدیث بالکل واضح ہے اس میں کسی قسم کی کوئی شرح کی ضرورت نہیں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس زائد رقم کو ہمیشہ اپنے پاس رکھنا کس لیے تھا۔؟؟ پھر اہل شام میں سے کسی کا اس کو لے لینا؟؟؟ (نافہم)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات و آثار کی حفاظت کا باب بہت وسیع ہے ہم بخوف طوالت انہی صحیحین کی احادیث پر اکتفاء کرتے ہیں، واللہ تعالیٰ اعلم ہوا لحافظ والمعین۔



نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کھانا نہ کھانا:

(5) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کا ایک انداز یہ بھی تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھانے سے پہلے اپنے ہاتھ کھانے کی طرف نہ بڑھاتے تھے۔ اسی کے متعلق حضرت خذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ كُنَّا إِذَا احْضَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا لَمْ نَضَعْ أَيْدِيَنَا حَتَّى يَبْدَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ يَدَهُ، (۱)

ترجمہ: کہ جب ہم نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ کھانا کھاتے تھے تو ہم اپنے ہاتھوں کو (کھانے میں) اس وقت تک نہیں ڈالتے تھے جب تک کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) شروع نہ فرماتے اور اپنا ہاتھ مہارک نہ ڈالتے۔

اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا إِذَا أَكَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا لَا نَبْدَأُ حَتَّى يَكُونَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ يَبْدَأُ (۲)

ترجمہ: جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھاتے تو اس وقت تک ہم ابتداء نہ کرتے جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء نہ فرما لیتے۔

اس حدیث کو امام حاکم نے صحیح کہا ہے عنقریب یہ حدیث اپنی طوالت کے ساتھ ذکر کی جائے گی، اس کے علاوہ بھی انصار کے ایک آدمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث موجود ہے جس کو امام احمد، طحاوی، بیہقی، دارقطنی وغیرہ نے اسناد صحیحہ کے ساتھ روایت کیا ہے وہ بھی آگے آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا شوق دیدار نبی صلی اللہ علیہ وسلم:

(6) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کا ایک انداز یہ

کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دوری کو پسند نہیں فرماتے تھے، بلکہ ان میں تو بعض صحابہ کرام ایسے

(۱) ... (صحیح مسلم، کتاب الاشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحوالہ، ج 3، ص 1597)

(۲) ... (المستدرک علی الصحیحین، کتاب الاطعمة، ج 4، ص 122)

بھی تھے کہ وہ اگر کسی ایک دن بھی نبی اکرم ﷺ کو نہ دیکھتے تو ان کی تلاش کرتے اور ان کی زیارت کرتے تھے، بلکہ بعض صحابہ کرام کے بارے میں یہ احادیث بھی ملتی ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ سے ان سے پوچھتے کہ خیریت سے آئے ہو؟ تو وہ جواب دیتے کہ حضور صرف آپ ﷺ کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔ اور بعض ایسے بھی ہیں جن سے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی حاجت ہے تو بتاؤ تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ قیامت کو آپ کی سنگت کا سوال کرتے ہیں۔ اس بارے میں بھی ہم مختصر بیان کرتے ہیں۔

أَخْبَنِي جَبَلَةُ بْنُ حَارِثَةَ، أَخُو زَيْدٍ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ابْعَثْ مَعِيَ أَخِي زَيْدًا قَالَ «هُوَ ذَا، فَإِنْ انْطَلَقَ مَعَكَ لَمْ أَمْنَعُهُ» قَالَ زَيْدٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَاللَّهِ لَا أُخْتَارُ عَلَيْكَ أَحَدًا، قَالَ فَمَا آيَةُ رَأْيِي أَخِي أَفْضَلَ مِنْ رَأْيِي (۱)

ترجمہ: زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بھائی جبلہ بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! میرے بھائی زید کو میرے ساتھ بھیج دیجیے، آپ نے فرمایا: "وہ موجود ہیں اگر تمہارے ساتھ جانا چاہ رہے ہیں تو میں انہیں نہیں روکوں گا"، یہ سن کر زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! قسم اللہ کی! میں آپ کے مقابلہ میں کسی اور کو اختیار نہیں کر سکتا، جبلہ کہتے ہیں: تو میں نے دیکھا کہ میرے بھائی کی رائے میری رائے سے افضل تھی۔

کہیں آپ ﷺ کی زیارت سے محروم نہ ہو جاؤں:

اسی طرح حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ:

نُبَوِّرُكَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّكَ لِأَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي، وَإِنَّكَ لِأَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ وَالِدِي، وَإِنِّي لَا أَكُونُ فِي الْبَيْتِ، فَذَاكَ كَرِهْتُ فَمَا أَصْبِرُ حَتَّى آتِيَ فَاَنْظُرَ إِلَيْكَ، وَإِذَا ذَكَرْتُ مَوْتِي وَمَوْتَكَ عَرَفْتُ أَنَّكَ إِذَا دَخَلْتَ الْجَنَّةَ رَفَعْتَ مَعَ النَّبِيِّينَ، وَأَنِّي إِذَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ خَشِيتُ أَنْ لَا أُرَاكَ، فَلَمْ يَزِدْ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا حَتَّى

نزل جبریل بھذا الایۃ (وَمَنْ يَطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ) ○  
ترجمہ: ”ایک صحابی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ  
یا رسول اللہ! آپ مجھے میری جان اور میرے والدین سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ جب میں اپنے گھر میں  
ہوتا ہوں تو آپ کو ہی یاد کرتا رہتا ہوں اور اس وقت تک چین نہیں آتا جب تک حاضر ہو کر آپ کی  
زیارت نہ کر لوں۔ لیکن جب مجھے اپنی موت اور آپ کے وصال مبارک کا خیال آتا ہے تو سوچتا ہوں کہ  
آپ تو جنت میں انبیاء کرام کے ساتھ بلند ترین مقام پر جلوہ افروز ہوں گے اور جب میں جنت میں داخل  
ہوں گا تو خدشہ ہے کہ کہیں آپ کی زیارت سے محروم نہ ہو جاؤں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس  
صحابی کے جواب میں سکوت فرمایا، اس اثناء میں حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور یہ آیت  
نازل ہوئی: ”اور جو کوئی اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کرے تو یہی لوگ (روز  
قیامت) اُن (ہستیوں) کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے (خاص) انعام فرمایا ہے۔“

جنت میں بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت:

حَدَّثَنِي رَيْبَعَةُ بْنُ كَعْبٍ الْأَسْلَمِيُّ، قَالَ كُنْتُ أَبِيتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَأَتَيْتُهُ بِوَضُوئِهِ وَحَاجَّتِهِ فَقَالَ لِي «سَلْ» فَقُلْتُ أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ قَالَ «أَوْ غَيْرَ  
ذَلِكَ» قُلْتُ هُوَ ذَاكَ قَالَ «فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ» (۱)

ترجمہ: ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کے  
وضو اور آپ کی حاجت کا پانی لے کر آتا تھا، تو ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو مانگنا ہو مجھ  
سے مانگو“ میں نے کہا: میں جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس  
کے علاوہ اور بھی کچھ؟“ میں نے عرض کیا: بس یہی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تو اپنے اوپر  
کثرت سجدہ کو لازم کرو۔“

(۱) ... (سہوطی، الدر المنثور، 2: 2182، ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، 1: 3523، ہیثمی، مجمع الزوائد، 7: 47، طبرانی، المعجم الاوسط، 1:

5153، سیوطی، المعجم صغیر، 1: 653، ابونعیم، حلیۃ الاولیاء، 4: 7240، ابونعیم، حلیۃ الاولیاء، 8: 125)

(۲) ... (صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب قُضِلَ السُّجُودُ وَالْحَقِيقَةُ عَلَيْهِ، ج 1، ص 353)

اور یہی نبی اکرم ﷺ کے اصحاب کی دعا بھی ہوتی تھی کہ اے اللہ ہم کو جنت میں بھی نبی اکرم ﷺ کی سگت عطا فرمانا چنانچہ روایت ہے کہ:

نبی اکرم ﷺ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزرے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا مانگ رہے تھے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اے ام عبد مانگ تجھے دیا جائے گا تو آپ نے یہ دعا مانگی:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ نَعِيمًا لَا يَنْقُذُ، وَفَرَقًا لَا تَبِيدُ، وَمُرَافَقَةً مُحِبِّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَعْلَى جَنَّةِ الْخُلْدِ (۱)

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے ایسی نعمتوں کا سوال کرتا ہوں جو ختم ہونے والی نہ ہوں اور آنکھوں کی ایسے ٹھنڈک کا سوال کرتا ہوں جو زائل ہونے والی نہ ہو، اور جنت میں تیرے نبی کی رفاقت کا سوال کرتا ہوں۔

اتنے دنوں سے نبی اکرم ﷺ کی زیارت کیوں نہیں کی؟؟:

(7) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت اور آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر کا ایک انداز یہ تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ازواج یعنی صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی اولاد جب نبی اکرم ﷺ کی زیارت میں دیر لگا دیتی تو ان کو زبردستی فرماتیں اور ڈانٹتیں اور فرماتیں کہ تم نے اتنے دنوں سے نبی اکرم ﷺ کی زیارت کیوں نہیں کی؟؟ اور فرشتے بھی اللہ تعالیٰ سے نبی اکرم ﷺ کی زیارت اور آپ کو سلام کرنے کی اجازت مانگتے تھے، چنانچہ حضرت خذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

سَأَلْتَنِي أُمِّي مَتَى عَهْدُكَ تَعْنِي بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ مَا لِي بِهِ عَهْدٌ مُنْذُ كَذَا وَكَذَا، فَنَالَتْ مِنِّي، فَقُلْتُ لَهَا دَعِينِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَصِلَ مَعَهُ الْمَغْرِبَ، وَأَسْأَلُهُ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لِي وَلَكَ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ الْمَغْرِبَ فَصَلَّى حَتَّى صَلَّى الْعِشَاءَ، ثُمَّ انْقَلَبَ فَتَبِعْتُهُ، فَسَبَّحَ صَوْتِي، فَقَالَ «مَنْ هَذَا، حَذِيفَةُ؟» قُلْتُ نَعَمْ،

قَالَ « مَا حَاجَّتْكَ غَفْرَةُ اللَّهِ لَكَ وَلَا مَمْلَكَ » ؟ قَالَ « إِنَّ هَذَا مَلَكٌ لَمْ يَنْزِلِ الْأَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هَذِهِ اللَّيْلَةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ أَنْ يُسَلِّمَ عَلَيَّ وَيُبَشِّرَنِي بِأَنْ فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ » (۱)

ترجمہ: مجھ سے میری والدہ نے پوچھا: تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حال ہی میں کب گئے تھے؟ میں نے کہا: اتنے اتنے دنوں سے میں ان کے پاس نہیں جاسکا ہوں، تو وہ مجھ پر خفا ہوئیں، میں نے ان سے کہا: اب مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے دیجیے میں آپ کے ساتھ نماز مغرب پڑھوں گا اور آپ سے میں اپنے اور آپ کے لیے دعا مغفرت کی درخواست کروں گا، چنانچہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کے ساتھ مغرب پڑھی پھر آپ (نوافل) پڑھتے رہے یہاں تک کہ آپ نے عشاء پڑھی، پھر آپ لوٹے تو میں بھی آپ کے ساتھ پیچھے پیچھے چلا، آپ نے میری آواز سنی تو فرمایا: "کون ہو؟ حذیفہ؟" میں نے عرض کیا: جی ہاں، حذیفہ ہوں، آپ نے فرمایا: « مَا حَاجَّتْكَ غَفْرَةُ اللَّهِ لَكَ وَلَا مَمْلَكَ » "کیا بات ہے؟ بخشنے اللہ تمہیں اور تمہاری ماں کو" (پھر) آپ نے فرمایا: "یہ ایک فرشتہ تھا جو اس رات سے پہلے زمین پر کبھی نہیں اتر اٹھا، اس نے اپنے رب سے مجھے سلام کرنے اور یہ بشارت دینے کی اجازت مانگی کہ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما اہل جنت کے جوانوں (یعنی جو دنیا میں جوان تھے ان) کے سردار ہیں"

مخطوطہ عبارت سے اہل سنت و جماعت کے کئی عقائد کا ثبوت ملتا ہے اہل فہم کو صرف اتنا ہی کہتا ہوں کہ (فافیہوا)

حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے مثل و نرالی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

(۸) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کا ایک انداز یہ تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ پسند نہ کرتے تھے کہ کسی مقام پر ہم اوپر ہوں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نیچے اور اس گھر میں اور کمرہ پر بھی نہ چڑھتے تھے جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے چنانچہ حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عَلَيْهِ، فَتَزَلَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الشُّغْلِ، وَأَبُو أَيُّوبَ فِي الْعُلُوِّ، قَالَ قَائِلُهُ أَبُو أَيُّوبَ لَيْلَةً، فَقَالَ تَشِي قُوَى رَأْسِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَنَحَّوْا قِبَاتُوا فِي جَانِبٍ، ثُمَّ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «الشُّغْلُ أَرْفَقُ»، فَقَالَ لَا أَعْلُو سَقِيفَةً أَنْتَ تَحْتَهَا، فَتَحَوَّلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعُلُوِّ، وَأَبُو أَيُّوبَ فِي الشُّغْلِ، فَكَانَ يَصْنَعُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَإِذَا جِئَ بِهِ إِلَيْهِ سَأَلَ عَنْ مَوْضِعِ أَصَابِعِهِ فَيَتَّبِعُ مَوْضِعَ أَصَابِعِهِ، فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا فِيهِ ثُومٌ، فَلَمَّا رَدَّ إِلَيْهِ سَأَلَ عَنْ مَوْضِعِ أَصَابِعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقِيلَ لَهُ لَمْ يَأْكُلْ، فَفَزِعَ وَصَعِدَ إِلَيْهِ، فَقَالَ أَحَرَامٌ هُوَ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «لَا وَلَكِنِّي أَكْرَهُهُ»، قَالَ فَإِنِّي أَكْرَهُهُ مَا تَكْرَهُهُ - أَوْ مَا كَرِهْتَ -، (١)

ترجمہ: نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کے پاس تشریف لائے تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضرت ابویوب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) کے سر پر منزل میں ٹھہرے اور حضرت ابویوب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) اوپر والی منزل میں۔ حضرت ابویوب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) کہتے ہیں کہ میں ایک رات بیدار ہوا اور کہنے لگا کہ ہم تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سر کے اوپر چلتے ہیں (جو کہ ادب کے خلاف ہے) تو ہم رات کو ہٹ کر ایک کونے کی طرف ہو گئے اور پھر نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے عرض کیا (کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) گھر کے اوپر والے حصے میں قیام فرمائیں) نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا نیچے والے گھر میں زیادہ آسانی ہے۔ حضرت ابویوب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) نے عرض کیا کہ میں تو اس چھت پر نہیں رہ سکتا کہ جس چھت کے نیچے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں۔ تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) (حضرت ابویوب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) کی یہ عرض سن کر) اوپر والے حصے میں تشریف لے گئے اور حضرت ابویوب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) نیچے والے گھر میں آ گئے۔ حضرت ابویوب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

(١)... (صحیح مسلم، کتاب الامریۃ، باب اتباع اکل النور، وآلہ ثلاثی لمن اراد عظام الکبار، قولہ: وَكَذَلِكَ قَالَ مَعْنَاهُ ج 3، ص 1623)

وآلہ وسلم) کے لئے کھانا تیار کرتے تھے تو جب وہ (بچا ہوا کھانا) واپس آتا اور حضرت ابویوب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) کے سامنے رکھا جاتا تو حضرت ابویوب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) اس جگہ کے بارے میں پوچھتے جس جگہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے انگلیاں ڈال کر کھانا کھایا اور پھر اس جگہ سے حضرت ابویوب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) خود کھاتے (ایک دن) حضرت ابویوب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لئے کھانا تیار کیا جس میں لہسن تھا تو جب یہ کھانا لوٹ کر واپس حضرت ابویوب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) کی طرف لایا گیا تو انہوں نے معمول کے مطابق آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی انگلیوں کے بارے میں پوچھا تو آپ (رضی اللہ عنہ) سے کہا گیا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کھانا نہیں کھایا (یہ سنتے ہی) حضرت ابویوب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) گھبرا گئے اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف اوپر چڑھ کر عرض کیا: کیا یہ حرام ہے؟ تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: حرام تو نہیں ہے لیکن مجھے یہ ناپسند ہے۔ حضرت ابویوب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) نے عرض کیا مجھے بھی وہ چیز ناپسند ہے جو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ناپسند ہے۔

ۛۛۛ

مخلوط عبارت کو غور سے پڑھیے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت رسول ﷺ کا انداز دیکھیے۔

اس حدیث میں کئی فوائد ہیں جن میں سے چند یہ ہیں کہ:

- 1- حضرت ابویوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ساری رات ایک کونے میں گزار دی اور پھر صبح نبی اکرم ﷺ سے اوپر رہنے سے معذرت کی۔
- 2- نبی اکرم ﷺ کی انگلیوں سے برکت حاصل کرنے کے کوئی ایک دو دن نہیں بلکہ جب تک نبی اکرم ﷺ ان کے گھر مبارک میں رہے آپ کا بچا ہوا کھانا کھاتے رہے۔
- 3- لہسن وغیرہ کو حضرت ابویوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف اس لیے ترک کر دیا کہ یہ میرے محبوب کو پسند نہیں (حالانکہ لہسن حلال ہے)۔

ر عاشقانِ اوزِ خوباں خوب تر خوشتر و زیبا تر و محبوب تر

دل ز عشقِ او توانا میشود خاک ہمدوشِ ثریا میشود

رسول اللہ ﷺ کے عاشق حسینوں سے کہیں بڑھ کر حسین، عمدہ، زیبا اور محبوب ہوتے ہیں آپ ﷺ سے محبت

کرنے والے سب سے زیادہ حسن و جمال والے ہوتے ہیں۔ دل رسول اللہ ﷺ کے عشق سے قوی و توانا ہو جاتا ہے اور یہ خاکِ انسان رسول اللہ ﷺ کی محبت سے ثریا کی بلندی تک جا پہنچتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی اشیاء اور اعضاء (بال مبارک وغیرہ) کو مشرک ہاتھ نہ لگائے:

(9) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت اور آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر کا ایک انداز یہ تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نبی اکرم ﷺ کے اعضاء یعنی بال مبارک اور دیگر اشیاء کی بھی حفاظت فرماتے تھے۔ جیسا کہ مشہور ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس ٹوپی کے لیے جس میں نبی اکرم ﷺ کی پیشانی مبارک کے بال تھے کتنی کوشش کی تھی اور کتنے آدمی قربان ہو گئے تھے دیکھیے حوالہ مذکورہ۔ (۱)

امام بیہقی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اور جب حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے تو اپنی بیٹی ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے تو نبی اکرم ﷺ کے بستر مبارک پر بیٹھنے لگے تو حضرت ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بستر سمیٹ لیا تو انہوں نے کہا کہ اے بیٹی کیا بات ہے کیا تو اس بستر کو میرے قابل نہیں سمجھتی یا میں اس بستر کے قابل نہیں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

قَالَتْ بَلْ هُوَ فَرَّاشُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتِ مُشْرِكٌ نَجِسٌ، فَلَمْ أُحِبَّ أَنْ تَجْلِسَ عَلَى فَرَّاشِهِ، (۲)

ترجمہ: یہ بستر رسول اللہ ﷺ کا ہے اور تو مشرک اور نجس ہے میں یہ پسند نہیں کرتی کہ تو اس کے اوپر بیٹھے۔

حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس نبی اکرم ﷺ کی تلوار تھی تو انہوں نے اس تلوار کے ساتھ کافی کفار کو واصل جہنم کیا لیکن جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ابوسفیان کی بیوی ہندہ آئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر اس تلوار سے وار نہ کیا حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

(۱).... (معجم الکبیر، 4: 122 مسند ابی یعلیٰ 6: 359.... مستدرک حاکم 3: 299)

(۲).... (دلائل النبوة للبیہقی، جامع ابواب فتح مکہ ج 5 ص 8)



میں نے حضرت ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ نے اس کے ساتھ ہندہ کو قتل کیوں نہیں کیا تو آپ نے فرمایا:

قَالَ إِي وَاللَّهِ أَكْرَمُ مِمَّنْ سَيَفُتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَقْتُلَ بِهِ امْرَأَةً (۱)  
اللہ کی قسم میں نبی اکرم ﷺ کی تلوار کی عزت کرتا ہوں اور اس کے ساتھ میں کسی عورت ذات کو قتل نہیں کرتا۔

اور حضرت ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے زبان حال میں یوں کہہ رہے تھے کہ:

یہ شمشیر رسالت ہے ستودہ و محمودہ  
کروں گا میں نہ عورت کے لہو سے اس کو آلودہ  
تلاش گردن مردانِ پختہ کا رہے اس کو  
ضعیفوں، عورتوں، بچوں پر اٹھنا عار ہے اس کو

حکمِ نبوی ﷺ پر مداومت:

(10) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت اور آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر کا ایک انداز یہ تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس فعل پر مداومت فرماتے تھے جن کا انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے اقرار کیا ہوتا تھا چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنْكَحَنِي أَبِي امْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ، فَكَانَ يَتَعَاهَدُ كَيْفَتَهُ، فَيَسْأَلُهَا عَنْ بَعْضِهَا، فَتَقُولُ نِعَمَ الرَّجُلِ مِنْ رَجُلٍ لَمْ يَطَالَ تَفَرُّاشًا، وَلَمْ يَفْتِشْ لَنَا كَنْفًا مُنْذُ أَتَيْنَاكَ، فَلَمَّا طَالَ ذَلِكَ عَلَيْهِ ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ «الْقِنِي بِهِ»، فَلَقِيْتُهُ بَعْدُ، فَقَالَ «كَيْفَ تَصُومُ؟» قَالَ كُلَّ يَوْمٍ، قَالَ «وَكَيْفَ تَحْتِمُ؟» قَالَ كُلَّ لَيْلَةٍ، قَالَ «مَنْ فِي كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةً، وَأَقْرَبُ الْقُرْآنِ فِي كُلِّ شَهْرٍ» قَالَ قُلْتُ أُطِيقُ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ «مَنْ ثَلَاثَةً أَيَّامٍ فِي الْجُمُعَةِ»، قُلْتُ أُطِيقُ أَكْثَرُ مِنْ

(۱) ... (دلائل النبوة للبيهقي، ج 3، ص 232، 233، مسلم شریف، فی: 44- کتاب فضائل الصحابة (25) باب من فضائل أبي دجانة الحديف (128)، ص

ذَلِكَ، قَالَ «أَفِطْرُ يَوْمَيْنِ وَمِنْ يَوْمَا» قَالَ قُلْتُ أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ «مَنْ أَفْضَلَ الصَّوْمِ صَوْمُ دَاوُدَ صِيَامَ يَوْمٍ وَأَفْطَارَ يَوْمٍ، وَأَقْرَأُنِي كُلِّ سَبْعٍ لَيَالٍ مَرَّةً» فَلَيِّتَنِي قَبِلْتُ رُخْصَةً رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَذَلِكَ أَنِّي كَبُرْتُ وَضَعُفْتُ، فَكَانَ يَقْرَأُ عَلَى بَعْضِ أَهْلِهِ السُّبْحَ مِنَ الْقُرْآنِ بِالنَّهَارِ، وَالَّذِي يَقْرَأُ لَيْلًا يَعْرِضُهُ مِنَ النَّهَارِ، لِيَكُونَ أَخَفَّ عَلَيْهِ بِاللَّيْلِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَقَوَّى أَفْطَرَ أَيَّامًا وَأَخْصَى، وَصَامَ مِثْلَهُنَّ كَرَاهِيَةً أَنْ يَتْرَكَ شَيْئًا، فَأَرَقَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ (۱)

ترجمہ: میرے والد عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے میرا نکاح ایک شریف خاندان کی عورت (ام محمد بنت حمیہ) سے کر دیا تھا اور ہمیشہ اس کی خبر گیری کرتے رہتے تھے اور ان سے بار بار اس کے شوہر (یعنی خود ان) کے متعلق پوچھتے رہتے تھے۔ میری بہن کہتی کہ بہت اچھا مرد ہے۔ البتہ جب سے میں ان کے نکاح میں آئی ہوں انہوں نے اب تک ہمارے بستر پر قدم بھی نہیں رکھا نہ میرے کپڑے میں کبھی ہاتھ ڈالا۔ جب بہت دن اسی طرح ہو گئے تو والد صاحب نے مجبور ہو کر اس کا تذکرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے اس کی ملاقات کراؤ۔ چنانچہ میں اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ روزہ کس طرح رکھتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ روزانہ پھر دریافت فرمایا قرآن مجید کس طرح ختم کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا ہر رات۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مہینے میں تین دن روزے رکھو اور قرآن ایک مہینے میں ختم کرو۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر بلا روزے کے رہو اور ایک دن روزے سے۔ میں نے عرض کیا مجھے اس سے بھی زیادہ کی طاقت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر وہ روزہ رکھو جو سب سے افضل ہے، یعنی داؤد علیہ السلام کا روزہ، ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو اور قرآن مجید سات دن میں ختم کرو۔ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کاش میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصت قبول کر لی ہوتی کیونکہ اب

(۱).... (صحیح بخاری، کتاب الفضائل، باب: فی کذب یقرأ القرآن ج 6، ص 196..... أخرجه مسلم في صلاة المسافرين وقصرها باب صلاة الليل وعدد

ركعات النبي صلى الله عليه وسلم رقم 741)

میں بوڑھا اور کمزور ہو گیا ہوں۔ حجاج نے کہا کہ آپ اپنے گھر کے کسی آدمی کو قرآن مجید کا ساتواں حصہ یعنی ایک منزل دن میں سنا دیتے تھے۔ جتنا قرآن مجید آپ رات کے وقت پڑھتے اسے پہلے دن میں سنا رکھتے تاکہ رات کے وقت آسانی سے پڑھ سکیں اور جب (قوت ختم ہو جاتی اور نڈھال ہو جاتے اور) قوت حاصل کرنا چاہتے تو کئی کئی دن روزہ نہ رکھتے کیونکہ آپ کو یہ پسند نہیں تھا کہ جس چیز کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے وعدہ کر لیا ہے (ایک دن روزہ رکھنا ایک دن افطار کرنا) اس میں سے کچھ بھی چھوڑیں۔

امام احمد بن حنبل اور امام ابن خزمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ الفاظ استعمال کیے ہیں کہ: کاش میں نبی اکرم ﷺ کی رخصت کو قبول کر لیتا اور آج حالتِ ضعیفی میں اس کام سے عدول نہ کرتا جس کا میں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے اقرار کیا تھا۔ (۱)

امام شرف الدین نووی علیہ الرحمۃ القوی اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ:

"اس کا معنی یہ ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے اقرار کیے ہوئے کام کی حفاظت سے عاجز آ گئے اس کام کا کرنا آپ پر بڑھاپے کی وجہ سے مشکل ہو گیا، لیکن آپ اس کو ترک کرنا پسند نہیں کرتے تھے اس لیے کہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے اس کا اقرار کیے ہوئے تھے اور نبی اکرم ﷺ نے ان کو فرمایا ہوا تھا کہ اے عبد اللہ! اس شخص کی طرح نہ ہو جانا جو رات کو قیام کرتا تھا پھر اس نے اس قیام کو ترک کر دیا" (۲)

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس کام کو باوجود عجز کے ترک نہ کرنا نبی اکرم ﷺ کے سامنے کیے ہوئے اقرار کی حفاظت اور نبی اکرم ﷺ کی محبت کی دلیل ہے۔

اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نبی اکرم ﷺ کے دست مبارک پر جب اس بات پر بیعت کی کہ ہم کسی سے کوئی سوال نہیں کریں گے تو احادیث گواہ ہیں کہ کئی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اگر کوڑا بھی زمین پر گر جاتا تو وہ کسی دوسرے کو یہ نہ کہتے کہ ہمیں پکڑا دینا، اسی طرح کئی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نبی اکرم ﷺ نے ہر ماہ تین دن روزہ رکھنے، نماز چاشت پڑھنے، سونے سے پہلے تسبیح پڑھنے، سونے سے پہلے وتر ادا کرنے کی وصیت فرمائی تھی تو انہوں نے اس پر ہمیشہ عمل کیا اور اس وصیت

(۱).... (مسند امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ 2: 158... صحیح ابن خزمہ 3: 293، 294)

(۲).... (شرح صحیح مسلم، للإمام النووي علیہ الرحمة القوی ج 8، ص 43، تصحیف، مسند شریف المذکورہ)

سے کبھی بھی اعراض نہیں کیا جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گا۔

اسی کی ایک مثال حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لشکر روانہ کرنا ہے تاکہ یہ کام بھی نبی اکرم ﷺ کی رضا کے موافق ہو۔ (۱)

اور امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو اختیار کرنا بھی اسی کی ایک مثال ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ظاہر ہے۔ (۲)

تیرے آگے یوں ہیں دبے لہجے:

(۱۱) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت اور آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر کا ایک انداز یہ تھا کہ جب نبی اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لاتے تو تعظیماً سروں کو نہ اٹھاتے تھے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ:

«كُنَّا إِذَا قَعَدْنَا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ نَرْفَعْ رُءُوسَنَا إِلَيْهِ إِعْظَامًا لَهُ» (۳)  
ترجمہ: جب ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوتے تھے تو نبی اکرم ﷺ کی توقیر و تعظیم کی وجہ سے اپنے سروں کو بلند نہ کرتے تھے۔

اور جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بیٹھتے تو اپنے سروں کو حرکت تک نہیں دیتے تھے جیسا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔ ابوداؤد و نسائی و ترمذی و ابن ماجہ اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

قال اتيت النبي صلى الله تعالى عليه وسلم واصحابه حوله كأن على رؤسهم الطير (۴)  
ترجمہ: فرمایا میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، حضور ﷺ کے اصحاب

(۱)... (الطبقات الكبرى، 4: 67,66... سير اعلام النبلاء، 2: 503)

(۲)... (صحيح بخاری، كتاب التفسير، باب قول: «وَإِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالنَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحِبِّينَ مِنْكُمْ أَجْرًا عَظِيمًا» ج 6، ص 117... صحيح مسلم، كتاب الطلاق، باب بيان أن تطييز امرأته لا يكون طلاقاً إلا بالزينة، رقم: 29,22)

(۳)... (المستدرک للحاكم، فصل: في توقيف العالمين «عليه السلام» صحبة في الأمر بتوقيف العالمين عند الانحلال إلى الله والقعود بين يديه جالداً يقرّجاً» ج 1، ص 208)

(۴)... (سنن ابوداؤد، كتاب الطب، باب الرجل يتداوى مطبوعه آفتاب عالم پریس لاہور ۱۳۲۲... مسند احمد بن حنبل، حديث اسامه بن شريك

مطبوعه دار الفكر بيروت ۱۳۸۲/۲)

حضور ﷺ کے گرد تھے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں، یعنی سر جھکائے گردنیں خم کئے بے حس و حرکت کہ پرندے لکڑی یا پتھر جان کر سروں پر آ بیٹھیں، اس سے بڑھ کر اور خشوع کیا ہوگا!

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی عنہ کی حدیث حلیہ اقدس میں ہے:

اذا تكلم اطلق جلساؤہ كالق على رؤسهم الطير۔ (۱)

جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلام فرماتے جتنے حاضرین مجلس ہوتے سب گردنیں جھکا لیتے گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں

عجب ست باوجودت کہ وجود بمن ماند تو بکفتن اندر آئی و مرا سخن بماند  
(تعجب ہے کہ تیرے وجود سے میرا وجود باقی ہے تیری گفتگو نافذ ہے اور میری بات باقی ہے)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں اپنی آواز کو بلند نہ کرتے تھے اگر کوئی ایسا کرتا تو صحابہ اس کو زبرد توخیں فرماتے اور اس کو اپنی آواز پست کرنے کو کہتے جیسا کہ حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ظاہر ہے۔

تیرے آگے یوں ہیں دبے لپے فصحاء عرب کے بڑے بڑے  
کوئی جانے منہ میں زبان نہیں نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

حضور ﷺ کے ذکر کے وقت ہر مسلمان پروا جب ہے کہ:

امام ابو ابراہیم تحیبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کتاب الشفاء میں ہے:

واجب علی کل مومن متی ذکرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذکر عندہ ان یخضع ویخضع  
ویتوقر ویسکن من حرکتہ ویأخذ فی ہیبتہ واجلالہ بساکن یاخذ بہ نفسہ لوکان بین یدیه  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویتأدب بھا ادبنا اللہ تعالیٰ بہ (۲)

ترجمہ: ہر مسلمان پروا جب ہے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یاد کرے یا اس کے سامنے حضور ﷺ کا ذکر آئے خضوع و خشوع بجالائے اور باوقار ہو جائے اور اعضاء کو حرکت سے باز رکھے اور حضور ﷺ کے

(۱)۔۔۔ (المعجم الكبير حذیف ہند بن ابی ہالہ ۲۱۴ مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۱۵۸/۲۲)

(۲)۔۔۔ (کتاب الشفاء فصل واعلم ان حرمة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد موتہ مطبوعہ مطبعة شركة صحافية ترکی ۳۲/۲)

لئے اس ہیبت و تعظیم کی حالت پر ہو جائے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روبرو اس پر طاری ہوتی اور ادب کرے جس طرح خدا تعالیٰ نے ہمیں ان کا ادب سکھایا ہے۔

امام علامہ شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمۃ نسیم الریاض میں اس قول کے نیچے لکھتے ہیں:

يفرض ذلك ويلاحظه ويتبثله فكانه عنده۔ (۱)

یعنی یاد حضور ﷺ کے وقت یہ قرار دے کہ میں حضور اقدس ﷺ کا تصور باندھے گویا حضور ﷺ کے سامنے حاضر ہوں۔

امام اجل سیدی قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ شفا شریف میں امام تحفہ کا ارشاد نقل کر کے فرماتے ہیں:

وهذه كانت سيرة سلفنا الصالح واثمتنا الماضين رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ (۲)

ہمارے سلف صالحین و ائمہ سابقین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی ادب و طریقہ تھا۔

ذکر مصطفیٰ ﷺ کے وقت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت:

اور فرماتے ہیں:

كان مالك اذا ذكر النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يتغير لونه وينحني۔

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کرتے رنگ اُن کا بدل جاتا اور جھک جاتے۔ (۳)

نسیم میں ہے: لشده خشوعه " یہ جھک جانا سبب شدت خشوع تھا۔ (۴)

شفا شریف وغیرہ تصانیف علماء میں اس قسم کی بہت روایات مذکور ہیں، شاہ ولی اللہ قصیدہ ہمزہ میں لکھتے ہیں:

ينادى ضارعا لخصوع قلب وذل وابتهاال والجتاء

رسول الله يا خير البرايا نوالك ابتغى يوم القضاء

(حاجت مندی، دل کی عاجزی، انکساری، تضرع اور التجاء کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو ندا کرے اور عرض کرے)

(۱)۔۔۔ (نسیم الریاض شرح شفاء فصل واعلم ان حرمة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد موته مطبوعة دار الفکر بیروت ۲۰۰۲/۲)

(۲)۔۔۔ (کتاب الشفاء فصل واعلم ان حرمة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد موته مطبوعة مطبعة شركة صحافية تونکی ۲۰۰۲/۲)

(۳)۔۔۔ (کتاب الشفاء فصل واعلم ان حرمة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد موته مطبوعة مطبعة شركة صحافية تونکی ۲۰۰۲/۲)

(۴)۔۔۔ (نسیم الریاض شرح شفاء فصل واعلم ان حرمة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد موته مطبوعة دار الفکر بیروت ۲۰۰۲/۲)

کہ اے مخلوق سے افضل ذات میں آپ سے قیامت کے روز عطا کا خواستگار ہوں) (۱)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پر خاضری کا طریقہ:

مولانا رحمۃ اللہ سندی متن اور ملا علی قاری شرح میں فرماتے ہیں:

فاذا فرغ من ذلك قصد التوجه الى القبر المقدس وفرغ القلب من كل شيء من امور الدنيا، واقبل بكلية له هو بصدده ليصلح قلبه للاستعداد منه صلى الله تعالى عليه وسلم، وليلا حظ مع ذلك الاستعداد من سعة عفوہ صلى الله تعالى عليه وسلم وعطفه ورأفته (ای شدت رحمتہ علی سائر العباد) ان یسامحه فیما عجز عن ازالته من قلبه، ثم توجه (ای بالقلب والقلب) مع رعاية غاية الادب فقام تجاه الوجه الشريف متواضعا خاضعا خاشعا مع الذلة والانكسار والخشية والوقار والهيبة والافتقار غاض الطرف مكفوف الجوارح (من الحركات) فارغ القلب (عن سوى مقصودة ومرامه) واضعا يبينه على شئاله (تأدبانی حال اجلالہ) مستقبلا للوجه الكريم مستديرا للقبلة ناظرا الى الارض متمثلا صورته الكريمة فی خیالك مستشعرا بانه صلى الله تعالى عليه وسلم عالم بحضورك وقيامك وسلامك (بل بجمع افعالك واحوالك وارتحالك ومقامك) مستحضرا عظمتہ وجلالته وشرفه وقدره صلى الله تعالى عليه وسلم ثم قال من غير رفع صوت (بقوله تعالى ان الذين يغضون اطواتهم عند رسول الله الاية) ولا اخفاء (ای بالبرقة لغوت الاسماع الذي هو السنة وان كان لا يخفى شيء على الحضرة) بحضور (قلب واستحياء) السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته: ثم يقول يا رسول الله اسألك الشفاعة ثلثا (لانه اقل مراتب الالحاح لتحصيل النال في مقام الدعاء والسؤال) وصلى الله تعالى على قاضي حاجتنا ومعطى موادنا سيدنا ومولانا محمدا وآله وصحبه اجمعين۔

ترجمہ: یعنی جب مقدمات زیارت سے فارغ ہو قبر انور کی طرف توجہ کا قصد اور دل کو تمام خیالات دنیویہ سے فارغ کرے اور ہمہ تن اس طرف متوجہ ہو جائے تاکہ اس کا قلب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استمداد کے لائق ہو با این ہمہ جو خیال مجبورانہ دل میں باقی رہے جس کے ازالہ پر قادر نہ ہو اس کی معافی کے لئے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کمال مغفرت و مہربانی و رافت اور تمام بندوں پر حضور ﷺ کی شدت رحمت سے مدد مانگے پھر دل و بدن دونوں سے نہایت ادب کے ساتھ مواجہہ شریف میں حاضر ہو تواضع و خضوع و خشوع و تذلل و انکسار و خوف و وقار و ہیبت و احتیاج کے ساتھ آنکھیں بند کئے اعضا کو حرکت سے روکے دل اس مقصود مبارک کے سوا سب سے فارغ کئے ہوئے ادب و تعظیم حضور ﷺ کے لئے دہنا ہاتھ بائیں پر رکھے حضور ﷺ کی طرف منہ اور قبلے کو پیٹھ کرے نگاہ زمین پر جمائے رہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت کریمہ کا تصور باندھے اور ہوشیار ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی حاضری و قیام و سلام بلکہ تمام افعال و احوال اور منزل بمنزل کے قیام و ارتحال پر مطلع ہیں اور حضور کی عظمت و جلال و شرف و منزلت کو خوب خیال کرے پھر نہ تو آواز بلند ہو کہ اللہ تعالیٰ ان کے حضور پست آواز کا حکم دیتا ہے نہ بالکل آہستہ جس میں سنانے کی سنت فوت ہو اگرچہ سرکار پر کچھ پوشیدہ نہیں اس طرح حضور قلب و شرم و حیا کے ساتھ عرض کرے السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ پھر کہے یا رسول اللہ ﷺ! میں حضور ﷺ سے شفاعت مانگتا ہوں یا رسول! میں حضور سے شفاعت مانگتا ہوں یا رسول اللہ! میں حضور ﷺ سے شفاعت مانگتا ہوں، تین بار اس لئے کہ یہ دعا و سوال میں حصول مقصود کے واسطے ادنیٰ مرتبہ الحاج کا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حاجت روا اور مرادوں کو پورا کرنے والے ہمارے آقا و مولیٰ محمد ﷺ اور آپ ﷺ کی آل و صحابہ کرام سب پر، رحمت نازل فرمائے۔ (۱)

صحابہ کرام کو نبی اکرم ﷺ کے چچا کو سلام کرنے کی خوشی:

(۱۲) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت اور آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر کا ایک انداز یہ تھا کہ ان کو نبی اکرم ﷺ کے چچا کو سلام کر کے اتنی خوشی ہوتی تھی کہ اپنے والد کو سلام کر کے بھی اتنے خوش نہ ہوتے

(۱)....(مسلك معقسط شرح منسك مع ارشاد الساری فصل ولو توجه الی الزیارة مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت ص ۳۴.... مسلك معقسط شرح منسك مع ارشاد الساری فصل ولو توجه الی الزیارة مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت ص ۳۴)



تھے دیکھیے حوالہ مذکورہ۔ (۱)

صحابہ نبی اکرم ﷺ کے اقرباء کو اپنے اقرباء سے زیادہ چاہتے تھے:

(13) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت اور آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر کا ایک انداز یہ تھا کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے رشتہ داروں کو اپنے رشتہ داروں سے بھی زیادہ چاہتے ان کا زیادہ احترام کرتے اور ہدیہ وغیرہ میں ان کو اپنے رشتہ داروں سے مقدم رکھتے تھے۔ جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللَّهِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ قَرَابَتِي

ترجمہ: میں نبی اکرم ﷺ کے رشتہ داروں کو اپنے رشتہ داروں سے زیادہ صلہ رحمی کا اہل سمجھتا ہوں اور ایک مقام پر آپ نے فرمایا:

ارْقُبُوا مُحَمَّدًا ۖ وَالَّذِي بِيَدِهِ لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللَّهِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ قَرَابَتِي (۲)

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ کے اہل بیت کی حفاظت کرو۔  
امام ابن حجر عسقلانی متوفی 852 فرماتے ہیں:

المراقبة للشئ الحفاظ عليه، (۳)

مراقبة لشيئ كالمعنى هي شيء في حفظه كرمنا۔

یہی وجہ تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عطاء میں حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقدم رکھتے تھے اس لیے کہ یہ نبی اکرم ﷺ کے منہ بولے بیٹے حضرت زید کے بیٹے تھے۔ جیسا کہ امام ترمذی علیہ الرحمۃ القوی نے روایت کیا۔ (۴)

نبی اکرم ﷺ پر اپنے اعضاء کی قربانی:

(۱).... (سيرة ابن هشام، ج ۲، ص ۴۳، ... دلائل النبوة للبيهقي، ج ۲، ص ۲۰۵)

(۲).... (صحيح بخاری، كتاب فضائل، باب مناقب قرابة رسول الله ﷺ)

(۳).... (فتح الباری، ج 7، ص 79)

(۴).... (سنن ترمذی، كتاب المناقب، باب مناقب زيد بن حارثة رضي الله تعالى عنه رقم: 3813)

(14) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت اور آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر کا ایک انداز یہ تھا کہ ہر صحابی یہ تو پسند کرتا تھا کہ ہمارا ہاتھ یا کوئی اور عضو ضائع ہو جائے یا کٹ جائے لیکن یہ پسند نہیں کرتا تھا کہ ہمارے محبوب ﷺ کو کاٹا بھی چبے۔ اور یہ بات واضح ہے اسی لیے ہی تو ابوسفیان نے کہا تھا کہ میں نے کسی قوم کو کسی سے اتنی محبت کرتے نہیں دیکھا جتنی اصحاب رسول اللہ ﷺ ان سے کرتے ہیں اور جیسا کہ عنقریب ہم حضرت خبیب اور زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قربانی بیان کریں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے باپ کو قتل کر دیا:

(15) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت اور آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر کا ایک انداز یہ تھا اگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی کا باپ، یا بیٹا، یا بھائی یا شوہر، یا کوئی اور قریبی رشتہ دار اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا دشمن بن کر ان کے سامنے آ جاتا تو اس کا سر قلم کر دیتے تھے۔

- 1- جیسا کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ بدر میں اپنے باپ کو قتل کر دیا تھا۔
- 2- اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا تھا کہ "اگر تو ایک بار میری تلوار کے نیچے آ جاتا تو میں تجھے اللہ و رسول اللہ ﷺ کا دشمن سمجھ کر قتل کر دیتا"۔
- 3- اور جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عبد اللہ بن سلول نے بار بار مطالبہ کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت فرمائیے میں اپنے باپ عبداللہ بن سلول کا سر قلم کر کے آپ کے پاس لاؤں۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طواف بیت اللہ کرنے سے انکار کی وجہ:

(16) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت اور آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر کا ایک انداز یہ تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیت اللہ کا طواف کرنے سے انکار کر دیا جب کہ کفار نے آپ کو کہا تھا کہ آپ آئے ہیں تو آپ بیت اللہ کا طواف کر لیں تو آپ نے جواباً فرمایا:

مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ حَقَّ يَطُوفُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (۱)

(۱) ... (بیہقی، السنن الکبریٰ، 9: 2221... ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، 4: 3282... طبری، تاریخ، 2: 4121... قاضی عیاض، المقام، 2: 5594... ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، 4: 6167... حلبی، السیرۃ المحلیہ، 2: 7701... ابن حبیب، المقام، 1: 8299... طبری، تفسیر، 26: 986... ابن کثیر، تفسیر، 4: 187)

ترجمہ: جب تک نبی اکرم ﷺ بیت اللہ کا طواف نہیں فرما لیتے میں طواف نہیں کروں گا۔

### فراق رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کی حالت:

(17) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت اور آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر کا ایک انداز اس وقت دیکھنے میں آیا جب نبی اکرم ﷺ کی وفات ہوئی:

علامہ تجانی فرماتے ہیں کہ کئی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ کی وفات ہوئی تو لوگ بہت بلند آواز کے ساتھ روئے اور بے ہوش ہو گئے بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس کا یقین نہ کرتے تھے، ان میں سے بعض جنون کی حالت میں چلے گئے، بعض کے منہ سے کچھ نہ نکلا، بعض حضور علیہ السلام کی وفات کی خبر سن کر زمین پر بیٹھ گئے۔

### حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت:

جن لوگوں کو کچھ جنون لاحق ہوا اس میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے جو یہ کہہ رہے تھے کہ بعض منافق لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہو گیا ہے، اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ فوت نہیں ہوئے بلکہ اپنے رب کے پاس ایسے ہی چلے گئے ہیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام گئے ہیں وہ اپنی قوم سے چالیس دن غائب ہوئے تھے پھر لوٹ آئے تھے، اللہ کی قسم نبی اکرم ﷺ واپس آئیں گے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام واپس آئے تھے، عنقریب ان لوگوں کے ہاتھوں کو کاٹ دیا جائے گا جو یہ گمان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے ہیں۔

### حضرت عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حالت:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تو اپنے منہ سے کچھ نہ بولتے تھے، اور حضرت علی نبی اکرم ﷺ کی وفات کی خبر سن کر زمین پر بیٹھ گئے۔

### حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت:

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ملی تو آپ اس حال میں تشریف لائے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارک آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور آپ کا سانس پھولا ہوا تھا لیکن اس کے باوجود آپ عقلاً اور کلاماً صبر کا پہاڑ بنے ہوئے تھے، جب نبی اکرم ﷺ کے حجرہ میں داخل ہوئے تو:

فاکب علیہ وکشف وجہہ ومسحہ وقبل جبینہ وجعل یبکی  
نبی اکرم ﷺ پر جھکے آپ ﷺ کے مبارک چہرے سے پردہ ہٹایا اس پر اپنے ہاتھ پھیرے اور  
آپ ﷺ کی منور پیشانی کو بوسہ دیا پھر آپ بھی رونے لگ پڑے۔  
پھر ان لوگوں کے پاس آئے جن پر مصیبتوں اور پریشانیوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے، اور ان میں  
کھڑے ہو کر مشہور خطبہ ارشاد فرمایا۔ (۱)

جب نبی اکرم ﷺ کے یاد آتی تو:

(18) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت اور آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر کا ایک  
انداز یہ تھا کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نبی اکرم ﷺ کی یاد آتی تو ان کے آنسو نکل آتے، یا آپ کے حجرہ مبارک  
کے پاس سے گزرتے یا آپ کی کسی چیز کو دیکھتے تو نبی اکرم ﷺ کی جدائی پر عدم صبر کی وجہ سے اپنے چہروں پر ہاتھ رکھ لیتے  
تھے۔

أَنَّ مُعَاذَ بْنَ رِفَاعَةَ أَخْبَرَهُ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ قَامَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ عَلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ بَكَى، فَقَالَ قَامَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْأَوَّلِ عَلَى الْمِنْبَرِ، ثُمَّ بَكَى، فَقَالَ "اسْأَلُوا اللَّهَ الْعَفْوَ  
وَالْعَافِيَةَ فَإِنَّ أَحَدًا لَمْ يُعْطَ بَعْدَ الْيَقِينِ خَيْرًا مِنَ الْعَافِيَةِ" (۲)

ترجمہ: رفاعہ بن رافع انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے، اور  
روئے، پھر کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے پہلے سال منبر پر چڑھے، روئے، پھر کہا: اللہ  
سے (گناہوں سے) عفو و درگزر اور مصیبتوں اور گمراہیوں سے عافیت طلب کرو کیونکہ ایمان و یقین کے  
بعد کسی بندے کو عافیت سے بہتر کوئی چیز نہیں دی گئی۔

حضور کی جدائی میں شیخین اور حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہم رونے لگے پڑے:

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ  
انْطَلِقْ بِنَا إِلَى أُمِّ أَيْمَنَ نَزُودُهَا، كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُودُهَا، فَلَمَّا اتَّهَيْنَا

(۱) ... (نسیم الریاض، باب اول، ج 1، ص 345)

(۲) ... (قال الألبانی: حسن صحیح ابن ماجہ (3849) سنن الترمذی الألبانی: حدیث نمبر 3558)

إِنِّيهَا بَكَتْ، فَقَالَتْ لَهَا مَا يُبْكِيكِ؟ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَتْ مَا أَبْيَى أَنْ لَا أَكُونَ أَعْلَمُ أَنَّ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَكِنْ أَبْيَى أَنَّ الْوَحْيَ قَدْ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ، فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا (۱)

ترجمہ: حضرت انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) نے رسول اللہ کی وفات کے بعد حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) سے فرمایا کہ ہمارے ساتھ حضرت ام ایمن کی طرف چلو تاکہ ہم ان کی زیارت کریں جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ ان کی زیارت کے لئے جایا کرتے تھے تو جب ہم حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف پہنچے تو وہ رونے لگ گئیں دونوں حضرات نے حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا آپ کیوں روتی ہیں جو اللہ کے پاس ہے وہ اس کے رسول اللہ ﷺ کے لئے بہتر ہے حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہنے لگیں کہ میں اس وجہ سے نہیں روتی کہ میں یہ نہیں جانتی کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ اس کے رسول ﷺ کے لئے بہتر ہے بلکہ میں اس وجہ سے روتی ہوں کہ آسمان سے وحی آنی منقطع ہو گئی حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہ کہنے سے ان دونوں حضرات کو بھی رونا آ گیا اور پھر یہ دونوں حضرات بھی حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ساتھ رونے لگ گئے۔

نوٹ: یاد رہے کہ ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی اکرم ﷺ کی باندی تھیں۔

اسی طرح روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بھی نبی اکرم ﷺ کا ذکر کرتے تو آپ کے آنسو نکل آتے جیسا کہ امام دارمی نے روایت کیا ہے۔ (۲)

نبی اکرم ﷺ کی زوجہ کے انتقال پر سجدہ کیوں کیا؟

(۱۹) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت اور آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر کا ایک انداز یہ تھا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب نبی اکرم ﷺ کی ازواج میں سے کسی کی موت کی خبر دی جاتی ہو آپ سجدہ کرتے، اسی طرح ایک بار آپ صبح کی نماز کے بعد بیٹھے ہوئے تھے کہ کسی نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ حضرت ام

(۱).... (صحیح مسلم، کتاب الفضائل الصحابة، باب من فضائل أم المؤمنين رضي الله عنها، ج: ۱، ص: ۱۰۳)

(۲).... (سنن دارمی، ج: ۱، ص: ۴۰، طبقات الکبریٰ، ج: ۴، ص: ۱۶۸)

المؤمنین صغیر بنت حمی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہو گیا ہے تو آپ نے سجدہ کیا تو آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ اس وقت سجدہ کیوں کر رہے ہیں؟؟؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب بھی تم کوئی نشانی دیکھو تو سجدہ کرو" تو ازواج نبی ﷺ میں سے کسی کی وفات سے بڑھ کو اور کوئی نشانی کیا ہو سکتی ہے؟؟" (۱)

حضور ﷺ کی پسند ہماری پسند:

(20) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت اور آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر کا ایک انداز یہ تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہر اس چیز سے محبت کرتے اور اسے پسند فرماتے تھے جو نبی اکرم ﷺ کو پسند ہوتی تھی اور اس چیز سے نفرت کرتے جس کو نبی اکرم ﷺ مکروہ جانتے تھے، اس بارے میں ہم حضرت ابویوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان افروز واقعہ بیان کر چکے ہیں۔ علاوہ ازیں ہم یہاں پر صرف دو احادیث ذکر کرتے ہیں۔

عن مالك بن انس عن اسحق بن عبد الله ابن أبي طلحة انه سمع انس بن مالك يقول إن خيَاطًا دعَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَطْعَامٍ صَنَعَهُ فَقَالَ أَنَسُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ذَلِكَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْزًا مِنْ شَعِيرٍ وَمَرَقًا فِيهِ دُبَائِيٌّ وَقَدْ يَدُّ قَالَ أَنَسُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَعُ الدُّبَاءَ حَوَالِي الْقِصْعَةِ فَلَمْ أَزَلْ أَحِبُّ الدُّبَاءَ مِنْ يَوْمَئِذٍ۔ (۲)

حضرت عبد اللہ بن ابوطلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک درزی نے دعوت کی۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں بھی رسول اللہ ﷺ کی معیت میں گیا آپ ﷺ کی خدمت میں جو کی روٹی اور شوربہ کدو والا جس میں سکھائے ہوئے گوشت کو ڈالا گیا تھا پیش کیا گیا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو پیالہ کے کناروں سے کدو ڈھونڈتے ہوئے دیکھا چنانچہ میں بھی اسی روز سے کدو سے محبت کرتا ہوں۔

(۱).... (سنن ابی داؤد کتاب الصلاة باب السجود عند الأیام، رقم: 1185... سنن ترمذی، کتاب المناقب باب فضل ازواج النبی ﷺ، رقم: 3891)

(۲).... (شمائل ترمذی رقم: 154... مصیح ابن حبان، رقم الحدیث: 4539... مصیح البخاری، رقم الحدیث: 1950... مسند الصحابة فی الكتب التسعة، جز: 18، ص: 430)

حضرت عائشہ مہندی کو کیوں ناپسند کرتیں:

اسی طرح ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک عورت حضرت ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئی، اور آپ سے مہندی کے خضاب کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

لَا بَاسَ بِهِ لَكُنِي أَكْرَهُهُ كَانَ حَبِيبِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَكْسِرُهُ رِيحُهُ (۱)

ترجمہ: اس میں کوئی خرج نہیں لیکن میں اس کو اس وجہ سے ناپسند کرتی ہوں کہ میرے حبیب رسول اللہ ﷺ کو اس کی بواچھی نہیں لگتی تھی۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جُرَيْجٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا رَأَيْتُكَ تَصْنَعُ أَرْبَعًا أَرَأَيْتَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِكَ يَصْنَعُهَا، قَالَ مَا هِيَ يَا ابْنَ جُرَيْجٍ؟ قَالَ رَأَيْتُكَ لَا تَكْسُ مِنَ الْأَرْكَانِ إِلَّا الْيَمَانِيَّينَ، وَرَأَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السَّبْتِيَّةَ، وَرَأَيْتُكَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرِ، وَرَأَيْتُكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ، أَهْلَ النَّاسِ إِذَا رَأَوْا الْهَلَالَ، وَلَمْ تُهَلِّ أَنْتَ حَتَّى كَانَ يَوْمُ التَّوْبَةِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ أَمَّا الْأَرْكَانُ " فَإِنِّي لَمْ أَرِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْسُ إِلَّا الْيَمَانِيَّينَ، وَأَمَّا النِّعَالُ السَّبْتِيَّةُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَعْرٌ وَيَتَوَضَّأُ فِيهَا، فَأَنَا أَحِبُّ أَنْ أَلْبَسَهَا، وَأَمَّا الصُّفْرُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْبُغُ بِهَا، فَأَنَا أَحِبُّ أَنْ أَصْبُغَ بِهَا، (۲)

ترجمہ: عبید اللہ بن جریج سے روایت ہے کہ انہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا اے ابو عبد الرحمن! میں نے تمہیں چار ایسے کام کرتے ہوئے دیکھا ہے جنہیں تمہارے ساتھیوں کو کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ وہ کہنے لگے، اے ابن جریج! وہ کیا ہیں؟ ابن جریج نے کہا کہ میں نے طواف کے وقت آپ کو دیکھا کہ دو یمانی رکنوں کے سوا کسی اور رکن کو آپ نہیں چھوتے ہو۔ (دوسرا) میں نے آپ کو بستی جوتے پہنے ہوئے دیکھا اور (تیسرا) میں نے دیکھا کہ آپ زرد رنگ استعمال کرتے ہو اور (چوتھی

(۱)... (سنن ابی داؤد، کتاب الترجل، باب فی الخضاب للنساء، رقم: 4164... سنن نسائی، کتاب الزینة، باب کراہیة ریح الحناء، ج 8، ص 142)

(۲)... (صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب النِّعَالِ السَّبْتِيَّةِ وَغَيْرِهَا، ج 7، ص 153... صحیح مسلم، کتاب الحج، باب الإِهْلَالِ مِنْ حَيْثُ تَنْتَبِعُ الرَّاحِلَةُ، رقم: 25)

بات) میں نے یہ دیکھی کہ جب آپ مکہ میں تھے، لوگ (ذی الحجہ کا) چاند دیکھ کر لبیک پکارنے لگتے ہیں۔ (اور) حج کا احرام باندھ لیتے ہیں اور آپ آٹھویں تاریخ تک احرام نہیں باندھتے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ (دوسرے) ارکان کو تو میں یوں نہیں چھوتا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یمانی رکنوں کے علاوہ کسی اور رکن کو چھوتے ہوئے نہیں دیکھا اور رہے جوتے، تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے جوتے پہنے ہوئے دیکھا کہ جن کے چمڑے پر بال نہیں تھے اور آپ انہیں کو پہنے پہنے وضو فرمایا کرتے تھے، تو میں بھی انہی کو پہننا پسند کرتا ہوں اور زرد رنگ کی بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زرد رنگ رنگتے ہوئے دیکھا ہے۔ تو میں بھی اسی رنگ سے رنگنا پسند کرتا ہوں اور احرام باندھنے کا معاملہ یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت تک احرام باندھتے ہوئے نہیں دیکھا جب تک آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر نہ چل پڑتی۔

ہر موذی چیز سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرنا:

(21) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کا ایک انداز یہ تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر ایذا رساں چیز، بات، قول، وغیرہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع فرماتے تھے حتیٰ کہ بعض صحابہ نے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے والے کو قتل کر دیا، اور صحابہ اپنے نبی کے دفاع میں ہر چیز کو حقیر جانتے تھے یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں کسی چیز کی کوئی پروا نہ نہیں کرتے تھے جیسا کہ عنقریب فصل ثالث میں آئے گا۔

سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت:

(22) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کا ایک انداز یہ تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں اور آپ کے طریقہ کی حفاظت بھی کرتے تھے اسی پر عمل کرتے، اسی پر اعتماد کرتے، اس کے ثبوت میں دلائل دیتے، اس کو پھیلانے کا حکم دیتے، اور مجالس و محافل کا انعقاد کر کے سنتوں کا تذکرہ کرتے اس پر احادیث کی روشنی میں ہم دوسری فصل میں بحث کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔



## تابعین عظام کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور آپ کی تعظیم و توقیر کرنے کا بیان

امام ابن سرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

وَكَانَ ابْنُ سِيرِينَ رَبًّا يَضْحَكُ فَإِذَا ذَكَرَ عِنْدَهُ حَدِيثَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَشَعَنَ  
ابن سرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک ہنس مکھ آدمی تھے۔ لیکن جب بھی ان کے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
کی حدیث بیان کی جاتی تو متواضع ہو جاتے۔

عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، قَالَ قُلْتُ لِعَبِيدَةَ «عِنْدَنَا مِنْ شَعْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْبَنَاءُ مِنْ  
قَبْلِ أَنَسٍ أَوْ مِنْ قَبْلِ أَهْلِ أَنَسٍ» فَقَالَ لَأَنْ تَكُونَ عِنْدِي شَعْرَةٌ مِنْهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا  
فِيهَا (۲)

ترجمہ: حضرت ابن سرین سے روایت ہے کہ، میں نے عبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمارے پاس  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ بال (مبارک) ہیں، جو ہمیں انس رضی اللہ عنہ سے یا انس رضی اللہ عنہ  
کے گھروالوں کی طرف سے ملے ہیں۔ (یہ سن کر) عبیدہ نے کہا کہ اگر میرے پاس ان بالوں میں سے  
ایک بال بھی ہو تو وہ میرے لیے ساری دنیا اور اس کی ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے۔

امام ذہبی علیہ الرحمۃ القوی کا محبت نامہ:

امام ذہبی علیہ الرحمۃ القوی اس حدیث پر تعلیقاً فرماتے ہیں کہ:

قُلْتُ هَذَا الْقَوْلُ مِنْ عَبِيدَةَ هُوَ مَعْيَارُ كَمَالِ الْحُبِّ، وَهُوَ أَنْ يُؤَثَّرَ شَعْرَةٌ نَبَوِيَّةٌ عَلَى كُلِّ ذَهَبٍ

(۱)... (الكتاب: الشفا بتعريف حقوق المصطفى. المؤلف: عياض بن موسى بن عياض بن عمرو بن اليحصم السبعي، أبو الفضل (المتوفى: 544 هـ) الناصر:  
دار الفحاء - عمان. الطبعة: الثانية - 1407 هـ. الفضل القائل حُرْمَةُ وَتَوْقِيرُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ج 2، ص 93)

(۲)... (صحيح بخاری، كتاب الوضوء، باب التيمم الذي يغسل به شعر الإنسان، رقم: 170)

وَفِئْصَةً بِأَيْدِي النَّاسِ وَمِثْلُ هَذَا يَقُولُهُ هَذَا الْإِمَامُ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَنَسَيْنِ سَنَةً، فَمَا الَّذِي نَقُولُهُ نَحْنُ فِي وَقْتِنَا لَوْ وَجَدْنَا بَعْضَ شَعْرَةٍ أَوْ شِسْعًا نَعْلٍ كَانَ لَهُ أَوْ قَلَامَةً ظُفْرِ أَوْ شَقْفَةً مِنْ إِنَاءٍ شَرِبَ فِيهِ فَلَوْ بِذَلِكَ الْغِنَى مُعْظَمَ أَمْوَالِهِ فِي تَحْصِيلِ شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ عِنْدَهُ أَكُنْتُ تَعُدُّهُ مُبَذَّرًا أَوْ سَفِيهًا كَلَّا قَابِضُ مَا لَكَ فِي زُورَةٍ مَسْجِدِهِ الَّذِي بَنَى فِيهِ بِيَدَيْهِ وَالسَّلَامُ عَلَيْهِ عِنْدَ حُجْرَتِهِ فِي بَلَدِهِ وَالتَّدْبِيرُ بِالنَّظَرِ إِلَى أَحَدِهِ وَأَحِبُّهُ فَقَدْ كَانَ نَبِيَّكَ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يُحِبُّهُ وَتَسْلَى بِالْحُلُولِ فِي رَوْضَتِهِ وَمَقْعَدِهِ، فَلَنْ تَكُونَ مُؤْمِنًا حَتَّى يَكُونَ هَذَا السَّيِّدُ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ وَوَلَدِكَ وَأَمْوَالِكَ وَالنَّاسِ كُلِّهِمْ وَقَبْلَ حَجَرٍ مُكْرَمًا نَزَلَ مِنَ الْجَنَّةِ، وَضَعُ فَمَكَ لِأَهْلِيهَا مَكَانًا قَبْلَهُ سَيِّدُ الْبَشَرِ يَتَّقِينَ فَهَئَاكَ اللَّهُ بِمَا أَعْطَاكَ فَمَا فَوْقَ ذَلِكَ مَفْخَرًا وَلَوْ ظَفَرْنَا بِالْبَحْجَنِ الَّذِي أَشَارَ بِهِ الرَّسُولُ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إِلَى الْحَجَرِ ثُمَّ قَبْلَ مِخْجَنِهِ لَحَقَّ لَنَا أَنْ نَزْدَحِمَ عَلَى ذَلِكَ الْبَحْجَنِ بِالتَّقْبِيلِ وَالتَّبْجِيلِ وَنَحْنُ نَذَرِي بِالضَّمِّ وَرَقَةً أَنْ تَقْبِيلَ الْحَجَرِ أَرْقَعُ وَأَفْضَلُ مِنْ تَقْبِيلِ مِخْجَنِهِ وَنَعْلِهِ

وَقَدْ كَانَ ثَابِتُ الْبُنَائِي إِذَا رَأَى أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَخَذَ يَدَهُ، فَقَبَّلَهَا، وَيَقُولُ يَدُ مَسَّتْ يَدَ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَتَقُولُ نَحْنُ إِذْ قَاتَنَّا ذَلِكَ حَجَرٌ مُعْظَمُ بِمَنْزِلَةِ يَمِينِ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ مَسَّتْهُ شَفَتَا نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا قَاتَكَ الْحَجَرُ، وَتَلَقَّيْتَ، الْوَفْدَ فَالْتَزِمِ الْحَاجِرَ، وَقَبْلُ فَنَهُ، وَقُلْ فَمَسَّ بِالتَّقْبِيلِ حَجَرًا قَبْلَهُ خَلِيلِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول کمال محبت کا معیار ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے بال مبارک کو لوگوں کے سونے اور چاندی سے افضل قرار دے رہے ہیں۔ اور اس قول کی مثل جو ان امام نے نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد پچاس سال گزر جانے پر کہا ہے اسی کی مثل ہم بھی اپنے اس وقت میں کہتے ہیں کہ اگر ہم نبی اکرم ﷺ کے بعض بال مبارک یا نبی اکرم ﷺ کے نعلین مبارک کے تسمے، یا ناخن مبارک کا تراشہ، یا اس برتن کا کوئی حصہ جس میں نبی اکرم ﷺ نے پانی پیا ہو، تو اگر کوئی مالدار آدمی ان تبرکات کو حاصل کرنے میں اپنے سارا مال خرچ کر دے تو کیا تم اس کو فضول خرچ اور

بیوقوف کہو گے؟؟ نہیں ہرگز نہیں اس لیے تم بھی اپنا مال اس مسجد کی زیارت کے لیے خرچ کرو جس کو نبی اکرم ﷺ اپنے دست مبارک سے اپنے حجرہ مبارک کے قریب اپنے مقدس شہر میں بنایا، اور جبل احد کی طرف دیکھ کر لذت حاصل کرو کہ ہمارے نبی اکرم ﷺ اس سے محبت فرماتے تھے اور نبی اکرم ﷺ کے روضہ مبارک میں فنا ہو جاؤ۔ تم اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک نبی اکرم ﷺ تم کو تمہاری جان، اولاد، (والدین) تمہارے مال اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جائیں۔

اور اس مکرم پتھر (حجر اسود) کو بوسہ دو جو جنت سے نازل ہوا ہے اور اس پر اپنے منہ رکھو خصوصاً اس جگہ جہاں سے نبی اکرم ﷺ نے اس کو بوسہ دیا کیا اس سے بڑھ کر کوئی فخر والی بات ہے؟؟ اور اگر ہم کو وہ چھڑی مل جائے جس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ حجر اسود کی طرف اشارہ فرما کر اس کو بوسہ دیتے تھے تو ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم اس کو بوسہ دینے کے لیے اور اس کی تکریم کے لیے اکٹھے ہو جائیں، لیکن ہم یہ تو جانتے ہی ہیں کہ حجر اسود کو بوسہ دینا آپ ﷺ کی چھڑی اور نعلین مبارک کو بوسہ دینے سے افضل ہے (۱) حضرت ثابت بنانی علیہ الرحمۃ جب بھی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھتے تو آپ کا دست مبارک پکڑ کر بوسہ دیتے اور فرماتے یہ وہ ہاتھ مبارک ہے جس نے نبی اکرم ﷺ کے دست مبارک کو چھوا ہے، تو ہم کو جب یہ مواقع نہیں مل سکتے تو ہمارے لیے حجر اسود کو بوسہ دینا اللہ تعالیٰ کی برکت حاصل کرنے مترادف ہے اور تم کو حج کا شرف حاصل نہ ہو اس وفد سے ملاقات کرو جو حج سے واپس آیا ہے اور حاجی کے منہ کو بوسہ دو اور کہو کہ یہ وہ منہ مبارک ہے جس نے اُس پتھر کو بوسہ دیا ہے جس کو میرے محبوب ﷺ نے بوسہ دیا تھا۔ (۲)

امام مالک کے استاذ امام سختیانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت رسول ﷺ:

وَقَالَ مَالِكٌ وَقَدْ سِيلَ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ مَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ أَحَدٍ إِلَّا وَأَيُّوبُ أَفْضَلُ مِنْهُ قَالِ

۱۔۔۔ افضل اس وقت ہے جب نیت یہ ہو کہ حجر اسود کو نبی اکرم ﷺ کا منہ مبارک لگا ہے اور چھڑی آپ کو ہاتھ اور نعلین کو پاؤں مبارک لگے ہیں تو جب نبی اکرم ﷺ کا منہ مبارک آپ کے ہاتھوں اور قدموں سے افضل ہے تو حجر اسود کو بوسہ دینا بھی افضل ہوا، اور اگر نیت میں کوئی اور فتور ہو تو ہم بربان اعلیٰ حضرت کہتے ہیں: وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا، ہے ظلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی "ابو احمد غفرلہ"

(۱)۔۔۔ (سیر اعلام النبلاء، ج 5، ص 9 تذکرہ حضرت عبید بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

وَحَجَّ حَجَّتَيْنِ فَكُنْتُ أَرْمُقُهُ وَلَا أَسْمَعُ مِنْهُ عِذْرًا أَنَّهُ كَانَ إِذَا ذُكِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنَى حَتَّى أَرْحُمَهُ فَلَمَّا رَأَيْتُ مِنْهُ مَا رَأَيْتُ وَاجْلَلَهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبْتُ عَنْهُ (١)

ترجمہ: حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایوب سختیانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا میں تم میں سے جس کو بھی حدیث بیان کروں گا ایوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس سے افضل ہو گے پھر فرمایا میں نے انہیں دو حج کرتے دیکھا میں ان کو دیکھتا اور سنتا تھا کہ جب نبی کریم ﷺ کا ذکر ہوتا تو وہ اتنا روتے کہ مجھے ان پر رحم آ جاتا۔ میں نے ان کی یہ بات تو دیکھی سو دیکھی لیکن نبی کریم ﷺ کی انتہائی تعظیم کرتے دیکھا تب میں نے ان سے حدیث لکھی۔

امام مالک رضی اللہ عنہ کی محبت رسول ﷺ:

وَقَالَ مُصْعَبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ «كَانَ مَالِكٌ إِذَا ذُكِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَغَيَّرُ لَوْنُهُ وَيَتَحَنَّنُ حَتَّى يَضَعَبَ ذَلِكَ عَلَى جُلَسَائِهِ» فَقِيلَ لَهُ يَوْمَافِي ذَلِكَ فَقَالَ لَوْ رَأَيْتُمْ مَا رَأَيْتُمْ لِمَا أَنْكَرْتُمْ عَلَى مَا تَرَوْنَ» (٢)

ترجمہ: مصعب بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ حال تھا کہ جب ان کے سامنے نبی کریم ﷺ کا ذکر کیا جاتا تو ان کا رنگ بدل جاتا اور خوب جھک جاتے (متواضع ہو جاتے) حتیٰ کہ ان کے مصاحبوں کو گراں معلوم ہوتا۔ ایک دن اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا:

اگر تم وہ دیکھو جو میں دیکھتا ہوں تو ضرور اپنے دیکھے ہوئے کا انکار کرو۔

وَلَمَّا كَثُرَ عَلَى مَالِكِ النَّاسُ قِيلَ لَهُ «لَوْ جَعَلْتَ مُسْتَنَدِيًا يُسَبِّحُهُمْ فَقَالَ (قَالَ اللَّهُ تَعَالَى

(١)... (الكتاب: الشفا بتعريف حقوق المصطفى. المؤلف: عياض بن موسى بن عياض بن عمرو بن اليحصبي السبعي. أبو الفضل (المتوفى: 544هـ) الناشر: دار الفحاء - عمان. الطبعة: الثانية - 1407 هـ. الفصل الثاليف حرمته وتوقيره صلى الله عليه وسلم. ج 2، ص 93)

(٢)... (الكتاب: الشفا بتعريف حقوق المصطفى. المؤلف: عياض بن موسى بن عياض بن عمرو بن اليحصبي السبعي. أبو الفضل (المتوفى: 544هـ) الناشر: دار الفحاء - عمان. الطبعة: الثانية - 1407 هـ. الفصل الثاليف حرمته وتوقيره صلى الله عليه وسلم. ج 2، ص 93)

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ“ وَخُزْمَتُهُ حَيًّا وَمَيِّتًا سَوَاءً. (۱)  
اور جب حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس لوگ بکثرت آنے لگے تو ان سے عرض کیا گیا۔  
اگر آپ ایک مستمل بنالیں تو لوگ سننے لگیں۔ (مستمل اس کو کہتے ہیں کہ ایک شخص اپنے شیخ سے حدیث سننا  
ہے۔ پھر اس کو ایک جماعت کے سامنے پڑھ کر سنا دیتا ہے۔)

اس پر امام مالک علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے کہ اے ایمان والو! اپنی آواز کو نبی کی  
آواز پر بلند نہ کرو۔ آپ کی حرمت و عزت حیات و وفات میں برابر ہے۔

تابعی رسول حضرت محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ کی محبت رسول ﷺ:

وَلَقَدْ كُنْتُ أَرَى مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ وَكَانَ سَيِّدَ الْقُرَّاءِ، لَا نَكَادُ نَسْأَلُهُ عَنْ حَدِيثٍ أَبَدًا إِلَّا  
يَبْكِي حَتَّى نَرْحَمَهُ (۲)

(مصعب بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ) میں نے محمد بن منذر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو  
دیکھا وہ قاریوں کے سردار تھے۔ جب کبھی بھی ہم ان سے حدیث کے بارے میں سوال کرتے تو وہ اتنا  
روتے کہ ہمیں ان پر رحم آتا۔

امام جعفر بن محمد الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت رسول ﷺ:

وَلَقَدْ كُنْتُ أَرَى جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَكَانَ كَثِيرَ الدُّعَابَةِ وَالتَّبَسُّمِ فَإِذَا ذُكِرَ عِنْدَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْفَرَّ وَمَا رَأَيْتُهُ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا عَلَى طَهَارَةٍ وَلَقَدْ  
اخْتَلَفْتُ إِلَيْهِ زَمَانًا، فَمَا كُنْتُ أَرَاهُ إِلَّا عَلَى ثَلَاثِ خِصَالٍ إِمَّا مُصَلِّيًّا وَإِمَّا صَامِتًا، وَإِمَّا يَقْرَأُ

(۱)... (الكتاب: الشفا بتعريف حقوق المصطفى.. المؤلف: عياض بن موسى بن عياض بن عمرو بن اليحصبي السبعي، أبو الفضل (المتوفى: 544هـ) الناشر:  
دار الفحاء - عمان. الطبعة: الثانية - 1407 هـ. الفضل الثاقب حُرْمَتُهُ وَتَوْقِيرُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ج 2، ص 93)

(۲)... (الكتاب: الشفا بتعريف حقوق المصطفى.. المؤلف: عياض بن موسى بن عياض بن عمرو بن اليحصبي السبعي، أبو الفضل (المتوفى: 544هـ) الناشر:  
دار الفحاء - عمان. الطبعة: الثانية - 1407 هـ. الفضل الثاقب حُرْمَتُهُ وَتَوْقِيرُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ج 2، ص 93)

الْقُرْآنَ وَلَا يَتَكَلَّمُ فِيهَا لَا يَغْنِيهِ وَكَانَ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَالْعُبَادِ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ. (۱)  
(مصعب بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ) بیشک ہم نے امام جعفر بن محمد (صادق) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا ہے۔ حالانکہ وہ انتہائی خوش مزاج اور ظریف الطبع تھے لیکن جب بھی ان کے سامنے نبی کریم ﷺ کا ذکر جمیل کیا جاتا تو ان کا چہرہ زرد ہو جاتا تھا اور میں نے ان کو کبھی بے وضو حدیث بیان کرتے نہیں دیکھا۔ میں نے ان کے پاس طویل زمانہ گزارا ہے۔ میں نے ان میں تین خاص عادتیں دیکھیں یا تو وہ نماز پڑھتے ہوتے یا خاموش رہتے یا تلاوت قرآن کریم میں مشغول ہوتے اور وہ بیہودہ بات تو کرتے ہی نہ تھے۔ یہ ان علماء و عباد میں سے تھے جو اللہ عزوجل سے ڈرتے تھے۔

تابعی رسول حضرت عبد الرحمن بن قاسم رضی اللہ عنہ کی محبت رسول ﷺ:

وَلَقَدْ كَانَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ يَذْكُرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْتَظِرُ إِلَى لَوْنِهِ كَأَنَّهُ نَزَفٌ مِنْهُ الدَّمُ، وَقَدْ جَفَّتْ لِسَانُهُ فِيهِ هَيْبَةٌ مِنْهُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (۲)  
عبد الرحمن بن قاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب نبی کریم ﷺ کا ذکر کرتے ہوتے تو ان کے چہرے کا رنگ دیکھا جاتا کہ وہ ایسا ہو گیا کہ گویا اس سے خون نچوڑ لیا گیا ہے اور حضور ﷺ کے ہیبت و جلال سے ان کا منہ اور زبان خشک ہو جاتی۔

عامر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت رسول ﷺ:

وَلَقَدْ كُنْتُ آتِي عَامِرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزَّيْدِ، فَإِذَا ذَكَرَ عِنْدَهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكَى حَتَّى لَا يَبْقَى فِي عَيْنَيْهِ دُمُوعٌ (۳)  
اور عامر بن عبد اللہ بن زبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس میں آیا کرتا تھا۔ جب بھی ان کے سامنے نبی

(۱)... (الكتاب: الشفا بتعريف حقوق المصطفى. المؤلف: عياض بن موسى بن عياض بن عمرو بن اليحصبي السبئي. أبو الفضل (المتوفى: 544هـ) الناشر: دار الفیحاء - عمان. الطبعة: الغانية - 1407 هـ. الفضل المؤلف حُرِّمَتْهُ وَتَوَقُّرُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ج 2، ص 93)

(۲)... (الكتاب: الشفا بتعريف حقوق المصطفى. المؤلف: عياض بن موسى بن عياض بن عمرو بن اليحصبي السبئي. أبو الفضل (المتوفى: 544هـ) الناشر: دار الفیحاء - عمان. الطبعة: الغانية - 1407 هـ. الفضل المؤلف حُرِّمَتْهُ وَتَوَقُّرُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ج 2، ص 93)

(۳)... (الكتاب: الشفا بتعريف حقوق المصطفى. المؤلف: عياض بن موسى بن عياض بن عمرو بن اليحصبي السبئي. أبو الفضل (المتوفى: 544هـ) الناشر: دار الفیحاء - عمان. الطبعة: الغانية - 1407 هـ. الفضل المؤلف حُرِّمَتْهُ وَتَوَقُّرُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ج 2، ص 93)

کریم ﷺ کا ذکر جمیل کیا جاتا تو وہ اتنا روتے کہ ان کی آنکھوں میں آنسو تک نہ رہتا۔

امام زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت رسول ﷺ:

وَلَقَدْ رَأَيْتُ الزُّهْرِيَّ وَكَانَ مِنْ أَهْلِ النَّاسِ وَأَكْرَمِهِمْ، فَإِذَا ذُكِرَ عِنْدَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَهُ مَا عَرَفَكَ وَلَا عَرَفْتَهُ. (۱)

اور میں نے زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا کہ وہ بڑے نرم دل اور ملنسار تھے۔ پس جب بھی ان کے سامنے نبی کریم ﷺ کا ذکر کیا جاتا تو وہ ایسے ہو جاتے گویا کہ نہ تم نے ان کو دیکھا اور نہ انہوں نے تم کو دیکھا۔

حضرت سفیان بن سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت رسول ﷺ:

وَلَقَدْ كُنْتُ آتِي صَفْوَانَ بْنَ سُلَيْمٍ، وَكَانَ مِنَ الْمُتَعَبِّدِينَ الْمُجْتَهِدِينَ فَإِذَا ذُكِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكَى فَلَا يَزَالُ يَبْكِي حَتَّى يَقُومَ النَّاسُ عَنْهُ وَيَتْرُكُوهُ. (۲)

اور میں صفوان بن سلیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آتا جاتا تھا بلاشبہ وہ عبادت گزار مجتہدین میں سے تھے۔ پس جب بھی ان کے سامنے نبی کریم ﷺ کا ذکر ہوتا تو رو پڑتے۔ اتنی دیر روتے رہتے کہ لوگ انہیں چھوڑ کر چلے جاتے۔

تابعی رسول ﷺ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی محبت رسول ﷺ:

وَرُوِيَ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا سَبِعَ الْحَدِيثَ أَخَذَهُ الْعَوِيلُ وَالزَّوِيلُ (۳)

قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ جب بھی حدیث سننے تو چیخ مارتے اور گھبرا جاتے تھے۔

(۱)... (الكتاب: الشفا بتعريف حقوق المصطفى.. المؤلف: عياض بن موسى بن عياض بن عمرو بن اليحصبي السبئي، أبو الفضل (المتوفى: 544هـ) الناشر: دار الفحاء - عمان. الطبعة: الثانية - 1407 هـ. الفضل القائل حُرْمَتُهُ وَتَوْفِيرُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ج 2، ص 93)

(۲)... (الكتاب: الشفا بتعريف حقوق المصطفى.. المؤلف: عياض بن موسى بن عياض بن عمرو بن اليحصبي السبئي، أبو الفضل (المتوفى: 544هـ) الناشر: دار الفحاء - عمان. الطبعة: الثانية - 1407 هـ. الفضل القائل حُرْمَتُهُ وَتَوْفِيرُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ج 2، ص 93)

(۳)... (الكتاب: الشفا بتعريف حقوق المصطفى.. المؤلف: عياض بن موسى بن عياض بن عمرو بن اليحصبي السبئي، أبو الفضل (المتوفى: 544هـ) الناشر: دار الفحاء - عمان. الطبعة: الثانية - 1407 هـ. الفضل القائل حُرْمَتُهُ وَتَوْفِيرُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ج 2، ص 93)

حضرت عبدالرحمن بن مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت رسول ﷺ:

وَكَانَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ إِذَا قَرَأَ حَدِيثَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُمْ بِالسَّكُوتِ وَقَالَ «لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ» وَيَتَأَوَّلُ أَنَّهُ يَجِبُ لَهُ مِنَ الْإِنْصَاتِ عِنْدَ قِرَاءَةِ حَدِيثِهِ مَا يَجِبُ لَهُ عِنْدَ سَمَاعِ قَوْلِهِ (۱)

اور حضرت عبدالرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب حدیث نبی کریم ﷺ پڑھتے تو خاموش رہنے کا حکم فرماتے اور فرماتے کہ "اپنی آوازوں کو نبی اکرم ﷺ کی آواز مبارک سے بلند نہ کرو" (پ ۲۶ الحجرات ۲) اس کی تاویل میں کہتے کہ قرأت حدیث کے وقت خاموش رہنا واجب ہے جیسا کہ خود آپ ﷺ سے سننے کے وقت سکوت واجب ہے۔

حدیث نبوی ﷺ کے بیان میں تابعین کا ادب نبوی ﷺ:

تابعین کرام نبی اکرم ﷺ کی حدیث بے وضو اور کھڑے ہو کر بیان نہیں کرتے تھے اور نہ ہی وہ بیان حدیث کے وقت آواز کو بلند کرنے کی اجازت دیتے تھے اور وہ کہتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ کی حیات اور وفات یکساں ہیں جیسا کہ کچھ ماقبل میں گزرا مزید کچھ بیان کرتا ہوں۔

حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تحفط ناموس حدیث:

عَنْ مُسْلِمِ الْبَطِينِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ اخْتَلَفْتُ إِلَى ابْنِ مَسْعُودٍ سَنَةً فَمَا سَمِعْتُهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا أَنَّهُ حَدَّثَ يَوْمًا فَجَرَى عَلَى لِسَانِهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عَلَاهُ كَرْبٌ حَتَّى رَأَيْتُ الْعَرَقَ يَتَحَدَّرُ عَنْ جَبْهَتِهِ ثُمَّ قَالَ هَكَذَا إِنْ شَاءَ اللَّهُ أَوْ فَوْقَ ذَا أَوْ مَا دُونَ ذَا، وَفِي رِوَايَةٍ فَتَرَبَّدَ وَجْهُهُ وَفِي رِوَايَةٍ وَقَدْ تَغَرَّعَتْ

(۱)... (الكتاب: الشفا بتعريف حقوق المصطفى. المؤلف: عياض بن موسى بن عياض بن عمرو بن المحصى السبتي. أبو الفضل (المتوفى: 544هـ) الناشر: دار الفیحاء - عمان. الطبعة: الثانية - 1407 هـ. الفضل القائل حزمته وتؤيده صلى الله عليه وسلم. ج 2، ص 93)

دار الفیحاء - عمان. الطبعة: الثانية - 1407 هـ. الفضل القائل حزمته وتؤيده صلى الله عليه وسلم. ج 2، ص 93





وَهُوَ عَلَى وَضْعٍ أَجْلَالًا لَهُ (۱)

ابو مصعب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت مالک بن انس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اظہار عظمت و جلال کے لئے وضو کر کے حدیث رسول ﷺ بیان کرتے تھے۔ حضرت مالک بن انس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب کوئی حدیث بیان فرماتے تو وضو کرتے، مؤدب بیٹھتے اور عمدہ لباس پہنتے، پھر حدیث بیان کرتے۔

وَحَكِّي مَالِكٌ ذَلِكَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، وَقَالَ مَصْعَبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ كَانَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ إِذَا حَدَّثَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَتَهَيَّأَ وَلَبَسَ ثِيَابَهُ ثُمَّ يُحَدِّثُ قَالَ مُصْعَبُ فَسُئِلَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ إِنَّهُ حَدِيثُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (۲)

مصعب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس اہتمام کے بارے میں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی نے پوچھا۔ فرمایا: یہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے۔ (گویا بیان حدیث میں جتنا بھی اہتمام و ادب ملحوظ رکھا جائے درحقیقت اس سے عظمت و شان رسول ﷺ کا اظہار ہوتا ہے۔)

قَالَ ابْنُ أَبِي أُوَيْسٍ فَقِيلَ لِمَالِكٍ فِي ذَلِكَ فَقَالَ أُحِبُّ أَنْ أَنْظِمَ حَدِيثَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا أُحَدِّثُ بِهِ إِلَّا عَلَى طَهَارَةٍ مُتَمَكِّنًا، قَالَ وَكَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُحَدِّثَ فِي الطَّرِيقِ أَوْ وَهُوَ قَائِمٌ أَوْ مُسْتَعْجِلٌ وَقَالَ أُحِبُّ أَنْ أَفْهَمَ حَدِيثَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (۳)

ابن ابی اویس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ اس بارے میں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی نے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا: میں اسے بہت محبوب رکھتا ہوں کہ حدیث رسول ﷺ کی خوب تعظیم کروں۔ میں با وضو بیٹھ کر حدیث بیان کرتا ہوں۔ فرمایا: میں اسے مکروہ جانتا ہوں کہ راستہ میں

(۱)... (الكتاب: الشفا بتعريف حقوق المصطفى. المؤلف: عياض بن موسى بن عياض بن عمرو بن العيص السبعي. أبو الفضل (المتولى: 544هـ) الناشر: دار الفحاء - عمان. الطبعة: الثانية - 1407 هـ. فصل في سيرة السلف في تعظيم رواية عبيد رسول الله صلى الله عليه وسلم وسنعه)

(۲)... (الكتاب: الشفا بتعريف حقوق المصطفى. المؤلف: عياض بن موسى بن عياض بن عمرو بن العيص السبعي. أبو الفضل (المتولى: 544هـ) الناشر: دار الفحاء - عمان. الطبعة: الثانية - 1407 هـ. فصل في سيرة السلف في تعظيم رواية عبيد رسول الله صلى الله عليه وسلم وسنعه)

(۳)... (الكتاب: الشفا بتعريف حقوق المصطفى. المؤلف: عياض بن موسى بن عياض بن عمرو بن العيص السبعي. أبو الفضل (المتولى: 544هـ) الناشر: دار الفحاء - عمان. الطبعة: الثانية - 1407 هـ. فصل في سيرة السلف في تعظيم رواية عبيد رسول الله صلى الله عليه وسلم وسنعه)

(۴)... (الكتاب: الشفا بتعريف حقوق المصطفى. المؤلف: عياض بن موسى بن عياض بن عمرو بن العيص السبعي. أبو الفضل (المتولى: 544هـ) الناشر: دار الفحاء - عمان. الطبعة: الثانية - 1407 هـ. فصل في سيرة السلف في تعظيم رواية عبيد رسول الله صلى الله عليه وسلم وسنعه)

(۵)... (الكتاب: الشفا بتعريف حقوق المصطفى. المؤلف: عياض بن موسى بن عياض بن عمرو بن العيص السبعي. أبو الفضل (المتولى: 544هـ) الناشر: دار الفحاء - عمان. الطبعة: الثانية - 1407 هـ. فصل في سيرة السلف في تعظيم رواية عبيد رسول الله صلى الله عليه وسلم وسنعه)

(۶)... (الكتاب: الشفا بتعريف حقوق المصطفى. المؤلف: عياض بن موسى بن عياض بن عمرو بن العيص السبعي. أبو الفضل (المتولى: 544هـ) الناشر: دار الفحاء - عمان. الطبعة: الثانية - 1407 هـ. فصل في سيرة السلف في تعظيم رواية عبيد رسول الله صلى الله عليه وسلم وسنعه)

یا کھڑے کھڑے یا جلدی میں حدیث بیان کی جائے اور فرمایا کہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوب سمجھا کر بیان کروں۔

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ كُنْتُ عِنْدَ مَالِكٍ وَهُوَ يُحَدِّثُنَا فَلَدَغْتُهُ عَقْرَبٌ سِتَّ عَشْرَةَ مَرَّةً وَهُوَ  
يَتَغَيَّرُ لَوْنُهُ وَيَصْفَرُّ وَلَا يَقْطَعُ حَدِيثَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الْمَجْلِسِ  
وَتَفَرَّقَ عَنْهُ النَّاسُ قُلْتُ لَهُ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتَ مِنْكَ الْيَوْمَ عَجَبًا قَالَ نَعَمْ إِنَّمَا صَبِرْتُ  
إِجْلَالًا لِلْحَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (١)

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس تھا اور آپ حدیث کا درس دے رہے تھے۔ اس حال میں آپ کو سولہ مرتبہ بچھونے ڈنک مارا۔ (شدت تکلیف سے) آپ کا رنگ متغیر ہو گیا اور چہرہ مبارک زرد پڑ گیا مگر حدیث رسول ﷺ کو قطع نہ فرمایا۔

پس جب آپ مجلس سے فارغ ہوئے اور لوگ چلے گئے تو آپ سے میں نے عرض کیا: اے ابو عبد اللہ! آج میں نے ایک عجیب بات دیکھی۔ آپ نے فرمایا: ہاں! میں نے حدیث رسول ﷺ کی عظمت و جلال کی بنا پر صبر کیا۔

قَالَ ابْنُ مَهْدِيٍّ مَشَيْتُ يَوْمًا مَعَ مَالِكٍ إِلَى الْعَقِيقِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ حَدِيثٍ فَاتْتَهَرَنِي وَقَالَ لِي كُنْتُ فِي عَيْنِي أَجَلٌ مِنْ أَنْ تَسْأَلَ عَنْ حَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَشَوَّى،

ابن مہدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ (بازار) عقیق گیا۔ راہ میں میں نے آپ سے ایک حدیث کے بارے میں پوچھا تو آپ نے مجھے جھڑکا اور فرمایا:

کیا تم میرے نزدیک اس سے بزرگ تر ہو کہ راستہ میں حدیث رسول ﷺ کو دریافت کرو۔

وَسَأَلَهُ جَرِيرُ ابْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ الْقَاضِي عَنْ حَدِيثٍ وَهُوَ قَائِمٌ فَأَمَرَ بِحَبْسِهِ، فَقِيلَ لَهُ إِنَّهُ قَاضٍ،

(١)... (الكتاب: الشفا بتعريف حقوق المصطفى. المؤلف: عياض بن موسى بن عياض بن عمرو اليحصبي السبعي. أبو الفضل (المتوفى: 544هـ) الناشر: دار الفحاء - عمان. الطبعة: الثانية - 1407 هـ. فصل في سيرة السلف في تعظيم رواية حديث رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وسنته)



قَالَ الْقَاضِي أَحَقُّ مِنْ أَدَبٍ، وَذَكَرَ أَنَّ هِشَامَ بْنَ الْغَزَّازِ (١)

اسی طرح ایک مرتبہ آپ سے جریر بن عبد الحمید قاضی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس حال میں حدیث دریافت کی کہ آپ کھڑے تھے تو آپ نے ان کو قید کر دینے کا حکم فرمایا۔ کسی نے آپ سے کہا: یا امام یہ قاضی ہے۔ فرمایا: قاضی اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اسے ادب سکھایا جائے۔

سَأَلَ مَالِكًا عَنْ حَدِيثٍ وَهُوَ دَاقِفٌ فَضْرَبَهُ عَشْرِينَ سَوْطًا ثُمَّ أَشْفَقَ عَلَيْهِ فَعَدَّ لَهُ عَشْرِينَ حَدِيثًا فَقَالَ هِشَامٌ وَدِدْتُ كَوُزًا حَنِ سَيَّاطًا وَيُؤَيِّدُنِي حَدِيثًا، (٢)

اسی طرح ایک روایت میں یہ ہے کہ ہشام بن غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس حال میں حدیث دریافت کی کہ آپ کھڑے تھے۔ تب آپ نے اس کو بیس (۲۰) دڑے (کوڑے) مارے اس کے بعد آپ نے مہربانی فرمائی اور بیس (۲۰) حدیثیں اسے بیان فرمائی۔

اس وقت ہشام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: کاش! آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اور زیادہ دڑے (کوڑے) لگاتے اور زیادہ حدیث پاک بیان فرماتے یہ مجھے محبوب ہے۔

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ كَانَ مَالِكٌ وَاللَّيْثُ لَا يَكْتُمَانِ الْحَدِيثَ إِلَّا وَهَبًا طَاهِرًا، وَكَانَ قِتَادَةً يَسْتَحِبُّ أَنْ لَا يَقْرَأَ أَحَادِيثَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا عَلَى وُضُوءٍ وَلَا يُحَدِّثُ إِلَّا عَلَى طَهَارَةٍ، وَكَانَ الْأَعْمَشُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُحَدِّثَ وَهُوَ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ تَبَيَّنَ (٣)

عبد اللہ بن صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت لیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دونوں بے وضو حدیث کی کتابت نہیں کرتے تھے اور حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو حدیث نبوی ﷺ کی بغیر وضو کے نہ قرأت کرتے تھے اور نہ بیان کرتے تھے اور حضرت اعمش

(١)... (الكتاب: الشفا بتعريف حقوق المصطفى.. المؤلف: هياض بن موسى بن هياض بن عمرو بن المحضر السبيعي، أبو الفضل (المعول: 544م) الناهر: دار الفحاء - عمان. الطبعة: الثانية - 1407 هـ. فصل في سيرة السلف في تعظيم رواية حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه)

(٢)... (الكتاب: الشفا بتعريف حقوق المصطفى.. المؤلف: هياض بن موسى بن هياض بن عمرو بن المحضر السبيعي، أبو الفضل (المعول: 544م) الناهر: دار الفحاء - عمان. الطبعة: الثانية - 1407 هـ. فصل في سيرة السلف في تعظيم رواية حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه)

(٣)... (الكتاب: الشفا بتعريف حقوق المصطفى.. المؤلف: هياض بن موسى بن هياض بن عمرو بن المحضر السبيعي، أبو الفضل (المعول: 544م) الناهر: دار الفحاء - عمان. الطبعة: الثانية - 1407 هـ. فصل في سيرة السلف في تعظيم رواية حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه)

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب حدیث بیان کرنے کا ارادہ فرماتے تو اگر بے وضو ہوتے تو تیمم ہی کر لیتے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تحفظ ناموس حدیث:

قَالَ ضَرَّارُ بْنُ مُرَّةٍ كَانُوا يَكْتُمُونَ أَنْ يُحَدِّثُوا عَلَى غَيْرِ وَضُوٍّ وَنَحْوِهِ عَنْ كِتَادَةَ وَكَانَ الْأَحْشَادُ حَدَّثَ وَهُوَ عَلَى غَيْرِ وَضُوٍّ تَيْمِمَ، (۱)

ضرار بن مرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ محدثین کے نزدیک بلا وضو حدیث کی قرأت مکروہ ہے، اسی طرح قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور حضرت امش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب حدیث بیان کرتے۔ اگر بے وضو ہوتے تو تیمم کر لیا کرتے تھے اور حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ حال تھا کہ وہ بلا وضو حدیث بیان ہی نہیں کرتے تھے۔

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تحفظ ناموس حدیث:

قَالَ مُطَرِّفٌ كَانَ إِذَا أَتَى النَّاسَ مَالِكًا خَرَجَتْ إِلَيْهِمُ الْجَارِيَّةُ فَتَقُولُ لَهُمْ يَقُولُ لَكُمْ الشَّيْخُ تُرِيدُونَ الْحَدِيثَ أَوِ الْمَسَائِلَ؟ فَإِنْ قَالُوا الْمَسَائِلَ خَرَجَ إِلَيْهِمْ فَإِنْ قَالُوا الْحَدِيثَ دَخَلَ مُغْتَسِلًا وَاغْتَسَلَ وَطَيَّبَ وَلَبَسَ ثِيَابًا جَدًّا وَلَبَسَ سَاجَهَ وَتَعَنَّمَ وَوَضَعَ عَلَى رَأْسِهِ رِدَاعًا وَتَلَقَّى لَهُ مَصَّةً فَيُطْرَبُ فَيَجْلِسُ عَلَيْهَا وَعَلَيْهِ الْغُشُومُ وَلَا يَزَالُ يُطْرَبُ بِالْعُودِ حَتَّى يَفْرَغَ مِنْ حَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غَيْرُهُ وَكَمْ يَكُنْ يَجْلِسُ عَلَى تِلْكَ الْمِنْصَةِ إِلَّا إِذَا حَدَّثَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، (۲)

مطریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب لوگ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آتے تو پہلے آپ کی لونڈی (جاریہ) آتی اور ان سے کہتی کہ حضرت امام نے دریافت فرمایا ہے کہ کیا تم حدیث کی سماعت کرنے آئے ہو یا مسئلہ دریافت کرنے۔ پس اگر وہ کہتے کہ مسئلہ دریافت کرنے آئے

(۱)... (الکتاب: الشفا بعریف حقوق المصطفى، المؤلف: عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمرو بن المحض السبعی، أبو الفضل (المعول، 544ھ) الناصر؛ دار الفیحاء - عمان، الطبعة: الغانیة - 1407ھ فصل فی سیرة السلف فی تعظیمہ رَوَاتُهُ حَدِيثَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُنَنَهُ)

(۲)... (الکتاب: الشفا بعریف حقوق المصطفى، المؤلف: عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمرو بن المحض السبعی، أبو الفضل (المعول، 544ھ) الناصر؛ دار الفیحاء - عمان، الطبعة: الغانیة - 1407ھ فصل فی سیرة السلف فی تعظیمہ رَوَاتُهُ حَدِيثَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُنَنَهُ)

ہیں تو آپ فوراً ہی باہر تشریف لے آتے اور اگر وہ کہتے کہ حدیث کی سماعت کرنے آئے ہیں تو آپ پہلے غسل خانہ جاتے، غسل کرتے، خوشبو لگاتے اور عمدہ لباس پہنتے۔ عمامہ باندھتے، پھر اپنے سر پر چادر لپیٹتے، تخت بچھایا جاتا پھر آپ باہر تشریف لاتے اور اس تخت پر جلوہ افروز ہوتے۔ اس طرح پر کہ آپ پر انتہائی مجز و انکسار طاری ہوتا۔ جب تک درس حدیث سے فارغ نہ ہوتے مسلسل "عود" (ایک خوشبو کا نام) کی خوشبو سلگائی جاتی رہتی۔ دیگر راویوں نے کہا کہ اس تخت پر آپ جب ہی تشریف فرما ہوتے جبکہ آپ کو حدیث رسول ﷺ بیان کرنی ہوتی۔

حضرت ابن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تحفظ ناموس حدیث:

وَقَالَ مَا لِكَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ الْمُسَيَّبِ فَسَأَلَهُ عَنْ حَدِيثٍ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ فَجَلَسَ وَحَدَّثَهُ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ وَدِدْتُ أَنَّكَ لَمْ تَتَعَنَّ فَقَالَ إِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أُحْدِثَكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مُضْطَجِعٌ (۱)

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت ابن مسیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں آیا۔ اس نے ایک حدیث دریافت کی۔ آپ لیٹے ہوئے تھے، اٹھ کر بیٹھ گئے۔ پھر یہ حدیث بیان کی۔ تب اس شخص نے آپ سے کہا: میری خواہش تو یہ تھی کہ حضرت لیٹے لیٹے ہی حدیث بیان فرما دیتے، اٹھنے کی زحمت نہ فرماتے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: میں اسے مکروہ جانتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث لیٹے لیٹے بیان کروں۔

تبصرہ:

یہ تمام جو بیان کیا گیا کہ یہ ائمہ کرام نبی اکرم ﷺ کی حدیث مبارک کو بیان کرتے وقت، لکھتے وقت، اور کسی سے پڑھتے وقت، طہارت اور صفائی کا خاص خیال رکھتے تھے، اور حالت قیام اور چلنے میں نبی اکرم ﷺ کی حدیث نہ سناتے نہ سنتے تھے یہ تمام نبی اکرم ﷺ کی حدیث مبارک کا ادب و احترام ہی تھا جو لوگ اپنے نبی ﷺ کے فرمان کے لیے پاکی،

(۱)... (الکتاب: الشفا بعریف حقوق المصطفیٰ، المؤلف: عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمرو بن المحض السبیعی، أبو الفضل (المعول: 544 م) العاصم:

دار الفیحاء۔ عمان۔ الطبعة: الفانیة۔ 1407 هـ فصل فی سیرة السلف فی تعلیمہم بروایة علیہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسننہم)

طہارت اور دیگر اہتمام کرتے ہیں تو کیا وہ اپنے نبی ﷺ کی ناموس کو ایسے ہی چھوڑ دیں گے؟؟؟ اور اس کی حفاظت نہیں کریں گے؟؟؟ نہیں بالکل وہ ہرگز نہیں جب تک جسم میں جان ہے ناموس رسالت ﷺ پر قربان ہے۔

اتباع نبی اکرم ﷺ:

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو ہادی و مہدی بنا کر بھیجا اور آپ کو یہ اختیار بھی دیا کہ اپنی امت کے دلوں کو روشن فرمائیے تاکہ وہ آپ کی اطاعت، اتباع، اور آپ کے طریقہ پر چلنے کے قابل ہو جائیں، اور ایسے احکام میں بھی آپ کی ہی اطاعت کریں جن کا علم ان کے پاس نہیں، ہر راستہ ہلاکت کی طرف لے کر جانے والا ہے سوائے "صراط المستقیم" کے اور یہ راستہ کو نسا راستہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٥٤﴾ صِرَاطُ اللَّهِ (۱)

ترجمہ: اور بیشک (اے محبوب) تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو، اللہ کی راہ۔

معلوم ہوا جو اس راستہ پر چلا، اور جس نے نبی اکرم کی اتباع و اطاعت کی وہی کامیاب اور سعادت مند ہے اور سلامتی و امن اس کا مقدر ہے اور جو اس راستہ کے خلاف گیا یا جس نے نبی اکرم ﷺ کو چھوڑ کر کسی اور کی پیروی کی وہ گمراہ اور ہلاک ہو گیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَأَنَّ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ فَاتَّبِعُوهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ (۲)

ترجمہ: اور یہ کہ یہ ہے میرا سیدھا راستہ تو اس پر چلو اور، اور راہیں نہ چلو کہ تمہیں اس راہ سے جدا کر دیں گی۔ پس اللہ تک رسائی کا راستہ ایک ہی ہے جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ ایک ہے لیکن گمراہی کے راستے بے شمار ہیں جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا ۖ يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَا تُهُمُ الظُّلُمَاتُ

يُخْرِجُونَهُمْ مِّنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (۳)

ترجمہ: اللہ والی ہے مسلمانوں کا انہیں اندیریوں سے نور کی طرف نکالتا ہے اور کافروں کے حمایتی شیطان ہیں وہ

(۱)....(الموری: 53,52)

(۲)....(الانعام: ۱۰۷)

(۳)....(البقرة: ۱۷۷)

انہیں نور سے اندھیریوں کی طرف نکالتے ہیں یہی لوگ دوزخ والے ہیں انہیں ہمیشہ اس میں رہنا ہے۔

اس آیت میں ظلمات کی جمع سے بتایا کہ گمراہی کے راستے بہت زیادہ ہیں اور "نور" کے واحد لانے سے بتایا کہ ہدایت کا راستہ ایک ہی ہے، اور وہ صرف اور صرف نبی اکرم ﷺ کی اتباع ہے۔ اور ہم ماقبل بیان کر چکے ہیں کہ اتباع نبی اکرم ﷺ ہی اللہ تعالیٰ تک رسائی اور اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کا واحد راستہ ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت بھی اپنے محبوب کی اطاعت اور محبت کے ساتھ مشروط کی ہے اگر نبی اکرم ﷺ کی محبت و اطاعت دل میں ہے تو اللہ تعالیٰ کی محبت مل جائے گی اگر نہیں تو جہاں پر بھی جا کر سجدے کرو مجاہدات کرو کچھ نہیں ملے گا کسی نے کیا خوب ترجمانی کی کہ:

بمصطفیٰ برساں خویش کہ دیں ہمہ دوست      مگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است  
اور آسان لغظوں میں یوں کہہ لیجئے کہ:

کچھ ہاتھ نہ آئے گا آقا سے جدا ہو کر      سرکار کی نسبت سے تو قیر بڑی ہوگی

اتباع کسے کہتے ہیں:

اتباع کا مطلب ہے کہ کسی کے پیچھے چلنا، اس جیسے کام کرنا، ہر حال میں اس کی اقتداء کرنا، اس کے روکنے پر رک جانا، اس کے فرمان کے لیے سر تسلیم خم کرنا، اور ان تمام کے ساتھ ساتھ اس کی محبت کا دل میں ہونا، اس کی توقیر و تعظیم کا اعتقاد رکھنا اور یہ تمام امور میں اخلاص ہونا۔ تو جو کوئی ان امور کی پاسداری نہ کرے تو سمجھ لیں کہ وہ اتباع نہیں کر رہا۔ (۱)

اتباع رسول ﷺ اور صحابہ کرام:

نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نبی اکرم ﷺ کی اتباع کا حق ادا کر دیا وہ صرف نبی

۱۔۔۔ میں نے مسلمانوں میں خصوصاً علماء میں غلوں کی بہت کمی دیکھی ہے ہر شخص یہی کہتا ہے کہ میں نے یہ کام کیا، یا میرا نام لیا جائے وغیرہ وغیرہ، میں ان سے صرف یہ سوال کرتا ہوں کہ اگر آپ نے یہ کام جس میں اپنے نام چکانے کے لیے آپ کو شش کر رہے ہیں لوگوں کے لیے کیا ہے تو پھر آپ اس میں خوب دیا کاری کریں اور اگر اللہ تعالیٰ کی رضا اور نبی اکرم ﷺ کی محبت میں کیا ہے تو کیا وہ ہستیاں آپ کو دیکھ نہیں رہیں؟؟؟ کیا اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ ہے؟؟؟ صاف سی بات ہے جو کہتا ہے کہ لوگوں نے میری اس قربانی کی قدر نہیں کی اس کا مطلب ہے کہ اس نے یہ قربانی لوگوں کے لیے دی ہے اللہ تعالیٰ کے نہیں اگر اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی تو یہ الفاظ کبھی بھی اپنی زبان پر نہ لاتا، اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کی کامل محبت عطاء فرماتے جس میں غلوں کا ایک خاص محل دغل ہے، ابو احمد غفرلہ



اکرم ﷺ کے فعل کو دیکھ کر ہی اتباع کر لیا کرتے تھے اگر ان کو نبی اکرم ﷺ حکم نہ بھی فرماتے، مطلب یہ کہ جب بھی نبی اکرم ﷺ کو کوئی کام کرتا دیکھتے تو خود بھی وہی کام کرتے تھے اور نبی اکرم ﷺ سے یہ پوچھنا بھی خلاف ادب اور اتباع سمجھتے تھے کہ کیا یہ کام ہم بھی کریں؟؟ یا یہ کام آپ ﷺ کے ساتھ خاص تو نہیں؟؟ وغیرہ وغیرہ۔ چند احادیث پیش خدمت کرتا ہوں۔

1- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ہم نماز پڑھ رہے تھے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے نعلین مبارک اتار کر اپنی دائیں جانب رکھ لیے تو صحابہ کرام نے بھی ایسا ہی کیا جب نماز مکمل ہوئی تو نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو فرمایا تم کو کس چیز نے ابھارا ہے کہ تم اپنے جوتوں کو اپنے پاس رکھ لو؟؟؟ تو صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے دیکھا کہ آپ نے ایسا کیا ہے تو ہم نے بھی کر لیا۔ (۱)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تبعاء رسول ﷺ:

أَخْبَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لِلرَّكْنِ «أَمَّا وَاللَّهِ، إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ، وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَلَمَكَ مَا اسْتَلَمْتُكَ»، فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ قَالَ «فَبَا لَنَا وَلِلرَّامِلِ إِنَّمَا كُنَّا رَاعَيْنَا بِهِ الْمُسْرِكِينَ وَقَدْ أَهْلَكَهُمْ اللَّهُ»، ثُمَّ قَالَ «شَيْءٌ صَنَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا نُحِبُّ أَنْ نَتْرُكَهُ» (۲)

ترجمہ: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو خطاب کر کے فرمایا بخدا مجھے خوب معلوم ہے کہ تو صرف ایک پتھر ہے جو نہ کوئی نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان اور اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں کبھی بوسہ نہ دیتا۔ اس کے بعد آپ نے بوسہ دیا۔ پھر فرمایا اور اب ہمیں رمل کی بھی کیا ضرورت ہے۔ ہم نے اس کے ذریعہ مشرکوں کو اپنی قوت دکھائی تھی تو اللہ نے ان کو تباہ کر دیا۔ پھر فرمایا جو عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے اسے اب چھوڑنا بھی ہم پسند نہیں کرتے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اتباع رسول ﷺ:

عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَرِينٍ، قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ، فَقَالَ

(۱)۔۔۔ (سنن ابی داؤد کتاب الصلاة باب الصلاة فی نعلین، رقم: 650)

(۲)۔۔۔ (صحيح بخاری، کتاب الحج، باب الرَّمْلِ فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، رقم: 1605)

«رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِبُهُ وَيُقَبِّلُهُ» قَالَ قُلْتُ أَرَأَيْتَ إِنْ رُحِنْتُ، أَرَأَيْتَ إِنْ غُلِبْتُ، قَالَ «اجْعَلْ أَرَأَيْتَ بِالْيَمَنِ، رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِبُهُ وَيُقَبِّلُهُ» (۱)

ترجمہ: ایک شخص نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حجر اسود کے بوسہ دینے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کو بوسہ دیتے دیکھا ہے۔ اس پر اس شخص نے کہا اگر ہجوم ہو جائے اور میں عاجز ہو جاؤں تو کیا کروں؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس اگر، مگر کو یمن میں جا کر رکھو میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اس کو بوسہ دیتے تھے۔

عَنْ أُمِّيَّةَ بِنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ إِنَّ نَجْدَ صَلَاةٍ أَخْصِرَ، وَصَلَاةَ الْخَوْفِ فِي الْقُرْآنِ، وَلَا نَجْدَ صَلَاةَ السَّفَرِ فِي الْقُرْآنِ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ «يَا ابْنَ أَخِي، إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ بَعَثَ إِلَيْنَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَعْلَمُ شَيْئًا، وَإِنَّمَا نَفْعَلُ كَمَا رَأَيْنَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ» (۲)

ترجمہ: امیہ بن عبد اللہ بن خالد سے روایت ہے کہ انہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ ہم قرآن میں حضر کی نماز اور خوف کی نماز کے احکام تو پاتے ہیں، مگر سفر کی نماز کو قرآن میں نہیں پاتے؟ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان سے کہا: بھیجے! اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم میں بھیجا، اور ہم اس وقت کچھ نہیں جانتے تھے، ہم تو ویسے ہی کریں گے جیسے ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ:

أَنَّهُ قَالَ لِابْنِ عُمَرَ كَيْفَ تَقْصُرُ الصَّلَاةَ؟ وَإِنَّمَا قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ «يَا ابْنَ أَخِي، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَانَا وَنَحْنُ ضُلَّالٌ فَعَلَّمَنَا، فَكَانَ فِيهِمَا عَلَّمَنَا أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ أَمَرَنَا أَنْ نُصَلِّيَ رَكَعَتَيْنِ فِي السَّفَرِ» (۳)

(۱) ... (صحیح بخاری، کتاب الحج، باب تقبیل الحجر، رقم 1611)

(۲) ... (سنن ابن ماجہ، کتاب إقامة الصلاة، باب تقصير الصلاة في السفر، رقم: 1066، سنن نسائي، کتاب تقصير الصلاة، الباب الاول)

(۳) ... (سنن نسائي، کتاب تقصير الصلاة، باب كيف فرضت الصلاة... سنن ابن ماجه/ إقامة ۴۲، (۱۰۶۶)، مسند احمد ۴/۳۸، ۴/۳۸، وبأبي عبد المؤلف (برقم: ۳۳۵))

ترجمہ: انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ آپ نماز (بغیر خوف کے) کیسے قصر کرتے ہیں؟ حالانکہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: «فليس عليكم جناح أن تقصروا من الصلاة إن خفتهم» "اگر خوف کی وجہ سے تم لوگ نماز قصر کرتے ہو تو تم پر کوئی حرج نہیں" تو ابن عمر رضی اللہ عنہم نے کہا: پیغمبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس اس وقت آئے جب ہم گمراہ تھے، آپ نے ہمیں تعلیم دی، آپ کی تعلیمات میں سے یہ بھی تھا کہ ہم سفر میں دو رکعت نماز پڑھیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اتباع رسول ﷺ:

حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تعلق عشق خود سپردگی اور وارفتگی کی حد تک پہنچا ہوا تھا۔ کتب احادیث میں ایک واقعہ مذکور ہے کہ:

آپ رضی اللہ عنہ ایک دفعہ مسجد کے دروازے پر بیٹھ کر گوشت کا لقمہ تناول کرنے لگے۔ لوگوں نے پوچھا: حضرت! یہ دروازہ گزرگاہ عام ہے، یہاں بیٹھ کر کھانا چہ معنی دارد؟ (کیا معنی رکھتا ہے) دیکھنے والے کیا سمجھیں گے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جواب میں فرمانے لگے: مجھے اور تو کچھ خبر نہیں، بس اتنا پتہ ہے کہ ایک بار میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں بیٹھ کر کھانا تناول فرمایا تھا، میں تو اس سنت پر عمل کر رہا ہوں اور اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہی ادا میرے پیش نظر ہے۔

ایک دفعہ وضو کے بعد بغیر کسی وجہ کے مسکرانے لگے۔ کسی نے پوچھا: آپ کس بات پر مسکرارہے ہیں جبکہ کسی سے گفتگو اور مکالمہ بھی نہیں۔ فرمانے لگے: مجھے کسی سے کیا غرض! میں نے تو ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی طرح وضو کرنے کے بعد مسکراتے دیکھا تھا، میں تو محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اسی ادا کو دہرا رہا ہوں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

مجھے کیا خبر غمی رکوع کی، مجھے ہوش کب تھا سجود کا

ترے نقش پا کی تلاش تھی کہ میں جھک رہا تھا نماز میں

علاوہ ازیں بھی اس بارے میں کافی احادیث ہیں جو مختلف ابواب میں مثلاً، کھانے پینے کے باب میں، لباس کے

باب میں، سونے جاگنے کے باب میں، ذکر وغیرہ کے باب میں، پسند و ناپسند کے باب میں منقول ہیں لیکن ہم کہتے ہیں کہ ماننے والے کے لیے اتنا ہی کافی ہے، والتوفیق باللہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے اصحاب سے محبت:

یہ تو تمام بیان محبت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھا اب میں تھوڑا سا صحابہ کرام کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا بھی بیان کر دوں گا کہ عشاق کے دلوں کو مزید سکون اور اطمینان حاصل ہو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے اصحاب کو دیکھنے کے مشتاق رہتے تھے، اور بعض کو اپنا بھائی بھی کہتے تھے (۱) کبھی ایسے بھی ہوتا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے دیکھنے کے مشتاق ہوتے اور صحابہ کرام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے مشتاق ہوتے تو دونوں جانبوں سے ایک دوسرے کو دیکھنے کا اشتیاق اور حرص ہوتی تھی۔ چنانچہ روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ الْمُتَقَبِّرَةَ، فَقَالَ «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ، وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاجِقُونَ، وَدِدْتُ أَنَا قَدْ رَأَيْنَا إِخْوَانَنَا» قَالُوا أَوْلَسْنَا إِخْوَانَكَ؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ «أَنْتُمْ أَصْحَابِي وَإِخْوَانُنَا الَّذِينَ لَمْ يَأْتُوا بَعْدُ» فَقَالُوا كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَمْ يَأْتِ بَعْدُ مِنْ أُمَّتِكَ؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ «أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا لَهُ خَيْلٌ غَرَّ مُحَجَّلَةٌ بَيْنَ ظَهْرِي خَيْلٍ دُهِمَ بِهِمْ أَلَا يَنْحَنِي خَيْلُهُ؟» قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ "فَلِإِنَّهُمْ يَأْتُونَ غَرًّا مُحَجَّلِينَ مِنَ الْوُضُوءِ، وَأَنَا فَرَّطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ أَلَا لِيَذَادَنَّ رِجَالٌ عَنْ حَوْضٍ كَمَا يُذَادُ الْبَعِيدُ النَّسَاءُ أَتَادِيهِمْ أَلَا هَلُمَّ فَيَعْبَلُوا إِنَّهُمْ قَدْ بَدَّلُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ سَحَقًا سَحَقًا (۲)

ترجمہ: کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قبرستان تشریف لائے اور فرمایا سلامتی ہو تم پر مومنوں کے گھر، ہم بھی انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں میں پسند کرتا ہوں کہ ہم اپنے دینی بھائیوں کو دیکھیں، صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم وارضاهم) نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کیا ہم آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دینی بھائی نہیں ہیں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا تم تو میرے صحابہ ہو اور ہمارے بھائی وہ ہیں جو ابھی تک پیدا نہیں ہوئے ۳ صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم وارضاهم) نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی

۱۔۔۔ یاد رہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صحابہ کو اپنا بھائی کہا لیکن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ادباً و تعظماً کبھی بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بھائی کہہ کر نہیں پکارا، ابوالاحمد غفرلہ

(۱)۔۔۔ (صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ باب استنجاء بالفرز و التعمیل فی الوضوء و الم: 39)

۳۔۔۔ یہاں وہی مطلب ہے جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے لیا تھا، (قالہوا)

اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی امت کے ان لوگوں کو کیسے پہچانیں گے جو ابھی تک نہیں آئے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا بھلا تم دیکھو اگر کسی شخص کی سفید پیشانی والے سفید پاؤں والے گھوڑے سیاہ گھوڑوں میں مل جائیں تو کیا وہ اپنے گھوڑوں کو ان میں سے پہچان نہ لے گا صحابہ کرام نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ! آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ وہ لوگ جب آئیں گے تو وضو کے اثر کی وجہ سے ان کے چہرے ہاتھ اور پاؤں چمکدار اور روشن ہوں گے اور میں ان سے پہلے حوض پر موجود ہوں گا اور سنو بعض لوگ میرے حوض سے اس طرح دور کئے جائیں گے جس طرح بھٹکا ہوا اونٹ دور کر دیا جاتا ہے میں ان کو پکاروں گا ادھر آؤ تو حکم ہوگا کہ انہوں نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے وصال کے بعد دین کو بدل دیا تھا تب میں کہوں گا دور ہو جاؤ دور ہو جاؤ۔

یہ بعض حقائق ہم نے صحابہ کرام، تابعین، ائمہ کرام کی نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت کے آپ کے سامنے رکھے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کتنی محبت کرتے تھے اللہ تعالیٰ ہم کو بھی انہی کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے آمین۔

تبت الفصل الاول صلی اللہ تعالیٰ وسلم وبارک علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد

کل ذرۃ وبعدد معلوم لك

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## فصل دوم:

## صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نبی اکرم ﷺ کی سنت پر محافظت کا بیان

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و توكل عليه و نعوذ بالله من شرور  
انفسنا و من سيئات اعبالنا من يهد الله فلا مضل له و من يضلله فلا هادي له و نشهد ان  
لا اله الا الله وحده لا شريك له و نشهد ان سيدنا و مولانا محمدا عبده و رسوله - اللهم  
صل على سيدنا و مولانا محمد وعلى اله و صحبه اجنعي ابد الابدين برحمتك يا ارحم  
الراحين -

جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سنت نبویہ کی اہمیت کو کتاب و سنت سے جانا تو انہوں نے مختلف طریقوں سے  
اس کی محافظت کی اور اس کے لیے ہر کوشش کی، اور نبی اکرم ﷺ کی سنت کی حفاظت مختلف طرق اور انداز کے ساتھ کی  
۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے احادیث نبویہ کو سننے، ان کو حفظ کرنے اور ان کی معرفت کرنے سے سنت رسول ﷺ کی  
محافظت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ اسی بارے میں چند حقائق آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

## سماعت حدیث پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حرص:

نبی اکرم ﷺ کے بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نبی اکرم ﷺ سے احادیث سننے کا بہت زیادہ  
شوق تھا تا کہ وہ اس کو یاد کر لیں اور اس کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں، بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تو اس غرض  
سے نبی اکرم ﷺ کے پاس صبح سے لے کر شام تک حاضر رہتے تھے، ان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے سیدنا  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرفہرست ہیں کہ آپ خود فرماتے ہیں کہ مجھے نبی اکرم ﷺ سے نہ کھیتی باری نے اور نہ ہی  
بازاروں میں خرید و فروخت نے دور کیا میں ہر وقت نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر رہتا اور آپ سے ایسے کلمات کا سوال کرتا  
رہتا تھا جو میری تربیت کرتے۔

اسی لیے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اے ابو ہریرہ آپ ہم سے زیادہ نبی اکرم ﷺ کے پاس رہنے والے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو ہم سے زیادہ جانتے والے ہیں۔ (۱)  
ان کے علاوہ بھی کئی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے جو نبی اکرم ﷺ سے اکثر ملاقات کرتے رہتے تھے تا کہ وہ نبی اکرم ﷺ سے آپ کی سن کو جان کر اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو بسر کریں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَنْ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ فَقَالَ "لَقَدْ كُنْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَنْ لَا يَسْأَلَنِي عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ أَحَدٌ أَوْلُ مِنْكَ، لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْحَدِيثِ، أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خَالِصًا مِنْ قِبَلِ نَفْسِهِ (۲)  
ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ اقیامت کے دن آپ ﷺ کی شفاعت کی سعادت سب سے زیادہ کون حاصل کرے گا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ! میرا بھی خیال تھا کہ یہ حدیث تم سے پہلے اور کوئی مجھ سے نہیں پوچھے گا، کیونکہ حدیث کے لینے کے لیے میں تمہاری بہت زیادہ حرص دیکھا کرتا ہوں۔ قیامت کے دن میری شفاعت کی سعادت سب سے زیادہ اسے حاصل ہوگی جس نے کلمہ «لا إله إلا الله» خلوص دل سے کہا۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ایک دوسرے کو نبی اکرم ﷺ کی حدیث کی خبر دینا:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عُبَيْرٍ، قَالَ كُنْتُ أَنَا وَجَارِلٌ مِنَ الْأَنْصَارِيِّ بْنِ أُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ وَهِيَ مِنْ عَوَالِي الْمَدِينَةِ وَكُنَّا نَتَكَاوَبُ النَّزُولَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَنْزِلُ يَوْمًا وَأَنْزِلُ يَوْمًا، فَإِذَا أَنْزَلْتُ جِئْتُهُ بِخَبَرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ مِنَ الْوَحْيِ وَغَيْرِهِ، وَإِذَا أَنْزَلَ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، (۳)  
ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

(۱).... (مصنف عبد الرزاق 3: 450... مسند الطحاوی، رقم: 2571... مسند امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، 2: 387، سنن ترمذی، کتاب المناقب: باب مناقب ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رقم: 3836)

(۲).... (صحیح بخاری، کتاب العلم، باب الحرص علی الحدیث، رقم: 6570)

(۳).... (صحیح بخاری، کتاب العلم، باب التکاویب فی الجہد، رقم: 89... صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب فی الإیلاء واعتزال النساء وتخییرهن، رقم: 3530)

میں اور میرا ایک انصاری پڑوسی دونوں اطراف مدینہ کے ایک گاؤں بنی امیہ بن زید میں رہتے تھے جو مدینہ کے (پورب کی طرف) بلند گاؤں میں سے ہے۔ ہم دونوں باری باری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ ایک دن وہ آتا، ایک دن میں آتا۔ جس دن میں آتا اس دن کی وحی کی اور (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمودہ) دیگر باتوں کی اس کو خبر دے دیتا تھا اور جب وہ آتا تھا تو وہ بھی اسی طرح کرتا۔

سنت نبویہ جاننے کے لیے ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال:

بعض صحابہ کرام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر مبارک میں ازواج المطہرات کے پاس قاصد بھیج کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کے بارے میں پوچھا کرتے تھے اور اگر قاصد ازواج مطہرات کا محرم ہوتا تو صحابہ یہ بھی فرماتے کہ ان سے دیکھ کر بھی آنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فلاں کام کیسے کرتے تھے اور اگر محرم نہ ہوتا تو صرف پوچھنے کا ہی کہتے تھے۔ اس بارے میں کتب احادیث میں کافی واقعات موجود ہیں جیسا کہ مشہور قصہ ہے کہ حضرت عم الرسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنی خالہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ پوچھ کر آؤ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو کیسے نماز پڑھتے تھے اور فلاں رات کو کیسے پڑھتے تھے؟؟؟ اس حدیث کو امام بخاری نے تقریباً 19 مقامات پر ذکر کیا ہے۔ (۱)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جس بات کی سمجھ نہ آتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتے:

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے اتنی محبت تھی کہ جب کسی حدیث کی سمجھ نہ آتی تو دوبارہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں سوال کرتے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عَائِشَةَ، رَوَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لَا تَسْمَعُ شَيْئًا لَا تَعْرِفُهُ، إِلَّا رَاجَعَتْ فِيهِ حَتَّى تَعْرِفَهُ، وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «مَنْ حُوسِبَ عَذِيبٌ» قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ أَوَلَيْسَ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى فَسَوْفَ يُعَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا الْإِنْشِقَاقُ ۖ قَالَتْ فَقَالَ "إِنَّمَا ذَلِكَ

(۱)... (صحیح بخاری، کتاب العلم، باب السحر والعلوم، کتاب الطہور، باب قراءة القرآن بعد المداخلة وغيرها... صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب الدعاء في الصلاة الليل واليا...)



الْعَرُضُ، وَلَكِنْ مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ يَهْلِكُ (۱)

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب کوئی ایسی باتیں سنتیں جس کو سمجھ نہ پاتیں تو دوبارہ اس کو معلوم کرتیں تاکہ سمجھ لیں۔ چنانچہ (ایک مرتبہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس سے حساب لیا گیا اسے عذاب کیا جائے گا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (یہ سن کر) میں نے کہا کہ کیا اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ عنقریب اس سے آسان حساب لیا جائے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ صرف (اللہ کے دربار میں) پیشی کا ذکر ہے۔ لیکن جس کے حساب میں جانچ پڑتال کی گئی (سمجھو) وہ غارت ہو گیا۔

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جب کسی مسئلہ میں اشکال ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتے: جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کسی مسئلہ میں اشکال ہوتا تو وہ فوراً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھتے تا کہ وہ صحیح حکم سے باخبر ہوں اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ انْطَلَقَ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ سَافَرُوا فِيهَا، حَتَّى نَزَلُوا عَلَى حَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ، فَاسْتَفْضَوْهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّقُوهُمْ، فَلَدِغَ سَيِّدُ ذَلِكَ الْحَيِّ، فَسَعَوْا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَوِ اتَّيْنَتْهُمْ هَؤُلَاءِ الرُّهْطُ الَّذِينَ نَزَلُوا، لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ شَيْءٌ، فَأَتَوْهُمْ، فَقَالُوا يَا أَيُّهَا الرُّهْطُ إِنَّ سَيِّدَنَا لَدِغٌ، وَسَعَيْنَا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ، فَقَالَ عِنْدَ أَحَدٍ ص 93 مِنْكُمْ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَ بَعْضُهُمْ نَعَمْ، وَاللَّهِ إِنِّي لَا أَرِي، وَلَكِنْ وَاللَّهِ لَقَدْ اسْتَفْضَيْنَاكُمْ فَلَمْ تُضَيِّقُونَا، فَمَا أَنَا بِرَأِي لَكُمْ حَتَّى تَجْعَلُوا لَنَا جُفْلًا، فَصَالَحُوهُمْ عَلَى قِطْعِيمٍ مِنَ الْغَنَمِ، فَانْطَلَقَ يَتَفَعَّلُ عَلَيْهِ، وَيَقْرَأُ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ فَكَأَلْنَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ، فَانْطَلَقَ يَتَشَى وَمَا بِهِ قَلْبَةٌ، قَالَ فَأَذَقُوهُمْ جُعْلَهُمُ الَّذِي صَالَحُوهُمْ عَلَيْهِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ اقْسِمُوا، فَقَالَ الَّذِي رَأَى لَا تَفْعَلُوا حَتَّى نَأْتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَذَكِّرْهُ الْبَدِي كَانَ، فَتَنْظُرَ مَا

(۱) ... (صحیح بخاری، کتاب العلم، باب من سأل عن شيء فله يلقاه فراجع إليه على يفرقة رقم: 103 .... صحیح مسلم، کتاب الجہاد و صلۃ نعیبہا، باب اثبات الحساب، رقم: 8079)

يَا مُرْتَا، فَقَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَرَّمَا لَهُ، فَقَالَ «وَمَا يُذِيرُكَ أَتَهَا رُقِيَّةٌ»، ثُمَّ قَالَ «قَدْ أَصَبْتُمْ، افْسِسُوا، وَافْزِرُوا إِلَى مَعَكُمْ سَهْمًا فَطَبَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، (۱)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم سفر میں تھے۔ دوران سفر میں وہ عرب کے ایک قبیلہ پر اترے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے چاہا کہ قبیلہ والے انہیں اپنا مہمان بنالیں، لیکن انہوں نے مہمانی نہیں کی، بلکہ صاف انکار کر دیا۔ اتفاق سے اسی قبیلہ کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا، قبیلہ والوں نے ہر طرح کی کوشش کر ڈالی، لیکن ان کا سردار اچھا نہ ہوا۔ ان کے کسی آدمی نے کہا کہ چلو ان لوگوں سے بھی پوچھیں جو یہاں آکر اترے ہیں۔ ممکن ہے کوئی دم جھاڑنے کی چیز ان کے پاس ہو۔ چنانچہ قبیلہ والے ان کے پاس آئے اور کہا کہ بھائیو! ہمارے سردار کو سانپ نے ڈس لیا ہے۔ اس کے لیے ہم نے ہر قسم کی کوشش کر ڈالی لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ کیا تمہارے پاس کوئی چیز دم کرنے کی ہے؟ ایک صحابی نے کہا کہ قسم اللہ کی میں اسے جھاڑ دوں گا لیکن ہم نے تم سے میزبانی کے لیے کہا تھا اور تم نے اس سے انکار کر دیا۔ اس لیے اب میں بھی اجرت کے بغیر نہیں جھاڑ سکتا، آخر بکریوں کے ایک گلے پر ان کا معاملہ طے ہوا۔ وہ صحابی وہاں گئے اور «الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ» پڑھ پڑھ کر دم کیا۔ ایسا معلوم ہوا جیسے کسی کی رسی کھول دی گئی ہو۔ وہ سردار اٹھ کر چلنے لگا، تکلیف و درد کا نام و نشان بھی باقی نہیں تھا۔ پھر انہوں نے طے شدہ اجرت صحابہ کو ادا کر دی۔ کسی نے کہا کہ اسے تقسیم کر لو، لیکن جنہوں نے جھاڑا تھا، وہ بولے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر پہلے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کر لیں۔ اس کے بعد دیکھیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا حکم دیتے ہیں۔ چنانچہ سب حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تم کو کیسے معلوم ہوا کہ سورۃ فاتحہ بھی ایک رقیہ (دم) ہے؟ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے ٹھیک کیا۔ اسے تقسیم کر لو اور ایک میرا حصہ بھی لگاؤ۔ یہ فرما کر

(۱)... (صحيح بخاری، کتاب الاجارۃ، باب ما یفعل فی الرقیۃ علی أعتاب العرب، کتاب رقم: 2278... أخرجه مسلم فی السلام باب جوار أخذ الأجرۃ

علی الرقیۃ بالقرآن والأدکار رقم 2201)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ (۱)

صحیح وہی ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سن لیتے تو جب اس حدیث کے خلاف کسی اور سے کوئی اور حدیث سنتے تھے تو اس کا انکار کر دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے سنا ہے اور کبھی اس آدمی کو اپنے ساتھ لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آتے تاکہ پتہ کیا جائے کہ صحیح کیا ہے؟؟ اس بارے میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمٍ بْنِ حِزَامٍ، يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَبَعْتُ لِقِرَاءَتِهِ، فَإِذَا هُوَ يَقْرَأُ عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ، لَمْ يُقْرِئْنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكُنْتُ أَساوِرُهُ فِي الصَّلَاةِ، فَتَصَبَّرْتُ حَتَّى سَلَّمَ، فَلَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ، فَقُلْتُ مَنْ أَقْرَأَكَ هَذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ؟ قَالَ أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ كَذَبْتَ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَقْرَأَنِيهَا عَلَى غَيْرِ مَا قَرَأْتُ، فَاذْهَبْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ بِسُورَةِ الْفُرْقَانِ عَلَى حُرُوفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «أَرِيسْلَهُ، اقْرَأْ يَا هِشَامُ» فَقَرَأَ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «كَذَلِكَ أُنْزِلَتْ»، ثُمَّ قَالَ «اقْرَأْ يَا عُمَرُ» فَقَرَأْتُ الْقِرَاءَةَ الَّتِي أَقْرَأَنِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «كَذَلِكَ أُنْزِلَتْ إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرَافٍ، فَأَمَّا أَنَا فَمِنْهُمْ» (۲)

ترجمہ: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں، ہشام بن حکیم کو سورۃ الفرقان نماز میں پڑھتے سنا، میں نے ان کی قرأت کو غور سے سنا تو معلوم ہوا کہ وہ سورت میں ایسے حروف پڑھ رہے ہیں کہ مجھے

(۱)۔۔۔ اس حدیث سے دم وغیرہ کرنا بھی ثابت ہوتا ہے، ابو احمد طبرانی

(۲)۔۔۔ (صحیح بخاری، کتاب الفضائل القرآن، باب الأول القرآن، من سبعة أحرف، رقم: 4992 ... صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب بيان ان القرآن من سبعة أحرف، رقم: 280، 281)

اس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پڑھایا تھا، قریب تھا کہ میں ان کا سر نماز ہی میں پکڑ لیتا لیکن میں نے بڑی مشکل سے صبر کیا اور جب انہوں نے سلام پھیرا تو میں نے ان کی چادر سے ان کی گردن باندھ کر پوچھا یہ سورت جو میں نے ابھی تمہیں پڑھتے ہوئے سنی ہے، تمہیں کس نے اس طرح پڑھائی ہے؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اسی طرح پڑھائی ہے، میں نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس سے مختلف دوسرے حرفوں سے پڑھائی جس طرح تم پڑھ رہے تھے۔ آخر میں انہیں کھینچتا ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے اس شخص سے سورۃ الفرقان ایسے حرفوں میں پڑھتے سنی جن کی آپ نے مجھے تعلیم نہیں دی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ تم پہلے انہیں چھوڑ دو اور اے ہشام! تم پڑھ کے سناؤ۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی ان ہی حرفوں میں پڑھا جن میں میں نے انہیں نماز میں پڑھتے سنا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا کہ یہ سورت اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ پھر فرمایا عمر! اب تم پڑھ کر سناؤ میں نے اس طرح پڑھا جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تعلیم دی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بھی سن کر فرمایا کہ اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ یہ قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا ہے پس تمہیں جس طرح آسان ہو پڑھو۔ (۱)

اس بارے میں اس کے علاوہ بھی کئی احادیث ہیں جو اسی طرح کے واقعات پر شاہد ہیں اگر مجھے طوالت کا خوف نہ ہوتا تو ان کو بھی ذکر کرتا لیکن میں نے جو بیان کیا انہی پر اکتفاء کرتا ہوں۔

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے میں حیا مانع ہوتی:

اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی سوال یا مسئلہ وغیرہ پوچھنے میں حیا محسوس ہوتی تو وہ اس مسئلہ کو چھوڑ نہیں دیتے تھے بلکہ کسی ایسے آدمی کو تلاش کر لیتے جو ان کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچھ کر بتاتا، اس بارے میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث جو کہ اکثر کتب فقہ میں کتاب الطہارت میں موجود ہے بہت مشہور ہے کہ:

"حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: مجھے بہت زیادہ مذی آتی تھی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے

۱۔۔۔ سبحان اللہ معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر محال ہدایت پر تھا۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر کسی کی کوئی دینی غلطی نظر آئے تو اس کی گرفت کرنا صحابہ کرام کی سنت ہے۔

صاحبزادی (سیدہ) فاطمۃ الزاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میرے گھر میں تھیں اس لیے میں مذی کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے سوال کرتے ہوئے حیا محسوس کرتا تھا تو میں نے اس بارے میں سوال کرنے کے لیے، مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ نبی اکرم ﷺ سے مجھے یہ مسئلہ پوچھ کر بتادیں کہ مذی سے غسل لازم آتا ہے کہ نہیں، تو انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے یہ مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا مذی والا اپنا آلہ تناسل دھو کر وضو کر لے (یعنی اس سے غسل واجب نہیں ہوتا)۔ (۱)

صحابہ کرام کا اپنے بچوں کو نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں بھیجنا:

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے چار سال یا اس سے کم عمر بچوں کو بھی نبی اکرم ﷺ کے بارگاہ میں بھیجتے تھے اور اس سے ان مطلب یہ ہوتا تھا کہ یہ نبی اکرم ﷺ کے پاس نبی اکرم ﷺ کی سنتوں کو سیکھیں اور اس پر عمل کریں اور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت کے ایمانی جذبہ سے سرشار ہوں اس بارے میں حضرت انس بن مالک، ابن عباس، ابن زبیر، براء بن عازب، ابن عمر، اور بالخصوص حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی احادیث شاہد ہیں کہ انہوں نے بعض روایات نبی اکرم ﷺ سے اس وقت کہیں جب کہ ابھی یہ بالغ بھی نہیں ہوئے تھے۔ (۲)

بلکہ ان میں بعض وہ بھی ہیں جو نبی اکرم ﷺ کی حیات ظاہری میں بالغ نہ ہوئے تھے جیسے حضرت حسنین، ابن زبیر، اور عمر بن ابی سلمہ، ابن عباس، محمود بن الربیع، عبد اللہ بن جعفر، مسور بن مخرمہ، سہیل بن ابی حمزہ، نعمان بن بشیر، مسلمہ بن مخلد، وقرۃ بن ایاس، قیشم بن عباس، وغیرہ یہ ان تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نبی اکرم ﷺ سے روایات کی ہیں۔ علاوہ ازیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بچوں کو نماز میں بھی نبی اکرم ﷺ کے پاس لے آتے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے عیاں ہے کہ آپ نے اس وقت بارگاہ نبوی میں عرض کی جب ایک دن نبی اکرم نے نماز عشاء کو مؤخر کر دیا تھا: کہ عورتیں اور بچے سو گئے.....

اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اولاد نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز عید کے لیے بھی حاضر ہوتی، جیسا کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اس بارے میں یہ باب باندھا ہے۔ (۳)

(۱).... (صحیح بخاری، کتاب العلم، باب من استحبنا فامر غیرہ بالسؤال، کتاب الوضوء، باب من لم یر الوضوء الا من المخرجین، کتاب الفسل، باب غسل

المذی والوضوء منه.... صحیح مسلم، کتاب المہجن، باب المذی رقم: 1918)

(۲)۔۔۔ یہ بھی نبی اکرم ﷺ کے ہر صحابی حتیٰ کہ نابالغ صحابی کے عادل ہونے کی دلیل ہے۔

(۳).... (صحیح بخاری، کتاب العیدین، باب الخروج الصبيان الى المصلیٰ)



مَرَّوَانُ يُرِيدُ أَنْ يَزْتَعِيَهُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ، فَجَبَذَتْ بِشَوْبِهِ، فَجَبَذْنِي، فَأَزْتَفَعَمْ، فَخَطَبَ قَبْلَ الصَّلَاةِ»، فَقُلْتُ لَهُ عَزَّيْتُمْ وَاللَّهِ، فَقَالَ يَا سَعِيدُ «كَذَّ هَبَ مَا تَعْلَمُ»، فَقُلْتُ مَا أَهْلَمَ وَاللَّهِ عَزَّيْتُمْ مَالًا أَهْلَمَ، فَقَالَ «إِنَّ النَّاسَ لَمْ يَكُونُوا يَجْلِسُونَ لَنَا بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَجَعَلْتُهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ» (۱)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن (مدینہ کے باہر) عید گاہ تشریف لے جاتے تو سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھاتے، نماز سے فارغ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے سامنے کھڑے ہوتے۔ تمام لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے رہتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں وعظ و نصیحت فرماتے، اچھی باتوں کا حکم دیتے۔ اگر جہاد کے لیے کہیں لشکر بھیجنے کا ارادہ ہوتا تو اس کو الگ کرتے۔ کسی اور بات کا حکم دینا ہوتا تو وہ حکم دیتے۔ اس کے بعد شہر کو واپس تشریف لاتے۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ لوگ برابر اسی سنت پر قائم رہے (لیکن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں) مروان جو مدینہ کا حاکم تھا میں اس کے ساتھ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی نماز کے لیے نکلا ہم جب عید گاہ پہنچے تو وہاں میں نے کثیر بن صلت کا بنا ہوا ایک منبر دیکھا۔ جاتے ہی مروان نے چاہا کہ اس پر نماز سے پہلے (خطبہ دینے کے لیے) چڑھے اس لیے میں نے ان کا دامن پکڑ کر کھینچا لیکن وہ جھٹک کر اوپر چڑھ گیا اور نماز سے پہلے خطبہ دیا۔ میں نے اس سے کہا کہ واللہ تم نے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو) بدل دیا۔ مروان نے کہا کہ اے ابوسعید! اب وہ زمانہ گزر گیا جس کو تم جانتے ہو۔ ابوسعید نے کہا کہ بخدا میں جس زمانہ کو جانتا ہوں اس زمانہ سے بہتر ہے جو میں نہیں جانتا۔ مروان نے کہا کہ ہمارے دور میں لوگ نماز کے بعد نہیں بیٹھتے، اس لیے میں نے نماز سے پہلے خطبہ کو کر دیا۔

حضرت ابو شریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حکمران وقت:

عَنْ أَبِي شَرِيحٍ، أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ بْنِ سَعِيدٍ - وَهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوثَ إِلَى مَكَّةَ - ائْذَنْ لِي أَتِيَهَا الْآمِدُ، أَحَدِيكَ قَوْلًا قَامَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَدَا مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ، سَمِعْتُهُ أَذْنًا وَوَعَاةً قَلْبِي، وَأَبْصَرْتُهُ عَيْنًا حِينَ تَكَلَّمَ بِهِ حَبَدُ اللَّهِ وَأَثَقَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ "إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللَّهُ،

(۱).... (صبح البغاري، كتاب صلاة العيدين، بالخروج الى المصلى بغور مدبر... صبح مسلم، كتاب صلاة العيدين: في مقدمة، رقم ۱۸۸)

وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ، فَلَا يَحِلُّ لِمُرِيٍّ يَوْمُنْ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ بِهَا دَمًا، وَلَا يَغْضَدَ بِهَا شَجَرَةً، فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا، فَقُولُوا إِنَّ اللهَ قَدْ أَذِنَ لِرَسُولِهِ وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ، فَإِنَّمَا أَذِنَ لِي فِيهَا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، ثُمَّ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ، وَلِيُبَلِّغَ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ (۱)

ترجمہ: حضرت ابوشریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عمرو بن سعید (والی مدینہ) سے جب وہ مکہ میں (ابن زبیر سے لڑنے کے لیے) فوجیں بھیج رہے تھے کہا کہ اے امیر! مجھے آپ اجازت دیں تو میں وہ حدیث آپ سے بیان کر دوں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دوسرے دن ارشاد فرمائی تھی، اس (حدیث) کو میرے دونوں کانوں نے سنا اور میرے دل نے اسے یاد رکھا ہے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ حدیث فرما رہے تھے تو میری آنکھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (پہلے) اللہ کی حمد و ثناء بیان کی، پھر فرمایا کہ مکہ کو اللہ نے حرام کیا ہے، آدمیوں نے حرام نہیں کیا۔ تو (سن لو) کہ کسی شخص کے لیے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو جائز نہیں ہے کہ مکہ میں خون ریزی کرے، یا اس کا کوئی پیڑ کاٹے، پھر اگر کوئی اللہ (عزوجل) کے رسول ﷺ (کے لڑنے) کی وجہ سے اس کا جواز نکالے تو اس سے کہہ دو اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اجازت دی تھی، تمہارے لیے نہیں دی اور مجھے بھی دن کے کچھ لمحوں کے لیے اجازت ملی تھی۔ آج اس کی حرمت لوٹ آئی، جیسی کل تھی۔ اور حاضر غائب کو (یہ بات) پہنچا دے۔

اسی طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ حکمران وقت تھے انہوں نے ایک بار نماز پڑھائی تو نماز میں سہو ہو گیا تو پیچھے سے انصار و مہاجرین نے ان کو کہا کہ اے معاویہ! کیا آپ نماز بھول گئے ہیں؟؟۔ (۲)

ان تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر نبی اکرم ﷺ کے سنت کو بر ملا بیان کرتے چاہے کسی کو برا لگے یا اچھا کسی کو بھی خاطر میں نہ لاتے تھے۔

(۱)۔۔۔ (صحیح بخاری، کتاب العلم، ما من يبلغ العلم الشاهد الغائب..... أخرجه مسلم في الحج باب تحريم مكة وصيدها وعلاها وشهرها ولقطتها رقم

(1354)

(۲)۔۔۔ (مسند امام شافعی، باب ومن کتاب استقبال القبلة في الصلاة... یہ حدیث امام مسلم کی شرائط پر صحیح ہے)



## سنت نبوی کا احترام:

نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرام نبی اکرم ﷺ کی سنت کا بہت احترام کرتے تھے جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا کہ وہ سنت کے خلاف کسی کو کوئی کام نہیں کرنے دیتے تھے، اور ان کا یہ احترام دراصل نبی اکرم ﷺ کی توقیر تعظیم اور محبت کی وجہ سے تھا، صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زندگیوں میں جس نے نبی اکرم ﷺ کی سنت کا احترام نہیں کیا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کا محاسبہ فرمایا اور اپنی پوری زندگی اسی انداز میں بسر کی۔ امام خطیب بغدادی نے اس بارے میں اپنی کتاب "الفتاویٰ المتفقہ" کے اندر اسی عنوان کے ساتھ ایک باب بھی باندھا ہے اس میں انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین عظام کے سنت نبویہ کے احترام پر کئی احادیث نقل فرمائی ہیں ہم ان میں سے ایک کو اصل مآخذ کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ «مَنْ سَرَّهَ أَنْ يَلْقَى اللَّهَ غَدًا مُسْلِمًا، فَلْيُحَافِظْ عَلَى هَؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ حَيْثُ يُنَادَى بِهِنَّ، فَإِنَّ اللَّهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُنَنَ الْهُدَى، وَإِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى، وَلَوْ أَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ كَمَا يُصَلِّي هَذَا الْمُتَخَلِّفُ فِي بَيْتِهِ، لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ، وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَفُشِلْتُمْ، وَمَا مِنْ رَجُلٍ يَتَطَهَّرُ فَيُحْسِنُ الطُّهُورَ، ثُمَّ يَعْبُدُ إِلَى مَسْجِدٍ مِنْ هَذِهِ الْمَسَاجِدِ، إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا حَسَنَةً، وَيَرْفَعُهُ بِهَا دَرَجَةً، وَيَحْطُ عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةٌ، وَلَقَدْ رَأَيْنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُومُ النِّفَاقِ، وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتَى بِهِ يُهَادَى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتَّى يُقَامَ فِي الصَّفِّ» (۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) فرماتے ہیں کہ جو آدمی یہ چاہتا ہو کہ وہ کل اسلام کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان ساری نمازوں کی حفاظت کرے جہاں سے انہیں پکارا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لئے ہدایت کے طریقے متعین کر دیئے ہیں اور یہ نمازیں بھی ہدایت کے طریقوں میں سے ہیں اور اگر تم اپنے گھروں میں نماز پڑھو جیسا کہ یہ پیچھے رہنے والا اپنے گھر میں پڑھتا ہے تو تم نے اپنے نبی (صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم) کے طریقے کو چھوڑ دیا ہے اور اگر تم اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے طریقے کو چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے اور کوئی آدمی نہیں جو پاکی حاصل کرے پھر ان مسجدوں میں سے کسی مسجد کی طرف جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس کے ہر قدم پر جو وہ رکھتا ہے ایک نیکی لکھتا ہے اور اس کے ایک درجے کو بلند کرتا اور اس کے ایک گناہ کو مٹا دیتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ منافق کے سوا کوئی بھی نماز سے پیچھے نہیں رہتا تھا کہ جس کا نفاق ظاہر ہو جاتا اور ایک آدمی جسے دو آدمیوں کے سہارے لایا جاتا تھا یہاں تک کہ اسے صف میں کھڑا کر دیا جاتا۔

سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مذاق کرنے والوں سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا روایہ:  
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارک کے ساتھ مذاق و استہزاء کرنے والوں کو بھی نہ چھوڑتے اور ان کو اس بات سے سختی کے ساتھ منع فرماتے تھے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «بَيْنَمَا رَجُلٌ يَتَبَخَّثُنِي بِزُردَيْنِ، خَسَفَ اللَّهُ بِهِ الْأَرْضَ، فَهُوَ يَتَجَلَّجَلُ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ» فَقَالَ لَهُ فَتَى قَدْ سَبَّاهُ وَهُوَ حُلَّةٌ لَهُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، أَهَكَذَا كَانَ يَشِيءُ ذَلِكَ الْفَتَى الَّذِي خَسَفَ بِهِ ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ، فَقَعَتِ عَثَرَةٌ كَأَنَّهُ يَتَكَبَّرُ مِنْهَا، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ لِمُتَخَرِّجِي، وَلِلْفَقِيمِ، إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ الْحَجَرَ (۱)  
ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ایک آدمی اپنی دو چادریں پہن کر اکڑتا ہوا جا رہا تھا اور وہ خود ہی (اپنے کپڑوں پر) اتر رہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا اور وہ اسی طرح قیامت تک دھنستا چلا جائے گا۔ حاضرین میں ایک نوجوان جس کا نام رواہی نے بیان کیا تھا اسی قسم کے کپڑے پہنے ہوا تھا وہ بولا اے ابو ہریرہ کیا وہ نوجوان اس طرح چل رہا تھا جسے زمین میں دھنسا دیا گیا پھر اس نوجوان نے اپنے ہاتھ کو جھٹکا تو وہ گر گیا اور قریب تھا کہ اس کی کوئی ہڈی ٹوٹ جاتی تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے منہ اور نتھوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

(۱) صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب من جر ثوبه من الخيلاء... صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریر الثوب في التلطي مع الخياطة وبتأيد... سنن دارمی:

"(اے محبوب) بے شک مذاق کرنے والوں کے لیے تمہاری طرف سے ہم کافی ہیں (القرآن)"  
حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اے لوگو! سنت نبوی ﷺ کے بعد کسی کا کوئی عذر قابل قبول نہیں۔ (۱)

عَنْ سُلَيْمَانَ، قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ، قَالَ رَأَى حَذِيفَةَ رَجُلًا لَا يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ، قَالَ «مَا صَلَّيْتَ وَلَكُمُتَ مَثَ مَثَ عَلَى غَيْرِ الْفَطْرِ الَّتِي فَطَرَ اللَّهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهَا» (۲)  
ترجمہ: حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے زید بن وہب سے سنا کہ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ نہ رکوع پوری طرح کرتا ہے نہ سجدہ۔ اس لیے آپ نے اس سے کہا کہ تم نے نماز ہی نہیں پڑھی اور اگر تم مر گئے تو تمہاری موت اس سنت پر نہیں ہوگی جس پر اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا تھا۔

### سنت نبویہ کی اشاعت:

نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت کا ایک انداز یہ بھی تھا کہ وہ اپنی تقاریر، اور خطبوں میں نبی اکرم ﷺ کی سنت کی اشاعت فرماتے تھے اور نبی اکرم ﷺ سے حاصل کیا ہوا علم آگے پہنچاتے تھے چنانچہ:  
عَنْ حُزْرَانَ، مَوْلَى عُثْمَانَ، قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، وَهُوَ يَفْنَاءُ الْمَسْجِدِ فَجَاءَهُ الْمُوْذِنُ عِنْدَ الْعَصْرِ فَدَعَا بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ قَالَ وَاللَّهِ لَا حَدَّثْتُكُمْ حَدِيثًا لَوْلَا آيَةٌ فِي كِتَابِ اللَّهِ مَا حَدَّثْتُكُمْ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ «لَا يَتَوَضَّأُ رَجُلٌ مُسْلِمٌ فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ فَيُصَلِّيَ صَلَاةً إِلَّا غَفَرَ اللَّهُ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّلَاةِ الَّتِي تَلِيهَا» (۳)

(۱)....(الفتاویٰ والمفتاح 1: 148)

(۲)....(صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، باب إِذَا لَمْ يُتِمَّ الرُّكُوعَ، رقم: 791، إسناده صحيح على شرط الشيخين، أبو معاوية: هو محمد بن غازم الصيرفي، والأعمش: هو سليمان بن مهران.... وأخرجه عبد الرزاق (3732) و (3733)، والمباري (791)، والبزار في "مسند" (2819)، وابن حبان (1894)، والبيهقي 386/2، والبخاري (616) من طرق عن سليمان الأعمش، بهذا الإسناد.... وأخرجه البزار (2817)، والنسائي في "المجتبى" 58/3-59، وفي "الكبرى" (608) و (1235) من طريق طلحة بن مصرف، عن زيد بن وهب، به.... وسياق من طريق أبي وائل عن حذيفة برقم (23360).... وفي الباب عن أبي مسعود الأنصاري، سلف برقم (17073).... وعن علي بن شيبان، سلف برقم (16297).... وعن أبي سعيد الخدري، سلف برقم (11532).... (۳).... (صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب الوضوء والصلاة عقبه، رقم: 5)

ترجمہ: عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) کے خادم حمران سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے سنا حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) سے اور وہ مسجد کے صحن میں تھے پس ان کے پاس عصر کے وقت مؤذن آیا آپ نے وضو کا پانی منگوا لیا اور وضو کیا پھر آپ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں اگر اللہ کی کتاب میں آیت نہ ہوتی (إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ) (2- البقرة: 159) تو میں یہ حدیث بیان نہ کرتا میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سنا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرما رہے تھے کوئی مسلمان آدمی وضو نہیں کرتا پس وہ اچھی طرح وضو کرے پھر نماز پڑھتا ہے مگر اللہ معاف کر دیتا ہے اس کے وہ تمام گناہ (صغیرہ) جو اس نماز سے پیوستہ دوسری نماز کے درمیان کئے تھے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ " إِنَّ النَّاسَ يَقُولُونَ أَكْثَرُ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَلَوْلَا آيَتَانِ فِي كِتَابِ اللَّهِ مَا حَدَّثْتُ حَدِيثًا، ثُمَّ يَتْلُوَنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى الْبَقَرَةُ: 159 إِلَى قَوْلِهِ الرَّحِيمُ الْبَقَرَةُ: 160 إِنَّ إِخْوَانَنَا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ، وَإِنَّ إِخْوَانَنَا مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الْعَمَلُ فِي أَمْوَالِهِمْ، وَإِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَلْزُمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَبَعِ بَطْنِهِ، وَيَخْضَرُ مَا لَا يَخْضَرُونَ، وَيَحْفَظُ مَا لَا يَحْفَظُونَ (١)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ: لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بہت حدیثیں بیان کرتے ہیں اور (میں کہتا ہوں) کہ قرآن میں دو آیتیں نہ ہوتیں تو میں کوئی حدیث بیان نہ کرتا۔ پھر یہ آیت پڑھی، (جس کا ترجمہ یہ ہے) کہ جو لوگ اللہ کی نازل کی ہوئی دلیلوں اور آیتوں کو چھپاتے ہیں (آخر آیت) «رحیم» تک۔ (واقعہ یہ ہے کہ) ہمارے مہاجرین بھائی تو بازار کی خرید و فروخت میں لگے رہتے تھے اور انصار بھائی اپنی جائیدادوں میں مشغول رہتے اور ابو ہریرہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جی بھر کر رہتا (تاکہ آپ کی رفاقت میں شکم پری سے بھی بے فکری رہے) اور (ان مجلسوں میں) حاضر رہتا جن (مجلسوں) میں دوسرے حاضر نہ ہوتے اور

(١)....(صحیح بخاری، کتاب العلم، باب حفظ العلم..... صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أبي هُرَيْرَةَ النَّوْثِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَلَمْ: 160، 159.... وأخرجه الحميدي (1142).... وأبو خيثمة في "العلم" (96)

وہ (باتیں) محفوظ رکھتا جو دوسرے محفوظ نہیں رکھ سکتے تھے۔

اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ:

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ إِنَّكُمْ تَقُولُونَ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيثَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَقُولُونَ مَا بَالُ الْمُهَاجِرِينَ، وَالْأَنْصَارِ لَا يُحَدِّثُونَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَبْشِلُ حَدِيثَ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَإِنْ إِخْوَتِي مِنَ الْمُهَاجِرِينَ كَانَ يَشْغَلُهُمْ صَفْقُ بِالْأَسْوَاقِ، وَكُنْتُ أَلْزَمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مِلءِ بَطْنِي، فَأَشْهَدُ إِذَا غَابُوا، وَأَحْفَظُ إِذَا نَسُوا، وَكَانَ يَشْغَلُ إِخْوَتِي مِنَ الْأَنْصَارِ عَمَلُ أَمْوَالِهِمْ، وَكُنْتُ أَمْرًا مَسْكِينًا مِنْ مَسَاكِينِ الطُّفَّةِ، أَيْ حِينَ يَنْسَوْنَ، وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حَدِيثُ يُحَدِّثُهُ «إِنَّهُ لَنْ يَنْسَطَ أَحَدٌ ثَوْبَهُ حَتَّى أَقْضَى مَقَالَتِي هَذِهِ، ثُمَّ يَجْعَلَ إِلَيْهِ ثَوْبَهُ، إِلَّا وَعَى مَا أَقُولُ»، فَهَسَطْتُ نَبْرَةً عَلَيَّ، حَتَّى إِذَا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهُ جَعَلْتُهَا إِلَى صَدْرِي، فَمَا نَسِيتُ مِنْ مَقَالَةٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ مِنْ شَيْءٍ (۱)

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تم لوگ کہتے ہو کہ ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث بہت زیادہ بیان کرتا ہے، اور یہ بھی کہتے ہو کہ مہاجرین و انصار ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کی طرح کیوں حدیث نہیں بیان کرتے؟ اصل وجہ یہ ہے کہ میرے بھائی مہاجرین بازار کی خرید و فروخت میں مشغول رہا کرتے تھے۔ اور میں اپنا پیٹ بھرنے کے لیے برابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہتا، اس لیے جب یہ بھائی غیر حاضر ہوتے تو میں اس وقت بھی حاضر رہتا اور میں (وہ باتیں آپ سے سن کر) یاد کر لیتا جسے ان حضرات کو (اپنے کاروبار کی مشغولیت کی وجہ سے یا تو سننے کا موقعہ نہیں ملتا تھا یا) وہ بھول جایا کرتے تھے۔ اسی طرح میرے بھائی انصار اپنے اموال (کھیتوں اور باغوں) میں مشغول رہتے، لیکن میں صفہ میں مقیم مسکینوں میں سے ایک مسکین آدمی تھا۔ جب یہ

(۱) ... (صحيح بخارى، كتاب البيوع، باب ما جاء في قول الله تعالى: ﴿إِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَبِهُوا فِي الْأَرْضِ وَالْبَنَاتِ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَالْأَكْثَرُ اللَّهُ كَوَيِّدًا لَعَلَّكُمْ تَفْلِحُونَ وَإِذَا زَارَ أَوْ حَاجَرَ أَوْ لَهَوْا النَّفْسَ إِلَىهَا وَتَرَكُوا قُلُوبَهُمْ شَاظِلًا فَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ اللَّهِ مِنْ فَضْلِهِ غَيْرَ لَئِنْ رَأَوْهُ لَتَفَتَحُنَّ خُيُودُ النَّفْسِ لِيَكُونَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ النساء: 29، رقم: 2047)

حضرات انصار بھولتے تو میں اسے یاد رکھتا۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ جو کوئی اپنا کپڑا پھیلائے اور اس وقت تک پھیلائے رکھے جب تک اپنی یہ گفتگو نہ پوری کر لوں، پھر (جب میری گفتگو پوری ہو جائے تو) اس کپڑے کو سمیٹ لے تو وہ میری باتوں کو (اپنے دل و دماغ میں ہمیشہ) یاد رکھے گا، چنانچہ میں نے اپنا کبیل اپنے سامنے پھیلا دیا، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مقالہ مبارک ختم فرمایا، تو میں نے اسے سمیٹ کر اپنے سینے سے لگایا اور اس کے بعد پھر کبھی میں آپ کی کوئی حدیث نہیں بھولا۔

یہاں پر ہم اپنی اس فصل کا اختتام کرتے ہیں امید ہے کہ قارئین کی دل میں یہ بات راسخ ہو گئی ہوگی کہ نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نبی اکرم ﷺ کی سنت کی ہر طرح سے حفاظت فرمائی اور اس کی حفاظت میں کسی ملامت و شرمندگی کو خاطر میں نہ لایا اور لاتے بھی کیوں اس لیے کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے کوئی آج کل جیسے نام نہاد علماء تو نہیں تھے جو سنتِ فرنگ کو خوب بنا چڑھا کر اپناتے ہیں لیکن اپنے پیارے نبی ﷺ کی پیاری سنتوں کو اپنانا تو دور کی بات اس کا علم تک نہیں رکھتے، اور اگر کچھ نبی اکرم ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنے والے ہیں تو ان کو بھی نبی اکرم ﷺ کے میٹھی میٹھی سنتوں پر عمل کرنا آتا ہے، دفاعِ ناموس رسالت جیسی عظیم سنت صحابہ کو اپنانے سے ڈرتے ہیں ہم ان کے لیے صرف اتنا ہی کہتے ہیں کہ:

چھوڑ کر دورنگی یک رنگ ہو جا

یا سرے سے موم ہو یا پھر سنگ ہو جا

اور ہاں جب رسول اللہ ﷺ کا کلمہ پڑھ لیا ہے تو اب یہ سنتوں سے دوری کیوں؟ کیوں لوگ کہتے ہیں کہ ہم کو آزادی چاہیے نہیں جب رسول اللہ ﷺ کا کلمہ پڑھ لیا ہے تو اب رسول اللہ ﷺ کی سنت کا پابند رہنا ہوگا کسی نے کیا خوب کہا کہ:

اس چمن میں مرگِ دل گائے نہ آزادی کا گیت

آہ یہ گلشن نہیں ایسے ترانے کے لیے

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فصل سوم:

### دفاعِ ناموس رسالت میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قربانیاں

الحمد لله وحده نستعينه ونستغفره ونؤمن به وتتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور  
انفسنا ومن سيئات اعبالنا من يهد الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له ونشهد ان  
لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهد ان سيدنا ومولانا محمدا عبده ورسوله - اللهم  
صل على سيدنا ومولانا محمد وعلى اله وصحبه اجمعين ابد الابدين برحمتك يا ارحم  
الراحمين -

جب کوئی آدمی نبی اکرم ﷺ کا ادب نہ کرتا، یا آپ کو تکلیف دیتا، چاہے وہ کافر ہوتا یا منافق یا دیہاتی تو نبی  
اکرم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس سے نبی اکرم ﷺ کی نافرمانی کا دفاع فرماتے تھے، اور اس بارے میں وہ  
کسی بھی قسم کی قربانی سے گریز نہیں کرتے تھے۔ دفاعِ ناموس رسالت میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بہت قربانی دیں  
ہیں ان میں سے چند کو مختلف عناوین کے ساتھ بیان کرتا ہوں تاکہ ان کی یہ قربانیاں ہمارے لیے مشعلِ راہ کا کام دیں اور  
ہم بھی دفاعِ ناموس رسالت میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جوش و جذبہ کو دل میں لیے ہوئے اس راہِ فردوسِ اعلیٰ  
کی طرف گامزن ہوں۔

### مکہ مکرمہ میں دفاعِ رسول اللہ ﷺ کے مختلف انداز

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دفاعِ ناموس رسالت:

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر مقام پر نبی اکرم ﷺ پر ہونے والے  
ہر حملہ کا دفاع کیا ہے لیکن ہم ان میں سے چند واقعات آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ سیدنا ابو بکر صدیق  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دفاعِ ناموس رسالت میں کونسی قربانیاں دیں اور کتنی تکالیف کو برداشت کیا۔

حرم شریف میں دفاع ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم:

حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبْدِ بْنِ الْعَامِ الْأَعْمِيَّ بِأَشَدِّ شَيْءٍ صَنَعَهُ الْبَشَرُ كُونَ  
بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ «بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي حِجْرِ الْكَعْبَةِ، إِذْ  
أَقْبَلَ عَقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ، فَوَضَعَ ثَوْبَهُ لِيُعْتِقَهُ، فَمَنَعَهُ غَنَمًا شَدِيدًا» فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى أَخَذَ  
بِمَنْكِبِهِ، وَدَفَعَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ أَتَقْتُلُون رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ

غافر 28 (۱)

ترجمہ: حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ: میں نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ  
عنہما سے مشرکین مکہ کی سب سے بڑی ظالمانہ حرکت کے بارے میں پوچھا جو انہوں نے رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کی تھی تو انہوں نے بتلایا کہ میں نے دیکھا کہ عقبہ بن ابی معیط آپ صلی اللہ علیہ  
وسلم کے پاس آیا۔ آپ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے، اس بد بخت نے اپنی چادر آپ کی گردن مبارک  
میں ڈال کر کھینچی جس سے آپ کا گلا بڑی سختی کے ساتھ پھنس گیا۔ اتنے میں ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور اس  
بد بخت کو دفع کیا اور کہا کہ کیا تم ایک ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔

گروہ کفار سے دفاع نبی صلی اللہ علیہ وسلم:

حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْرٍ، قَالَ قُلْتُ مَا أَكْثَرُ مَا رَأَيْتُ قُرَيْشًا  
أَصَابَتْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِيمَا كَانَتْ تُظْهِرُ مِنْ عِدَاوَتِهِ؟ قَالَ قَدْ حَضَرْتُهُمْ  
وَقَدْ اجْتَمَعَ أَشْرَافُهُمْ فِي الْحِجْرِ، فَذَكَرُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا مَا رَأَيْنَا  
مِثْلَ مَا صَبَرْنَا عَلَيْهِ مِنْ هَذَا الرَّجُلِ قَطُّ، سَفَهَ أَحْلَامَنَا، وَشَتَمَ آبَاءَنَا، وَعَابَ دِينَنَا، وَفَرَّقَى  
جَمَاعَتَنَا، وَسَبَّ آلِهَتَنَا، لَقَدْ صَبَرْنَا مِنْهُ عَلَى أَمْرٍ عَظِيمٍ، أَوْ كَمَا قَالُوا، فَبَيْنَمَا هُمْ فِي ذَلِكَ، إِذْ طَلَعَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَقْبَلَ يَمْشِي حَتَّى اسْتَلَمَ الرُّكْنَ، فَمَرَّ بِهِمْ طَائِفًا بِالْبَيْتِ،



فَلَمَّا أَنْ مَرَّ بِهِمْ غَزْوُهُ بَبْعُضِ الْقَوَلِ، قَالَ دَعَرْتُ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ، ثُمَّ مَضَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا مَرَّ بِهِمُ الثَّانِيَةَ غَزْوُهُ بِبِشْلِيهَا، فَعَرْتُ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ، ثُمَّ مَضَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَرَّ بِهِمُ الثَّالِثَةَ، غَزْوُهُ بِبِشْلِيهَا، ثُمَّ قَالَ «أَتَسْمَعُونَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ أَمَّا وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِالذَّبْحِ» قَالَ فَأَخَذَتِ الْقَوْمُ كَلْبَتَهُ حَتَّى مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ إِلَّا لَكَأَنَّمَا عَلَى رَأْسِهِ طَائِرٌ وَاقِعٌ، حَتَّى إِنَّ أَشَدَّهُمْ فِيهِ وَطْأَةً قَبْلَ ذَلِكَ يَتَوَقَّأُ بِأَحْسَنِ مَا يُجِيبُ مِنَ الْقَوْلِ، حَتَّى إِنَّهُ لَيَقُولُ انْصَرِفْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ، انْصَرِفْ رَاشِدًا، فَوَاللَّهِ مَا كُنْتُ جَهُولًا، فَأَنْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا كَانَ مِنَ الْغَدِ اجْتَمَعُوا فِي الْحَجْرِ وَأَنَا مَعَهُمْ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ذَكَرْتُمْ مَا بَلَغَ مِنْكُمْ، وَمَا بَلَغَكُمْ عَنْهُ، حَتَّى إِذَا بَادَأَكُمْ بِمَا تَكْرَهُونَ تَرَكْتُمُوهُ، وَبَيَّنَّا لَهُمْ فِي ذَلِكَ، إِذْ طَلَعَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَثَبُوا إِلَيْهِ وَثَبَةً رَجُلٍ وَاحِدٍ، وَأَحَاطُوا بِهِ، يَقُولُونَ لَهُ أَنْتَ الَّذِي تَقُولُ كَذَا وَكَذَا - لِمَا كَانَ يَبْلُغُهُمْ عَنْهُ مِنْ عَيْبِ آلِهَتِهِمْ وَدِينِهِمْ؟ قَالَ «نَعَمْ، أَنَا الَّذِي أَقُولُ ذَلِكَ» قَالَ فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَجُلًا مِنْهُمْ أَخَذَ بِسَجَمٍ رِدَائِهِ، وَقَالَ وَقَامَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دُونَهُ يَقُولُ وَهُوَ يَنْكِى أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ ﷻ، ثُمَّ انْصَرَفُوا عَنْهُ، فَإِنَّ ذَلِكَ لِأَشَدُّ مَا رَأَيْتُ قُرَيْشًا بَلَغَتْ مِنْهُ قَطُّ (١)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ قریش نے نبی اکرم ﷺ سے اپنی عداوت کے اظہار کے لیے جو کچھ کیا اس میں آپ نے سب سے شدت والی کیا بات دیکھی؟؟ تو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ ایک بار میں وہاں ہی تھا کہ مشرکوں کے سردار حطیم میں موجود تھے

(١). (صحیح ابن حبان، ذی کثر بغض اذی البشر کین رسول اللہ ﷺ، عند دَعْوَتِهِمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، ج 14، ص 527... من طریقہ أخرجه أحمد 218/2، والبيهقي في "دلائل النبوة" 275/2-276 وأورده الهيثمي في "المجمع" 15/6-16، وقال: في الصحيح طرف منه، رواه أحمد، ولقد صرح ابن إسحاق بالشباغ، وبقية رجاله رجال الصحيح، قلت: أخرجه أحمد 204/2، والبخاري (3678) في فضائل الصحابة: باب قول النبي - صلى الله عليه وسلم -: "لو كنت متعلداً غليلاً"، و (3856) في مناقب الأنصار: باب ما لى النبي - صلى الله عليه وسلم - وأصحابه من البشر كين، و (4815) في تفسير سورة المؤمنون، والبيهقي في "دلائل النبوة" 274/2، والبخاري (3746) من طرق عن الوليد بن مسلم، قال: سمعت الأوزاعي، قال: حدثنا يحيى بن أبي كثير، قال: حدثني محمد بن إبراهيم بن الحارث العمري، قال: حدثني عروة بن الزبير، قال: سألت عبد الله بن عمرو بن العاص قال: قلت: حدثني بأشد شيء صنعته المشركون برسول الله - صلى الله عليه وسلم -... فلذكره مختصراً.)

انہوں نے نبی اکرم ﷺ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جس پر ہمیں اتنا مبر سے کام لینا پڑا ہو جتنا انصاف کے حوالہ سے لینا پڑ رہا ہے، اس آدمی (یعنی نبی اکرم ﷺ) نے ہمارے سمجھ دار لوگوں کو بے وقوف بنادیا اور ہمارے آباء و اجداد کو برا کہا ہمارے دین کو باطل قرار دیا، ہم کو آپس میں پھاڑ دیا، ہمارے معبودوں کو برا کہا، لیکن ہم نے اس بارے میں مبر سے کام لیا یا جیسے انہوں نے کہا، ابھی وہ وہی پر بیٹھے ہوئے تھے کہ نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور حجر اسود کو اسلام کیا اور بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے ان کے پاس سے گزرے، جب نبی اکرم ﷺ ان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے نبی اکرم ﷺ پر آوازیں کیں، حضرت عبد اللہ کہتے ہیں مجھے نبی اکرم ﷺ کے چہرہ مبارک پر ناپسندیدگی کا اندازہ ہو گیا تھا، لیکن نبی اکرم ﷺ چلتے رہے جب دوسری بار نبی اکرم ﷺ ان کے قریب سے گزرے، جب نبی اکرم ﷺ ان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے پھر نبی اکرم ﷺ پر آوازیں کیں، میں نے پھر نبی اکرم ﷺ کے چہرہ مبارک پر اس کے اثرات دیکھے، لیکن نبی اکرم ﷺ پھر تشریف لے گئے، جب تیسری بار ان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے پھر اسی طرح کیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے قریش کے گروہ اس ذات کی قسم جس کے دست اقدس میں محمد (ﷺ) کی جان ہے میں تمہارے پاس ذبح کے ساتھ آیا ہوں (یعنی تم سب مارے جاؤ گے) یہ سن کر ان کو سانپ سونگھ گیا یہاں تک کہ ان میں سے ہر ایک کی یہ حالت ہو گئی کہ اس کے سر پر پرندہ بیٹھا ہوا ہے، حالانکہ نبی اکرم ﷺ کو اس سے پہلے بھی ان کی طرف سے تکالیف کا سامنا کرنا پڑا تھا لیکن آپ ﷺ نرمی سے جواب دیتے تھے (اتنا سخت جواب سن کر) انہوں نے کہا: اے ابوالقاسم آپ جانیے۔ آپ راہنمائی کرنے والے ہیں آپ چلے جانیے، اللہ کی قسم آپ تو جہالت کا مظاہر نہیں کرتے تھے، تو نبی اکرم ﷺ یہاں سے چلے گئے اگلے دن وہ سب پھر اسی جگہ جمع ہوئے میں بھی ان کے ساتھ تھا، تو بعض بعض سے کہنے لگے کہ تم کو یاد ہے کہ تم نے ان سے کیا بات کی تھی اور انہوں نے تم سے کیا بات کی تھی؟؟ یہاں تک کہ انہوں نے تمہارے سامنے اس چیز کو ظاہر کیا جو تم کو پسند نہیں تھی تو پھر بھی تم نے ان کو چھوڑ دیا، ابھی یہی باتیں کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ جلوہ افروز ہوئے تو وہ سب مل کر نبی اکرم ﷺ کی طرف بڑھے، اور نبی اکرم ﷺ کو گھیر لیا اور کہا کہ یہ بات آپ نے ہی کہی تھی نا! یہ بات آپ نے ہی کہی تھی! یعنی وہ باتیں کہی جو ان کو نبی اکرم ﷺ کے حوالہ سے پہنچی تھیں کہ آپ کے

معبودوں اور ان کے دین کو غلط قرار دیتے ہیں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہاں میں نے ہی کہی تھیں۔  
۱۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں دیکھا کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ کی چادر مبارک کو پکڑ لیا پھر  
میں نے دیکھا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے سامنے کھڑے تھے جو کہ رو رہے تھے  
اور ساتھ ساتھ یہ کہہ رہے تھے کہ کیا تم ایک ایسے شخص کے ساتھ مقابلہ کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ  
ہے پھر وہ لوگ نبی اکرم ﷺ کو چھوڑ کر چلے گئے، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے  
ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ قریش کے اس برے سلوک سے بڑھ کر اور کوئی سخت بات نہیں  
دیکھی۔

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ لَقَدْ ضَرَبُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا حَتَّى غَشِيَ عَلَيْهِ فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ  
فَقَالَ أَيْ وَيْلَكُمْ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّي اللَّهُ؟ قَالُوا مِنْ هَذَا؟ قَالُوا هَذَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ  
الْمَجْنُونِ، أَحْسِبْهُ قَالَ فَتَرَكُوهُ وَأَقْبَلُوا عَلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ (۱)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن کفار نے نبی اکرم ﷺ کو اتنی ایذا  
دی کہ آپ بے ہوش ہو گئے، تو حضرت ابو بکر صدیق آئے اور کہا (اوہ ظالموں) تم ہلاک ہو جاؤ کیا تم  
ایک ایسے آدمی سے مقابلہ کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ انہوں نے کہا یہ کون ہے (یعنی  
حضرت ابو بکر کی طرف اشارہ کر کے پوچھا) تو لوگوں نے کہا کہ یہ ابو قحافہ کا (پاگل) بیٹا ہے، (معاذ اللہ)  
راوی فرماتے ہیں میرے خیال میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ کفار نے نبی  
اکرم ﷺ کو چھوڑ دیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درپے ہو گئے۔ (لیکن ان بے دینوں کو کیا  
خبر تھی کہ یہ عاشق اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا ہے)

لبیک یا رسول اللہ ﷺ:

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، أَنَّهُمْ قَالُوا لَهَا مَا أَشَدَّ مَا رَأَيْتِ الْمَشْرِكِينَ يَلْعَنُوا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَتْ كَانَ الْمَشْرِكُونَ قَعْدُوا فِي الْمَسْجِدِ يَتَذَكَّرُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يَقُولُ فِي إِلَهَتِهِمْ فَبَيَّنَّا لَهُمْ كَذَلِكَ، إِذْ أَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَقَامُوا إِلَيْهِ بِأَجْمَعِهِمْ، فَأَتَى الصَّرِيحُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ، فَقِيلَ أَذْرِكَ صَاحِبَكَ فَخَرَجَ مِنْ عِنْدِنَا وَإِنْ لَهُ  
لَعْدَاثِرٌ أَرْبَعًا، وَهُوَ يَقُولُ "وَيْلَكُمْ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ  
رَبِّكُمْ غَافِرٌ 28 ؟" فَلَهُوَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَقْبَلُوا عَلَى أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ  
فَرَجَعْنَا إِلَى أَبِي بَكْرٍ، فَجَعَلَ لَا يَكُشُ شَيْئًا مِنْ غَدَائِرِهِ إِلَّا جَاءَ مَعَهُ، وَهُوَ يَقُولُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا  
الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ" (۱)

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے لوگوں نے حضرت اسماء سے پوچھا: وہ کون سا تکلیف  
دہ امر ہے جو تم نے دیکھا جو مشرکین نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اپنا یا؟ حضرت اسماء نے  
کہا: مشرک مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بارے میں باتیں کر رہے  
تھے کہ وہ کیا کچھ ان کے معبودوں کے بارے میں کہتے ہیں ابھی وہ اسی طرح تھے کہ رسول اللہ (صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم) ان کے ہاں تشریف لائے تو وہ سب آپ پر جھپٹ پڑے ایک خبر دینے والا حضرت ابو  
بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) کے پاس آیا آپ سے کہا: اپنے ساتھی تک پہنچو۔ وہ ہمارے  
پاس سے (لبیک یا رسول اللہ ﷺ کی صدا نہیں بلند کرتے ہوئے) نکلے جبکہ ان کی چار مینڈیاں تھیں وہ  
مسجد میں داخل ہوئے جبکہ وہ کہہ رہے تھے: تم ہلاک ہو کیا تم ایسے آدمی کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے میرا رب  
اللہ ہے جبکہ وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے بیانات لایا ہے؟ انہوں نے رسول اللہ (صلی  
اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو چھوڑ دیا اور حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) کی طرف متوجہ  
ہوئے حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) ہماری طرف لوٹے آپ اپنی مینڈھیوں میں  
سے کسی کو ہاتھ نہ لگاتے مگر وہ آپ کے ہاتھ کے ساتھ ہی آجاتی آپ کہتے: تبارکت یا ذوالجلال  
والاکرام۔

رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟؟:

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا اجْتَمَعَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

(۱)... (مسند ابی یعلیٰ موالصلی، مسند ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج 1، ص 52... مسند الحبیذی، ج 1، ص 155، 156... مجمع

الزوائد ج 6، ص 17، 16... فتح الباری ج 7، ص 169)

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانُوا ثَمَانِيَّةً وَثَلَاثِينَ رَجُلًا أَلَحَّ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الظُّهُورِ، فَقَالَ «يَا أَبَا بَكْرٍ، إِنَّا قَلِيلٌ»، فَلَمْ يَزَلْ أَبُو بَكْرٍ يُدْعِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى ظَهَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَفَرَّقَ الْمُسْلِمُونَ فِي تَوَاحِي الْمَسْجِدِ، كُلُّ رَجُلٍ فِي عَشِيرَتِهِ، وَقَامَ أَبُو بَكْرٍ فِي النَّاسِ خَطِيبًا، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا، فَكَانَ أَوَّلَ خَطِيبٍ دَعَا إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَثَارَ الشُّرُكُونَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَعَلَى الْمُسْلِمِينَ فَضَرَبُوا فِي تَوَاحِي الْمَسْجِدِ ضَرْبًا شَدِيدًا، وَوُطِئَ أَبُو بَكْرٍ وَضُرِبَ ضَرْبًا شَدِيدًا، فَدَنَا مِنْهُ الْفَاسِقُ عُثْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ فَجَعَلَ يَضْرِبُهُ بِتَعْلِينَ مَخْصُوفِينَ وَيُخْرِفُهُمَا لَوَجْهِهِ وَثَنَى عَلَى بَطْنِ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى مَا يُعْرِفُ وَجْهَهُ مِنْ أَنْفِهِ، وَجَاءَتْ بَنُو تَيْمٍ يَتَعَادُونَ وَأَجَلَّتِ الشُّرُكِيَّةُ عَنْ أَبِي بَكْرٍ، وَحَمَلَتْ بَنُو تَيْمٍ أَبَا بَكْرٍ فِي ثَوْبٍ حَتَّى أَدْخَلُوهُ مَنْزِلَهُ، وَلَا يَشْكُونَ فِي مَوْتِهِ، ثُمَّ رَجَعَتْ بَنُو تَيْمٍ فَدَخَلُوا الْمَسْجِدَ وَقَالُوا وَاللَّهِ لَيْسَ مَا أَبُو بَكْرٍ لَنَقْتُلَنَّ عُثْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ، فَارْجِعُوا إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَجَعَلَ أَبُو قُحَافَةَ وَبَنُو تَيْمٍ يُكَلِّمُونَ أَبَا بَكْرٍ حَتَّى أَجَابَ، فَتَكَلَّمَ آخِرَ النَّهَارِ فَقَالَ مَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَمَشُوا مِنْهُ بِالسِّنَتِهِمْ وَعَدَلُوهُ، ثُمَّ قَامُوا وَقَالُوا لَأَمِيرِ الْخَيْرِ بِنْتِ صَخْرٍ انْظُرِي أَنْ تُطْعِمِيهِ شَيْئًا، أَوْ تَسْقِيهِ إِيَّاهُ، فَلَمَّا خَلَّتْ بِهِ أَلَحَّتْ عَلَيْهِ، وَجَعَلَ يَقُولُ مَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَتْ وَاللَّهِ مَا لِي عِلْمٌ بِصَاحِبِكَ، فَقَالَ اذْهَبِي إِلَى أُمِّ جَبِيلٍ بِنْتِ الْخَطَّابِ فَسَلِّيْهَا عَنْهُ، فَخَرَجَتْ حَتَّى جَاءَتْ أُمَّ جَبِيلَ فَقَالَتْ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ يَسْأَلُكَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، فَقَالَتْ مَا أَعْرِفُ أَبَا بَكْرٍ وَلَا مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، فَإِنْ تُحِبِّينَ أَنْ أَمْضِيَ مَعَكَ إِلَى ابْنِكَ؟ قَالَتْ نَعَمْ فَمَضَتْ مَعَهَا حَتَّى وَجَدَتْ أَبَا بَكْرٍ صَرِيحًا دَلِيفًا، فَدَنَتْ أُمَّ جَبِيلَ وَأَعْلَنْتْ بِالصِّيَاحِ وَقَالَتْ وَاللَّهِ إِنَّ قَوْمًا نَالُوا هَذَا مِنْكَ لِأَهْلِ فِسْقٍ وَكُفْرٍ، وَإِنِّي لَأَرَجُو أَنْ يَنْتَقِمَ اللَّهُ لَكَ مِنْهُمْ، قَالَ فَمَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ هَذِهِ أُمُّكَ تَسْتَعِمُّ، قَالَ فَلَا شَيْءَ عَلَيْكَ فِيهَا، قَالَتْ سَالِمٌ صَالِحٌ، قَالَ

فَإِنَّهُ هُوَ، قَالَتْ فِي دَارِ أَبِي الْأَرْقَمِ، قَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَلَّمَ أَنْ لَا أَذْوَى طَعَامًا أَوْ شَرَابًا أَوْ آتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَهَلْتَنَا حَتَّى إِذَا هَدَّاتِ الرَّجُلُ وَسَكَنَ النَّاسُ، خَرَجَتَا بِهِ يَتَّبِعِي عَلَيْهِمَا حَتَّى أَدْخَلْتَاهُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ وَآكَبَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ فَقَبَّلَهُ، وَآكَبَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ، وَرَفَى لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِقَّةً شَدِيدَةً، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَيْسَ مِنْ بَأْسٍ إِلَّا مَا نَالَ الْفَاسِقُ مِنْ وَجْهِ، وَهَذِهِ أُمِّي بِرَّةٌ يَوْلِيهَا، وَأَنْتَ مُبَارَكٌ، فَأَدْعُهَا إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَادْعُ اللَّهَ لَهَا؛ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَسْتَقْبَلََهَا بِكَ مِنَ النَّارِ، قَالَ فَدَعَا لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ دَعَا إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَأَسْلَمَتْ (١)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب مسلمانوں کی تعداد 38 تک پہنچی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اظہار کی درخواست کی (اور چاہا کہ کھلم کھلا علی الاعلان تبلیغ اسلام کی جائے۔) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اول انکار فرمایا کہ ہم ابھی کم ہیں مگر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصرار پر قبول فرمایا اور ان سب حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ساتھ لیکر مسجد حرم شریف میں تشریف لے گئے۔ ہر آدمی اپنے خاندان کے ساتھ تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ شروع کیا، نبی اکرم ﷺ بیٹھے ہوئے تھے (یہ سب سے پہلا خطبہ ہے جو اسلام میں پڑھا گیا) اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے پہلے خطیب تھے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لوگوں کو دعوت دی (اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چچا سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی دن اسلام لائے ہیں اور اس کے تین دن بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ

(١)... (من حديث عيشة بن سليمان القرظي الأطرابلسي، المؤلف: أبو الحسن عيشة بن سليمان بن حمد بن سليمان القرظي الشامي الأطرابلسي (المعول: 343هـ). تحقيق: د. عمر عبد السلام تدمري. الناشر: دار الكتاب العربي - لبنان، ج 1، ص 126... السيرة النبوية (من البداية والنهاية لابن

كثير). المؤلف: أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرظي الدمشقي (المعول: 774هـ). تحقيق: مصطفى عبد الواحد. الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع بيروت - لبنان. عام النشر: 1395 هـ - 1976 م. ج 1، ص 440... سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد، وذكر فضائله وأعلام نبوته وأفعاله وأحواله في البداية والبعاد. المؤلف: محمد بن يوسف الصالح الشامي (المعول: 942هـ). تحقيق وتعليق: الشيخ عادل أحمد عبد الموجود الشيخ علي محمد معوض. الناشر: دار الكتب العلمية بيروت - لبنان. الطبعة: الأولى، 1414 هـ - 1993 م. ج 2، ص 319... النباهة والنهاية، ج 3، ص 30)

عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے ہیں۔) خطبہ کا شروع ہونا تھا کہ چاروں طرف سے کفار و مشرکین مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ اور ان کو سخت مارا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی (باوجود اس کے کہ مکہ مکرمہ میں عام طور پر ان کی عظمت و شرافت مسلم تھی) اس قدر مارا، منافق عتبہ بن ربیعہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جوتوں سے مارا پاؤں میں رونداجونہ کرنا تھا سب کچھ ہی کیا، کہ تمام چہرہ مبارک خون میں بھر گیا، ناک کان سب لہو لہان ہو گئے۔ پہچانے نہ جاتے تھے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے ہوش ہو گئے۔

بنو تیم یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبیلے کے لوگوں کو خبر ہوئی تو وہاں سے ایک کپڑے میں اٹھا کر ان کے گھر لائے۔ سب کو یقین ہو چلا تھا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وحشیانہ حملہ سے زندہ نہ بچ سکیں گے بنو تیم مسجد میں آئے اور اعلان کیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اگر حادثہ میں وفات ہو گئی تو ہم لوگ ان کے بدلہ میں عتبہ بن ربیعہ کو قتل کریں گے (عتبہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مارنے میں بہت زیادہ بدبختی کا اظہار کیا تھا۔) پھر وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں واپس آئے اور حضرت ابو قحافہ اور بنو تیم نے حضرت ابو بکر کو آوازیں دینی (شام تک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بے ہوشی رہی باوجود آوازیں دینے کے بولنے یا بات کرنے کی نوبت نہ آتی تھی۔) شام کو آوازیں دینے پر وہ بولے تو سب سے پہلے الفاظ یہ تھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا کیا حال ہے؟ لوگوں کی طرف سے اس پر بہت ملامت ہوئی کہ ان ہی کی بدولت یہ تکلیف پہنچی اور دن بھر موت کے منہ میں رہے پھر جب بات کی تو وہی عشق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا جذبہ اور ان ہی کے لیے۔ لوگ پاس سے اٹھ کر چلے گئے، بددلی بھی تھی، اور یہ بھی کہ آخر کچھ جان ہے کہ بولنے کی نوبت آئی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ام خیر سے کہہ گئے کہ ان کے کھانے پینے کیلئے کسی چیز کا انتظام کر دیں۔ وہ کچھ تیار کر کے لائیں اور کھانے پر اصرار کیا مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہی ایک صدا تھی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا کیا حال ہے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر کیا گزری؟ انکی والدہ نے کہا کہ مجھے تو خبر نہیں کیا حال ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ام جمیل (حضرت عمر کی بہن رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے پاس جا کر دریافت کر لو کہ کیا حال ہے؟ وہ بیچاری بیٹے کی اس مظلومانہ حالت کی پیتا بانہ درخواست پوری کرنے کیلئے ام جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے

پاس گئیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا حال دریافت کیا۔

وہ بھی عام دستور کے مطابق اس وقت اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے تھیں۔ فرمانے لگیں میں کیا جانوں کون محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) اور کون ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تیرے بیٹے کی حالت سن کر رنج ہوا اگر تو کہے تو میں چل کر اسکی حالت دیکھوں ام خیر نے قبول کر لیا ان کے ساتھ گئیں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت دیکھ کر قحط نہ کر سکیں بے تحاشا رونا شروع کر دیا کہ بد کرداروں نے کیا حال کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے کئے کی سزا دے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر پوچھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا کیا حال ہے؟ ام جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ وہ سُن رہی ہیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ان سے خوف نہ کرو۔ ام جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خیریت سنائی اور عرض کیا کہ بالکل صحیح سالم ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ اس وقت کہاں ہیں انہوں نے عرض کیا کہ ارقم کے گھر تشریف رکھتے ہیں۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھ کو خدا عز وجل کی قسم ہے کہ اس وقت تک کوئی چیز نہ کھاؤں گا نہ پیوں گا جب تک کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت نہ کر لوں۔ ان کی والدہ کو تو بیقراری تھی کہ وہ کچھ کھالیں اور انہوں نے قسم کھالی کہ جب تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت نہ کر لوں کچھ نہ کھاؤں گا۔ اس لئے والدہ نے اس کا انتظار کیا کہ لوگوں کی آمد و رفت بند ہو جائے۔ مبادا کوئی دیکھ لے اور کچھ افیت پہنچائے۔ جب رات کا بہت سا حصہ گزر گیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لیکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں ارقم کے گھر پہنچیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے لپٹ گئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی لپٹ کر روئے۔ اور حضرت ابو بکر کو بوسہ دیا اور مسلمان بھی رونے لگے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت دیکھی نہ جاتی تھی۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درخواست کی یہ میری والدہ ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان جو فاسق نے میرے چہرے پر (ضربیں) لگائیں ہیں ان کے علاوہ مجھے کسی کی تکلیف نہیں، یہ میری والدہ ہیں اور آپ ﷺ ہمارے لیے مبارک ہیں ان کے لئے ہدایت کی دعا فرمادیں اور ان کو اسلام کی تبلیغ بھی فرمادیں



حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کو اسلام کی ترغیب دی وہ بھی اسی وقت مسلمان ہو گئیں۔

سبحان اللہ دیکھئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ عشق اور ان پر جان نثاری کا جذبہ کہ کفار کے مارنے سے بے ہوش، اور آنکھ کے سوجھ جانے کے باوجود، جب ہوش آیا تو سب سے پہلی بات یہ کہ میرے محبوب ﷺ کا کیا حال ہے، حضور ﷺ کی محبت میں اپنی ہر تکلیف کو بھول گئے اور کسی دکھ، درد کا احساس تک نہ کیا۔ یہ سب کچھ کس لیے تھا صرف اس لیے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کا نصب العین نبی اکرم ﷺ کا دفاع تھا اسی لیے ہی تو آپ نے اپنے اہل خانہ اور اہل قبیلہ کے طعنوں کے باوجود صرف نبی اکرم ﷺ کا ہی پوچھا کہ میرے محبوب ﷺ کا کیا حال ہے؟؟ اور ان کے طعنوں کی کوئی پرواہ نہ کی، اور جب تک نبی اکرم ﷺ کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیا نہ کھایا نہ پیا، اور نہ آپ کو تسلی ہوئی، اللہ تعالیٰ ہم کو بھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا عشق رسول ﷺ عطاء فرمائے آمین۔

حیدر کا نعرہ ہے صدیق پیارا:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، قَالَ خَطَبْنَا عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ أَخْبِرُونِي بِأَشْجَعِ النَّاسِ؟ قَالُوا - أَوْ قَالَ - قُلْنَا أَنْتَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ أَمَّا إِنِّي مَا بَارَزْتُ أَحَدًا إِلَّا انْتَصَفْتُ مِنْهُ، وَلَكِنْ أَخْبِرُونِي بِأَشْجَعِ النَّاسِ قَالُوا لَا نَعْلَمُ، فَمَنْ؟ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَخَذَتْهُ قُرَيْشٌ فَهَذَا يَجُوءُ وَهَذَا يَتَلْتَلِئُ وَهُمْ يَقُولُونَ أَنْتَ الَّذِي جَعَلْتَ الْإِلَهَةَ إِلَٰهَا وَاحِدًا قَالَ فَوَاللَّهِ مَا دَنَا مِنْهُ أَحَدٌ إِلَّا أَبُو بَكْرٍ، يَضْرِبُ هَذَا وَيُجَاءُ هَذَا وَيَتَلْتَلِئُ هَذَا وَهُوَ يَقُولُ وَيَلْكُمُ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ ثُمَّ رَفَعَ عَلَيْهِ بَرْدَةً كَانَتْ عَلَيْهِ فَبَكَى حَتَّى اخْضَلَّتْ لِحْيَتُهُ ثُمَّ قَالَ أَنْشِدُكُمْ بِاللَّهِ أَمْؤِمِنُ آلِ فِرْعَوْنَ خَيْرٌ أَمْ أَبُو بَكْرٍ فَسَكَتَ الْقَوْمُ فَقَالَ أَلَا تُجِيبُونِي فَوَاللَّهِ لَسَاعَةً مِنْ أَبِي بَكْرٍ خَيْرٌ مِنْ مِلَّةِ الْأَرْضِ مِنْ مُؤْمِنِ آلِ فِرْعَوْنَ ذَاكَ رَجُلٌ كَتَمَ إِيَّانَهُ وَهَذَا رَجُلٌ أَعْلَنَ إِيَّانَهُ (١)

(١).... (مسند البزار المشهور باسم البحر الزخار... المؤلف: أبو بكر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق بن علاء بن عبيد الله الغنكي المعروف بالبزار (المتوفى: 292هـ) المحقق: محفوظ الرحمن زين الله (حق الأجزاء من 1 إلى 9) وعادل بن سعد (حق الأجزاء من 10 إلى 17) وصدرى عبد الخالق الشافعي (حق الجزء 18) العاشر: مكتبة العلوم والحكم - المدينة المنورة. الطبعة: الأولى (بدأت 1988 م. وانتهت 2009 م.) ج 3، ص 14)

حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) سے روایت کیا کہ اے لوگو! مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر کے بارے میں بتاؤ لوگوں نے کہا آپ ہیں۔ فرمایا نہیں: لوگوں نے کہا پھر کون ہے؟ فرمایا ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) ہیں۔ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دیکھا کہ قریش نے ان کو پکڑا اور ایک دوسرے کو ابھار رہا ہے اور یہ دوسرے کو جوش دلا رہا ہے اور وہ کہہ رہے تھے یہ وہی ہے جس نے سارے معبودوں کو ایک معبود بنا دیا ہے۔ علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہم میں سے کوئی قریب نہیں ہوا سوائے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) کے وہ ایک کو مارتے اور دوسرے سے مقابلہ کرتے اور فرماتے (آیت) ”وَلَكُمْ اتَّقَتُونَ رَجُلًا اِنْ يَقُولُ رَبِّيَ اللّٰهُ“ (افسوس ہے تم پر کیا تم ایسے آدمی کو قتل کرتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے) پھر علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) نے وہ چادر اٹھائی جو آپ پر تھی اور روئے یہاں کہ آپ کی داڑھی تر ہو گئی پھر فرمایا میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا فرعون کی قوم کا مؤمن بہتر ہے یا ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) بہتر ہے؟ فرعون کی قوم سے وہ آدمی اپنے آپ کو چھپاتا تھا اور یہ آدمی (یعنی ابوبکر) اپنے ایمان کا اعلان کرتا ہے۔

یہ کیسے نہ ہوتا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کی تھی کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے آباء و جداد آپ ﷺ پر قربان جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں آتا ہے (۱) تو جو شخص نبی اکرم ﷺ پر اپنا سب کچھ قربان کر سکتا ہے، کیا وہ اپنی جان سے گریز کرے گا؟؟ نہیں ہرگز نہیں۔

عم الرسول سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دفاع ناموس رسالت:

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچاؤں میں حضرت حمزہ کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بڑی والہانہ محبت تھی اور وہ صرف دو تین سال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عمر میں زیادہ تھے اور چونکہ انہوں نے بھی حضرت ثویبہ کا دودھ پیا تھا اسلئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی بھی تھے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت ہی طاقتور اور بہادر تھے اور شکار کے بہت ہی شوقین تھے۔ روزانہ صبح سویرے تیرکمان لے کر گھر سے نکل جاتے اور شام کو شکار سے واپس لوٹ کر حرم میں جاتے، خانہ کعبہ کا طواف کرتے اور قریش کے سرداروں کی مجلس میں کچھ دیر بیٹھا کرتے تھے۔

.... (صحیح بخاری، کتاب المناقب الانصار، باب ہجرة النبی ﷺ واصحابہ الہ المدينة.... صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ابی بکر الصديق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رقم: 2، اس روایت کو ہم انشاء اللہ کچھ آگے بیان کریں گے، ابو احمد غفرلہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے پر ابو جہل کی پٹائی:

ایک دن حسب معمول شکار سے واپس لوٹے تو ابن جدعان کی لونڈی اور خود ان کی بہن حضرت بی بی صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو بتایا کہ آج ابو جہل نے کس کس طرح تمہارے بھتیجے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بے ادبی اور گستاخی کی ہے۔ یہ ماجرا سن کر مارے غصہ کے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خون کھولنے لگا۔ ایک دم تیرکمان لئے ہوئے مسجد حرام میں پہنچ گئے:

رَفَعَ الْقَوْسَ فَضْرَبَهُ بِهَا ضَرْبَةً شَجَّهْ مِنْهُ شَجَّةٌ مُنْكَرَةٌ،

اور اپنی کمان سے ابو جہل کے سر پر اس زور سے مارا کہ اس کا سر پھٹ گیا اور کہا کہ تو میرے بھتیجے کو گالیاں دیتا ہے؟ تجھے خبر نہیں کہ میں بھی اسی کے دین پر ہوں۔ یہ دیکھ کر قبیلہ بنی مخزوم کے کچھ لوگ ابو جہل کی مدد کے لئے کھڑے ہو گئے تو ابو جہل نے یہ سوچ کر کہ کہیں بنو ہاشم سے جنگ نہ چھڑ جائے یہ کہا کہ اے بنی مخزوم! آپ لوگ حمزہ کو چھوڑ دیجیے۔ واقعی آج میں نے ان کے بھتیجے کو بہت ہی خراب خراب قسم کی گالیاں دی تھیں۔ (۱)

ابن اسحاق نے فرمایا کہ اس کے بعد حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ اشعار پڑھے:

حمدت اللہ حین ہدی فؤادی	الی الاسلام والدين الحنيف
لدين جاء من رب عزيز	خبير بالعباد بهم لطيف
اذا تليت رسائله علينا	تحد دمع ذی اللب الحصيف
واحمد مصطفى فينا مطاع	فلا تغشوه بالقول العنيف
فلا والله نسلبه لقوم	ولما نقض فيهم بالسيوف (۲)

ترجمہ: میں نے خدا عزوجل کی حمد کی جب اس نے اسلام اور دین حنیف کی راہ دکھائی۔ وہ دین جو بندوں پر لطف فرمانے والے اور انکی خبر رکھنے والے رب عزیز کا ہے۔ جب اس کے پیغام ہمیں سنائے

(۱).... (شرح الزرقانی علی البواہب، اسلام حمزہ رضی اللہ عنہ، ج ۱، ص ۲۴۴..... ودلائل النبوة للبيهقي، ذکر اسلام حمزة بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

ج ۲، ص ۲۱۲)

(۲).... (سیرت ابن اسحاق، ج ۲، ص ۱۵۲)

گئے تو دور اندیش و عقل والوں کے آنسو رواں ہو گئے۔ احمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان فرمانروا ہیں تو ان کے حضور سخت کلامی سے نہ پیش آؤ۔ خدا عزوجل کی قسم! ہم انھیں مخالفین کے سپرد نہیں کریں گے ابھی تو ہم نے انکے درمیان تلواروں کا فیصلہ بھی جاری نہ کیا۔

## ہجرت کے وقت دفاع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے انداز

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ زاد اللہ شرفہا کی طرف ہجرت فرمائی تو اس وقت بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں کئی واقعات رونما ہوئے خصوصاً سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا مولا علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف سے تو اپنی جانوں کی پرواہ کیے بغیر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرنے کا جذبہ کتب سیرت میں سنہری حروف کے ساتھ نقل ہے۔ ہم ان واقعات میں سے صرف چار کو بیان کرتے ہیں۔

حضرت علی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر:

1- جب کفار مکہ نے اپنے پروگرام شہادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق کا شانہ نبوت کو گھیر لیا اور انتظار کرنے لگے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سو جائیں تو ان پر قاتلانہ حملہ کیا جائے۔ اس وقت گھر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس صرف علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ کفار مکہ اگرچہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدترین دشمن تھے مگر اس کے باوجود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امانت و دیانت پر کفار کو اس قدر اعتماد تھا کہ وہ اپنے قیمتی مال و سامان کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس امانت رکھتے تھے۔ چنانچہ اس وقت بھی بہت سی امانتیں کا شانہ نبوت میں تھیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم میری سبز رنگ کی چادر اوڑھ کر میرے بستر پر سو رہو اور میرے چلے جانے کے بعد تم قریش کی تمام امانتیں ان کے مالکوں کو سوئپ کر مدینہ چلے آنا۔

حفیظ جالندھری نے کیا خوب ترجمانی کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا:

یہ چادر اوڑھ لو! سو جاؤ! آ کر میرے بستر پر	محافظ ہے وہی رکھو بھروسہ شانِ داور پر
یہ مال و زرائعی لوگوں کا میرے پاس امانت ہے	امانت کا ادا کرنا ہی اسلامی دیانت ہے
خدا حافظ ہے دیکھو دل میں اندیشہ نہ کچھ لانا	یہ چیزیں ان کی پہنچا کر سوئے یثرب چلے آنا
علی نے حکم کی تعمیل کی اور اوڑھ لی چادر	بہ اطمینان آ کر سو گئے حضرت کے بستر پر (۱)

یہ بڑا ہی خوفناک اور بڑے سخت خطرے کا موقع تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم تھا کہ کفار مکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شہادت کا ارادہ کر چکے ہیں مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمان سے کہ تم قریش کی ساری امانتیں لوٹا کر مدینہ چلے آنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یقین کامل تھا کہ میں زندہ رہوں گا اور مدینہ پہنچوں گا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بستر جس پر آج خطرات منڈلا رہے تھے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے پھولوں کی سیج بن گیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بستر پر صبح تک آرام کے ساتھ میٹھی میٹھی نیند سوتے رہے۔ اپنے اسی کارنامے پر فخر کرتے ہوئے شیر خدا نے اپنے اشعار میں فرمایا کہ:

وَقَيْتُ بِنَفْسِي خَيْرَ مَنْ وَطِئَ الثَّرَى

وَمَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ وَبِالْحَجَرِ

میں نے اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر اس ذات گرامی کی حفاظت کی جو زمین پر چلنے والوں اور خانہ کعبہ و حطیم کا طواف کرنے والوں میں سب سے زیادہ بہتر اور بلند مرتبہ ہیں۔

سُورَةُ الرَّسُولِ إِلَيْهِ خَافَ أَنْ يَنْكُرُوا وَآيَهُ فَتَجَاءُ ذُو الطُّوْلِ إِلَالَهُ مِنَ الْمَكْرِ سُورَةُ

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ اندیشہ تھا کہ کفار مکہ ان کے ساتھ خفیہ چال چل جائیں گے مگر خداوند مہربان نے ان کو کافروں کی خفیہ تدبیر سے بچالیا۔ (۱)

سبحان اللہ حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا موت کی پرواہ کیے بغیر نبی اکرم ﷺ کے بستر پر سو جانا، اس بات کی دلیل بتن ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ کے دفاع میں اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

ہجرت کے دن دفاع رسول اللہ ﷺ میں حضرت ابوبکر کے مختلف انداز:

2- سیرت نگار ہجرت کے دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نبی اکرم ﷺ پر جان نثاریوں کا تذکرہ یوں فرماتے ہیں کہ:

"جب رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے دولت خانہ سے نکل کر مقام "حزورہ" کے پاس کھڑے ہو گئے اور بڑی حسرت کے ساتھ "کعبہ" کو دیکھا اور فرمایا کہ اے شہر مکہ! تو مجھ کو تمام دنیا سے زیادہ پیارا

(۱).... (مدارج النبوت، قسم دوم، باب چہارم، ج ۲، ص ۸۰).... وشرح الزرقانی علی البواہب باب ہجرة المصطفى صلی اللہ علیہ وسلم

ج ۲، ص ۸۰.... والسيرة النبوية لابن هشام، هجرة الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۱۳۰

ہے۔ اگر میری قوم مجھ کو تجھ سے نہ نکالتی تو میں تیرے سوا کسی اور جگہ سکونت پذیر نہ ہوتا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے ہی قرار داد ہو چکی تھی۔ وہ بھی اسی جگہ آگئے اور اس خیال سے کہ کفار مکہ ہمارے قدموں کے نشان سے ہمارا راستہ پہچان کر ہمارا پیچھا نہ کریں پھر یہ بھی دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پائے نازک زخمی ہو گئے ہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے کندھوں پر سوار کر لیا اور اس طرح خاردار جھاڑیوں اور نوک دار پتھروں والی پہاڑیوں کو روندتے ہوئے اسی رات "غار ثور" پہنچے۔ (۱)

"حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے خود غار میں داخل ہوئے اور اچھی طرح غار کی صفائی کی اور اپنے بدن کے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر غار کے تمام سوراخوں کو بند کیا۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غار کے اندر تشریف لے گئے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں اپنا سر مبارک رکھ کر سو گئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک سوراخ کو اپنی ایڑی سے بند کر رکھا تھا۔ سوراخ کے اندر سے ایک سانپ نے بار بار یار غار کے پاؤں میں ڈسا مگر حضرت صدیق جاں نثار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس خیال سے پاؤں نہیں ہٹایا کہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خواب راحت میں خلل نہ پڑ جائے مگر درد کی شدت سے یار غار کے آنسوؤں کی دھار کے چند قطرات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار پر ٹار ہو گئے۔ جس سے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیدار ہو گئے اور اپنے یار غار کو روتا دیکھ کر بے قرار ہو گئے پوچھا ابو بکر! کیا ہوا؟ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے سانپ نے کاٹ لیا ہے۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زخم پر اپنا لعاب دہن لگا دیا جس سے فوراً ہی سارا درد جاتا رہا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تین رات اس غار میں رونق افروز رہے۔ (۲)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جوان فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزانہ رات کو غار کے منہ پر سوتے اور صبح سویرے ہی مکہ چلے جاتے اور پتہ لگاتے کہ قریش کیا تدبیریں کر رہے ہیں؟ جو کچھ خبر ملتی شام کو آ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کر دیتے۔

(۱)۔ (مدارج النبوت، قسم دوم، باب چہارم، ج ۲، ص ۱۰۸، موضح الزرقانی علی المواہب باب ہجرة المصطفى، الخ، ج ۲، ص ۱۰۸)

(۲)۔ (المواہب اللدنیة والزرقانی باب ہجرة المصطفى صلی اللہ علیہ وسلم، الخ، ج ۲، ص ۱۱۰، والمواہب اللدنیة مع شرح الزرقانی باب ہجرة المصطفى صلی اللہ علیہ وسلم، الخ، ج ۲، ص ۱۱۰)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام حضرت عامر بن فہیرؓ کو بھی اللہ تعالیٰ عنہ رات گئے چراگاہ سے بکریاں لے کر غار کے پاس آجاتے اور ان بکریوں کا دودھ دونوں عالم کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے یار غار پی لیتے تھے۔ (۱)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نبی اکرم ﷺ کو لے کر غار ثور تک پہنچنا کوئی آسان کام نہ تھا یہ ان سے پوچھے جو غار ثور پر جاتے ہیں اور راستے میں تین، تین بار یا اس سے بھی زیادہ سانس لیتے ہیں۔  
اندھیرا، پتھروں کے ڈھیر، کوہ ثور کی گھاٹی  
خدا ہی جانتا ہے یہ مسافت جس طرح کاٹی (۲)

لیکن حضرت ابو بکر صدیق نے باریت کو اٹھا کر ایک بار بھی سانس نہ لیا کہ کہیں کفار ہمارے پیچھے نہ آجائیں اور محبوب خدا ﷺ کو کوئی تکلیف نہ پہنچائیں اور بعض روایات کے اندر آتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہنے پر جب حضرت عبداللہ بن ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پاس آجاتے تو حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بکریاں لاتے تاکہ حضرت عبداللہ بن صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں کے نشان بھی ختم ہو جائیں اور نبی اکرم ﷺ، اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دودھ بھی پیش کیا جائے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ یہ سب کچھ نبی اکرم ﷺ کے دفاع کے لیے اور آپ ﷺ کے دفاع میں جان نثاری کے جذبے سے تھا جس میں حضرت ابو بکر صدیق، آپ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ، اور آپ کے غلام حضرت فہیرہ اور آپ کی بیٹی حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہم شریک تھے ان کے علاوہ کسی اور کو نبی اکرم ﷺ کے بارے میں کوئی خبر نہیں تھی۔ (۳)

بچ میں شمع تھی چاروں طرف پروانے  
ہر کوئی اس کے لیے جان جلانے والا  
دعویٰ الفت احمد تو سبھی کرتے ہیں  
کوئی نکلے تو ذرا رنج اٹھانے والا  
کام الفت کے تھے وہ جن کو صحابہ نے کیا

(۱).... (المواہب اللدنیة والزرقانی باب ہجرة المصطفى صلی اللہ علیہ وسلم... الخ ج ۲، ص ۱۲۷)

(۲).... (شاهنامہ اسلام، حلیف جالندھری، ج ۱، ص ۱۴۸، الحمد للہ کھٹنا، لاہور)

(۳).... (صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب مناقب الانصار، باب ہجرة النبی ﷺ..... الحدیث عائشة واسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

کیا نہیں یاد تمہیں "غار" میں جانے والا

دفاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مکڑی اور کبوتری کا کردار:

3۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو غار ثور میں تشریف فرما ہو گئے۔ اُدھر کاشانہ نبوت کا محاصرہ کرنے والے کفار جب صبح کو مکان میں داخل ہوئے تو بستر نبوت پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ ظالموں نے تھوڑی دیر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھ گچھ کر کے آپ کو چھوڑ دیا۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تلاش و جستجو میں مکہ اور اطراف و جوانب کا چپہ چپہ چھان مارا۔ یہاں تک کہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے غار ثور تک پہنچ گئے مگر غار کے منہ پر اس وقت خداوندی حفاظت کا پہرہ لگا ہوا تھا۔ یعنی غار کے منہ پر مکڑی نے جالائن دیا تھا اور کنارے پر کبوتری نے اللہ سے دے رکھے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر کفار قریش آپس میں کہنے لگے کہ اس غار میں کوئی انسان موجود ہوتا تو نہ مکڑی جالائق نہ کبوتری یہاں اللہ سے دیتی۔ کفار کی آہٹ پا کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ گھبرائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اب ہمارے دشمن اس قدر قریب آ گئے ہیں کہ اگر وہ اپنے قدموں پر نظر ڈالیں گے تو ہم کو دیکھ لیں گے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

لَا تَخْشَوْا إِنْ اللَّهَ مَعَنَا

مت گھبراؤ! خدا ہمارے ساتھ ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ عز و جل نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب پر سکون و اطمینان کا ایسا سکینہ اُتار دیا کہ وہ بالکل ہی بے خوف ہو گئے۔ (۱)

اور ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب کفار کو غار کے منہ پر دیکھا تو رونے لگ پڑے۔ (۲)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہی وہ جاں نثاریاں ہیں جن کو دربار نبوت کے مشہور شاعر حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خوب کہا ہے کہ:

وَتَأْتِي أَشْكَينِي الْغَارِ الْبُيُوفُ وَقَدْ طَافَ الْعَدُوُّ بِهِ إِذْ صَاعَدَ الْجَبَلَا

اور دو میں کے دوسرے (ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جب کہ پہاڑ پر چڑھ کر بلند مرتبہ غار میں اس حال میں

(۱) ... (المواهب اللدنیة والدرقاتی، باب ہجرة المصطفى صلى الله عليه وسلم... الخ، ج ۲، ص ۱۲۲، ملخصاً ومدارج النبوت، قسم دوم، باب چہارم، ج ۲، ص ۵۹)

(۲) ... (صحيح بخاری، کتاب الفضائل الصحابة، باب مناقب المهاجرين وفضلهم، منهم ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ..... صحيح مسلم، کتاب فضائل

الصحابة، باب من فضائل ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ، رقم: 1)



تھے کہ دشمن ان کے ارد گرد چکر لگا رہا تھا۔

وَكَانَ حُبُّ رَسُولِ اللَّهِ قَدْ عَلِمُوا مِنَ الْخَلَائِقِ لَمْ يَعْدِلْ بِهِ بَدَلًا

اور وہ (ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محبوب تھے۔ تمام مخلوق اس بات کو جانتی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی کو بھی ان کے برابر نہیں ٹھہرایا ہے۔ (۱)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رونا اپنے لیے نہ تھا بلکہ وہ تو نبی اکرم ﷺ کے بارے میں پریشان تھے کہ کہیں آج میں اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت سے ہاتھ نہ دھو بیٹھوں، اسی لیے ہی نبی اکرم ﷺ آپ کو تسلی دے رہے تھے، "اور اللہ تعالیٰ نے ان پر سکینہ نازل فرمایا" بعض نے اس بارے میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی حفاظت کے لیے فرشتوں کا نزول فرمایا، اور کمزور مخلوق یعنی مکڑی اور کبوتری سے اپنے رسول ﷺ کا دفاع کروا کر ظاہر فرمادیا کہ صرف انسان ہی نہیں بلکہ میری ہر مخلوق نبی اکرم ﷺ کے دفاع میں مر مٹنے کو تیار ہے۔

اے ابو بکر! ایسا کیوں کر رہے ہو؟؟؟

4۔ ہجرت کے دوران راستے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی نبی اکرم ﷺ کی دائیں جانب اور کبھی بائیں جانب چلتے تھے، کبھی آگے اور کبھی پیچھے چلتے، کبھی ادھر دیکھتے، کبھی اُدھر دیکھتے، یعنی جب یہ خوف ہوتا کہ دشمن پیچھے سے آجائیں گے تو نبی اکرم ﷺ کے پیچھے ہو جاتے جب آگے کا گمان ہوتا تو آگے، جب دائیں جانب کا گمان ہوتا تو دائیں جانب، جب بائیں جانب کا گمان ہوتا تو بائیں جانب ہو جاتے تھے، جب نبی اکرم ﷺ نے پوچھا اے ابو بکر یہ کیا کر رہے ہو تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ دشمن سے آپ کا دفاع کر رہا ہوں۔ (۲)

دفاع رسول ﷺ کے لیے زمین نے پکڑ لیا:

کفار مکہ نے رسول اللہ ﷺ کو پکڑنے کے لیے سو سرخ اونٹوں کا انعام رکھا تو مکہ کا ایک مشہور شہسوار سراقہ بن مالک بن جحشم تیز رفتار گھوڑے پر سوار رسول اللہ ﷺ کو تعاقب کرتا نظر آیا۔ قریب پہنچ کر حملہ کرنے کا ارادہ کیا مگر اس کے

(۱)۔۔۔ (البواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی، باب ہجرة البصطی صلی اللہ علیہ وسلم... الخ ج ۲، ص ۱۲۲)

(۲)۔۔۔ (صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب مناقب الانصار، باب ہجرة النبی ﷺ..... صحیح مسلم، کتاب الاشربة، باب جواز شرب اللبن، رقم: 91)

کتاب الزهد، باب حذیث الهجرة رقم: 75، تحفہ سراقہ، والنس والبراء، کلاہما عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم، ترجمہ مع شرح بتصرف)

گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ گھوڑے سے گر پڑا مگر سوا دنوں کا انعام کوئی معمولی چیز نہ تھی۔ انعام کے لالچ نے اسے دوبارہ اُبھارا اور وہ حملہ کی نیت سے آگے بڑھا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا سے پتھر پلّی زمین میں اس کے گھوڑے کا پاؤں کھنوں تک زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ یہ معجزہ دیکھ کر خوف و دہشت سے کانپنے لگا اور امان امان اپکارنے لگا۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دل رحم و کرم کا سمندر تھا۔ سراقہ کی لا چاری اور گریہ زاری پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دریائے رحمت جوش میں آ گیا۔ دعا فرمادی تو زمین نے اس کے گھوڑے کو چھوڑ دیا۔ اس کے بعد سراقہ نے عرض کیا کہ مجھ کو امن کا پروانہ لکھ دیجیے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سراقہ کے لئے امن کی تحریر لکھ دی۔ سراقہ نے اس تحریر کو اپنے ترکش میں رکھ لیا اور واپس لوٹ گیا۔ راستہ میں جو شخص بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں دریافت کرتا تو سراقہ اس کو یہ کہہ کر لوٹا دیتے کہ میں نے بڑی دور تک بہت زیادہ تلاش کیا مگر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس طرف نہیں ہیں۔ واپس لوٹتے ہوئے سراقہ نے کچھ سامان سفر بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بطور نذرانہ کے پیش کیا مگر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبول نہیں فرمایا۔ (۱)

## بدر کے دن دفاعِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انداز

بدر کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کیا اس بارے میں بھی کافی کچھ کتب سیرت میں موجود ہے، ہر صحابی کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں جان نثار کرنے کا اپنا ہی ایک انداز تھا، اور ان کا یہ ہر انداز نا قابلِ فرموش ہے، اور ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے میں ان میں سے بعض کو آپ کے سامنے رکھتا ہوں وباللہ التوفیق

حضرت سعد بن عبادہ کا نعرہ لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

- 1- عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاوَرَ حِذِينَ بَلَعَهُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سُهَيْلٍ، قَالَ فَتَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ تَكَلَّمَ عُمَرُ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ، فَقَالَ يَا نَارُ تَرِيدِي رَسُولَ اللَّهِ؟ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ أَمَرْتُنَا أَنْ نُخَيِّضَهَا الْبَحْرَ لَأَخَفَضْنَاهَا، وَلَوْ أَمَرْتُنَا أَنْ نُغْرِبَ أَكْبَادَهَا إِلَى بَرْكِ الْغِيَا لَفَعَلْنَا، قَالَ فَتَدَبَّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ، فَاتَّطَلَعُوا حَتَّى نَزَلُوا بِدْرًا، وَوَرَدَتْ عَلَيْهِمْ رَوَايَا مُرَيْشٍ، وَفِيهِمْ عَلَامَةُ أَسْوَدَ لَيْثِي

الْحَجَّاجِ، فَأَخَذُوهُ، فَكَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُونَهُ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، وَأَصْحَابِهِ، فَيَقُولُ مَا لِي عِلْمٌ بِأَبِي سُفْيَانَ، وَلَكِنْ هَذَا أَبُو جَهْلٍ، وَعُتْبَةُ، وَشَيْبَةُ، وَأُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ، فَإِذَا قَالَ ذَلِكَ ضَرَبُوهُ، فَقَالَ نَعَمْ، أَنَا أَخْبَرْتُكُمْ، هَذَا أَبُو سُفْيَانَ، فَإِذَا تَرَكُوهُ فَسَأَلُوهُ، فَقَالَ مَا لِي بِأَبِي سُفْيَانَ عِلْمٌ، وَلَكِنْ هَذَا أَبُو جَهْلٍ، وَعُتْبَةُ، وَشَيْبَةُ، وَأُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ، فِي النَّاسِ، فَإِذَا قَالَ هَذَا أَيْضًا ضَرَبُوهُ، وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يُصَلِّي، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ انْصَرَفَ، قَالَ «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَتَضْرِبُوهُ إِذَا صَدَقْتُكُمْ، وَتَتْرَكُوهُ إِذَا كَذَبْتُكُمْ»، قَالَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «هَذَا مَضْرُوعٌ فَلَا بَ» ، قَالَ وَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ «هَاهُنَا، هَاهُنَا» ، قَالَ فَمَا مَاطَ أَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (۱)

ترجمہ: حضرت انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مشورہ فرمایا جب ابوسفیان کے آنے کی خبر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو پہنچی حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) نے گفتگو کی تو اس سے اعراض کیا پھر عمر نے گفتگو کی تو اس سے اعراض کیا پھر حضرت سعد بن عبادہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مراد ہم سے ہے اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمیں سمندر میں گھوڑے دوڑانے کا حکم دیں تو ہم انہیں ڈال دیں گے اگر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمیں ان کے سینے پر رک الفداد سے لکرادینے کا حکم دیں تو ہم کرگزریں گے پس رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کو بلایا اور چلے یہاں تک کہ مقام بدر پر جا کر اترے اور ان پر قریش کے پانی پلانے والے گزرے اور ان میں بنو حجاج کا سیاہ غام غلام بھی تھا صحابہ نے اسے پکڑ لیا اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے صحابہ اس سے ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں پوچھنے لگے تو اس نے کہا مجھے ابوسفیان کے بارے میں معلوم نہیں لیکن ابوجہل،

عتبہ، شیبہ، امیہ بن خلف یہ سامنے ہیں جب اس نے یہ کہا تو صحابہ نے اسے مارا تو اس نے کہا ہاں میں تمہیں ابوسفیان کی خبر دیتا ہوں کہ ابوسفیان یہ ہے صحابہ نے اسے چھوڑ دیا پھر پوچھا تو اس نے کہا مجھے ابوسفیان کے بارے میں معلوم نہیں بلکہ ابو جہل، عتبہ، شیبہ اور امیہ بن خلف یہاں لوگوں میں ہیں اس نے جب یہ کہا تو صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) نے اسے پھر مارا اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کھڑے نماز پڑھ رہے تھے جب نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہ کیفیت دیکھی تو نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے جب یہ سچ کہتا ہے تو تم اسے مارتے ہو اور جب تم سے جھوٹ کہتا ہے تو چھوڑ دیتے ہو پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا یہ فلاں (کافر) کی قتل گاہ ہے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) زمین پر اس، اس جگہ اپنا ہاتھ مبارک رکھتے تھے اس کہتے ہیں ان میں سے کوئی بھی (کافر) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہاتھ رکھنے کی جگہ سے ادھر ادھر متجاوز نہ ہوا۔ (عین اسی جگہ جہنم رسید ہوا)

حضرت مقدادؓ اور نعرہ لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ، يَقُولُ شَهِدْتُ مِنَ الْبَقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ مَشْهَدًا، لِأَنَّهُ أَكُونُ صَاحِبَهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَعْدِلَ بِهِ، أَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَدْعُو عَلَى الْمُسْرِكِينَ، فَقَالَ لَا نَقُولُ كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوسَى إِذْ هَبَّ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَتَقَاتِلَا، وَلَكِنَّا نَقَاتِلُ عَنْ يَمِينِكَ، وَعَنْ شِمَالِكَ، وَبَيْنَ يَدَيْكَ وَخَلْفَكَ «فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْرَقَ وَجْهُهُ

وَسَّاءُ» (۱)

ترجمہ: حضرت طارق بن شہاب فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے ایک ایسی بات سنی کہ اگر وہ بات میری زبان سے ادا ہو جاتی تو میرے لیے کسی بھی چیز کے مقابلے میں زیادہ عزیز ہوتی۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مشرکین کے خلاف دعا کر رہے تھے۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم وہ نہیں کہیں گے جو موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا تھا کہ جادو، تم اور تمہارا رب ان سے جنگ کرو، بلکہ ہم آپ کے دائیں بائیں، آگے اور پیچھے جمع ہو کر لڑیں گے۔ میں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک چمکنے لگا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو گئے۔

سبحان اللہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دشمن کی طاقت اور پاور کا خوب علم تھا لیکن ان کا یہ کہنا کہ ہم آپ کے دائیں، بائیں، آگے، پیچھے جمع ہو کر لڑیں گے اس بات کی دلیل ظاہر ہے کہ وہ صرف اور صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرنا چاہتے تھے ان کو اپنی جانوں کی پروا بالکل نہیں تھی۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے دفاع رسول میں جذبات بھرے کلمات:

غزوہ بدر کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:

(۱) ... (صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب قِصَّةِ غَزْوَةِ بَدْرٍ، رقم: 3952.... والبیہقی فی "الدلائل" 46-45/3، والبیہقی فی "التفسیر" 25/2 من طریق ابی نعیم، بهذا الإسناد

وأخرجه البخاری (4609) أيضاً من طریق الأصبغی، عن سفیان، عن عمار، به مختصراً.  
وأخرجه ابن سعد 3/162، والحاکم 3/349، والبیہقی فی "الدلائل" 46-45/3، من طریق عبید اللہ بن موسیٰ، عن إسرائيل، به قال الحاکم: هذا حدیث صحیح الإسناد، ولم یخرجاه ووالله الذی، قلنا: قد أخرجه البخاری کباراً.  
وأخرجه النسائی فی "الکبری" (11140) من طریق سفیان الثوری، وأبو نعیم فی "الحلیة" 1/172-173، من طریق إسماعیل بن إبراهيم، کلاهما عن عمار، به.

وعلقه البخاری عقب الحدیث (4609) عن وکیع، عن سفیان، عن عمار، عن طارق، أن المقداد قال: ذلك للذي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قال الحافظ فی "الفتح" 8/273: یرید بذلك أن صورة سیاقه أنه مرسل بخلاف سیاق الأصبغی، لكن استظهر المصنف الروایة الأصبغیة الموصولة بروایة إسرائيل التي ذكرها قبل. وطریق وکیع هذه وصلها أحمد وإسحاق فی مسندیهما عنه. قلنا: سترد 4/314.

وأخرجه الطبرانی فی "الکبیر" (10502) من طریق حسن بن عطیة، عن لمس بن الربیع، عن عمران بن قنن، عن أبي یحییٰ، عن عبد الله بن مسعود وسیاق برقم (4376)، ویکرر برقم (4070).

قَالَ لَهُ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ وَاللَّهِ لَكَائِكَ تُرِيدُنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ أَجَلٌ، قَالَ فَقَدْ آمَنَّا بِكَ وَصَدَّقْنَاكَ، وَشَهِدْنَا أَنَّ مَا جِئْتَ بِهِ هُوَ الْحَقُّ، وَأَعْطَيْنَاكَ عَلَى ذَلِكَ هَهُودَنَا وَمَوَائِقَنَا، عَلَى السَّنَعِ وَالطَّاعَةِ، فَاْمُضْ يَا رَسُولَ اللَّهِ لِمَا أَرَدْتَ فَنَحْنُ مَعَكَ، فَوَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، كُنُو اسْتَعْرَضْتُ بِنَا هَذَا الْبَحْرَ فَخُضْتَهُ لَخُضْنَاهُ مَعَكَ، مَا تَخَلَّفَ مِنَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ، وَمَا تَكْرَمْنَا أَنْ تَلْقَى بِنَا عَدُوَّنَا غَدًا، إِنَّا لَصَبْرُنِي الْحَرْبِ، صُدِّقْتُ فِي الْبَقَاءِ لَعَلَّ اللَّهَ يُبْرِكَ مِنَّا مَا تَقَرُّ بِهِ عَيْنُكَ، فَيَسِّرَ بِنَا عَلَى بَرَكَةِ اللَّهِ فَسَمِعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَوْلِ سَعْدٍ، وَنَسَطَهُ ذَلِكَ، ثُمَّ قَالَ سِيرُوا وَأَبْشِرُوا، فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ وَعَدَنِي إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ، وَاللَّهِ لَكَائِيَ الْآنَ أَنْظُرَ إِلَى مَصَارِعِ الْقَوْمِ (۱)

ترجمہ: حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ: یا رسول اللہ ﷺ آپ کی مراد ہم سے ہے؟؟ فرمایا ہاں، تو حضرت سعد بن معاذ ﷺ نے عرض کیا، ہم آپ ﷺ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی، جو کچھ آپ لے کر آئے اس کے بارے میں گواہی دیتے ہیں کہ وہ حق ہے، اور ان تمام باتوں پر اور آپ کا فرمان سن کر اس پر اطاعت گزاری پر ہم آپ ﷺ سے مضبوط عہد کرتے ہیں آپ ﷺ جہاں چاہیں روانہ ہوں جس سے جو چاہیں کریں (جس سے چاہے تعلق فرمائیں اور جس سے چاہیں ختم کریں ہمارے مال و دولت میں جتنا چاہیں لیں، اور ہم کو جتنا پسند ہو عطا فرمائیں، اس لئے کہ آپ جو کچھ لیں گے وہ ہمیں اس سے کہیں زیادہ محبوب ہوگا جو آپ چھوڑ دیں گے، آپ کوئی حکم دیں گے تو) ہماری رائے آپ ﷺ کی رائے کے تابع ہوگی، خدا کی قسم! اگر آپ چلنا شروع کریں یہاں تک کہ برک الغماد تک پہنچ جائیں تب بھی ہم آپ ﷺ کے ساتھ چلتے رہیں گے، اور خدا کی قسم! اگر آپ ﷺ اس سمندر میں داخل ہو جائیں گے تو ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ اس میں کود جائیں گے۔ اور ہم میں سے کوئی بھی آدمی پیچھے نہیں ہٹے گا۔ ہم اس بات کو ناپسند کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کل دشمن کا مقابلہ کریں (یعنی ہم تو آج ہی آپ ﷺ پر قربان ہونے کو تیار ہیں) ہم جنگ کے گھمسان میں صبر

(۱).... (سیرۃ ابن ہشام، اشجع قاتل الرسول صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَمْرِ الْأَنْصَارِ، ج 1، ص 615..... دلائل النبوة، للبيهقي، باب ذكر سبب خروج النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرُؤْيَا غَائِكَةَ بِلَدِ عَدُوِّ الْمَكَلِبِ فِي خُرُوجِ الْمُسْلِمِينَ وَمَا أَعَدَّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِلْمُشْرِكِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي ذَلِكَ يَوْمٍ، ج 3، ص 34.)

کرنے والے ہیں دشمن سے مقابلہ کے وقت ہم سچے ہیں ہم کو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے آپ ﷺ کو وہ کارنامے دیکھائے گا جس سے آپ ﷺ کی چشم مبارک ٹھنڈی ہو جائے گی پس اللہ کی برکت سے آپ ﷺ روانہ ہو جائے۔

حفیظ جالندھری ترجمانی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے یوں کہا کہ:

گدا کی آپ کے در کی ہماری بادشاہی ہے      ہمیں تو آپ کا ارشاد ہی وحی الہی ہے  
 ہمیں میدان میں لے جائیے یا شہر میں رہیے      کسی سے صلح کو فرمائیے یا جنگ کو کیسے  
 ہمارا فرض ہے تعمیل کرنا رائے عالی کی      ہماری زندگی تکمیل ہے ایمائے عالی کی  
 ہمارا مرنا جینا آپ کے احکام پر ہوگا      کسی میدان میں ہو خاتمہ اسلام پر ہوگا  
 اگر ارشاد ہو بحر فنا میں کود جائیں ہم      ہلاکت خیز گرداب بلا میں کود جائیں ہم  
 نبی کا حکم ہو تو پھاند جائیں ہم سمندر میں      جہاں کو محو کر دیں نعرہ اللہ اکبر میں  
 قریش مکہ تو کیا چیز ہیں دیووں سے لڑ جائیں      ستان نیزہ بن کر سینہ باطل میں گڑ جائیں (۱)

حضرت سعد کے ان پاکیزہ اور مجاہدانہ جذبات کو سن کر نبی اکرم ﷺ کی خوشی کی حد نہ رہی اور فرمایا:

سَيُؤَدُّوْا اَبَشْرًا، فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَدْ وَعَدَنِیْ اِحْدٰی الطَّائِفَتَیْنِ، وَاللّٰهَ لَکَافٍ الْاَنَ اَنْظُرَ اِلٰی مَصَارِعِ الْقَوْمِ

روانہ ہو جاؤ اور تمہیں خوشخبری ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دو گروہوں میں سے ایک گروہ پر غلبہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے با خدا میں قوم کے مقتولوں کی قتل گاہوں کو دیکھ رہا ہوں۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے یہ اقوال ان کی نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بے حد محبت و عشق کی علامت ہیں، کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے حکم پر سمندروں میں چھلانگیں لگانے کو تیار ہیں لیکن نبی اکرم ﷺ کے حکم میں ذرہ برابر تاخیر کو تیار ہرگز نہیں۔ سبحان اللہ۔

ایک روایت میں یوں آتا ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ یہ بھی عرض کی:

اَلَا سَعْدُ بَنَ مُعَاذٍ قَالَ يَا نَبِیُّ اللّٰهِ، اَلَا تَنْبِیْ لَكَ عَرِیْشًا تَكُوْنُ فِیْهِ، وَنُعِیْذُ عِنْدَكَ رَکَابَتُكَ، ثُمَّ

تَلَعَى عَدُوْنَا، فَاِنْ اَعَزَّنَا اللهُ وَاظْهَرَنَا عَلَى عَدُوْنَا، كَانَ ذَلِكَ مَا اُحْبَبْنَا، وَاِنْ كَانَتْ الْاُخْرَى، جَلَسْتَ عَلَى رِكَائِيكَ، فَلَحِثْتَ بِمَنْ وَرَاعَنَا، فَقَدْ تَخَلَّفَ عَنْكَ اَقْوَامٌ، يَا بِيَّ اللهُ، مَا نَحْنُ بِاَشَدَّ لَكَ حُبًّا مِنْهُمْ، وَلَوْ ظَلَمُوا اَنَّكَ تَلَعَى حَرْبًا مَا تَخَلَّفُوا عَنْكَ، يَسْتَعِثُّ اللهُ بِهِمْ، يَنْصَحُونَكَ وَيُجَاهِدُونَ مَعَكَ فَاتَّقِ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا، وَدَعَا لَهُ بِخَيْرٍ (۱)

ترجمہ: یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم آپ کے لیے ایک عریش (چھپر) نہ بنادیں تاکہ حضور ﷺ اٹائے جنگ میں اسی میں قیام فرمائیں اور حضور ﷺ کی سواری کے لیے اونٹ بھی وہاں کھڑا کر دیں پھر ہم دشمن سے نبرد آزما ہوں اللہ اگر ہم کو عزت و فتح سے سرفراز فرمادے تو پھر تو ہمارا مدد عطا پورا ہوا، یہی ہم پسند کرتے ہیں، اور اگر دوسری صورت پیدا ہو جائے تو حضور ﷺ اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ تشریف لے جائیں جہاں حضور ﷺ کے وفا شعار غلاموں کی معقول تعداد موجود ہے جو ہم سے کہیں زیادہ حضور ﷺ پر فریفتہ ہیں اگر اس کے بعد بھی دشمنوں سے جنگ کرنے کی نوبت آئی تو وہ حضور ﷺ کے پرچم تلے اپنی جان کی بازی لگا دیں گے اور ان میں سے کوئی بھی پیچھے نہیں رہے گا، خلوص و ایثار میں وہ کسی سے کم نہیں حضور ﷺ کی معیت میں میدانِ جہاد میں دادِ شجاعت دے کر اپنی غلامی کا حق ادا کریں گے نبی اکرم ﷺ نے اپنے جانثار حضرت سعد بن معاذ کی یہ بات سن کر ان کو آفرین کہی اور ان کے لیے دعائے خیر فرمائی۔

پھر نبی اکرم ﷺ کے لیے عریش بنائی گئی وہاں بیٹھ کر حضور ﷺ نے میدانِ جنگ کا سار حال دیکھا اور اس جگہ کے اندر اکیلے سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے دفاع میں جھے رہے۔ (۲)

اس دفاع میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ کارنامہ بھی ناقابلِ فراموش ہے کہ آپ نے نبی اکرم ﷺ کے گرد (یعنی عریش کے گرباہر) پہرا دیا اور اس وقت تک مسلسل اسی امرِ عظیم میں مشغول رہے جب تک جنگ ختم نہ ہو گئی۔

حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دفاعِ رسول ﷺ کا انداز:

وَضَرَبَ شَيْبَةَ رَجُلٍ عَبِيدَةَ فَقَطَعَهَا، وَكَتَرَ حِزَّةً وَعَلَى بِأَسْيَافِهَا عَلَى عَتَبَةِ فَذَقْنَا عَلَيْهِ

(۱)....(سيرة ابن هشام، بناء العريش لرسول الله صلى الله عليه وسلم، ج 1، ص 821)

(۲)....(سبل الهدى والرشاد، ج 49، ص 49)



واحتملا صاحبهما، فحازاه إلى أصحابه، ولما جاءوا به رسول الله صلى الله عليه وسلم أضجعوه إلى جانب موقف النبي صلى الله عليه وسلم، فأفرشه رسول الله صلى الله عليه وسلم قدمه الشريفة، وقال عبیدة یا رسول الله لو أن أبا طالب حق لعلم أني أحق بقوله ونسليه حتى نصزع حوله ونذهل عن أبنائنا والحلائل فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم «أشهد أنك شهيد» (۱).

شیبہ لعنة اللہ علیہ نے حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم مبارک پر وار کیا اور ان کو زخمی کر دیا (وہ زخم کی تاب نہ لا کر زمین پر بیٹھ گئے)۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جھپٹے اور آگے بڑھ کر شیبہ کو قتل کر دیا اور حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے کاندھے پر اٹھا کر بارگاہ رسالت میں لائے، اور ان کو نبی اکرم ﷺ کی طرف منہ کر کے لٹا دیا تو حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے قدم مبارک سے چٹ کر عرض کہ: یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر آج میرے اور آپ کے چچا ابو طالب زندہ ہوتے تو وہ مان لیتے کہ ان کے اس شعر کا مصداق میں ہوں کہ:

وَنُسْلِيهِ حَتَّى نَصْرَعَ حَوْلَهُ وَنَذْهَلُ عَنْ أَبْنَائِنَا وَالْحَلَائِلِ

یعنی ہم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس وقت دشمنوں کے حوالہ کریں گے جب ہم ان کے گرد لڑکر بچھاڑ دیئے جائیں گے اور ہم اپنے بیٹوں اور بیویوں کو بھول جائیں گے۔

یہ شعر ہمارے مقصد کو خوب بغیر کسی تفسیر و شرح کے واضح کر رہا ہے، کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نبی اکرم ﷺ کے ناموں رسول ﷺ کے دفاع میں اپنی جانوں اپنے بیٹوں، بیویوں غرض ہر چیز کو قربان کرنے سے گریز نہیں کرتے تھے۔ دیگر روایات میں آتا ہے کہ حضرت عبیدہ نے جب رسول اللہ ﷺ کے قدموں پر سر رکھ کر یہ اشعار پڑھے تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا مجھے شہادت نصیب ہوگی؟؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں تم کو شہادت نصیب ہوگی۔

رسول پاک نے ان کی شہادت پر گواہی دی  
عبیدہ نے یہ سن کر رکھ دیا سر پائے ہادی پر  
انہیں تہنیت خوشنودی ذات الہی دی  
بسی آنکھوں میں جنت پھر نظر نہ ڈالی، اوی پر

(۱).... (سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ حیدر العباد ذکر ابتداء الحرب وفتح القتل يوم بدر، ج 4 ص 35... أخرجه البيهقي في دلائل النبوة 3)

113..... المواهب اللدنية وشرح الزرقاني، غزوة بدر الكبرى، ج 2 ص 27، 28، 29، 30، 31، 32، 33، 34، 35، 36، 37، 38، 39، 40، 41، 42، 43، 44، 45، 46، 47، 48، 49، 50، 51، 52، 53، 54، 55، 56، 57، 58، 59، 60، 61، 62، 63، 64، 65، 66، 67، 68، 69، 70، 71، 72، 73، 74، 75، 76، 77، 78، 79، 80، 81، 82، 83، 84، 85، 86، 87، 88، 89، 90، 91، 92، 93، 94، 95، 96، 97، 98، 99، 100، 101، 102، 103، 104، 105، 106، 107، 108، 109، 110، 111، 112، 113، 114، 115، 116، 117، 118، 119، 120، 121، 122، 123، 124، 125، 126، 127، 128، 129، 130، 131، 132، 133، 134، 135، 136، 137، 138، 139، 140، 141، 142، 143، 144، 145، 146، 147، 148، 149، 150، 151، 152، 153، 154، 155، 156، 157، 158، 159، 160، 161، 162، 163، 164، 165، 166، 167، 168، 169، 170، 171، 172، 173، 174، 175، 176، 177، 178، 179، 180، 181، 182، 183، 184، 185، 186، 187، 188، 189، 190، 191، 192، 193، 194، 195، 196، 197، 198، 199، 200، 201، 202، 203، 204، 205، 206، 207، 208، 209، 210، 211، 212، 213، 214، 215، 216، 217، 218، 219، 220، 221، 222، 223، 224، 225، 226، 227، 228، 229، 230، 231، 232، 233، 234، 235، 236، 237، 238، 239، 240، 241، 242، 243، 244، 245، 246، 247، 248، 249، 250، 251، 252، 253، 254، 255، 256، 257، 258، 259، 260، 261، 262، 263، 264، 265، 266، 267، 268، 269، 270، 271، 272، 273، 274، 275، 276، 277، 278، 279، 280، 281، 282، 283، 284، 285، 286، 287، 288، 289، 290، 291، 292، 293، 294، 295، 296، 297، 298، 299، 300، 301، 302، 303، 304، 305، 306، 307، 308، 309، 310، 311، 312، 313، 314، 315، 316، 317، 318، 319، 320، 321، 322، 323، 324، 325، 326، 327، 328، 329، 330، 331، 332، 333، 334، 335، 336، 337، 338، 339، 340، 341، 342، 343، 344، 345، 346، 347، 348، 349، 350، 351، 352، 353، 354، 355، 356، 357، 358، 359، 360، 361، 362، 363، 364، 365، 366، 367، 368، 369، 370، 371، 372، 373، 374، 375، 376، 377، 378، 379، 380، 381، 382، 383، 384، 385، 386، 387، 388، 389، 390، 391، 392، 393، 394، 395، 396، 397، 398، 399، 400، 401، 402، 403، 404، 405، 406، 407، 408، 409، 410، 411، 412، 413، 414، 415، 416، 417، 418، 419، 420، 421، 422، 423، 424، 425، 426، 427، 428، 429، 430، 431، 432، 433، 434، 435، 436، 437، 438، 439، 440، 441، 442، 443، 444، 445، 446، 447، 448، 449، 450، 451، 452، 453، 454، 455، 456، 457، 458، 459، 460، 461، 462، 463، 464، 465، 466، 467، 468، 469، 470، 471، 472، 473، 474، 475، 476، 477، 478، 479، 480، 481، 482، 483، 484، 485، 486، 487، 488، 489، 490، 491، 492، 493، 494، 495، 496، 497، 498، 499، 500، 501، 502، 503، 504، 505، 506، 507، 508، 509، 510، 511، 512، 513، 514، 515، 516، 517، 518، 519، 520، 521، 522، 523، 524، 525، 526، 527، 528، 529، 530، 531، 532، 533، 534، 535، 536، 537، 538، 539، 540، 541، 542، 543، 544، 545، 546، 547، 548، 549، 550، 551، 552، 553، 554، 555، 556، 557، 558، 559، 560، 561، 562، 563، 564، 565، 566، 567، 568، 569، 570، 571، 572، 573، 574، 575، 576، 577، 578، 579، 580، 581، 582، 583، 584، 585، 586، 587، 588، 589، 590، 591، 592، 593، 594، 595، 596، 597، 598، 599، 600، 601، 602، 603، 604، 605، 606، 607، 608، 609، 610، 611، 612، 613، 614، 615، 616، 617، 618، 619، 620، 621، 622، 623، 624، 625، 626، 627، 628، 629، 630، 631، 632، 633، 634، 635، 636، 637، 638، 639، 640، 641، 642، 643، 644، 645، 646، 647، 648، 649، 650، 651، 652، 653، 654، 655، 656، 657، 658، 659، 660، 661، 662، 663، 664، 665، 666، 667، 668، 669، 670، 671، 672، 673، 674، 675، 676، 677، 678، 679، 680، 681، 682، 683، 684، 685، 686، 687، 688، 689، 690، 691، 692، 693، 694، 695، 696، 697، 698، 699، 700، 701، 702، 703، 704، 705، 706، 707، 708، 709، 710، 711، 712، 713، 714، 715، 716، 717، 718، 719، 720، 721، 722، 723، 724، 725، 726، 727، 728، 729، 730، 731، 732، 733، 734، 735، 736، 737، 738، 739، 740، 741، 742، 743، 744، 745، 746، 747، 748، 749، 750، 751، 752، 753، 754، 755، 756، 757، 758، 759، 760، 761، 762، 763، 764، 765، 766، 767، 768، 769، 770، 771، 772، 773، 774، 775، 776، 777، 778، 779، 780، 781، 782، 783، 784، 785، 786، 787، 788، 789، 790، 791، 792، 793، 794، 795، 796، 797، 798، 799، 800، 801، 802، 803، 804، 805، 806، 807، 808، 809، 810، 811، 812، 813، 814، 815، 816، 817، 818، 819، 820، 821، 822، 823، 824، 825، 826، 827، 828، 829، 830، 831، 832، 833، 834، 835، 836، 837، 838، 839، 840، 841، 842، 843، 844، 845، 846، 847، 848، 849، 850، 851، 852، 853، 854، 855، 856، 857، 858، 859، 860، 861، 862، 863، 864، 865، 866، 867، 868، 869، 870، 871، 872، 873، 874، 875، 876، 877، 878، 879، 880، 881، 882، 883، 884، 885، 886، 887، 888، 889، 890، 891، 892، 893، 894، 895، 896، 897، 898، 899، 900، 901، 902، 903، 904، 905، 906، 907، 908، 909، 910، 911، 912، 913، 914، 915، 916، 917، 918، 919، 920، 921، 922، 923، 924، 925، 926، 927، 928، 929، 930، 931، 932، 933، 934، 935، 936، 937، 938، 939، 940، 941، 942، 943، 944، 945، 946، 947، 948، 949، 950، 951، 952، 953، 954، 955، 956، 957، 958، 959، 960، 961، 962، 963، 964، 965، 966، 967، 968، 969، 970، 971، 972، 973، 974، 975، 976، 977، 978، 979، 980، 981، 982، 983، 984، 985، 986، 987، 988، 989، 990، 991، 992، 993، 994، 995، 996، 997، 998، 999، 1000، 1001، 1002، 1003، 1004، 1005، 1006، 1007، 1008، 1009، 1010، 1011، 1012، 1013، 1014، 1015، 1016، 1017، 1018، 1019، 1020، 1021، 1022، 1023، 1024، 1025، 1026، 1027، 1028، 1029، 1030، 1031، 1032، 1033، 1034، 1035، 1036، 1037، 1038، 1039، 1040، 1041، 1042، 1043، 1044، 1045، 1046، 1047، 1048، 1049، 1050، 1051، 1052، 1053، 1054، 1055، 1056، 1057، 1058، 1059، 1060، 1061، 1062، 1063، 1064، 1065، 1066، 1067، 1068، 1069، 1070، 1071، 1072، 1073، 1074، 1075، 1076، 1077، 1078، 1079، 1080، 1081، 1082، 1083، 1084، 1085، 1086، 1087، 1088، 1089، 1090، 1091، 1092، 1093، 1094، 1095، 1096، 1097، 1098، 1099، 1100، 1101، 1102، 1103، 1104، 1105، 1106، 1107، 1108، 1109، 1110، 1111، 1112، 1113، 1114، 1115، 1116، 1117، 1118، 1119، 1120، 1121، 1122، 1123، 1124، 1125، 1126، 1127، 1128، 1129، 1130، 1131، 1132، 1133، 1134، 1135، 1136، 1137، 1138، 1139، 1140، 1141، 1142، 1143، 1144، 1145، 1146، 1147، 1148، 1149، 1150، 1151، 1152، 1153، 1154، 1155، 1156، 1157، 1158، 1159، 1160، 1161، 1162، 1163، 1164، 1165، 1166، 1167، 1168، 1169، 1170، 1171، 1172، 1173، 1174، 1175، 1176، 1177، 1178، 1179، 1180، 1181، 1182، 1183، 1184، 1185، 1186، 1187، 1188، 1189، 1190، 1191، 1192، 1193، 1194، 1195، 1196، 1197، 1198، 1199، 1200، 1201، 1202، 1203، 1204، 1205، 1206، 1207، 1208، 1209، 1210، 1211، 1212، 1213، 1214، 1215، 1216، 1217، 1218، 1219، 1220، 1221، 1222، 1223، 1224، 1225، 1226، 1227، 1228، 1229، 1230، 1231، 1232، 1233، 1234، 1235، 1236، 1237، 1238، 1239، 1240، 1241، 1242، 1243، 1244، 1245، 1246، 1247، 1248، 1249، 1250، 1251، 1252، 1253، 1254، 1255، 1256، 1257، 1258، 1259، 1260، 1261، 1262، 1263، 1264، 1265، 1266، 1267، 1268، 1269، 1270، 1271، 1272، 1273، 1274، 1275، 1276، 1277، 1278، 1279، 1280، 1281، 1282، 1283، 1284، 1285، 1286، 1287، 1288، 1289، 1290، 1291، 1292، 1293، 1294، 1295، 1296، 1297، 1298، 1299، 1300، 1301، 1302، 1303، 1304، 1305، 1306، 1307، 1308، 1309، 1310، 1311، 1312، 1313، 1314، 1315، 1316، 1317، 1318، 1319، 1320، 1321، 1322، 1323، 1324، 1325، 1326، 1327، 1328، 1329، 1330، 1331، 1332، 1333، 1334، 1335، 1336، 1337، 1338، 1339، 1340، 1341، 1342، 1343، 1344، 1345، 1346، 1347، 1348، 1349، 1350، 1351، 1352، 1353، 1354، 1355، 1356، 1357، 1358، 1359، 1360، 1361، 1362، 1363، 1364، 1365، 1366، 1367، 1368، 1369، 1370، 1371، 1372، 1373، 1374، 1375، 1376، 1377، 1378، 1379، 1380، 1381، 1382، 1383، 1384، 1385، 1386، 1387، 1388، 1389، 1390، 1391، 1392، 1393، 1394، 1395، 1396، 1397، 1398، 1399، 1400، 1401، 1402، 1403، 1404، 1405، 1406، 1407، 1408، 1409، 1410، 1411، 1412، 1413، 1414، 1415، 1416، 1417، 1418، 1419، 1420، 1421، 1422، 1423، 1424، 1425، 1426، 1427، 1428، 1429، 1430، 1431، 1432، 1433، 1434، 1435، 1436، 1437، 1438، 1439، 1440، 1441، 1442، 1443، 1444، 1445، 1446، 1447، 1448، 1449، 1450، 1451، 1452، 1453، 1454، 1455، 1456، 1457، 1458، 1459، 1460، 1461، 1462، 1463، 1464، 1465، 1466، 1467، 1468، 1469، 1470، 1471، 1472، 1473، 1474، 1475، 1476، 1477، 1478، 1479، 1480، 1481، 1482، 1483، 1484، 1485، 1486، 1487، 1488، 1489، 1490، 1491، 1492، 1493، 1494، 1495، 1496، 1497، 1498، 1499، 1500، 1501، 1502، 1503، 1504، 1505، 1506، 1507، 1508، 1509، 1510، 1511، 1512، 1513، 1514، 1515، 1516، 1517، 1518، 1519، 1520، 1521، 1522، 1523، 1524، 1525، 1526، 1527، 1528، 1529، 1530، 1531، 1532، 1533، 1534، 1535، 1536، 1537، 1538، 1539، 1540، 1541، 1542، 1543، 1544، 1545، 1546، 1547، 1548، 1549، 1550، 1551، 1552، 1553، 1554، 1555، 1556، 1557، 1558، 1559، 1560، 1561، 1562، 1563، 1564، 1565، 1566، 1567، 1568، 1569، 1570، 1571، 1572، 1573، 1574، 1575، 1576، 1577، 1578، 1579، 1580، 1581، 1582، 1583، 1584، 1585، 1586، 1587، 1588، 1589، 1590، 1591، 1592، 1593، 1594، 1595، 1596، 1597، 1598، 1599، 1600، 1601، 1602، 1603، 1604، 1605، 1606، 1607، 1608، 1609، 1610، 1611، 1612، 1613، 1614، 1615، 1616، 1617، 1618، 1619، 1620، 1621، 1622، 1623، 1624، 1625، 1626، 1627، 1628، 1629، 1630، 1631، 1632، 1633، 1634، 1635، 1636، 1637، 1638، 1639، 1640، 1641، 1642، 1643، 1644، 1645، 1646، 1647، 1648، 1649، 1650، 1651، 1652، 1653، 1654، 1655، 1656، 1657، 1658، 1659، 1660، 1661، 1662، 1663، 1664، 1665، 1666، 1667، 1668، 1669، 1670، 1671، 1672، 1673، 1674، 1675، 1676، 1677، 1678، 1679، 1680، 1681، 1682، 1683، 1684، 1685، 1686، 1687، 1688، 1689، 1690، 1691، 1692، 1693، 1694، 1695، 1696، 1697، 1698، 1699، 1700، 1701، 1702، 1703، 1704، 1705، 1706، 1707، 1708، 1709، 1710، 1711، 1712، 1713، 1714، 1715، 1716، 1717، 1718، 1719، 1720، 1721، 1722، 1723، 1724، 1725، 1726، 1727، 1728، 1729، 1730، 1731، 1732، 1733، 1734، 1735، 1736، 1737، 1738، 1739، 1740، 1741، 1742، 1743، 1744، 1745، 1746، 1747، 1748، 1749، 1750، 1751، 1752، 1753، 1754، 1755، 1756، 1757، 1758، 1759، 1760، 1761، 1762، 1763، 1764، 1765، 1766، 1767، 1768، 1769، 1770، 1771، 1772، 1773، 1774، 1775، 1776، 1777، 1778، 1779، 1780، 1781، 1782، 1783، 1784، 1785، 1786، 1787، 1788، 1789، 1790، 1791، 1792، 1793، 1794، 1795، 1796، 1797، 1798، 1799، 1800، 1801، 1802، 1803، 1804، 1805، 1806، 1807، 1808، 1809، 1810، 1811، 1812، 1813، 1814، 1815، 1816، 1817، 1818، 1819، 1820، 1821، 1822، 1823، 1824، 1825، 1826، 1827، 1828، 1829، 1830، 1831، 1832، 1833، 1834، 1835، 1836، 1837، 1838، 1839، 1840، 1841، 1842، 1843، 1844، 1845، 1846، 1847، 1848، 1849، 1850، 1851، 1852، 1853، 1854، 1855، 1856، 1857، 1858، 1859، 1860، 1861، 1862، 1863، 1864، 1865، 1866، 1867، 1868، 1869، 1870، 1871، 1872، 1873، 1874، 1875، 1876، 1877، 1878، 1879، 1880، 1881، 1882، 1883، 1884، 1885، 1886، 1887، 1888، 1889، 1890، 1891، 1892، 1893، 1894، 1895، 1896، 1897، 1898، 1899، 1900، 1901، 1902، 1903، 1904، 1905، 1906، 1907، 1908، 1909، 1910، 1911، 1912، 1913، 1914، 1915، 1916، 1917، 1918، 1919، 1920، 1921، 1922، 1923، 1924، 1925، 1926، 1927، 1928، 1929، 1930، 1931، 1932، 1933، 1934، 1935، 1936، 1937، 1938، 1939، 1940، 1941، 1942، 1943، 1944، 1945، 1946، 1947، 1948، 1949، 1950، 1951، 1952، 1953، 1954، 1955، 1956، 1957، 1958، 1959، 1960، 1961، 1962، 1963، 1964، 1965، 1966، 1967، 1968، 1969، 1970، 1971، 1972، 1973، 1974، 1975، 1976، 1977، 1978، 1979، 1980، 1981، 1982، 1983، 1984، 1985، 1986، 1987، 1988، 1989، 1990، 1991، 1992، 1993، 1994، 1995، 1996، 1997، 1998، 1999، 2000، 2001، 2002، 2003، 2004، 2005، 2006، 2007، 2008، 2009، 2010، 2011، 2012، 2013، 2014، 2015، 2016، 2017، 2018، 2019، 2020، 2021، 2022، 2023، 2024، 2025، 2026، 2027، 2028، 2029، 2030، 2031، 2032، 2033، 2034، 2035، 2036، 2037، 2038، 2039، 2040، 2041، 2042، 2043، 2044، 2045، 2046، 2047، 2048، 2049، 2050، 2051، 2052، 2053، 2054، 2055، 2056، 2057، 2058، 2059، 2060، 2061، 2062، 2063، 2064، 2065، 2066، 2067، 2068، 2069، 2070، 2071، 20

ہوا کلمہ شہادت کا زبان پاک پر جاری

فلک سے نور برسا دل پہ راحت ہو گئی طاری

جسم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا بوسہ:

جب جنگ بدر کے دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی چھڑی کے اشارہ سے صفیں سیدھی فرما رہے تھے کہ آپ ﷺ نے دیکھا کہ حضرت سواد انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیٹ صف سے کچھ آگے نکلا ہوا تھا۔ آپ نے اپنی چھڑی سے ان کے پیٹ پر ایک کو مچا دے کر فرمایا کہ "اِسْتَوِ يَا سَوَادُ" (اے سواد سیدھے کھڑے ہو جاؤ) حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے میرے شکم پر چھڑی ماری ہے مجھے آپ سے اس کا قصاص (بدلہ) لینا ہے۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا پیرا ہن شریف اٹھا کر فرمایا کہ اے سواد! لو میرا شکم حاضر ہے تم اس پر چھڑی مار کر مجھ سے اپنا قصاص لے لو۔ حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوڑ کر آپ ﷺ کے شکم مبارک کو چوم لیا اور پھر نہایت ہی والہانہ انداز میں انتہائی گرم جوشی کے ساتھ آپ ﷺ کے جسم اقدس سے لپٹ گئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے سواد! تم نے ایسا کیوں کیا؟ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اس وقت جنگ کی صف میں اپنا سر ہتھیلی پر رکھ کر کھڑا ہوں شاید موت کا وقت آگیا ہو، اس وقت میرے دل میں اس تمنا نے جوش مارا کہ کاش! مرتے وقت میرا بدن آپ ﷺ کے جسم اطہر سے چھو جائے۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس جذبہ محبت کی قدر فرماتے ہوئے ان کے لئے خیر و برکت کی دعا فرمائی اور حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دربار رسالت میں معذرت کرتے ہوئے کہا کہ میں کون ہوتا ہوں یا رسول اللہ ﷺ کہ آپ سے بدلہ لوں؟؟ اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس عاشقانہ ادا کو حیرت سے دیکھتے ہوئے ان کا منہ تکتے رہ گئے۔ (۱)

حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لبیک یا رسول اللہ کہنے کا انداز:

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب میدان بدر میں جوش جہاد کا وعظ فرماتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ مسلمانو! اس جنت کی طرف بڑھتے چلو جس کی چوڑائی آسمان و زمین کے برابر ہے تو حضرت عمیر بن الحمام انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بول اٹھے کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا جنت کی چوڑائی زمین و آسمان کے برابر ہے؟ ارشاد فرمایا کہ ہاں یہ سن کر حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: واہ واہ آپ نے دریافت فرمایا کہ کیوں اے عمیر! تم نے "واہ واہ" کس لئے کہا؟ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقط اس امید پر کہ میں بھی جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے خوشخبری سناتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے عمیر! تو بے شک جنتی ہے۔ حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت کھجوریں کھا رہے تھے۔ یہ بشارت سنی تو مارے خوشی کے کھجوریں پھینک کر کھڑے ہو گئے اور ایک دم کفار کے لشکر پر تلوار لے کر ٹوٹ پڑنے اور جان بازی کے ساتھ لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ (۱)

سبحان اللہ کیا ان لوگوں کو اپنی جان عزیز نہیں تھی؟؟ یا ان کا فہم و شعور سے کوئی تعلق نہ تھا؟؟ یہ کیوں رسول اللہ ﷺ کی ایک آواز پر لبیک کہتے ہوئے میدان جنگ میں اپنی جانوں کو ہتھیلی پر لیے اور سروں پر کفن باندھے کود پڑتے تھے کسی شاعر نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ

جان پیاری تھی مگر جان سے پیارے وہ تھے  
جو کہا انہوں نے وہ مانا گیا ٹالانہ گیا

### غزوہ اُحد اور دفاع رسول صلی اللہ علیہ وسلم مقبول

اس دن بھی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے رسالت و ناموس رسالت کے دفاع میں ایمان افروز داستان نقل کیں، اس دن بھی ہر صحابی کا ہر کام نبی اکرم ﷺ پر جان فداء کرنے کے جذبہ سے مامور ہے اور جو دفاع رسول ﷺ کی داستانیں اُحد کے میدان سے ملتی ہیں وہ آپ کو کہیں کو نظر نہیں آئیں گی۔ ہم یہاں پر اختصار کے ساتھ کچھ بیان کرتے ہیں۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دفاع رسول اکرم ﷺ:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ «لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ انْهَزَمَ نَاسٌ مِنَ النَّاسِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبُو طَلْحَةَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُجَوِّبٌ عَلَيْهِ بِحُجْفَةٍ»، قَالَ «وَكَانَ أَبُو طَلْحَةَ رَجُلًا رَامِيًا، شَدِيدَ الثَّرْعِ، وَكَسَرَتْ يَوْمَئِذٍ قَوْسَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا»، قَالَ "فَكَانَ الرَّجُلُ يَنْزِي مَعَهُ الْجَعْبَةَ مِنَ النَّبْلِ، فَيَقُولُ انْثَرَاهَا لِأَبِي طَلْحَةَ"، قَالَ "وَيُشْرِفُ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ إِلَى الْقَوْمِ، فَيَقُولُ أَبُو طَلْحَةَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ، بِأَيِّ أَنْتِ وَأُمِّي، لَا تُشْرِفْ، لَا يُصْنَبُكَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ الْقَوْمِ، نَحْرِي دُونَ نَحْرِكَ"، قَالَ «وَلَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ بَشَّتْ أَبِي بَكْرًا، وَأُمُّ سُلَيْمٍ

(۱) ... (مسلم کتاب الجہاد باب سقوط فرض الجہاد عن البعلورین ج ۲ ص ۱۳۹ ... صحیح مسلم، کتاب الامار قباب ثبوت الجہاد للشہیدین، الحدیث: ۱۱۰۱، ص ۱۰۵۲ تفصیلاً بتصرف)

وَأَمَّا لِنَشِيرَتَانِ، أَرَى حَدَّ مَسُوقِهِمَا، تَتَقَلَّانِ الْقُرْبَ عَلَى مُثُونِهِمَا، ثُمَّ تُفْرِغَانِي فِي أَفْوَاهِهِمَا، ثُمَّ تَرْجَعَانِ فَتَمْلَأْنِيهَا، ثُمَّ تَجِيئَانِ تُفْرِغَانِي فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ، وَلَقَدْ وَفَّعَ السَّيْفُ مِنْ يَدَي أَبِي طَلْحَةَ إِمَامًا مَرَّتَيْنِ وَإِمَامًا ثَلَاثًا مِنَ النَّعَاسِ» (۱)

ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ احد کی لڑائی کے موقع پر جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے ادھر ادھر چلنے لگے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اس وقت اپنی ایک ڈھال سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کر رہے تھے۔ ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے تیر انداز تھے اور خوب کھینچ کر تیر چلایا کرتے تھے چنانچہ اس دن دو یا تین کمائیں انہوں نے توڑ دی تھیں۔ اس وقت اگر کوئی مسلمان ترکش لیے ہوئے گزرتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ اس کے تیر ابو طلحہ کو دے دو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حالات معلوم کرنے کے لیے دیکھنے لگتے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ عرض کرتے: یا نبی اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، آپ ﷺ ملاحظہ نہ فرمائیں، کہیں کوئی تیر آپ کو نہ لگ جائے۔ میرا سینہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے کی ڈھال ہے (یعنی آپ ﷺ پر قربان ہے) اور میں نے عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا (ابو طلحہ کی بیوی) کو دیکھا کہ اپنا ازار اٹھائے ہوئے (غازیوں کی مدد میں) بڑی تیزی کے ساتھ مشغول تھیں۔ (اس خدمت میں ان کے انہماک و استغراق کی وجہ سے انہیں کپڑوں تک کا ہوش نہ تھا یہاں تک کہ) میں ان کی پنڈلیوں کے زیور دیکھ سکتا تھا۔ انتہائی جلدی کے ساتھ مشکیزے اپنی پیٹھوں پر لیے جاتی تھیں اور مسلمانوں کو پلا کر واپس آتی تھیں اور پھر انہیں بھر کر لے جاتیں اور ان کا پانی مسلمانوں کو پلاتیں اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے اس دن دو یا تین مرتبہ تلواریں چھوٹ کر گر پڑی تھیں۔

میرا چہرہ آپ ﷺ کے چہرے پر قربان:

ایک روایت میں آتا ہے کہ:

وَأَبُو طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيُّ اسْتَمَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ يَسْنَعُ عَنْهُ بِجَحْفَتِهِ، وَكَانَ رَامِيًا شَدِيدَ الرَّمْيِ فَنَثَرَ كَنَاتَهُ بَيْنَ يَدَي رَسُولِ اللَّهِ، وَصَارَ يَقُولُ وَجْهِي لَوَجْهَكَ فِدَاءً، وَكُلُّ مَنْ كَانَ يَسْرُومَعَهُ كَنَانَةً

(۱).... (صحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب غزوة النساء مع الرجال، رقم: 136.... مسند ابو یعلیٰ، عبد العزیز بن صہیب عن انس بن مالک، رقم: 3921)

يقول له عليه الصلاة والسلام انثراها لأبي طلحة، وكان ينظر إلى القوم ليرى ماذا يفعلون، فيقول له أبو طلحة يا نبي الله بأبي أنت وأمي، لا تنظري صديك سهم من سهام القوم! نحري دون نحرك. (١)

ترجمہ: حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ کے بالکل سامنے کھڑے تھے اور اپنی ڈھال کے ساتھ نبی اکرم ﷺ پر آنے والے تیروں سے رسول اللہ ﷺ کا دفاع فرما رہے تھے، آپ بہت طاقت کے ساتھ تیر چلاتے تھے نبی رسول اللہ ﷺ کے سامنے آپ کی کمان ٹوٹ گئی، اور آپ یہ نعرہ بلند کیے ہوئے تھے کہ یا رسول اللہ ﷺ میرا چہرہ آپ ﷺ کے چہرے پر قربان، جب بھی کوئی آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرتا اور اس کے ہاتھ میں کمان ہوتی تو حضور ﷺ فرماتے یہ کمان ابو طلحہ کو دے دو، اور رسول اللہ ﷺ جب قوم کی طرف دیکھتے کہ ان کی کیا حالت ہے تو حضرت ابو طلحہ عرض کرتے یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ پر میرے ماں باپ قربان! آپ ﷺ اس طرف نہ دیکھیں کہیں کوئی تیر آپ کو نہ لگ جائے، میرا سینہ آپ کے سینہ پر قربان ہونے کے لیے حاضر ہے۔

ادھر سے پے پے تیروں کی ایک بو چھاڑ آتی تھی  
ادھر سے ڈھال طلحہ بن عبیدہ اللہ کی چھاتی تھی  
اور ادھر مشرکین کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بار بار بزبان حال یہ آواز دے رہے تھے کہ:  
"اے ستم گر آہنر آزمائیں تو تیر آزمائیں ہم جگر آزمائیں"

ہر طرف سے دفاع رسول اللہ ﷺ:

ایک روایت میں آتا ہے کہ:

وَقَاتَلَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدٍ اللَّهِ يَوْمَ مَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِتَالًا شَدِيدًا، فَكَانَ طَلْحَةُ يَقُولُ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ انْهَزَمَ أَصْحَابُهُ، وَكَرَّ الْمَشْرُكُونَ

(١)... (نور المقلین فی سیرۃ سید المرسلین. المؤلف: محمد بن عفیفی الباجوری المعروف بالشیخ الخضری (المتوفی: 1345ھ). العاشر: دار الفیحاء۔

دمشق. الطبعة: الثانية - 1425 هـ غزوة احد ج 1، ص 124)

وَأَخَذُوا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ كُلِّ نَاحِيَةٍ، فَمَا أَدْرَى أَقْوَمُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ أَوْ مِنْ وَرَائِهِ، أَوْ عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ، فَأَذْبَتْ بِالسَّيْفِ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ مَرَّةً وَأُخْرَى مِنْ وَرَائِهِ حَتَّى انْكَشَفُوا (١)

ترجمہ: حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُحد کے دن نبی اکرم ﷺ کی طرف سے خوب جہاد کیا آپ فرماتے ہیں کہ جب میں نے دیکھا کہ جب لوگوں کا حفاظتی گھیرا نبی اکرم ﷺ کے گرد سے ٹوٹ گیا اور مشرکین پلٹ پلٹ کر ہر طرف سے نبی اکرم ﷺ پر وار کرنے لگے، تو مجھے کوئی سمجھ نہیں آرہی تھی کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو کر آپ کا دفاع کروں یا پیچھے یا دائیں بائیں؟؟ آپ کے ہاتھ مبارک سے اس دن ایک بارتکوار گر پڑی پھر جب نبی اکرم ﷺ کے پیچھے سے آپ ﷺ کا دفاع کیا تو وہاں بھی ایک بارتکوار گر پڑی، لیکن آپ دلیری اور شجاعت کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کا دفاع فرماتے رہے یہاں تک کہ مشرکین دور ہٹ گئے۔

یہ فوجوں کو ہنکاتے مارتے تھے اور ہٹاتے تھے یہ موجوں میں شناور کی طرح غوطے لگاتے تھے بہا کر دور لے جاتی تھی اُن کو ان کی جولانی! کہ پورے زور پر تھی اس جگہ دریا کی طغیانی

حضرت طلحہ کا بار بار لبیک یا رسول اللہ ﷺ کہنا:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

انهزم الناس عن رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم أحد، وبقي معه أحد عشر رجلا من الأنصار، وطلحة بن عبيد الله، وهو يصعد في الجبل، فلحقهم البشرى كون، فقال «ألا أحد لهؤلاء؟» فقال طلحة

أنا يا رسول الله، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم «كبا أنت يا طلحة»، فقال رجل من الأنصار فأنا يا رسول الله فقاتل عنه، وصعد رسول الله صلى الله عليه وسلم ومن بقي

(١)... (المغازي- المؤلف: محمد بن عمر بن واقد السهمي الأسلمي بالولاء، المدني أبو عبد الله، الواقدي (المتوفى: 207 هـ)، تحقيق: مارسدن جونس، الناشر:

دار الأعلیٰ - بيروت، الطبعة: الثالثة - 1409/1989، ج 1، ص 254)

معه من أصحابه، ثم قتل الأنصاري، فلحقوه فقال «ألا رجل لهؤلاء؟» فقال طلحة مثل قوله، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل قوله، فقال رجل من الأنصار فأننا يا رسول الله، فقاتل وأصحابه يصعدون في الجبل، ثم قتل الأنصاري، فلحقوه، فلم يزل يقول مثل قوله الأول، ويقول طلحة أنا يا رسول الله فيحبسه، ويستأذنه رجل من الأنصار للقتال، فيأذن له، فيقاتل مثل من كان قبله حتى لم يبق معه إلا طلحة، فقتلوه، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم «من لهؤلاء يا طلحة؟» فقال أنا، فقاتل مثل قتال جميع من كان قبله، وأصيبت أنامله، (۱)

ترجمہ: کہ جب نبی اکرم ﷺ کے گرد سے لوگوں کا گھیرا ٹوٹ گیا اور آپ کے ساتھ انصار کے صرف گیارہ آدمی اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ باقی رہ گئے تو تو نبی اکرم ﷺ پہاڑ پر چڑھنے لگے تو مشرکین نے پیچھے سے آیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا تم سے کوئی ایک ہے جو ان کا راستہ روک سکے؟؟ طلحہ نے عرض کی میں یا رسول اللہ! فرمایا تم جہاں ہو ٹھیک ہو کوئی اور! ایک انصار نے عرض کیا "یا رسول اللہ میں تیار ہوں، پھر وہ انصار ان حملہ آوروں سے برسرِ پیکار ہو گیا۔ اتنے میں حضور چڑھتے گئے کچھ دیر بعد ان انصاری کو شہید کر دیا گیا حضور ﷺ نے پھر وہی سوال دہرایا حضرت طلحہ نے عرض کیا "لبیک یا رسول اللہ" حضور نے ان کو دوبارہ صبر کی تلقین فرمائی اور ایک دوسرے صحابی نے ان سے لڑنا شروع کر دیا اور حضور ﷺ نے اوپر چڑھنا شروع کر دیا۔

پھر وہ انصاری بھی شہید کر دیے گئے یہاں تک کہ گیارہ کے گیارہ جان نثار اپنے محبوب کے دفاع میں دشمنوں کے آڑے آتے رہے اور اپنی جانوں کو اپنے آقا و مولا پر قربان کرتے رہے اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان ہر صحابی کے آنے سے پہلے لبیک یا رسول اللہ ﷺ کا نعرہ بلند کرتے یہاں تک کہ کفار کے اس ریلے کا مقابلہ کرنے کے لیے صرف دو ہی شخص رہ گئے ایک رحمت عالم ﷺ اور دوسرے حضرت طلحہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے طلحہ ان کے لیے کون ہے تو حضرت طلحہ نے پھر لبیک یا رسول اللہ ﷺ کہا، پھر حضرت طلحہ ان کفار کے سامنے سینہ سپر ہو کر کھڑا ہو گئے اور جتنی مزاحمت ان گیارہ صحابہ

نے کی تھی اتنی حضرت طلحہ نے اکیلے کی، اور ایک ایک انچ بھی آگے نہ آنے دیا یہاں تک کہ ان کی انگلیاں کٹ گئیں اور ہاتھ شل ہو گئے۔

اور ایک روایت میں ان الفاظ کا بھی اضافہ ہے کہ: جب آپ کی انگلیاں کشیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم انگلیوں کے کٹنے کے قوت بسم اللہ پڑھتے تو

ولرأيت بناءك الذي بنى الله لك في الجنة وأنت في الدنيا (۱)

ترجمہ: تم جنت میں اپنے اس محل کو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے بنایا ہے دنیا میں کھڑے کھڑے دیکھ لیتے۔

احد کا دن سارے کا سارا ابو طلحہ کے حصے آیا:

عن عائشة قالت كان أبو بكر إذا ذكر يوم أحد قال ذلك اليوم كله لطلحة، ثم أنشأ يحدث قال كنت ممن فاء إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم أحد فرأيت رجلا يقاتل مع رسول الله صلى الله عليه وسلم دونه۔ قال وأراه قال يحييه۔ قال قلت كن طلحة حيث فاتني ما فاتني، فقلت يكون رجلا من قومي أحب إلي، وبينى وبين رسول الله صلى الله عليه وسلم رجل لا أعرفه، وأنا أقرب إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم منه، وهو يخطف خطفا لا أخطفه، فإذا هو أبو عبيدة بن الجراح، فاتتهيت إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، وقد كسرت رباعيته، وشج وجهه، وقد دخل في وجنته حلقتان من حلق المغفر،

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم عليكما صاحبكما، يريد طلحة،

وقد نزل الدم فتركناه، وذهبت لأنزل ذلك من وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال

أبو عبيدة

أقسمت عليك بحق ليأتركتني، فتركته، وكراه أن يتناولها بيده فيؤذي رسول الله صلى

(۱)... (ذكرة ابن عساکر فی مہذب تاریخ دمشق 77/7... (سبل الہدی الرشاد باب غزوة احد ذکر تعظیم اہل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بما فعلہ معہ



اللہ علیہ وسلم، فارم علیہا بقیہ فاستخرج إحدى الحلقتين، ودقعت ثنيتيه مع الحلقة،  
 وذہبت لأصنع ما صنع، فقال أقسبت عليك بحق لها تركتني، ففعل كما فعل في البرة  
 الأولى، فوقع ثنيتيه الأخرى مع الحلقة، فكان أبو عبيدة من أحسن الناس هتبا،  
 فأصلحنا من شأن رسول الله صلى الله عليه وسلم، ثم أتينا طلحة في بعض تلك الحفر،  
 فإذا به بضع وسبعون أو أقل أو أكثر من طعنة وضربة ورمية، وإذا قد قطعت إصبعه  
 فأصلحنا من شأنه.

وذكر محمد بن عمران طلحة أصيب يومئذ في رأسه، فنزف الدم حتى غشى عليه، فنضج أبو  
 بكر الساع في وجهه حتى أفاق فقال ما فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال خيرا، هو  
 أرسلني إليك، قال الحمد لله، كل مصيبة بعدة جليل.

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ جب بھی اُحد کے دن کا ذکر کرتے تو فرماتے یہ سارے کا سارا دن ابو طلحہ کے حصے آیا، پھر اس دن کے  
 حالات یوں بیان فرماتے کہ:

"میں ان لوگوں میں سے تھا جو حضور ﷺ کے پاس لوٹ کر آرہے تھے میں نے دیکھا کہ ایک شخص حضور  
 ﷺ کے ساتھ کھڑا حضور ﷺ کا دفاع کر رہا ہے میں نے سوچا کہ یہ طلحہ ہی ہو سکتے ہیں میرے  
 درمیان اور حضور ﷺ کے درمیان ایک آدمی تھا میں حضور ﷺ کے زیادہ قریب تھا میں نے غور سے  
 دیکھا تو وہ ابو عبیدہ بن جراح تھے میں جب حضور ﷺ کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ حضور ﷺ کے  
 سامنے والے چار دانت شہید ہو چکے ہیں اور چہرہ انور میں خود کے دو حلقے گھس گئے ہیں میں نے رخسار  
 مبارک سے وہ حلقے نکالنے کا ارادہ کیا تو حضرت ابو عبیدہ نے میری منت کی کہ وہ سعادت مجھے حاصل  
 کرنے دو انہوں نے ہاتھ سے کھینچنا مناسب نہ سمجھا کہ کہیں تکلیف نہ ہوں اپنے دانتوں سے نکالنے لگے

(۱)... (سبل الهدى الرشاد باب غزوة احدى ذكر تعظيم أحر رسول الله صلى الله عليه وسلم بما فعله معه المبركون ج 4، ص 200... أخرجه البيهقي في  
 الدلائل 3/363 وأبو نعيم في الحلية 1/87 وذكره ابن حجر في المطالب (4327) والبعث الهدى في الكثر (30025).... ضياء النبى، از پير كرم شاه رحمة  
 الله عليه، جلد دوم، ص 507، 508)

ایک حلقہ توکل آیا لیکن اس کی کوشش میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اپنے سامنے والے دودانت گر گئے پھر دوسرا حلقہ بھی اپنے دانتوں سے ہی نکالا لیکن سامنے والے دودانت اور گر گئے اگرچہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس کوشش میں چار دانت نبی اکرم ﷺ پر قربان ہو گئے لیکن اس کے باوجود آپ کے حسن و جمال کو چار چاند لگ گئے۔

حضرت طلحہ کا سارا جسم زخموں سے چھلنی تھا۔ ہم نے ایک کے زخموں کو شمار کیا تو وہ ستر سے بھی زیادہ تھے جن میں سے کچھ تلوروں کے، کچھ نیزوں کے اور کچھ تیروں کے زخم تھے ان کی ایک انگلی بھی کٹ چکی تھی پھر ہم نے ان کے زخموں کی مرہم پٹی کی حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر تیروں کے بہت زیادہ زخم تھے جن سے خون بہا اور آپ بے ہوش ہو گئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے منہ پر پانی چھڑکا تو انہیں ہوش آیا، تو سب۔ یہ سوال کیا کہ: رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟؟ ہم نے بتایا کہ الحمد للہ حضور بخیر و عافیت ہیں یہ سن کر اس جانباز صادق نے بے ساختہ کہا "اللہ کا شکر ہے حضور سلامت ہیں ہر مصیبت آپ کے ہوتے ہوئے کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔"

جب رسول اللہ ﷺ پر کفار نے تیروں کے ساتھ حملہ کیا تو:

یہ صورت دیکھ کر اب ہو گئے لاچار ابو طلحہ	رسول اللہ کے آگے بن گئے دیوار ابو طلحہ
نبی کی ذات پر اس سمت سے جو تیر آتے تھے	ابو طلحہ ہدف بنتے تھے آقا کو بچاتے تھے
کیا تیروں نے چھلنی کی طرح سینہ نگار ان کا	مگر خوش تھے کہ راضی ہو گیا پرودگار ان کا

ضروری نوٹ:

اوپر مذکور ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے چار دانت شہید ہو گئے اس کی تفصیل میں امام صالحی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

وهي السنن التي بين الشنينة والثاب۔ أنها كسرت فذهب منها فلقة، ولم تقلع من أصلها (١)

حضرت مالک بن سنان اور حفاظت خون رسول ﷺ:

أن الحلقتين لبتا نزعتا جعل الدم يسرب كما يسرب الشن، فجعل مالك بن سنان يأخذ الدم بفيه ويسجه منه ويزدرد منه، فقال له «أتشرب الدم؟» قال نعم يا رسول الله،

(١)... (سبل الهدى الرشاد باب غزوة أحد ذكر تعظيم أجرة رسول الله صلى الله عليه وسلم بما فعله معه البشر كون ج 4 ص 198)

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «مَنْ مَسَّ دَمَهُ دَمِي لَمْ تَصِبْهُ النَّارُ»

جب خود کے حلقوں کو نکالا گیا تو آپ ﷺ کا خون ایسے بہا جیسے مشک کا منہ کھول دیا گیا ہے، تو حضرت مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ کر نبی اکرم ﷺ کے زخم پر اپنا منہ رکھ کر چوسنا شروع کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم خون پی رہے ہو؟؟ عرض کی ہاں حضور تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس کا خون میرے خوں کے ساتھ لگ گیا اس کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔ (۱)

تمام ائمہ فقہ کا اس میں اتفاق ہے کہ بہتا ہوا خون حرام ہوتا ہے لیکن یہاں راہ عشق کے سردار یعنی صحابہ کرام تو نبی اکرم ﷺ کا خون مبارک پی رہے ہیں اور رسول اللہ ﷺ منع بھی نہیں فرما رہے تو کیا لوگوں کو ابھی تک یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ نبی ﷺ کا ہر جز پاک ہے اور نبی عام لوگوں جیسا ہرگز نہیں ہوتا۔

لبیک یا رسول اللہ ﷺ کہنے والے سات جانشین:

عن أنس بن مالك رضي الله عنه: أن المشركين لما أُرْهِقُوا رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو في سبعة من الأنصار ورجل من قريش قال: من يردّهم عنا وهو رفيقي في الجنة؟ فجاء رجل من الأنصار فقاتل حتى قتل، ثم رهقوه أيضا، فقال: من يردّهم عنا وله الجنة؟ - أو هو رفيقي الجنة؟ - فتقدم رجل من الأنصار فقاتل حتى قتل السبعة، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «ما أنصفنا أصحابنا» (۲)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کو گھیر لیا تو آپ سات انصاری صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ تھے تو آپ نے فرمایا کون ہے جو آج ان کفار کو ہم سے دور کرے، وہ جنت میں میرا ساتھی ہوگا؟؟ تو ایک انصاری صحابی آئے اور رسول اکرم ﷺ کے دفاع میں لڑنے لگے یہاں تک کہ شہید ہو گئے تو کفار نے پھر رسول اللہ ﷺ پر حملہ کیا تو نبی اکرم ﷺ نے پھر فرمایا کون ہے جو ان کفار کو ہم سے دور کرے اس کے لیے جنت ہے؟؟

(۱).... (سبل الهدى الرشاد باب غزوة احد ذكر تعظيم أحر رسول الله صلى الله عليه وسلم بما فعله معه المشركون ج 4 ص 200)

(۲).... (أخرجه مسلم في الجهاد (100) وأحمد في المسند 1/463 والبيهقي في السنن 9/44 وابن أبي شيبة في المصنف 14/399 والبيهقي في الدلائل 3/235)....

235..... (سبل الهدى الرشاد باب غزوة احد ذكر تعظيم أحر رسول الله صلى الله عليه وسلم بما فعله معه المشركون ج 4 ص 203)

یا فرمایا وہ جنت میں میرا ساتھی ہوگا تو ایک انصاری صحابی آگے بڑھے اور ان کفار سے رسول اللہ ﷺ کا دفاع کیا اور شہید ہو گئے اسی طرح سات کے سات انصاری صحابہ نے اپنے رسول ﷺ کے دفاع میں اپنی جانوں کو جنت کے بدلے فروخت کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمارے اصحاب نے ہم سے کیا ہی خوب انصاف کیا۔ (یعنی دفاع رسول اللہ ﷺ میں اپنے کیے ہوئے وعدے کو پورا کیا)

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دفاع رسول اکرم ﷺ:

وَمِنْهُمْ سَهْلُ بْنُ حَنِيفٍ وَكَانَ مِنْ مُشَاهِدِ الرَّمَاةِ نَضَحَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ بِالنَّبْلِ حَتَّى انْفَرَجَ عَنْهُ النَّاسُ (۱)

ترجمہ: حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مشہور تیر اندازوں میں سے تھے یہ بھی نبی اکرم ﷺ کی طرف سے تیر اندازی فرما رہے تھے اور آپ نے اتنے تیر چلائے کہ کفار بھاگ گئے۔

حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دفاع رسول اللہ ﷺ:

روایت میں آتا ہے کہ:

وَيَقْبِلُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُمَيْدٍ بْنُ زُهَيْرٍ حِينَ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ، يَرْكُضُ فَرَسَهُ مُقْتَنِعًا فِي الْحَدِيدِ يَقُولُ أَنَا ابْنُ زُهَيْرٍ، ذُلُونِ عَلَى مُحَمَّدٍ، فَوَاللَّهِ لَا أَقْتُلْنَهُ أَوْ لَا مَوْتَنَ دُونَهُ! فَتَعَرَّضَ لَهُ أَبُو دُجَانَةَ فَقَالَ هَلُمَّ إِلَى مَنْ يَبْقَى نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِنَفْسِهِ! فَضَرَبَ فَرَسَهُ فَعَرَّقَبَهَا فَانْتَسَعَتْ الْفَرَسُ، ثُمَّ عَلَاهُ بِالسَّيْفِ وَهُوَ يَقُولُ خُذْهَا وَأَنَا ابْنُ خَرِشَةَ! وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ إِلَيْهِ يَقُولُ اللَّهُمَّ ارْضَ عَنِ ابْنِ خَرِشَةَ كَمَا أَنَا عَنْهُ

(۱).... (نور الیقین فی سیرۃ سید المرسلین. المؤلف: محمد بن عقیلی الباجوری، المعروف بالشیخ المصطفی (المتوفی: 1345ھ). الناشر: دار الفیحاء۔

دمشق. الطبعة: الغابية- 1425 هـ غزوة احد ج 1، ص 124)

راضی (۱)

ایک مشرک فہموار عبد اللہ بن حمید بن زہیر گھوڑا دوڑاتا ہوا حضور ﷺ پر حملہ کرنے کے لیے آگے بڑھا وہ سرتاپا لوہے میں غرق تھا آگے بڑھا اور کہنا لگا میں زہیر کا بیٹا ہوں مجھے محمد (ﷺ) کے بارے میں بتاؤ کہاں ہے؟؟ بخدا میں اس کو قتل کر دوں گا یا خود مارا جاؤں گا۔ یہ بات جب حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنی تو فرمایا "اے احمق! انہیں رہنے دو پہلے ان کے جان نثار سے دو ہاتھ کر لو! آپ نے اپنی تلوار سے اس کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں، دوسرا اور اس کے سر پر کیا اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرما رہے تھے کہ میں ابن خریشہ ہوں۔

نبی اکرم ﷺ یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے (اللہ کے حضور عرض کیا) "اے اللہ تو بھی ابن خریشہ یعنی ابو دجانہ سے راضی ہو جا! جس طرح میں اس سے راضی ہوں۔

محمد بن عصفی الباجوری، المعروف بالشیخ الحضری (المتوفی: 1345ھ) فرماتے ہیں:

"حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان جنگ میں مختلف مقامات پر داد شجاعت دیتے رہے لیکن جب دشمنوں نے ان کے آقا ﷺ پر حملہ کیا تو آپ دوڑے ہوئے آئے اور اس وقت وہاں پہنچے جب کہ حضور ﷺ پر چاروں طرف سے مشرکین نے تیروں کی بوچھاڑ کر دی تھی یہ ڈھال بن کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑے ہو گئے اور آنے والے سارے تیروں کو اپنے جسم پر لیتے رہے سارا جسم تیروں سے بھر گیا لیکن محبوب خدا ﷺ کے دفاع میں یہ جان نثار عاشق بال برابر بھی پیچھے نہ ہٹا۔ (۲)

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دفاع رسول اللہ ﷺ:

وقاتل عبد الرحمن بن عوف قتالا شديدا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، وأصيب فوة

(۱)... (المغازي، المؤلف: محمد بن عمر بن واقد السهمي الأسلمي بالولاء، المبدئي أبو عبد الله الوالدي (المتوفى: 207هـ) تحقيق: مارسدن جونز، الناشر: دار الأملی - بيروت، الطبعة: الثالثة - 1989/1409، ج 1، ص 246... (النهاية، ج 3، ص 88)... إمعان السماع عمال للقب من الأحوال والأموال والحفلة والمعاج، المؤلف: أحمد بن علي بن عبد القادر، أبو العباس الحسيني العبدي، تلى الدين المقرئ (المتوفى: 845هـ) المحقق: محمد عبد الحميد العيسى، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى، 1420 هـ - 1999 م، غير ما أصاب رسول الله صلى الله عليه وسلم من الجراحة يوم أحد ج 1، ص 152)

(۲)... (تور المقيدين في سيرة سيد المرسلين، المؤلف: محمد بن عيسى الباجوري، المعروف بالشيخ الحضری (المتوفى: 1345هـ)، الناشر: دار الفحاء - دمشق، الطبعة: الثانية - 1425 هـ غزوة أحد ج 1، ص 124)

فہتم، وجرم عشرين جراحة أو أكثر، وجرم في رجله، وكان يعرج منها. (۱)

اس موقع پر حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنے نبی اکرم ﷺ کے قدموں میں کھڑے ہو کر چومکھی لڑائی لڑتے رہے آپ کے سامنے والے دانت مبارک ٹوٹ گئے آپ کو بیس سے زیادہ کاری زخم لگے لیکن پایہ ثبات میں ذرا الغرض نہ آئی ٹانگ زخمی ہونے کی وجہ سے ساری عمر لنگڑا کر چلتے رہے۔

اور جب ان سے کوئی اس بارے میں پوچھتا تو آپ زبان حال سے جواب دیتے کہ:

حق نے عالم اس صداقت کے لیے پیدا کیا

اور مجھے اس کی حفاظت کے لیے پیدا کیا

سعد! تم پر میرے ماں باپ قربان تیر چلاؤ:

یوم احد کو جو داد حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاصل کی سارے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس پر رشک کرتے تھے

عن عائشة بنت سعد عن أبيها قال لما جال الناس يوم أحد تلك الجولة تنخيت فقلت أذود

عن نفسي، فإما أنجو وإما أن أستشهد، فإذا رجل محتر وجهه قد كاد البشر كون أن يركبوه،

فتلأيدة من الحصار فرماهم به، وإذا بيني وبينه البقداد، فأردت أن أسأله عن الرجل،

فقال لي «يا سعد هذا رسول الله صلى الله عليه وسلم يدعوك» فقلت ولكأنه لم يصنني شيء

من الأذى، فأتيتته فأجلستني أمامه فجعلت أرمي وأقول «اللهم سهبك فارم به عدوك»

ورسول الله صلى الله عليه وسلم يقول «اللهم استجب لسعد، اللهم سدد لسعد رميته،

إيها سعد، فذاك أبي وأمي»، فإما من سهم أرمي به إلا قال رسول الله «اللهم سدد رميته،

وأجب دعوته»،

حق! إذا فرغت من كنان نثر رسول الله صلى الله عليه وسلم ماني كناتته

ترجمہ: حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ آپ کی صاحبزادی سناتی ہیں کہ میرے والد محترم نے فرمایا کہ اس

(۱)... (سبل الهدى الرشاد باب غزوة أحد ذكر تعظيم أحرار رسول الله صلى الله عليه وسلم بما فعله معه البهركون ج 4 ص 200)

دن جب لوگوں میں بھگدڑ مچ گئی تو میں ایک طرف ہو کر سوچنے لگا اور آخر فیصلہ کیا کہ نہ میں ہتھیار ڈالوں گا اور نہ بھاگوں گا میں ان سے لڑتا رہوں گا یہاں تک کہ ان سے نجات پا جاؤں یا شہید ہو جاؤں، اچانک ایک آدمی میرے قریب آ گیا اس کا چہرہ بہت سرخ تھا کفار نے ہر طرف سے اس پر گھیرا تلگ کر لیا تھا اس نے اپنی مٹھی میں مٹی لی اور ان کی طرف پھینک دی میں نے مقدار کو پہچان کر اس آدمی کے بارے میں پوچھا تو آپ نے کہا یہ رسول اللہ ﷺ ہیں اور اے سعد تم کو یاد فرما رہے ہیں یہ سن کر میں کھڑا ہو گیا مجھے یوں محسوس ہوا کہ مجھے نئی زندگی مل گئی ہے اور کوئی زخم مجھے لگا ہی نہیں میں فوراً حاضر خدمت ہوا تو حضور ﷺ نے مجھے اپنے سامنے بیٹھا لیا اور میں دشمن پر تیر چلانے لگا جب میں کوئی تیر چلانے لگتا تو میں کہتا کہ:

اللهم سہمك فارم به عدوك

اے اللہ یہ تیرا تیر ہے اس کو دشمن کے سینے میں پیوست کر دے۔

تو رسول اللہ ﷺ میرے پیچھے سے فرماتے

اللهم استجب لسعد، اللهم سدد لسعد رميته ايها سعد فداك ابي وامى

اے اللہ سعد کی دعا قبول فرما، اے اللہ سعد کا تیر نشانہ پر لگے، واہ سعد میرا باپ اور میری ماں تجھ پر فدا ہوں۔

کمان کی ہر کشش سے اب مبارکباد ملتی تھی کہ تیرا قلن کو شان سروری سے داد ملتی تھی

جب میں تیر چلاتا تو حضور ﷺ مجھے دعا دیتے یہاں تک کہ میرے تیر ختم ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی ترکش سے تیر نکال کر میرے سامنے بکھیر دیے۔ (۱)

ادھر سعد و ابو طلحہ کے ہاتھوں میں کمانیں تھیں نبی کا ترکش ان کے پاس تھا یہ ان کی شانیں تھیں

سیرت کی کتب میں آتا ہے کہ:

«أن سعداً رضي الله عنه رمى يوماً أحد ألف سهم ما منها سهم إلا ورسول الله صلى الله عليه

وسلم يقول له ارم فداك ابي وامى، ففداك في ذلك اليوم ألف مرة»

وعن علي كرم الله وجهه «ما سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فداك ابي وامى إلا

(۱).... (أخرجه الترمذی (3751) والمحاكم فی المستدرک 499/3 والطبرانی فی المعجم 105/1، سنن الہدی والرشاد، غزوة احد ج 4، ص 297، 298)

لسعد رضی اللہ عنہ» (۱)

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احد کے دن تقریباً ایک ہزار تیر چلائے اور وہ جب بھی تیر چلاتے تو نبی اکرم ﷺ فرماتے اے سعد! تم پر میرے ماں باپ قربان تیر چلاؤ، تو گویا نبی اکرم ﷺ نے حضرت سعد کو صرف میدان احد میں ایک ہزار بار یہ دعا دی۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کبھی بھی نبی اکرم ﷺ کے دہن مبارک سے یہ نہیں سنا کہ کسی پر آپ نے "فداک ابی وامی" کی دعا کی ہو سوائے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔

سبحان اللہ جیسے جیسے حالات کی قہرمانیوں میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے اتنی ہی سلطان عشق کے جذبہ سرفروشی کی آب تاب بڑھتی جا رہی ہے آج حضور ﷺ اپنے وفا شعار غلاموں میں نرالی شان و شوکت کے ساتھ جلوہ افروز ہیں، لشکر اسلام کا ماہر تیر انداز اپنے آقا ﷺ کی دعاؤں کے سایہ میں کفار کے سینوں کو اپنے تیروں کے پیکانوں سے گھائل کر رہا ہے، قریش کے دو ماہر تیر انداز حبان بن عرقہ اور ابی سلمہ البشمی تیر چلا رہے ہیں، حضور کی ایک جان نثار خادمہ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا مشکیزہ کندھوں پر اٹھائے مجاہدین کو پانی پلا رہی ہیں، اچانک حبان کا تیرام ایمن کے دامن میں آکر لگتا ہے اور ان کا پردہ اٹھ جاتا ہے وہ بدظن ایک خاتون کی ہتک کر کے خوشی کے مارے قہقہے لگاتا ہے اور زمین پر لوٹ پوٹ ہونے لگتا ہے سرور عالم کو اپنی خادمہ کی یہ توہین بڑی شاق گزرتی ہے حضور ﷺ حضرت سعد کو ایسا تیر دیتے ہیں جس پر پھل نہیں اور اسے چلانے کا حکم دیتے ہیں وہ تیر حبان کے گلے میں جا کر لگتا ہے وہ بے تاب ہو کر زمین پر گر جاتا ہے اور گرتے گرتے اس کے ستر سے بھی پردہ اٹھ جاتا ہے اسی قدم پر اپنے خادمہ کا بدلہ چکا کر غیور نبی ﷺ ہنسے پڑتے ہیں یہاں تک کہ دندان مبارک ظاہر ہو جاتے ہیں پھر فرماتے ہیں:

استقاد لها سعد اجاب الله دعوتك وسدد رميتك

سعد نے ام ایمن کا انتقام لے لیا اللہ تیری دعا کو قبول فرمائے اور تیرا ہر تیر نشانہ پر بیٹھے۔ (۲)

(۱)... (السيرة الحلبية، غزوة احد ج 2، 312)

(۲)... (سبل الهدى الرشاد باب غزوة احد ذكر تعظيم أجر رسول الله صلى الله عليه وسلم بما فعله معه البشر كونه ج 4، ص 201... ضياء النبی ﷺ، از پیر کرم شاه الاذہری، ج 3، 510، ضياء القرآن پہلی کیشنز لاہور)



حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دفاع رسول اکرم ﷺ:

وَرَفَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ عَنْ قَتَادَةَ حَتَّى صَارَتْ شُكْلًا، فَأَخَذَهَا قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ وَكَانَتْ حَيْدًا وَأَصْبَحَتْ يَوْمَئِذٍ حَيْنٌ قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ حَتَّى وَكَعَتْ حَلَّ وَجَنَّتِيهِ قَالَ قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ فَجِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِي رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ تَحْقِيقَ أَمْرٍ أَكْشَابَةً جَبِيلَةً أَحْبَبْتُ وَتَحَبَّبْتُ وَأَنَا أَخْشَى أَنْ تَقْذَرَ مَكَانَ عَيْنِي فَأَخَذَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّهَا فَأَبْصَرْتُ وَعَادَتْ كَمَا كَانَتْ، كَانَ يَقُولُ بَعْدَ أَنْ أَسْنَى مِنْهُ اللَّهُ أَتَى حَيْنًا! وَكَانَتْ أَحْسَنَهُمَا (۱)

ترجمہ: اس دن نبی اکرم ﷺ نے بھی اپنی کمان سے تیر چلائے یہاں تک کہ آپ کی کمان ٹیڑھی (یعنی خراب) ہو گئی تو حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ آپ کے قریب ہی تھے نے آپ ﷺ کی کمان پکڑ لی اسی دن حضرت قتادہ کی آنکھ میں تیر لگا کہ وہ بہہ کر آپ کی ڈھال پر آ گئی تو (جنگ ختم ہونے کے بعد) حضرت قتادہ نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میری ایک خوبصورت اور جوان بیوی ہے میں اس سے محبت کرتا ہوں اور وہ مجھے سے محبت کرتی ہے مجھے خوف ہے کہ وہ مجھے میری آنکھ کی وجہ سے ناپسند نہ کرے اتورسول اللہ ﷺ نے آپ کی آنکھ کو پکڑا اور اس کو اپنی جگہ پر رکھ دیا تو وہ ایسے ہو گئی جیسے کہ پہلے تھی، حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بوڑھا ہونے کے بعد فرمایا کرتے تھے، اللہ کی قسم میری یہ آنکھ زیادہ قوی اور زیادہ خوبصورت ہے۔

حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دفاع رسول ﷺ:

امام صالحی علیہ رحمۃ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ:

فَلَمَّا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ « مَا التَفْتُ يَمِينًا وَلَا شِمَالًا يَوْمَ أَحَدٍ إِلَّا

(۱)... (المغازی، المؤلف: محمد بن عمر بن واقد السهمی الأسلمی بالولاء، المذنب أبو عبد الله الواقدي (المعول: 207ھ) تحقيق: مارسدن جونس. الناشر:

دار الأعلیٰ - بیروت. الطبعة: الثالثة - 1989/1409. ج 1، ص 242، بصرف)

رأيتها تتعائل دوني» (۱)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے احد کے دن (اپنے) دائیں بائیں جدمر بھی دیکھا تو ام عمارہ کو اپنے (یعنی رسول اللہ ﷺ) کے دفاع میں لڑتے پایا۔  
حفیظ جالندھری مرحوم کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ پر کفار نے حملہ کیا تو حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کیا حالت تھی انہی کی زبانی سنئے:

اسی صبح ہڈی پر جب پلٹ کر آگئی آندھی تو اس بی بی نے رکھ دی مشک، چادر سے کمر باندھی تھی اس کے شوہر و فرزند بھی معروف جاں بازی رسول اللہ ﷺ پر قربان تھے اللہ کے غازی ہوئی یہ شیر زن بھی اب قتال و جنگ میں شامل سپہ بن کر گئی پھرنے وہ گرد ہادی کامل یہ اپنی جان پر ہر زخم دامن گیر لیتی تھی کوئی حربہ وجود پاک تک نہ آنے دیتی تھی فرشتے دمک تھے اس معنی ایمانی کے جوہر سے کہ حاضر تھی یہ جان و مال سے فرزند و شوہر سے یہی مائیں ہیں جن کی گود میں اسلام پلتا ہے اسی غیرت سے انساں نور کے سانچے میں ڈھلتا ہے  
اور بعض روایت کے میں آتا ہے کہ اس دن ان کے ساتھ ان کا ایک بچہ بھی تھا۔ (۲)  
اور ایک روایت میں یوں آیا کہ:

وَكَانَتْ نُسَيْبَةُ بِنْتُ كَعْبٍ أُمُّ عِمَارَةَ، وَهِيَ امْرَأَةٌ غَزِيَّةٌ بَنُ عَمْرٍو وَشَهِدَتْ أَحْدَاهُ وَكَوْجُهَا وَابْنَاهَا، وَخَرَجَتْ، مَعَهَا شَنْ لَهَا فِي أَوَّلِ النَّهَارِ تُرِيدُ أَنْ تَسْقِيَ الْجَزْعَى، فَقَاتَلَتْ يَوْمَئِذٍ وَأَهْلَتْ بِلَاءَ حَسَنًا، فَجُورِحَتْ اثْنَيْ عَشَرَ جُرْحًا بَيْنَ طَعْنَةِ بِرْمُحٍ أَوْ ضَرْبَةِ بِسَيفٍ (۳)

ترجمہ: حضرت نسیبہ بنت کعب یعنی ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو کہ حضرت غزیہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ تھی، بھی غزوہ احد میں اپنے شوہر اور بیٹے کے ساتھ شریک تھیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۱).... (أخرج ابن سعد في الطبقات 303/8 وذكره المتأني الهندي في الكلا (37589)..... سهل الهندي الرضا حبيب غزوة احد ذكر تعظيم أحر رسول الله

صل الله عليه وسلم بما فعله معه المبركون ج 4 ص 202)

(۲).... (واجب الامة لموئبي الرحمة، ص 157)

(۳).... (المغازي. المؤلف: محمد بن عمر بن واقد السهمي الأسلمي بالولاء. المدي أبو عبد الله الواقدي (المعوى: 207) تحقيق: مارسدن جونز. العاشر:

دار الأعلی - بيروت. الطبعة: العالفة - 1989/1409. ج 1 ص 268)

اپنے ساتھ اپنی مشک بھی لے گئی تھی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارادہ تھا کہ میں زخمیوں کو پانی پلاؤں گی، تو آپ نے بھی میدان میں دشمن سے مقابلہ کیا اور آپ کو بڑی آزمائش سے گزرنا پڑا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نیزوں، اور تلواروں کے بارہ زخم لگے۔

مسيلمہ کذاب کو میں قتل کروں گی:

مسيلمہ کذاب کے فتنہ کو کچلنے کے لیے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو لشکر روانہ کیا اس میں بھی حضور ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شریک تھیں اور انہوں نے پختہ عہد کر لیا تھا کہ "مسيلمہ کذاب کو میں قتل کروں گی" لیکن جب انہوں نے میدان میں مسيلمہ کی لاش کو ترپتے ہوئے دیکھا تو آپ فرماتی ہیں کہ اچانک میرا بیٹا عبد اللہ بن زید مجھے نظر آیا۔ وہ اپنی خون آلود تلوار کو اپنے کپڑوں سے صاف کر رہا تھا میں نے پوچھا بیٹا کیا تم نے اس کو قتل کیا ہے؟؟ اس نے کہا ہاں ماں جان میں نے ہی اس کو قتل کیا ہے:

"فسجدت لله شكراً" تو میں نے یہ سن کر فوراً بارگاہِ صمدیت میں سجدہ شکر کیا۔ (۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے لیے جہاد کرو:

وَمَرَّ مَالِكُ بْنُ الدَّخْشُمِ عَلَى خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَبِي زُهَيْرٍ، بِهِ ثَلَاثَةُ عَشَرَ جُرْحًا، كُلُّهَا قَدْ خَلَصَتْ إِلَى مَقْتَلٍ، فَقَالَ: أَمَا عَلِمْتُ أَنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ؟ قَالَ خَارِجَةُ: فَإِنْ كَانَ قَدْ قُتِلَ فَإِنَّ اللَّهَ حَتَّى لَا يَمُوتَ، فَقَدْ بَلَغَ مُحَمَّدٌ، فَقَاتِلْ عَنْ دِينِكَ! وَمَرَّ عَلَى سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ وَبِهِ اثْنَا عَشَرَ جُرْحًا، كُلُّهَا قَدْ خَلَصَ إِلَى مَقْتَلٍ، فَقَالَ: عَلِمْتُ أَنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ؟ قَالَ سَعْدُ بْنُ الرَّبِيعِ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا قَدْ بَلَغَ رَسُولَ رَبِّهِ، فَقَاتِلْ عَنْ دِينِكَ، فَإِنَّ اللَّهَ حَتَّى لَا يَمُوتَ! (۲)

حضرت مالک بن دخشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خارجہ بن زید بن ابی زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزرے، ان کو 13 زخم لگے ہوئے تھے اُن میں سے ہر زخم موت تک پہنچانے والا تھا (یعنی بہت گہرے

(۱) ... (انساب الاشراف ج 1، ص 325، بحوالہ ضیاء النبی، از پیر کر مر شاة الازہری علیہ الرحمة القوی ج 3، ص 515)

(۲) ... (المغازی، المؤلف: محمد بن عمر بن واقد السہمی الأسلمی بالولاء، المبدی أبو عبد اللہ، الواقدی (المتوفی: 207ھ)، تحقیق: مارسدن جونسن، العاشر: دار الأعلیٰ - بیروت، الطبعة: الثالثة - 1989/1409، ج 1، ص 280)

زخم تھے) تو حضرت مالک بن دحثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے کہا کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ محمد (ﷺ) شہید ہو گئے ہیں؟؟ تو حضرت خارجہ بن زید نے کہا اگر (خدا خواستہ) محمد (ﷺ) شہید ہو بھی گئے ہیں تو اللہ تعالیٰ تو زندہ ہے اس کو موت نہیں! بے شک محمد (ﷺ) نے ہم تک تبلیغ فرمادی، تم اپنے دین کے لیے جہاد کرو، اسی طرح حضرت مالک بن دحثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزرے تو آپ کو بھی بارہ گہرے زخم لگے ہوئے تھے ان سے کہا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ محمد (ﷺ) شہید ہو گئے ہیں؟؟ تو انہوں نے جواب دیا میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) نے ہم تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا ہے، لہذا اب تم اپنے دین کے لیے جہاد کرو، بے شک ہمارا خدا زندہ ہے اس کو موت نہیں۔

حضرت مالک بن دحثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ کہنا کہ اب کیوں لڑ رہے ہو نبی اکرم ﷺ تو شہید ہو چکے ہیں اس بات کی دلیل یقین ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نبی اکرم ﷺ کے دفاع کے لیے لڑ رہے تھے اور انہوں نے اس بات سے یہ ظاہر کیا کہ پہلے رسول اللہ ﷺ بعد میں دین مصطفیٰ ﷺ، یعنی جب تک مصطفیٰ ﷺ موجود ہیں ان کا دفاع کیا جائے گا جب یہ اس دنیا میں نہیں رہیں گے تو آپ ﷺ کے دین کی حفاظت کی صورت میں آپ ﷺ کا دفاع ہوگا۔ اسی لیے ہی تو ان اصحاب نے جواب میں کہا کہ اگر خدا خواستہ رسول اللہ ﷺ شہید ہو بھی گئے ہیں تو ہم اب ان کے دین کے لیے لڑیں گے اور جب تک غلبہ اسلام نہیں ہو جاتا تب تک لڑتے رہیں گے۔ حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال علیہ الرحمۃ ان کے اس جذبہ کی ترجمانی یوں فرماتے ہیں کہ:

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ دوست

گر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

کہ پہلے تو مصطفیٰ ﷺ کے لیے جہاد کرو کہ اگر ہمارے رسول ﷺ سلامت رہے تو ہمہ دین یہی ہیں مطلب یہ کہ دین کے لیے نہیں روح دین یعنی رسول اللہ ﷺ کے لیے لڑو اور ان کا دفاع کرو اگر ان کا دفاع ہوگا تو دین خود بخود زندہ و تابندہ ہو جائے گا۔

میری قوم سے کہنا کہ لبیک یا رسول اللہ ﷺ کہتے رہیں:

نبی اکرم ﷺ پر جانثاری کی داستانوں میں حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داستان بھی ناقابل فراموش

-۴-

عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ بَكَتُنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ لِيَطْلُبَ سَعْدِ بْنِ الرَّيِّمِ، وَقَالَ لِي "إِنْ رَأَيْتَهُ فَأَقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ، وَقُلْ لَهُ يَقُولُ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ تَجِدُكَ" قَالَ فَجَعَلْتُ أُطُوفُ بَيْنَ الْقَتْلَى فَأَصْبَتْهُ وَهُوَ آخِرُ رَمَقٍ، وَبِهِ سَهْمُونَ فَزَيَّةٌ مَا بَيْنَ طَعْنَةِ يَرْمُوحَ، وَفَزِيَّةٍ بِسَيْفٍ، وَرَمِيَّةٍ بِسَهْمٍ، فَقُلْتُ لَهُ يَا سَعْدُ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ، وَيَقُولُ لَكَ «أَخْبِرْنِي كَيْفَ تَجِدُكَ» قَالَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ، قُلْ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَجِدُ رِيحَ الْجَنَّةِ، وَقُلْ يَقْبُضُ الْأَنْصَارُ لَا عُدَّةَ لَكُمْ حِثَّ اللَّهُ إِنْ خُلِعَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (۱)

ترجمہ: حضرت خارجه بن زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اپنے والد محترم حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے نبی اکرم ﷺ نے اُحد کے دن حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خبر لینے کے لیے بھیجا اور مجھے فرمایا: کہ اگر تم ان کو دیکھو تو ان کو میری طرف سے سلام کہنا، اور ان سے کہنا کہ رسول اللہ ﷺ پوچھ رہے ہیں کہ تمہارا کیا حال ہے؟؟ (سبحان اللہ زہے نصیب) حضرت زید بن ثابت فرماتے ہیں کہ میں اُحد کے مقتولوں میں گھومنے لگا (تاکہ حضرت سعد کا پتہ لگاؤ) تو مجھے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ مل گئے جو اس وقت زندگی کے آخری کنارے پر تھے (اور شاید نبی اکرم ﷺ کے سلام کے منتظر تھے) آپ کو نیزوں، تلواروں، اور تیروں کے ستر زخم لگے ہوئے تھے۔ تو میں نے ان سے کہا اے سعد تم کو رسول اللہ ﷺ نے سلام فرمایا ہے، اور پوچھ رہے ہیں کہ تیرا کیا حال ہے؟؟ تو حضرت سعد نے عرض کی رسول اللہ ﷺ پر بھی سلام ہو اور تم پر بھی، نبی اکرم ﷺ کو میری طرف سے عرض کرنا کہ میں جنت کی خوشبو کو محسوس کر رہا ہوں، اور میری قوم

(۱)... (حالات النبوة) باب فخر بنی النبی ﷺ علی الوفا یوم اُحُدٍ وثبوت من غصته الله عز وجل... ج 3، ص 248... الموطا کتاب الجہاد ج 2، ص 465، 466، والسیر والمغازی 334، 335، والسیرة النبویة لابن ہشام، ج 3، ص 138... طبقات الکبریٰ، ج 3، ص 523، 524... تاریخ طبری ج 2، ص 528... مستدرک ج 3، ص 201... وغیرہ فلک فی کعب الکفیرہ

انصار سے یہ کہنا کہ اگر تم نے رسول اللہ ﷺ کو اکیلا چھوڑ دیا تو اللہ کو کیا منہ دکھاؤ گے۔

ذرا غور فرمائیے:

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ نہیں کہا کہ میں شہادت کو پارہا ہوں میرے ہال بچوں، والدین کا خیال رکھنا اس لیے کہ وہ ان تمام چیزوں کو تو پہلے ہی رسول اللہ ﷺ پر قربان کر چکے تھے، بلکہ اپنی قوم کو یہ فرمایا کہ میرے جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ کو اکیلے نہ چھوڑ دینا بلکہ اپنی جانوں کی بازی لگا کر بھی ان کا دفاع کرتے رہنا اور لبیک، لبیک، لبیک، یا رسول اللہ ﷺ کا نعرہ بلند رکھنا، اور وہ لوگوں کو یہ بھی بتا رہے تھے کہ میں تو آج دفاع رسول ﷺ میں اپنی جان دے چکا یہ نہ سمجھنا کہ میں اس دنیا سے چلا گیا بلکہ جب بھی کوئی رسول اللہ ﷺ کے دفاع میں اپنی جان کی بازی لگائے گا تو لوگوں میں میرے تذکرے ضرور ہوں گے:

موت کو سمجھے ہیں فافل اختتام زندگی  
ہے یہ شام زندگی صبح دوام زندگی  
سبحان اللہ میرے نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تم واقع ہی یکتا زمانہ ہو۔

سیدنا انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی ایمان افروز داستان:

اسی سے ملتا جلتا واقعہ حضرت انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو کہ حضرت انس کے چچا ہیں) کا بھی ہے چنانچہ

روایت ہے:

عَنْ ثَابِتٍ، قَالَ قَالَ أَنَسُ «عَنِ الَّذِي سَمِعْتُ بِهِ لَمْ يَشْهَدْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَرًا»، قَالَ "فَشَقُّ عَلَيْهِ، قَالَ أَوَّلُ مَشْهَدٍ شَهِدَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُيِّبَتْ عَنْهُ، وَإِنْ أَرَانِي اللَّهَ مَشْهَدًا فِيمَا بَعْدُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَرَانِي اللَّهُ مَا أَصْنَعُ،" قَالَ «فَهَابَ أَنْ يَقُولَ غَيْرَهَا»، قَالَ «فَشَهِدَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ»، قَالَ فَاسْتَقْبَلَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ، فَقَالَ لَهُ أَنَسُ يَا أَبَا عَمْرٍو، أَتَيْنَ فَقَالَ وَاهَا لِرِيحِ الْجَلَّةِ أَجْدَا دُونَ أُحُدٍ، قَالَ «فَقَاتَلَهُمْ حَتَّى قُتِلَ»، قَالَ «فَوَجَدَنِي جَسَدِي بِضَعْمٍ وَثَبَاتُونَ مِنْ بَيْنِ مَرْبِئَةٍ وَمَطْعَنَةٍ وَرَمِيَةٍ»، قَالَ "فَقَالَتْ أُخْتُهُ - عَمَّتِي الرَّبِيعَةُ بِنْتُ النَّضْرِ - فَمَا عَرَفْتُ

أَخِي إِلَّا بِبَنَانِهِ، وَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا الْأَحْزَابُ 23 "، قَالَ «فَكَانُوا يُرَوْنَ أَنَّهَا نَزَلَتْ فِيهِ وَفِي أَصْحَابِهِ» (۱)

ترجمہ: حضرت ثابت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) سے روایت ہے کہ حضرت انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) نے کہا میرے اس چچا نے کہا جن کے نام پر میرا نام رکھا گیا اور وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے جس کا انہیں بہت افسوس تھا کہ یہ وہ معرکہ تھا جس میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو شریک تھے لیکن میں غیر حاضر تھا ہاں اگر اللہ نے مجھے اس کے بعد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہمراہی میں کوئی معرکہ دکھایا تو اللہ دیکھے گا کہ میں کیا کرتا ہوں تو وہ اس کے علاوہ کوئی کلمات کہنے سے ڈرے پس وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ غزوہ احد میں شریک ہوئے تو حضرت انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) نے حضرت سعد بن معاذ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) سے کہا اے ابو عمرو کہاں جا رہے ہو مجھے تو احد کی طرف سے جنت کی خوشبو آرہی ہے پھر وہ کفار سے لڑے یہاں تک کہ شہید ہو گئے اور ان کے جسم میں نیزوں اور تیروں کے اسی سے زیادہ زخم پائے گئے اور ان کی بہن میری پھوپھی ربیع بنت نضر نے کہا کہ میں اپنے بھائی کو صرف ان کے پوروں سے ہی پہچان سکی اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی مسلمانوں میں سے بعض وہ آدمی ہیں جنہوں نے اللہ سے کیا ہوا وعدہ سچا کر دکھایا ان میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے اپنی نذر کو پورا کیا اور بعض وہ ہیں جو انتظار کر رہے ہیں اور انہوں نے اپنے وعدہ میں کوئی رد و بدل نہ کیا صحابہ کرام گمان کرتے تھے کہ یہ آیت حضرت انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) اور ان کے ساتھیوں کے متعلق نازل ہوئی تھی۔

حضرت عباس، خارجہ اور اوسر بن ارقم رضی اللہ عنہم کا نعرہ:

وكان عباس بن عباد بن نضلة۔ بالنون والضاد المعجمة۔ وخارجة بن زيد، وأوس ابن أرقم، يرفعون أصواتهم، فيقول عباس يا معشر المسلمين الله ونبيتكم، هذا الذي أصابكم

(۱)۔۔۔ (صحیح بخاری، کتاب الجہاد باب قول اللہ :: (رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا)..... صحیح مسلم، کتاب الاماۃ، باب ثبوت الجہاد للشہید رقم: 148)

بعضیہ نبیؐکم، فوعدکم النصر ما صبرتم، ثم نزع مغفراً وخلع درعه، وقال لخارجة بن زید هل لك فيها قال لا، أنا أريد الذي تريد، فخالطوا القوم جميعاً، وعباس يقول ما عذرنا عند ربنا إن أصيب رسول الله صلى الله عليه وسلم، ومنا عین تطرف فيقول خارجة لا عذر لنا عند ربنا ولا حجة. (۱)

ترجمہ: حضرت عباس بن عبادہ، خارجہ بن زید، اور اوس بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی آوازوں کو بلند کرتے ہوئے میدان میں نکلے حضرت عباس بن عبادہ کہہ رہے تھے "اے مسلمانوں کے گروہ اللہ کی قسم یہ مصیبت تم کو اس پہنچی ہے کہ تم نے اپنے نبی ﷺ کی نافرمانی کی ہے انہوں نے تم سے نصرت کا وعدہ کیا تھا جب تک صبر کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہو۔

پھر انہوں نے اپنا خود اور زرہ اتار کر حضرت خارجہ کو کہا کیا تم کو اس کی ضرورت ہے؟؟ انہوں نے کہا نہیں میں بھی اس چیز کی تمنا کرتا ہوں جس کی تم تمنا کرتے ہو (یعنی رسول اللہ ﷺ کے دفاع میں شہادت کا متمنی ہوں) پس وہ تینوں نکلے اور دشمن کی صفوں میں گھس کر ان کو کاٹنے لگے اور حضرت عباس بن عبادہ فرما رہے تھے کہ:

"اگر ہم میں سے کوئی آنکھ جھپک رہی ہو اور پھر رسول اللہ ﷺ کو کوئی تکلیف پہنچے تو ہم اپنے رب کی بارگاہ میں کوئی عذر پیش نہیں کر سکیں گے۔ ان کا یہ قول سن کر حضرت خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی کہا کہ ہاں بے شک ہمارے پاس کوئی عذر نہ ہوگا۔"

سمجھتے تھے کہ آنے والا ہے روز حساب آخر خدا کے سامنے دیں گے بھلا ہم کیا جواب آخر اور ہاں اگر رسول اللہ ﷺ نے ہی بروز قیامت یہ کہہ دیا کہ:

لست منی گویدت مولائے ما

وائے ما، وائے ما، وائے ما

اگر رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا دیا کہ تیرا مجھ سے کوئی تعلق نہیں تو یہ سن کر ہم اس کے سوا اور کیا کر سکتے ہیں کہ ہم پر

(۱)۔۔۔ (سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ غیر العباد، و ذکر فضائلہ وأعلام نبوتہ وأفعاله وأحواله فی البیداء والمعاد. المؤلف: محمد بن یوسف الصالحی الشافعی (المتوفی: 942ھ). تحقیق، وتعلیق: الشیخ عادل أحمد عبد الموجود، الشیخ علی محمد معوض. الناشر: دار الکتب العلمیۃ بیروت۔ لبنان. الطبعة: الأولى، 1414ھ-1993م، باب ذکر رجوع بعض المسلمین بعد تولیہم إلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، 4، ص 207)



افسوس، ہم پر افسوس، ہم پر افسوس!

انصار کی عورتوں کا عشق رسول ﷺ:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ حَاصَّ أَهْلُ الْمَدِينَةِ حَيْصَةً وَقَالُوا قَتِلَ مُحَمَّدٌ حَتَّى كَثُرَتِ السَّوَارِعُ فِي نَوَاحِي الْمَدِينَةِ فَخَرَجَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَاسْتَقْبَلَتْ بِأَخِيهَا وَابْنِهَا وَزَوْجِهَا وَأَيِّهَا لَا أَدْرِي بِأَيِّهِمْ اسْتَقْبَلَتْ أَوَّلًا فَلَمَّا مَرَّتْ عَلَى آخِرِهِمْ قَالَتْ «مَنْ هَذَا» قَالُوا أَخُوكَ وَأَبُوكَ وَزَوْجُكَ وَابْنُكَ قَالَتْ مَا فَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «فَيَقُولُونَ أَمَامَكَ حَتَّى ذَهَبْتَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَتْ بِنَاحِيَةِ ثَوْبِهِ ثُمَّ جَعَلَتْ تَقُولُ «يَا أَبَا أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا أَبَالِي إِذَا سَلِمْتَ مَنْ عَطَبَ» (١)

ترجمہ: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ احد کے دن اہل مدینہ میں کھلبلی مچ گئی اور مدینہ منورہ "زَادَهَا اللَّهُ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا" میں ہر طرف سے آوازیں بلند ہونے لگیں کہ حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شہید کر دیئے گئے۔ چنانچہ، انصار کی ایک عورت نکلی، اس نے اپنے بھائی، بیٹے، خاوند اور والد کی لاشیں دیکھیں (جو شہید ہو چکے تھے) لیکن وہ نہ جانتی تھی کہ پہلے کس کے پاس سے گزرے جب آخری شہید کے پاس سے گزری تو پوچھا: "یہ کون ہیں؟" لوگوں نے بتایا: "یہ تیرا بھائی، والد، تیرا شوہر اور تیرا بیٹا ہے۔" اس نے کہا: "جان کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کس حال میں ہیں؟" صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بتایا: "حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سامنے (کی جانب) ہیں۔" چنانچہ، انصار یہ صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچیں اور دامن مبارک پکڑ کر عرض کرنے لگیں: "یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ سلامت ہیں تو مجھے

(١)... (حلیۃ الأولیاء و طبقات الأصفياء، المؤلف: أبو نعیم أحمد بن عبد اللہ بن أحمد بن إسحاق بن موسی بن مہران الأصبہالی (المتوفی: 430ھ)، الناشر: السعادة - بیہار محافظة مصر، 1394ھ - 1974م، ثم صورها عدة دور منها، 1- دار الكتاب العربي - بیروت، 2- دار الفكر للطباعة والنشر والتوزیع، بیروت، 3- دار الكتب العلمية - بیروت (طبعة 1409ھ بدون تحقیق ج 2، ص 71.... السيرة النبوية لابن هشام، غزوة احد، ص ۳۲.... المعجم الاوسط، ج 7، ص 280.... مجمع البحرين ج 5، ص 106.... مجمع الزوائد ج 6، ص 115.... دلائل النبوة ج 3، ص 301... تاریخ الطبری ج 2، ص 533)

کسی کی پرواہ نہیں۔

وہ مائیں جن کی آغوشوں نے پہلے شیر نر پالے  
رضا کاری سے پھر اسلام پر قربان کر ڈالے  
پدر، شوہر، برادر، پسر، سب اسلام پر قرباں  
خوشی سے کر دیئے تھے سب خیر الانام پر قرباں  
نہ رشتہ اور نہ کوئی مامتا مطلوب تھی ان کو  
وجود پاک ہادی کی بقا مطلوب تھی ان کو  
پھر جب لوگوں سے رسول اللہ ﷺ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا:

یہاں آؤ، یہاں موجود وہ فرامات ہے  
ہماری زندگی کا آسرا زندہ سلامت ہے  
اس عورت نے اگر اپنے باپ، شوہر، بھائی، اور بیٹے کی لاشیں دیکھی تھیں لیکن اس کو اس وقت صرف نبی اکرم  
ﷺ کی فکر تھی اس لیے ہی تو اس نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ سلامت ہیں تو مجھے کچھ پرواہ نہیں۔ سوال یہ ہے کہ اس  
کو کس نے بتایا کہ ہر چیز کو قربان کر کے نبی اکرم ﷺ کا دفاع کیا جاتا ہے؟؟؟۔ سوچئے!

بعض روایات میں یوں آیا ہے اور یہ بھی عین ممکن ہے کہ یہ دو علیحدہ علیحدہ عورتوں کے واقعات ہوں:  
عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ كَانَتْ الْمَرْأَةُ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ بَنِي  
ذُبْيَانَ فَقَدْ أُصِيبَ رُؤُوسُهَا وَأَخْوَها يَوْمَ أُحُدٍ، فَلَمَّا نَعَوَّاهَا، قَالَتْ مَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا خَيْرًا يَا أُمَّ فُلَانٍ، فَقَالَتْ أَرُونِيهِ حَتَّى أَنْظُرَ إِلَيْهِ، فَأَشَارُوا لَهَا إِلَيْهِ حَتَّى إِذَا  
رَأَتْهُ قَالَتْ كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ (۱)

ترجمہ: حضرت اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ انصار کی ایک  
عورت (جو کہ قبیلہ بنی ذبیان کی تھی اور ایک روایت میں کہ اس کا تعلق بنی دینار سے تھا واللہ اعلم) اس  
کے شوہر اور بھائی انھیں شہید ہو گئے جب ان کی خبر دی گئی تو فرمایا رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟  
تو لوگوں نے کہا وہ خیریت سے ہیں اس نے کہا مجھے دکھاؤ میں ان کو دیکھنا چاہتی ہوں تو لوگوں نے اس  
عورت کے لیے نبی اکرم ﷺ کی طرف اشارہ کیا (کہ وہ ہیں جان جہاں) جب اس نے رسول اللہ  
ﷺ کو دیکھا تو عرض کی کہ: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہوتے ہر مصیبت پہنچ ہے۔

(۱) ... (الغناء بتصرف حقوق المصطفى صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الباب الثانی ج ۲، ص ۴۲.... رواہ ابن ہشام فی السیرة (۳: ۴۲-۴۳)، ونقلہ ابن کثیر فی

العارف (۴: ۴۷)، دلائل النبوة للذہبی ج ۳، ص ۳۰۱، العلبة)

بڑھ کر اس نے رخ اقدس کو جو دیکھا تو کہا  
تو سلامت ہے تو پھر پہنچ ہیں سب رنج و الم  
میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا  
اے شہ دیں ترے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

### دفاع رسول ﷺ میں پانچ سرفروشوں کی داستان:

وقال ابن إسحاق أن رسول الله صلى الله عليه وسلم حين غشيه القوم قال «من رجل يشري لنا نفسه» فقال زياد بن السكن في خمسة من الأنصار - وبعض الناس يقول إنما هو عبارة بن يزيد بن السكن -، فقاتلوا دون رسول الله صلى الله عليه وسلم رجلاً رجلاً يقتلون دونه، حتى كان آخرهم زياداً أو عبارة، فقاتل حتى أثبتته الجراحة، ثم فاعت فئة من المسلمين فأجهضوهم عنه، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم «أدنوة مني»، فأدنوة منه فوسدة قدمه، فمات وخذه على قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم، وبه أربع عشرة جراحة (١)

امام ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو کفار نے گھیر لیا تو فرمایا: کون شخص ہمارے لیے اپنی جان کا سودا کرے گا؟؟ تو زیاد بن سکین جو کہ پانچ انصار صحابہ میں سے تھے کھڑے ہوئے اور بعض سیرت نگاروں نے کہا ہے کہ ان کے بھتیجے حضرت عمارہ بن یزید بن سکین کھڑے ہوئے، اور مشرکین سے لڑنا شروع کر دیا، رسول اللہ ﷺ کے سامنے آپ ﷺ کے دفاع میں ان میں سے ہر آدمی لڑتا رہا یہاں تک کہ ان میں سے آخری زیاد یا عمارہ رہ گئے تو آپ بہت بہادری کے ساتھ لڑے یہاں تک کہ آپ کا جسم زخموں سے چور چور ہو گیا لیکن دفاع رسول میں پھر بھی یہ جاٹا صحابی چٹان بنے رہے اور رسول اللہ ﷺ تک کسی کو پہنچے نہ دیا، پھر مسلمانوں کی ایک جماعت آئی تو کفار بھاگ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس (زیاد یا پھر عمارہ) کو میرے قریب لاؤ انہیں اپنے آقا کے قریب لایا گیا تو

(١)... (سبل الہدی الرشاد ذکر تعظیم اہل رسول اللہ ﷺ ... ج 4، ص 203)

انہوں نے حضور کے قدموں پر اپنے رخسار رکھ دیئے اور اسی حالت میں جان جان افرین کے حوالہ کر دی  
ان کے جسم پر چودہ کاری دھم موجود تھے۔

ہوا ارشاد کون اپنے نبی پر جان دیتا ہے؟  
زیادہ بن سکن آگے بڑھے اور پانچ انصاری  
شہادت گاہ پر آنکھیں تصور آسمانوں پر  
اگرچہ جان قربان ہو گئی ہر ایک دلاور کی  
زیادہ بن سکن میں ایک ذرا اسی جان باقی تھی  
اٹھالائے شہید ناز کو ایمائے ہادی پر  
کوئی دیکھے تو یہ اعزاز شیدائے محمد کا

بشارت باغ جنت کی علی الاعلان لیتا ہے؟  
صلہ پاکر صلاسن کر دلوں پر وجد تھا طاری  
صداقت قلب میں لبیک کے نعرے زبانوں پر  
صفیں لیکن الٹ ڈالیں ہجوم جملہ آور کی  
تمنائے شہادت تشنہ دیدار باقی تھی  
مقدر جاگ اٹھا جب رکھ دیا سر پائے ہادی پر  
کہ خواب ناز کو تکیہ ملا پائے محمد کا

ملائکہ کرام اور دفاع رسول کریم ﷺ:

ما قبل میں ہم نے بتایا کہ جب ابو جہل رسول اللہ ﷺ کو جب کہ آپ ﷺ بیت اللہ میں نماز میں  
مشغول تھے نقصان پہنچانے کے ارادہ سے آگے بڑھا تو فوراً لٹے پاؤں لوٹ آیا اور اپنے ہاتھوں سے  
اپنا بچاؤ کر رہا تھا، لوگوں نے اس سے پوچھا: اے ابوالحکم! کیا ہوا، کیوں واپس آ گئے؟ اس نے کہا:  
میرے اور ان کے درمیان آگ کی خندق ہے اور اس میں ہولناک چیزیں ہیں، پھر نبی (صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم) نے فرمایا: اگر یہ ذرا بھی میرے قریب آتا تو فرشتے اس پر جھپٹ پڑتے اور اس کے ٹکڑے  
ٹکڑے کر دیتے۔ (۱)

اسی طرح امام محمد بن یوسف الصالحی الثامی (المتوفی: 942ھ) نے سبل الہدیٰ میں یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ:  
عن سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه قال رأيت عن يمين رسول الله صلى الله عليه وسلم

(۱)... (أخرجه مسلم. كتاب صفات المنافقين. باب ثاب قول: «إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنَافٍ» (2797) (38). إسناده صحيح على شرط مسلم.  
والنسائي في الملائكة من "الكبرى" كما في "تحفة الأشراف" 92/10. وأبو عوانة في البعث كما في "إتحاف المهر" 5 بورقة 185. وابن حبان (6571).  
وأبو نعيم في "دلائل النبوة" (158). والبيهقي في "دلائل النبوة" 189/2. والبخاري في "معالم التنزيل" 508-507/4 من طرق عن معمر بن سليمان  
بهذا الإسناد وأخرجه الطبري في "تفسيره" 256/30 عن محمد بن عبد الأعلى. عن محمد بن ثور. عن أبيه ثور. عن نعيم بن أبي هند به في الباب عن ابن  
عباس. سلف مختصر دون ذكر الآيات في آخره برقم (2225) (الوسط ج 5 ص 529 دار الكتب العلمية. بيروت. 1415هـ)

وعن شبالہ: یوم أحد رجلین علیہما ثیاب بیض یقاتلان عنہ کأشد القتال، وما رأیتہما قبل ولا بعد، یعنی جبریل ومیکائیل، (۱)

حضرت سعید بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے دائیں اور بائیں دو آدمیوں کو لڑتے دیکھا جن کا لباس بہت سفید تھا اور وہ بہت شجاعت کے ساتھ لڑے رہے تھے میں نے ان کو نہ پہلے دیکھا نہ بعد میں یعنی حضرت جبریل اور میکائیل علیہما السلام۔ اگر یہ دونوں مقرب فرشتے مسلمانوں کی مدد کے لیے آتے تو یہ کہیں اور بھی لڑ سکتے تھے لیکن حضور ﷺ کے دائیں بائیں لڑنا اور ان تک دشمن کو نہ پہنچنے دینا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ صرف رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرنے کے لیے آئے تھے۔ خود امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی (المتوفی: 942ھ) آگے فرماتے ہیں کہ:

روی مجاہد، قال لم تقاتل السلائک الا یوم بدر قال البیهقی مراده لم یقاتلوا یوم أحد عن القوم حین عصوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ولم یصبروا علی ما أمرهم بہ، (۲)

ترجمہ: امام مجاہد سے مروی ہے کہ فرشتے بدر کے دن کے علاوہ نہیں لڑے امام بیہقی فرماتے ہیں کہ امام مجاہد کی مراد یہ ہے کہ ملائکہ کرام احد کے دن قوم کی طرف سے نہیں لڑے تھے (بلکہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اور آپ کے دفاع میں لڑے تھے) اس لیے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم عدولی کی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے جس کا انہیں حکم دیا تھا اس پر انہوں نے صبر نہیں کیا تھا۔

دفاع ناموس رسول ﷺ میں صحابہ کرام کی دیگر داستانیں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دفاع رسول اللہ ﷺ:

بدر کی شکست سے مشرکین کی آتش انتقام اور تیز ہو گئی اور وہ مسلمانوں سے بدلہ لینے کے لیے طرح طرح کے منصوبے سوچنے لگے، ایک دن عمیر اور سرخیل مشرکین صفوان بن امیہ آپس میں بیٹھے باتیں کر رہے

(۱)... (سہل الہدی والرشاد فی سیرۃ امیر العباد، وذكر فضائله وأعلام نبوته وأفعاله وأحواله فی المبدأ والمعاد. المؤلف: محمد بن یوسف الصالحی الشامی)

(المتوفی: 942ھ) تحقیق وتعلیق: الشیخ عادل أحمد عبد الموجود، الشیخ علی محمد معوض. الناشر: دار الکتب العلمیة بیروت۔ لبنان. الطبعة: الأولى.

1414ھ۔ 1993م، ج 4، ص 205

(۲)... (المرجع السابق)

تھے، صفوان نے کہا بدمذہب کے مقتولین کے بعد زندگی بے مزہ ہوگئی، عمیر نے کہا بالکل سچ ہے، واللہ لطف زندگی جاتا رہا، اگر مجھ پر قرض اور اہل و عیال کی پرورش کا بار نہ ہوتا تو میں محمد ﷺ کے قتل کی کوشش کرتا، صفوان یہ سن کر پھولا نہ سمایا، بولا یہ کونسی بڑی بات ہے، تمہارے قرض کی ادائیگی کا میں ذمہ لیتا ہوں اور جس طریقہ سے میں اپنے اہل و عیال کی پرورش کرتا ہوں اسی طرح تمہارے اہل و عیال کی پرورش بھی کروں گا اور عمیر کے لیے ضروری سامان سفر مہیا کر دیا، اس میں ایک سم آلود تلوار بھی تھی اور عمیر یہ ہدایت کر کے کہ ابھی کچھ دنوں میرے حالات پوشیدہ رکھنا مدینہ پہنچے اور مسجد نبوی ﷺ کے دروازہ پر سواری کھڑی کر کے تلوار لیے ہوئے سیدھے آنحضرت ﷺ کی طرف چلے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھ رہے تھے، وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! عمیر کو کسی قیمت پر امان نہ دیجئے گا، فرمایا اچھا ان کو لے آؤ، عمر چند اشخاص کو آنحضرت ﷺ کی حفاظت کے لیے متعین کر کے خود عمیر کو لانے چلے گئے، وہ تلوار لیے ہوئے داخل ہوئے، اس وقت آنحضرت ﷺ نے عمر کو ہٹا دیا، عمیر نے سلام علیک کی جگہ "اتعموا صباحا" جاہلیت کا سلام کیا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اللہ عز و جل نے تمہارے طریقہ تحیہ سے ہم کو مستغنی کر دیا اور ہمارا طریقہ تحیہ سلام متعین کیا ہے، پھر پوچھا کیسے آنا ہوا، عمیر نے کہا اپنے قیدیوں کو چھڑانے کے لیے، آخر تم بھی تو ہمارے ہی ہم قبیلہ اور ہم خاندان ہو، آنحضرت ﷺ نے پوچھا، یہ تلوار کیسی گلے میں آویزاں ہے، کہا ان تلواروں کا برا ہو، یہ ہمارے کس کام آئیں، اترتے وقت گلے سے نکالنا بھول گیا تھا، اس لیے لٹکی رہ گئی، پھر آنحضرت ﷺ نے پوچھا، سچ بتاؤ تم کس ارادہ سے آئے ہو، کہا صرف قیدیوں کو چھڑانے کے لیے، فرمایا تم نے صفوان سے کیا شرط کی تھی، اس سوال پر عمیر بہت گھبرائے اور کہا میں نے کیا شرط کی تھی، فرمایا ان شرائط کے ساتھ تم نے قتل کا وعدہ کیا تھا۔

یہ سنتے ہی حالت بدل گئی جس زبان سے آنحضرت ﷺ کے قتل کا عہد کر کے آئے تھے، اسی زبان سے بے اختیار "انک رسول اللہ واشہدان لا الہ الا اللہ" نکل گیا، قبول اسلام کے بعد آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں سے فرمایا کہ اپنے بھائی کو آرام پہنچاؤ اور ان کے قیدی چھوڑ دو، چنانچہ وہب کو بغیر فدیہ کے رہا

کردیا گیا۔ (۱)

اور ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ:

فَقَالَ عُمَرُ لَقَدْ قَدِمَ وَإِنَّهُ لَا بُغْضَ إِلَيَّ مِنَ الْخَنْزِيرِ ثُمَّ رَجَعَ وَهُوَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ بَغْضِ وَلَدِي (۲)

ترجمہ: کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب عمیر آیا تھا تو میرے نزدیک خنزیر سے بھی بدتر تھا جب وہ چلے تو مجھے میری اولاد سے بھی زیادہ محبوب تھے۔

اس حدیث میں کتنی ہی نبوت کی نشانیاں ہیں جنہوں نے حضرت عمیر کو اسلام پر ابھارہ، اس لیے کہ یہ معاملہ سوائے صفوان اور حضرت عمیر کے کوئی نہیں جانتا تھا، پھر نبی اکرم ﷺ کا اس کے ساتھ برتاؤ کہ یہ کہنا کہ مسلمانو! یہ تمہارا بھائی ہے، اور پھر ان کے قیدیوں کو چھوڑ دینا یہ تمام باتیں حضرت عمیر کے دل میں اسلام کو راسخ کر چکی تھی، اسی لیے انہوں نے مکہ میں اسلام کی اشاعت کی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں خلق کثیر حلقہ اسلام میں داخل ہوئی۔

پھر دوسری روایت میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ کہنا کہ یہ میرے نزدیک خنزیر سے بھی بدتر تھا اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفاع رسول اللہ ﷺ کے جذبہ سے سرشار تھے اور اسی جذبہ میں اس کو خنزیر سے بدتر کہا گستاخان رسول کے ساتھ نرم برتاؤ کرنے والوں سے سوال ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیا ہو گیا تھا کہ دشمن رسول ﷺ کو خنزیر کہہ دیا؟؟۔

تو میں ابھی اپنی تلوار سے تیرا سراڑا دیتا:

عن عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ أَنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَمَّا أَرَادَ هَدَى زَيْدُ بْنُ سَعْنَةَ قَالَ زَيْدُ بْنُ سَعْنَةَ

إِنَّهُ لَمْ يَنْتَقِ مِنْ عَلَامَاتِ النَّبُوءَةِ شَيْئًا إِلَّا وَقَدْ عَرَفْتُهَا فِي وَجْهِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ

(۱).... (المعجم الكبير. المؤلف: سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللغبي الشامي. أبو القاسم الطبراني (المتوفى: 360 هـ) المحقق: حمدي بن عبد المجيد السلفي. دار النشر: مكتبة ابن تيمية - القاهرة. الطبعة: الغابية. عمير بن وهب الحمصي. ج 17، ص 58..... لاصابه في تمييز الصحابه 36/5 مؤلف: ابو الفضل احمد بن علي بن محمد بن احمد بن جهمر العسقلاني ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت..... الطبقات الكبير جلد 4، ق 1، ص 142، 147 مؤلف: محمد بن سعد بن منيع الزهري ناشر: مكتبة الخانجي - القاهرة..... فتوح البلدان 220 مؤلف: احمد بن يحيى بن جابر بن داود البلاذري ناشر: مكتبة الهلال بيروت)

(۲).... (المعجم الكبير. المؤلف: سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللغبي الشامي. أبو القاسم الطبراني (المتوفى: 360 هـ) المحقق: حمدي بن عبد المجيد السلفي. دار النشر: مكتبة ابن تيمية - القاهرة. الطبعة: الغابية. عمير بن وهب الحمصي. ج 17، ص 61)

نَظَرْتُ إِلَيْهِ إِلَّا اثْنَتَيْنِ لَمْ أَخْبِرْهُمَا مِنْهُ يَسْبِقُ حِلْمُهُ جَهْلَهُ لَا يَرِيدُ شِدَّةَ الْجَهْلِ عَلَيْهِ إِلَّا حِلْمًا  
فَكُنْتُ أَتَكَلَّفُ لَهُ لِأَن أُخَالِطَهُ فَأَخْبِرَ حِلْمَهُ وَجَهْلَهُ قَالَ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ مِنَ الْحُجُرَاتِ وَمَعَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَأَتَاهُ رَجُلٌ عَلَى رَاحِلَتِهِ كَالْهَدَوِيِّ فَقَالَ يَا  
رَسُولَ اللَّهِ قَرِيبَةُ بَنِي فُلَانٍ قَدْ أَسْلَمُوا وَدَخَلُوا فِي الْإِسْلَامِ وَكُنْتُ أَخْبَرْتُهُمْ أَنَّهُمْ إِنْ أَسْلَمُوا أَتَاهُمْ  
الرِّزْقُ رَغَدًا وَقَدْ أَصَابَهُمْ شِدَّةٌ وَقَحْظٌ مِنَ الْغَيْثِ وَأَنَا أَخْشَى يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْ يَخْرُجُوا مِنَ  
الْإِسْلَامِ طَمَعًا كَمَا دَخَلُوا فِيهِ طَمَعًا فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تُرْسِلَ إِلَيْهِمْ مَنْ يُغِيثُهُمْ بِهِ فَعَلْتُ قَالَ فَنَظَرَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رَجُلٍ جَانِبَهُ أَرَاهُ عُمَرُ فَقَالَ مَا بَقِيَ مِنْهُ شَيْءٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
قَالَ زَيْدُ بْنُ سَعْنَةَ فَذَكَرْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُ يَا مُحَمَّدُ هَلْ لَكَ أَنْ تَبِيعَنِي تَمْرًا مَعْلُومًا مِنْ حَائِطِ  
بَنِي فُلَانٍ إِلَى أَجْلِ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ "لَا يَا يَهُودِي وَلَكِنْ أبيعُكَ تَمْرًا مَعْلُومًا إِلَى أَجْلِ كَذَا وَكَذَا  
وَلَا أَسَى حَائِطِ بَنِي فُلَانٍ" قُلْتُ نَعَمْ فَبَايَعَنِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَطْلَقْتُ هَبْيَانِي فَأَعْطَيْتُهُ  
ثَبَانَيْنِ مِثْقَالًا مِنْ ذَهَبٍ فِي تَمْرٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجْلِ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَأَعْطَاهَا الرَّجُلُ وَقَالَ "اعْجَلْ  
عَلَيْهِمْ وَأَغِثْهُمْ بِهَا" قَالَ زَيْدُ بْنُ سَعْنَةَ فَلَمَّا كَانَ قَبْلَ مَحَلِّ الْأَجْلِ يَوْمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً خَرَجَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَنَفَرٌ  
مِنْ أَصْحَابِهِ فَلَمَّا صَلَّى عَلَى الْجَنَازَةِ دَنَا مِنْ جِدَارٍ فَجَلَسَ إِلَيْهِ فَأَخَذْتُ بِجَامِعِ قَبِيصِهِ  
وَنَظَرْتُ إِلَيْهِ بِوَجْهِ غَلِيظٍ ثُمَّ قُلْتُ أَلَا تَقْضِيَنِي يَا مُحَمَّدُ حَقِّي فَوَاللَّهِ مَا عَلِمْتُكُمْ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ  
بِطُلٍّ وَلَقَدْ كَانَ لِي بِمُخَالَطَتِكُمْ عِلْمٌ قَالَ وَنَظَرْتُ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَعَيْنَاهُ تَدُورَانِ فِي وَجْهِهِ  
كَأَنَّكَ الْمُسْتَدِيرُ ثُمَّ رَمَانِي بِبَصَرِهِ وَقَالَ أَيْ عَدُوَّ اللَّهِ أَتَقُولُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مَا أَسْمَعُ وَتَفْعَلُ بِهِ مَا أَرَى فَوَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ لَوْلَا مَا أَخَاذِرُ قُوَّتَهُ لَضَرَبْتُ بِسَيْفِي هَذَا  
عُنُقَكَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ إِلَى عُمَرَ فِي سُكُونٍ وَتَوَدُّةٍ ثُمَّ قَالَ "إِنَّا كُنَّا أَحْوَجَ إِلَى  
غَيْرِ هَذَا مِنْكَ يَا عُمَرُ أَنْ تَأْمُرَنِي بِحُسْنِ الْأَدَاءِ وَتَأْمُرَهُ بِحُسْنِ التَّبَاعَةِ اذْهَبْ بِهِ يَا عُمَرُ فَأَقْضِهِ



حَقُّهُ وَرِدُّهُ عِشْرِينَ صَاعًا مِنْ غَيْرِهِ مَكَانَ مَا رُغِّتُهُ" قَالَ زَيْدٌ فَذَهَبَ بِي عُمَرُ فَقَضَانِي حَقِّي وَرَادَنِي عِشْرِينَ صَاعًا مِنْ تَبَرٍ فَقُلْتُ مَا هَذِهِ الْبَيَادَةُ قَالَ أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أُرِيدَكَ مَكَانَ مَا رُغِّتُكَ فَقُلْتُ أَتَعْرِفُنِي يَا عُمَرُ قَالَ لَا فَمَنْ أَنْتَ قُلْتُ أَنَا زَيْدُ بْنُ سَعْنَةَ قَالَ الْحَبْرُ قُلْتُ نَعَمْ الْحَبْرُ قَالَ فَمَا دَعَاكَ أَنْ تَقُولَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قُلْتُ وَتَفْعَلَ بِهِ مَا فَعَلْتَ فَقُلْتُ يَا عُمَرُ كُلُّ عِلَامَاتِ النَّبُوَّةِ قَدْ عَرَفْتُهَا فِي وَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ نَظَرْتُ إِلَيْهِ إِلَّا اثْنَتَيْنِ لَمْ أَخْتَبِرْهُمَا مِنْهُ يَسْبِقُ حِلْبُهُ جَهْلُهُ وَلَا يَزِيدُهُ شِدَّةُ الْجَهْلِ عَلَيْهِ إِلَّا حِلْبًا فَقَدْ اخْتَبَرْتُهُمَا فَأَشْهَدُكَ يَا عُمَرُ أَنِّي قَدْ رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا وَأَشْهَدُكَ أَنْ شَطْرَ مَالِي - فَإِنِّي أَكْثَرُهَا مَالًا - صَدَقَةٌ عَلَى أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ أَوْ عَلَى بَعْضِهِمْ فَإِنَّكَ لَا تَسْعُهُمْ كُلَّهُمْ قُلْتُ أَوْ عَلَى بَعْضِهِمْ فَرَجَعَ عُمَرُ وَزَيْدٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ زَيْدٌ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّنَ بِهِ وَصَدَّقَهُ وَشَهِدَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَشَاهِدَ كَثِيرَةٍ ثُمَّ تَوَفَّى فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ مُقْبِلًا غَيْرَ مَدْبِرًا (١)

ترجمہ: چنانچہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے زید بن سعنے کی ہدایت کا ارادہ فرمایا تو زید بن سعنے نے کہا: میں نے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے رُخ انور کی زیارت کی تو اسی وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں نبوت کی تمام علامات پہچان لیں، البتہ دو

(١)... (مستدرک، کتاب معرفة الصحابة رضي الله تعالى عنهم، ذكر اسلام زيد بن سعنة... الخ ٢/٤١٢، الحديث: ٦٦٠٦.... وأخرجه أبو نعيم الأصبهاني في "دلائل النبوة" برقم "48"، والبيهقي في "دلائل النبوة" 278/6-280 من طريق الحسن بن سفيان به وأخرجه الحاكم 604/3، والطبراني في "الكبير" 5147 من طريق أحمد بن علي الأبار، والبيهقي 278/6-280 من طريق خشنام بن بشر، وأبو الشيخ ص 81 من طريق الحسن بن محمد عن أبي زرعة، ثلاثتهم عن محمد بن المتوكل به وأخرجه الطبراني في "الكبير" 5147، وأبو الشيخ في "أخلاق النبي" ص 81 من طريقين عن عبد الوهاب بن نهدة الحوطي - وهو ثقة - عن الوليد بن مسلم، بهذا الإسناد وأخرجه مختصر ابن ماجة "2281" في التجارات: باب السلف في كيل معلوم ووزن معلوم إلى أجل معلوم، من طريق يعقوب بن حميد بن كاس، عن الوليد بن مسلم، بهذا الإسناد ويعقوب متابع ثان لابن أبي السري ووصحه الحاكم، فتعقبه الذهبي بقوله: ما أنكره وأرگه، لا سيما قوله: "مقبلاً غير مدبر" فإنه لم يكن في غزوة تبوك قتال وقال الحافظ المزي في "التهذيب" 243/7-247: هذا حديث حسن مشهور في "دلائل النبوة".

علامتیں ایسی تھیں جن کی مجھے خبر نہ تھی (کہ وہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں ہیں یا نہیں) ایک یہ کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا حلم آپ ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے غضب پر سبقت لے جاتا ہے اور دوسری یہ کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ جتنا زیادہ جہالت کا برتاؤ کیا جائے آپ ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا حلم اتنا ہی بڑھتا چلا جائے گا۔ میں موقع کی تلاش میں رہا تا کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا حلم دیکھ سکوں۔ ایک دن نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم آپ ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ تھے کہ دیہات کا ایک شخص اپنی سواری پر آپ ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: فلاں قبیلے کی بستی میں رہنے والے قحط اور خشک سالی کی مصیبت میں مبتلا ہیں، میں نے ان سے کہا کہ اگر تم لوگ اسلام قبول کر لو تو تمہیں کثیر رزق ملے گا۔ انہوں نے اسلام قبول کر لیا ہے، یا رسول اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مجھے ڈر ہے کہ جس طرح وہ رزق ملنے کی امید پر اسلام میں داخل ہوئے کہیں وہ رزق نہ ملنے کی وجہ سے اسلام سے نکل نہ جائیں۔ اگر ممکن ہو تو ان کی طرف کوئی ایسی چیز بھیج دیں جس سے ان کی مدد ہو جائے۔ حضور پر نور ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس شخص کی طرف دیکھا اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو دیکھا تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس میں سے کچھ باقی نہیں بچا۔ زید بن سعنہ کہتے ہیں: میں حضور اقدس ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قریب ہوا اور کہا: اے محمد! (ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کیا آپ ایک مقررہ مدت تک فلاں قبیلے کے باغ کی معین مقدار میں کھجوریں مجھے بچ سکتے ہیں؟ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اے یہودی! ایسے نہیں، میں ایک مقررہ مدت تک اور معین مقدار میں کھجوریں تمہیں بچوں گا لیکن کسی باغ کو خاص نہیں کروں گا۔ زید بن سعنہ کہتے ہیں: میں نے کہا ٹھیک ہے۔ چنانچہ میں نے ایک مقررہ مدت تک معین مقدار میں کھجوروں کے بدلے 80 مثقال سونا حضور اقدس ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دے دیا اور آپ ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے وہ سونا اس شخص کو دے کر فرمایا: ”یہ سونا ان لوگوں کے درمیان تقسیم کر دو اور اس کے ذریعے ان کی مدد کرو۔ زید بن سعنہ کہتے ہیں، جب وہ مدت پوری ہونے میں دو یا تین دن رہ گئے تو میں نے مسجد میں آپ ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دامن اقدس پکڑ کر تیز نگاہ سے دیکھتے ہوئے یوں کہا: اے محمد! میرا حق ادا کرو۔

اے عبدالمطلب کے خاندان والو! تم سب کا یہی طریقہ ہے کہ تم لوگ ہمیشہ لوگوں کے حقوق ادا کرنے میں دیر لگایا کرتے ہو اور ٹال مٹول کر نا تم لوگوں کی عادت بن چکی ہے۔ اس دوران میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھا تو ان کی آنکھیں ان کے چہرے پر گھوم رہی تھیں، انہوں نے جلال بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے مجھ سے فرمایا: اے دشمن خدا! کیا تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی بات اور ایسی حرکت کر رہے ہو اس خدا کی قسم جس نے انہیں حق کے ساتھ بھیجا، اگر مجھے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا لحاظ نہ ہوتا تو میں ابھی اپنی تلوار سے تیرا سراڑا دیتا۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر سکون انداز میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھنے لگے اور مسکرائے، پھر ارشاد فرمایا ”ہم دونوں کو اس کے علاوہ چیز کی زیادہ ضرورت تھی کہ تم مجھے اچھے طریقے سے اذائیگی کا کہتے اور اسے اچھے انداز میں مطالبہ کرنے کا کہتے۔ اے عمر! رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تم اسے اس کا حق دے دو اور بیس صاع کھجوریں اس کے حق سے زیادہ دے دینا۔

زید بن سعنہ کہتے ہیں: (جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے زیادہ کھجوریں دیں) تو میں نے کہا: اے عمر! رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مجھے زیادہ کھجوریں کیوں دی جا رہی ہیں؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ”مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ جو میں نے تمہیں ڈانٹا اس کے بدلے اتنی کھجوریں تمہیں زیادہ دے دوں۔ میں نے کہا: اے عمر! رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آپ جانتے ہیں کہ میں کون ہوں؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ”نہیں۔ میں نے کہا: میں یہودیوں کا عالم زید بن سعنہ ہوں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ”پھر تم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جو باتیں کہیں اور ان کے ساتھ جو حرکت کی وہ کیوں کی؟ میں نے کہا: میں نے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور کی زیارت کرتے ہی آپ میں نبوت کی تمام علامات پہچان لی تھیں، البتہ ان دو علامتوں کو دیکھنا باقی تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حلم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے غضب پر سبقت لے جاتا ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جتنا زیادہ جہالت کا برتاؤ کیا جائے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حلم اتنا ہی بڑھتا چلا جائے گا۔ بے شک میں نے یہ علامتیں بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں پالی ہیں، تو اے عمر! رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آپ گواہ ہو جائیں کہ میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد

مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہوا۔ میں بہت مالدار ہوں، آپ گواہ ہو جائیں کہ میں نے اپنا آدھا مال تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت پر صدقہ کر دیا۔ پھر حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور کہا ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ پر ایمان لائے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتے رہے یہاں تک کہ غزوہ تبوک میں جائناری کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے خالق حقیقی کے ساتھ جا ملے۔

یا رسول اللہ ﷺ نہ کہنے کی وجہ سے دھکا مارا؟؟؟:

عن ثوبان مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُ قَالَ كُنْتُ قَائِلًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ حَبْرٌ مِنْ أَحْبَارِ الْيَهُودِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ فَدَفَعْتُهُ دَفْعَةً كَادَ يُصْرَعُ مِنْهَا فَقَالَ لِمَ تَدْفَعُنِي؟ فَقُلْتُ أَلَا تَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَالَ الْيَهُودِيُّ إِنَّمَا نَدْعُوهُ بِاسْمِهِ الَّذِي سَمَّاهُ بِهِ أَهْلُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «إِنَّ أَسَىٰ مُحَمَّدٍ الَّذِي سَمَّاهُ بِهِ أَهْلِي» ، فَقَالَ الْيَهُودِيُّ جِئْتُ أَسْأَلُكَ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «أَيَنْفَعُكَ شَيْءٌ إِنْ حَدَّثْتُكَ» قَالَ أَسْمَعُ بِأَذُنِي، فَتَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَوْدِ مَعَهُ، فَقَالَ «سَلْ» فَقَالَ الْيَهُودِيُّ أَيْنَ يَكُونُ النَّاسُ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «هُمْ فِي الطُّلُبَةِ دُونَ الْجَنَّةِ» قَالَ فَتَمَنُّ أَوَّلُ النَّاسِ إِجَارَةً قَالَ «فَقَرَاءَةُ الْمُهَاجِرِينَ» قَالَ الْيَهُودِيُّ فَمَا تُخَفِّتُهُمْ حِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَالَ «زِيَادَةُ كَبِدِ الثَّوْنِ» ، قَالَ فَمَا غِذَاؤُهُمْ عَلَىٰ إِثْرِهَا قَالَ «يُنْحَرُ لَهُمْ ثَوْرُ الْجَنَّةِ الَّذِي كَانَ يَأْكُلُ مِنْ أَطْرَافِهَا» قَالَ فَمَا شَرَابُهُمْ عَلَيْهِ قَالَ «مِنْ عَيْنٍ فِيهَا تُسَمَّى سَلْسَبِيلًا» قَالَ صَدَقْتَ قَالَ وَجِئْتُ أَسْأَلُكَ عَنْ شَيْءٍ لَا يَعْلَمُهُ أَحَدٌ مِنَ أَهْلِ الْأَرْضِ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ رَجُلٌ أَوْ رَجُلَانِ قَالَ «يَنْفَعُكَ إِنْ حَدَّثْتُكَ» قَالَ أَسْمَعُ بِأَذُنِي قَالَ جِئْتُ أَسْأَلُكَ عَنِ الْوَكْدِ قَالَ «مَاءُ الرَّجُلِ

أَبَيْضُ، وَمَاءُ الْمَرْأَةِ أَصْفَرُ، فَإِذَا اجْتَمَعَا، فَقَلَا مَنِ الرَّجُلُ مَنِ الْمَرْأَةُ، أَذْكَرَا بِإِذْنِ اللَّهِ، وَإِذَا عَلَا مَنِ الْمَرْأَةُ مَنِ الرَّجُلُ، أَكْثَرَا بِإِذْنِ اللَّهِ» قَالَ الْيَهُودِيُّ لَقَدْ صَدَقْتَ، وَإِنَّكَ لَنَبِيٌّ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَذَهَبَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «لَقَدْ سَأَلَنِي هَذَا عَنِ الَّذِي سَأَلَنِي عَنْهُ، وَمَا لِي عِلْمٌ بِشَيْءٍ مِنْهُ، حَتَّى أَتَانِي اللَّهُ بِهِ» (۱)

ترجمہ: حضرت ثوبان رسول اللہ ﷺ کے غلام فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ کھڑا ہوا تھا کہ یہودی علماء میں سے ایک عالم نے آکر "السلام علیک یا محمد" کہا تو میں نے اس کو دھکا دیا قریب تھا کہ وہ گر جاتا اس نے کہا آپ مجھے کیوں دھکا دیتے ہیں میں نے کہا تو نے یا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہیں کہا تو یہودی نے کہا ہم آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اسی نام سے پکارتے ہیں جو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے گھر والوں نے رکھا تھا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا میرا نام جو میرے گھر والوں نے رکھا ہے وہ محمد ہے، یہودی نے کہا کہ میں آپ سے کچھ پوچھنے آیا ہوں تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس سے فرمایا اگر میں تجھ کو کچھ بیان کروں تو تجھے کچھ فائدہ ہوگا؟ اس نے کہا میں اپنے دونوں کانوں سے سنوں گا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے پاس موجود چھتری سے زمین کرید رہے تھے تب آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا پوچھ! یہودی نے کہا جس دن زمین و آسمان بدل جائیں گے تو لوگ کہاں ہوں گے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا وہ اندھیرے میں پل صراط کے پاس، اس نے کہا لوگوں میں سب سے پہلے اس پر سے گزرنے کی اجازت کس کو ہوگی آپ نے فرمایا فقراء مہاجرین کو، یہودی نے کہا جب وہ جنت میں داخل ہوں گے تو ان کا حنفہ کیا ہوگا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا مچھلی کے جگر کا ٹکڑا، اس نے کہا اس کے بعد ان کی غذا کیا ہوگی آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ان کے لئے جنت کا بیل ذبح کیا جائے گا جو جنت کے اطراف میں چرا کرتا تھا، اس نے کہا اس پر ان کا پینا کیا ہوگا فرمایا ایک چشمہ ہے جس کو سلسبیل کہا جاتا ہے اس نے کہا آپ نے سچ فرمایا اس نے کہا میں آیا تھا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ایسی چیز کے بارے میں پوچھوں جسے زمین میں رہنے والوں میں نبی کے علاوہ کوئی نہیں جانتا سوائے ایک دو

آدمیوں کے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ میں تجھ کو بتلاؤں تو تجھے فائدہ ہوگا اس نے کہا میں توجہ سے سنوں گا، میں اسی لیے آیا تھا کہ بچے (کی پیدائش) کے بارے میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سوال کروں، فرمایا مرد کا نطفہ سفید اور عورت کا پانی زرد ہوتا ہے جب یہ دونوں پانی جمع ہوتے ہیں تو اگر مرد کی منی عورت کی منی پر غالب ہو جائے تو اللہ کے حکم سے بچہ پیدا ہوتا ہے اور اگر عورت کی منی مرد کی منی پر غالب آجائے تو بچی پیدا ہوتی ہے اللہ کے حکم سے، یہودی نے کہا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے سچ فرمایا اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے نبی ہیں پھر وہ پھرا اور چلا گیا تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اس نے جو کچھ مجھ سے سوال کیا ان میں سے کسی بات کا علم میرے پاس نہ تھا یہاں تک کہ اللہ نے مجھے اس کا علم عطا فرما دیا۔

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو کیوں دھکا دیا اس لیے کہ یہ یا رسول اللہ ﷺ، یا نبی اللہ نہیں کہتا تھا یا کم از کم اس سے اتنا بھی نہ ہوا کہ جس طرح یہودیوں کے عالم رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے یا ابوالقاسم کہتے ایسا ہی کہہ دیتا، بلکہ نبی اکرم ﷺ کا نام لیتا تھا اور یہ اصحاب رسول اللہ کو گوارہ نہ تھا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو نام لے کر پکارنے سے منع فرمایا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (۱)

ترجمہ: رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا جو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

اور نبی اکرم ﷺ کا اس بات پر سکوت فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ بھی اس دفاع میں حضرت ثوبان کی موافقت کر رہے تھے۔ واللہ اعلم۔

میں مدد کروں گا:

عَنْ أَنَسٍ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، رَوَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ أَقْرَعَ بَيْنَ أَزْوَاجِهِ، فَأَيُّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ، قَالَتْ عَائِشَةُ فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا غَزَاةَ غَزَاهَا فَخَرَجَ سَهْمِي، فَخَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا نَزَلَ الْحِجَابُ،

ترجمہ: عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں جانے کا ارادہ کرتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے۔ جس کے نام کا قرعہ نکلا، سفر میں وہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جاتی۔ چنانچہ ایک غزوہ کے موقع پر، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شرکت کر رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرعہ ڈلوا دیا اور میرا نام نکلا۔ اب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی۔ یہ واقعہ پردے کی آیت کے نازل ہونے کے بعد کا ہے.....

آگے طویل حدیث ہے جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ بھی فرماتی ہیں کہ:

قَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَعْدَرَ يَوْمَئِذٍ مِنْ عَهْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَلُولٍ، قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْبَيْتِ «يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ مَنْ يَغْدِرُنِي مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي، فَوَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِ إِلَّا خَيْرًا، وَلَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا، وَمَا كَانَ يَدْخُلُ عَلَى أَهْلِ إِلَّا مَعِيَ» قَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ الْأَنْصَارِيُّ، فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا أَعْدِرُكَ مِنْهُ، إِنْ كَانَ مِنَ الْأَوْسِ ضَرَبْتُ عَنْقَهُ، وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزَرِجِ أَمَرْتَنَّا فَفَعَلْنَا أَمْرَكَ، (۱)

ترجمہ: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی دن (منبر پر) کھڑے ہو کر عبد اللہ بن ابی ابن سلول کے بارے میں مدد چاہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک ایسے شخص کے بارے میں میری کون مدد

(۱)۔۔۔ (صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب (أَوَّلًا إِذْ تَوَقَّعْتُمُوهُ كُلُّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنْفُسِهِمْ خَيْرًا) (النور: ۱۲) إِلَى قَوْلِهِ: (الْمُؤْمِنُونَ) (النحل: ۱۰۵)، رقم: ۴۷۵۰..... صحیح مسلم، کتاب التوبة، باب فی حدیث الافک وقبول توبة القاذف رقم: ۵۸۵۶..... إسناده صحیح علی شرط الشیخین، "مصنف" عبد الرزاق (۹۷۴۸) ومن طریقہ أخرجه إسماعیل بن راهويه في "مسندة" (۱۱۰۴). ومسلم (۲۷۷۰) (۵۶). ويعقوب بن سفيان في "المعرفة والتاريخ" ۳۹۳/۱. وابن جبران (۴۲۱۲). والطبرانی في "المعجم" ۲۳/ (۱۳۳). واللائل في "أصول الاعتقاد" (۲۷۵۷). والبيهقي في "الدلائل" ۷۳-۷۲/۴. وأخرجه مطولاً ومختصراً إسماعیل بن راهويه (۱۱۰۳). والنسائي في "الكبرى" (۱۱۳۶۰) - وهو في "التفسير" (۳۸۰) - والطبرانی في "تفسيره" ۹۲-۸۹/۱۸ من طريق محمد بن ثور، عن معمر بن به. وأخرجه مطولاً ومختصراً البخاری في "صحيحه" (۲۸۷۹) و (۴۰۲۵) و (۴۶۹۰) و (۴۷۵۰) و (۶۶۶۲) و (۶۶۷۹) و (۷۵۰۰) و (۷۵۴۵). وعلقه (۲۶۳۷). وفي "خلق أفعال العباد" ص ۵۲. ومسلم (۲۷۷۰) (۵۶). والطحاوي في "شرح معاني الآثار" ۳۸۳/۴. وفي "شرح مشكل الآثار" (۷۴۷). والطبرانی في "المعجم" ۲۳/ (۱۳۴). والبيهقي في "السنن" ۴۱/۱۰. وفي "الدلائل" ۷۲-۶۴/۴ من طريق يونس بن يزيد والبخاری (۲۶۶۱). ومسلم (۲۷۷۰) (۵۷). وأبو يعلى (۴۹۲۷). والطبرانی ۲۳/ (۱۳۵). والبيهقي في "السنن" ۳۰۲/۷ و ۱۵۳/۱۰. وأخرجه الطبرانی ۲۳/ (۱۴۲). والبيهقي في "الشعب" (۷۰۲۸). وأخرجه مطولاً ومختصراً النسائي في "الكبرى" (۸۹۲۹). وأبو يعلى (۴۳۹۷) من طريق ابن المبارك عن يونس. والطبرانی ۲۳/ (۱۴۰). وأخرجه أبو داود (۷۸۵) من طريق حميد الأعرج المكي، عن الزهري، عن عروة عن عائشة مودكر حديث الإفك

کرے گا جس کی اذیت اور تکلیف وہی کا سلسلہ اب میری بیوی کے معاملے تک پہنچ چکا ہے۔ اللہ کی قسم، اپنی بیوی کے بارے میں خیر کے سوا اور کوئی چیز مجھے معلوم نہیں۔ پھر نام بھی اس معاملے میں انہوں نے ایک ایسے آدمی کا لیا ہے جس کے متعلق بھی میں خیر کے سوا اور کچھ نہیں جانتا۔ خود میرے گھر میں جب بھی وہ آئے ہیں تو میرے ساتھ ہی آئے۔ (یہ سن کر) سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ! واللہ میں آپ کی مدد کروں گا۔ اگر وہ شخص (جس کے متعلق تہمت لگانے کا آپ نے ارشاد فرمایا ہے) اوس قبیلہ سے ہوگا تو ہم اس کی گردن مار دیں گے (کیونکہ سعد رضی اللہ عنہ خود قبیلہ اوس کے سردار تھے) اور اگر وہ خزرج کا آدمی ہوا، تو آپ ہمیں حکم دیں، جو بھی آپ کا حکم ہوگا ہم تعمیل کریں گے۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ کے دفاع ناموس رسالت کے اس انداز سے معلوم ہو رہا ہے کہ آپ اس آدمی کو قتل کر کے رسول اللہ ﷺ کو راحت پہنچانا چاہتے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے دل کو بھی راحت پہنچانا چاہتے تھے اس لیے کہ جب آقا ﷺ کی ناموس کا مسئلہ آتا ہے تو حقیقی غلام کی نیند اڑ جاتی ہے، نبی اکرم ﷺ کا یہ نہ فرمانا کہ اس کی سزا قتل نہیں اس بات کی دلیل ہے کہ گستاخ رسول ﷺ کی سزا قتل ہی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد کو اس لیے منع نہ کیا تھا بلکہ اس لیے منع کیا تھا کہ کہیں اوس و خزرج کا وہ فتنہ دوبارہ نہ بھڑک پڑے جس سے انصار کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے نجات دی، جیسا کہ آگے حدیث اسی بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔

یہودی کو طمانچہ دے مارا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ بَيْنَمَا يَهُودِيٌّ يَغْرِضُ سِلََّةً لَهُ أُعْطِيَ بِهَا شَيْئًا، كَرِهَهُ أَوْ لَمْ يَرْضَهُ - شَكََّ عَبْدُ الْعَزِيزِ - قَالَ لَا، وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ قَالَ فَسَبَّحَهُ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَلَطَمَ وَجْهَهُ، قَالَ تَقُولُ وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا قَالَ فَذَهَبَ الْيَهُودِيُّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ إِنَّ لِي ذِمَّةً وَعَهْدًا، وَقَالَ فَلَا لَكَ لَطَمٌ وَجْهِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «لِمَ لَطَمْتَ وَجْهَهُ» قَالَ قَالَ - يَا رَسُولَ اللَّهِ - وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى



الْبَشَرِ وَأَنْتَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا، قَالَ فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى عَرِفَ الْغَضَبُ فِي وَجْهِهِ، ثُمَّ قَالَ " لَا تَفْضَلُوا بَيْنَ أَنْبِيَائِ اللَّهِ، فَإِنَّهُ يُنْفَخُ فِي الشُّورِ فَيَصْعَقُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ، قَالَ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ أُخْرَى، فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ بُعِثَ، أَوْ بِي أَوَّلَ مَنْ بُعِثَ، فَإِذَا مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ آخِذٌ بِالْعَرْشِ، فَلَا أَدْرِي أَحْسَبُ بِصَفْعَتِهِ يَوْمَ الطُّورِ، أَوْ بُعِثَ قَبْلِي، وَلَا أَقُولُ إِنَّ أَحَدًا أَفْضَلُ مِنْ يُوحَنَّا بْنِ مَتَّى عَلَيْهِ السَّلَامُ" (۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) سے روایت ہے کہ ایک یہودی اپنا کچھ سامان بیچ رہا تھا جب اس کو اس کے سامان کی کچھ قیمت دی گئی تو اس نے اسے ناپسند کیا یا وہ اس قیمت پر راضی نہ ہوا راوی عبدالعزیز کو شک ہے یہودی نے کہا نہیں اور قسم ہے اس ذات کی جس نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو تمام انسانوں پر فضیلت عطا فرمائی انصار کے ایک آدمی نے جب یہودی کی یہ بات سنی تو اس نے یہودی کو چہرے پر تھپڑ مارا اور کہا کہ تو کہتا ہے کہ قسم اس ذات کی جس نے حضرت موسیٰ کو تمام انسانوں پر فضیلت عطا فرمائی حالانکہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے درمیان موجود ہیں وہ یہودی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف گیا اور عرض کرنے لگا اے ابوالقاسم! بے شک میں ذمی ہوں اور مجھے امان دی گئی ہے اور اس نے کہا کہ فلاں آدمی نے میرے چہرے پر تھپڑ مارا ہے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس آدمی سے فرمایا تو نے اس کے چہرے پر تھپڑ کیوں مارا ہے اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! اس یہودی نے یہ کہا تھا کہ اس ذات کی قسم جس نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو تمام انسانوں پر فضیلت عطا فرمائی جبکہ آپ ہمارے درمیان موجود ہیں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) غصہ میں آگئے یہاں تک کہ غصہ کے آثار آپ کے چہرے میں پہچانے گئے پھر آپ نے فرمایا تم مجھے اللہ کے نبیوں کے درمیان فضیلت نہ دو کیونکہ جس وقت صور پھونکا جائے گا تو تمام آسمانوں اور زمین والوں کے ہوش اڑ جائیں گے سوائے اس کے کہ جسے اللہ چاہے پھر دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو سب سے پہلے مجھے اٹھایا جائے گا یا فرمایا کہ اٹھنے والوں میں سب سے

(۱).... (صحیح بخاری، احادیث الانبیاء، ثَابِتُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: (وَإِنْ يُوْنُسُ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ) (الصَّالَات: 139) ".... صحیح مسلم، کتاب الفضائل، ثَابِتُ مِنْ

فَضَائِلِ مُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَقْم: 159)

پہلے میں ہوں گا تو حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو میں دیکھوں گا کہ وہ عرش کو پکڑے ہوئے ہیں اور میں (ذاتی طور پر) نہیں جانتا کہ طور کے دن کی بیہوشی میں ان کا حساب لیا گیا یا وہ مجھ سے پہلے اٹھائے گئے اور میں یہ نہیں کہتا کہ کوئی آدمی بھی حضرت یونس بن متی (علیہ السلام) سے افضل ہے۔

اور ایک روایت میں یوں ہے:

قَالَ اسْتَبَّ وَجُلَّانِ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ، قَالَ الشَّيْخُ وَالَّذِي اصْطَفَى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِينَ، فَقَالَ الْيَهُودِيُّ وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْعَالَمِينَ، ثُمَّ قَالَ الْمُسْلِمُ يَذْكُرُ حَيْثُ ذَلِكَ، فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُودِيِّ، فَذَهَبَ الْيَهُودِيُّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ مِنْ أَمْرِهِ، وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ، فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمَ، فَسَأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ، فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «لَا تُخَيِّرُونِ عَلَى مُوسَى، فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَأَصَعَقُ مَعَهُمْ، فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفَيْقُ، فَإِذَا مُوسَى بِأَطْشَ جَانِبَ الْعَرْشِ، فَلَا أَدْرِ أَكَانَ فَيَسَنُ صَعِقَ، فَأَفَاقَ قَبْلِي أَوْ كَانَ مَعِي اسْتَشْفَى اللَّهُ» (۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ دو شخصوں نے جن میں ایک مسلمان تھا اور دوسرا یہودی، ایک دوسرے کو برا بھلا کہا۔ مسلمان نے کہا، اس ذات کی قسم جس نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تمام دنیا والوں پر بزرگی دی۔ اور یہودی نے کہا، اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ (علیہ السلام) کو تمام دنیا والوں پر بزرگی دی۔ اس پر مسلمان نے ہاتھ اٹھا کر یہودی کے طمانچہ مارا۔ وہ یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور مسلمان کے ساتھ اپنے واقعہ کو بیان کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسلمان کو بلایا اور اس سے واقعہ کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی تفصیل بتادی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد فرمایا، مجھے موسیٰ علیہ السلام پر ترجیح نہ دو۔ لوگ قیامت کے دن بیہوش کر دیئے جائیں گے۔ میں بھی بیہوش ہو جاؤں گا۔ بے ہوشی سے ہوش میں آنے والا سب سے پہلا شخص میں ہوں گا، لیکن موسیٰ علیہ السلام کو عرش الہی کا کنارہ پکڑے ہوئے

(۱).... (صحیح بخاری، کتاب الخصومات باب ما یدکر فی الاشخاص والخصومة بین المسلم والیہودی .... صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل

موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رقم: 160، 161)

پاؤں گا۔ اب مجھے (از خود) علم نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام بھی بیہوش ہونے والوں میں ہوں گے اور مجھ سے پہلے انہیں ہوش آجائے گا۔ یا اللہ تعالیٰ نے ان کو ان لوگوں میں رکھا ہے جو بے ہوشی سے مستثنیٰ ہیں۔ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں مروی ہے کہ:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ جَاءَ يَهُودِيٌّ، فَقَالَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ ضَرْبٌ وَجْهِ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِكَ، فَقَالَ مَنْ؟ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ «ادْعُوهُ»، فَقَالَ «أَضْرَبْتَهُ»، قَالَ سَبَعْتُهُ بِالسُّوقِ يَخْلِفُ وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْبَشَرِ، قُلْتُ أَمَى خَبِيثٌ، عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخَذَتْنِي غَضَبَةٌ فَضَرَبْتُ وَجْهَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «لَا تُخَيِّرُوا بَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ، فَإِنَّ النَّاسَ يَصْغَقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ، فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ، فَلَا أَذْرِي أَكَانَ فِيْمَنْ صَبَقَ، أَمْ حُوسِبَ بِصَغْفَةِ الْأُولَى» (۱)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ ایک یہودی آیا اور کہا کہ اے ابوالقاسم! آپ کے اصحاب میں سے ایک نے مجھے طمانچہ مارا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا، کس نے؟ اس نے کہا کہ ایک انصاری نے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں بلاؤ۔ وہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تم نے اسے مارا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں نے اسے بازار میں یہ قسم کھاتے سنا۔ اس ذات کی قسم! جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام انسانوں پر بزرگی دی۔ میں نے کہا، او خبیث! کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی! مجھے غصہ آیا اور میں نے اس کے منہ پر تھپڑ دے مارا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو انبیاء میں باہم ایک دوسرے پر اس طرح بزرگی نہ دیا کرو۔ لوگ قیامت میں بیہوش ہو جائیں گے۔ اپنی قبر سے سب سے پہلے نکلنے والا میں ہی ہوں گا۔ لیکن میں دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش الہی کا پایہ پکڑے ہوئے ہیں۔ اب مجھے (از خود) علم نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام بھی بیہوش ہوں گے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آجائیں گے یا

(۱) ... (صحیح بخاری، احادیث الانبیاء، باب قول اللہ تعالیٰ: (وَإِنْ يُولُؤْا بُيُوتَ الْمُرْسَلِينَ) الصافات: 139) .... صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رقم: 162)

انہیں پہلی بے ہوشی جو طور پر ہو چکی ہے وہی کافی ہوگی۔

ان تمام روایات سے معلوم ہوا کہ اس طمانچہ کا سبب وہ جملہ بنا جو اس یہودی نے کہا تھا، اور انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ گورائہ ہوا کہ کوئی ہمارے نبی ﷺ کی شان کم کرے، پھر رسول اللہ ﷺ کا اس انصاری صحابی سے قصاص نہ لینا اس بات کی دلیل ہے کہ جو ان انصاری صحابی نے کیا وہ حق تھا، ہاں نبی اکرم ﷺ غضب میں اس لیے آئے کہ انبیاء کے درمیان ایک کو دوسرے پر ایسی فضیلت نہ دو جس کے ساتھ دوسرے نبی کی تنقیص کا پہلو نکلے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کو ایک دوسرے پر وصف نبوت میں فضیلت دینا جائز نہیں تمام انبیاء کرام نبوت میں برابر ہیں ہاں بعض انبیاء کرام بعض انبیاء کرام سے درجات و فضائل و کمالات، اور خصائص میں افضل و اعلیٰ ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے:

وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَى بَعْضٍ (۱)

اور بیشک ہم نے نبیوں میں ایک کو ایک پر بڑائی دی۔

اور جگہ فرمایا:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ (۲)

یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا۔

اسی طرح خود نبی اکرم ﷺ نے بھی فرمایا کہ: میں تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں، اور فرمایا کہ میں نبیوں کا امام اور خطیب ہوں، اور فرمایا کہ تمام انبیاء میرے جھنڈے تلے ہوں گے، اور ایک جگہ پر فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں تمام خلق میں سے افضل و اکرم ہوں، اور نبی اکرم ﷺ کی فضیلت پر ہم پہلے بھی کافی تحقیق کے ساتھ کلام کر چکے ہیں۔

سولی پر بھی لبیک یا رسول اللہ ﷺ:

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ «بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَةَ رَهْطٍ سَرِيَّةً عَيْنًا، وَأَمَرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ جَدَّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ»، فَأَنْطَلَقُوا حَتَّى

(۱) ... (طبری اسرائیل: ۸۵)

(۲) ... (البقرة: ۲۵۳)

إِذَا كَانُوا بِالْهَدَاةِ، وَهُوَ بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ، ذَكَرُوا لِحَيٍّ مِنْ هَذِيلٍ، يُقَالُ لَهُمْ بَنُو لَحْيَانَ، فَتَقَرَّوْا لَهُمْ قَرِيبًا مِنْ مِائَتَيْ رَجُلٍ كُلُّهُمْ رَامِرٌ، فَاقْتَبَضُوا آثَارَهُمْ حَتَّى وَجَدُوا مَا كُلُّهُمْ تَبَرَّأَ تَرَوُّدُهُ مِنَ السَّيِّئَةِ، فَقَالُوا هَذَا تَتَرَبَّسُّ رَبِّ فَاقْتَبَضُوا آثَارَهُمْ، فَلَمَّا رَأَوْهُمْ عَاصِمٌ وَأَصْحَابُهُ لَجُّوا إِلَى قَدَقِدٍ وَأَحَاطَ بِهِمُ الْقَوْمُ، فَقَالُوا لَهُمْ انْزِلُوا وَأَعْطُونَا بِأَيْدِيكُمْ، وَلَكُمْ الْعَهْدُ وَالْبَيْثَانِي، وَلَا نَقْتُلُ مِنْكُمْ أَحَدًا، قَالَ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ أَمِيرُ السَّرِيَّةِ أَمَا أَنَا فَوَاللَّهِ لَا أَنْزِلُ الْيَوْمَ فِي ذِمَّةِ كَافٍ، اللَّهُمَّ أَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ، فَرَمَوْهُمْ بِالْهَبْلِ فَقَتَلُوا عَاصِمًا فِي سَبْعَةِ، فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ بِالْعَهْدِ وَالْبَيْثَانِي، مِنْهُمْ خُبَيْبُ الْأَنْصَارِيِّ، وَابْنُ دِثْنَةَ، وَرَجُلٌ آخَرٌ، فَلَمَّا اسْتَبَكُّوا مِنْهُمْ أَطْلَقُوا أَوْتَارَ قِسِيهِمْ فَأَوْتَقَوْهُمْ، فَقَالَ الرَّجُلُ الثَّلَاثُ هَذَا أَوَّلُ الْغَدْرِ، وَاللَّهِ لَا أَصْحَبُكُمْ إِنِّي فِي هَوْلَاءِ لَأَسُوَّةٌ يُرِيدُ الْقَتْلَى، فَجَرَّوْهُ وَعَالَجُوهُ عَلَى أَنْ يَصْحَبَهُمْ فَأَبَى فَقَتَلُوهُ، فَانْطَلَقُوا بِخُبَيْبٍ، وَابْنِ دِثْنَةَ حَتَّى بَاعُوهُمَا بِهَكَّةَ بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ، فَأَتَبَاعَ خُبَيْبًا بَنُو الْحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ تَوْقَلِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ، وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ بْنَ عَامِرٍ يَوْمَ بَدْرٍ، فَلَبِثَ خُبَيْبٌ عِنْدَهُمْ أَسِيرًا، فَأَخْبَرَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عِيَاضٍ، أَنَّ بِنْتَ الْحَارِثِ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُمْ حِينَ اجْتَمَعُوا اسْتَعَارَ مِنْهَا مُوسَى يَسْتَحِدُّ بِهَا، فَأَعَارَتْهُ، فَأَخَذَ ابْنَالِي وَأَنَا غَافِلَةً حِينَ أَتَاهَا قَالَتْ فَوَجَدْتُهُ مُجْلِسَهُ عَلَى فَخْدِهِ وَالْمُوسَى بِيَدِهِ، فَفَزِعْتُ فَزَعَةً عَرَفَهَا خُبَيْبٌ فِي وَجْهِ، فَقَالَ تَخْشَيْنَ أَنْ أَقْتُلَهُ مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ ذَلِكَ، وَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ أَسِيرًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ خُبَيْبٍ، وَاللَّهِ لَقَدْ وَجَدْتُهُ يَوْمَ مَا يَأْكُلُ مِنْ قِطْفِ عِنَبٍ فِي يَدِهِ، وَإِنَّهُ لَمُوثٌ فِي الْحَدِيدِ، وَمَا بِهَكَّةَ مِنْ نَسْرٍ، وَكَانَتْ تَقُولُ إِنَّهُ لِرِزْقٍ مِنَ اللَّهِ رَزَقَهُ خُبَيْبًا، فَلَمَّا خَرَجُوا مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ فِي الْحِلِّ، قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ ذَرُونِي أَرْكُمَ رُكْعَتَيْنِ، فَتَرَكُوهُ، فَرَكُمَ رُكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ لَوْلَا أَنْ تَنْظُرُوا أَنَّ مَا بِي جَزَعٌ لَطَوَّلْتُهَا، اللَّهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا، مَا أَهْلِي حِينَ أَقْتُلُ مُسْلِمًا عَلَى أَمْرٍ شَقِيٍّ كَانَ يُلُو مَضْرَعِي وَذَلِكَ لِي ذَاتِ الْإِلَهِ وَإِنْ يَشَاءُ يَبَارِكْ عَلَى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُبْلَرٍ فَقَتَلَهُ ابْنُ الْحَارِثِ فَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ سَنُ الرُّكْعَتَيْنِ لِكُلِّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ قُتِلَ

صَبْرًا، فَاسْتَجَابَ اللَّهُ لِعَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ يَوْمَ أُصَيْبٍ، «فَأَغْبَرَ الْبَيْتَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ خَبَرَهُمْ، وَمَا أُصِيبُوا، وَبَعَثَ نَاسٌ مِنْ كُفَّارِ قُرَيْشٍ إِلَى عَاصِمٍ حِينَ حَدِّثُوا أَنَّهُ قُتِلَ، لِيُؤْتُوا بِشَوْءٍ مِنْهُ يُعْرِفُ، وَكَانَ قَدْ قُتِلَ رَجُلًا مِنْ عَقَلَائِهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ، فَبُعِثَ عَلَى عَاصِمٍ وَمِثْلُ الطَّلَّةِ مِنَ الذَّهَبِ، فَحَثَّه مِنْ رَسُولِهِمْ، فَلَمْ يَقْدِرُوا عَلَى أَنْ يَقْطَعُوا مِنْ لَحْيِهِ شَيْئًا» (۱)

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جاسوسی کے لیے ایک جماعت (مکہ، قریش کی خبر لانے کے لیے) بھیجی اور اس کا امیر عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بنایا، جو عاصم بن عمر بن خطاب کے نانا ہیں۔ یہ جماعت روانہ ہوئی اور جب عسفان اور مکہ کے درمیان پہنچی تو قبیلہ ہذیل کے ایک قبیلے کو جسے بنو لحيان کہا جاتا تھا، ان کا علم ہو گیا اور قبیلہ کے تقریباً سو تیر اندازوں نے ان کا پیچھا کیا اور ان کے نشانات قدم کو تلاش کرتے ہوئے چلے۔ آخر ایک ایسی جگہ پہنچے میں کامیاب ہو گئے جہاں صحابہ کی اس جماعت نے پڑاؤ کیا تھا۔ وہاں ان کھجوروں کی گٹھلیاں ملیں جو صحابہ مدینہ سے لائے تھے۔ قبیلہ والوں نے کہا کہ یہ تو یثرب کی کھجور (کی گٹھلی) ہے اب انہوں نے پھر تلاش شروع کی اور صحابہ کو پایا۔ عاصم رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے جب یہ صورت حال دیکھی تو صحابہ کی اس جماعت نے ایک ٹیلے پر چڑھ کر پناہ لی۔ قبیلہ والوں نے وہاں پہنچ کر ٹیلہ کو اپنے گھیرے میں لے لیا اور صحابہ سے کہا کہ ہم تمہیں یقین دلاتے ہیں اور عہد کرتے ہیں کہ اگر تم نے ہتھیار ڈال دیئے تو ہم تم میں سے کسی کو بھی قتل نہیں کریں گے۔ اس پر عاصم رضی اللہ عنہ بولے کہ میں تو کسی کافر کی حفاظت و امن میں خود کو کسی صورت میں بھی نہیں دے سکتا۔ اے اللہ! ہمارے ساتھ پیش آنے والے حالات کی خبر اپنے نبی کو پہنچا دے۔ چنانچہ ان صحابہ نے ان سے قتال کیا اور عاصم اپنے سات ساتھیوں کے ساتھ ان کے تیروں سے

(۱).... (صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب: قُلْ يُسْقِئُ الرَّجُلُ مِنْ لَدُنْكَ يُسْقِئُهُ، وَمَنْ زَكَّاهُ زَكَّاهُ، وَكَلَّفَتْهُ عِنْدَ الْقَتْلِ ج 4 ص 67، رقم 3045.... اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین، وهو فی "مصنف عبد الرزاق" (9730).

ومن طریق عبد الرزاق أخرجه ابن حبان (7039)، والطبرانی فی "المکبیر" (4191) و (463)، والمذہبی فی ترجمہ عمرو بن أبی سفیان من "مہذب الکمال" 46.45/22.

وأخرجه البخاری (4086) من طریق هشام بن یوسف عن معمر بن بہ، والنظر (7928).... وأخرجه البخاری "4086" فی البخاری: باب غزوة الرجیع، عن إبراہیم بن موسی عن هشام بن یوسف عن معمر، بهذا الإسناد.

شہید ہو گئے۔ خبیب، زید اور ایک اور صحابی ان کے حملوں سے ابھی محفوظ تھے۔ قبیلہ والوں نے پھر حفاظت و امان کا یقین دلایا۔ یہ حضرات ان کی یقین دہانی پر اتر آئے۔ پھر جب قبیلہ والوں نے انہیں پوری طرح اپنے قبضے میں لے لیا تو ان کی کمان کی تانت اتار کر ان صحابہ کو انہیں سے باندھ دیا۔ تیسرے صحابی جو خبیب اور زید کے ساتھ تھے، انہوں نے کہا کہ یہ تمہاری پہلی غداری ہے۔ انہوں نے ان کے ساتھ جانے کا کر دیا۔ پہلے تو قبیلہ والوں نے انہیں گھسیٹا اور اپنے ساتھ لے جانے کے لیے زور لگاتے رہے لیکن جب وہ کسی طرح تیار نہ ہوئے تو انہیں وہیں قتل کر دیا اور خبیب اور زید کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔ پھر انہیں مکہ میں لا کر بیچ دیا۔ خبیب رضی اللہ عنہ کو تو حارث بن عامر بن نوفل کے بیٹوں نے خرید لیا کیونکہ خبیب رضی اللہ عنہ نے بدر کی جنگ میں حارث کو قتل کیا تھا۔ وہ ان کے یہاں کچھ دنوں تک قیدی کی حیثیت سے رہے۔ جس وقت ان سب کا خبیب رضی اللہ عنہ کے قتل پر اتفاق ہو چکا تو اتفاق سے انہی دنوں حارث کی ایک لڑکی (زینب) سے انہوں نے موئے زیر ناف صاف کرنے کے لیے استرہ مانگا اور انہوں نے ان کو استرہ بھی دے دیا تھا۔ ان کا بیان تھا کہ میرا لڑکا میری غفلت میں خبیب رضی اللہ عنہ کے پاس چلا گیا۔ انہوں نے اسے اپنی ران پر بٹھالیا۔ میں نے جو اسے اس حالت میں دیکھا تو بہت گھبرائی۔ انہوں نے میری گھبراہٹ کو جان لیا، استرہ ان کے ہاتھ میں تھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا، کیا تمہیں اس کا خطرہ ہے کہ میں اس بچے کو قتل کر دوں گا؟ ان شاء اللہ میں ہرگز ایسا نہیں کر سکتا۔ ان کا بیان تھا کہ خبیب رضی اللہ عنہ سے بہتر قیدی میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ میں نے انہیں انگور کا خوشہ کھاتے ہوئے دیکھا حالانکہ اس وقت مکہ میں کسی طرح کا پھل موجود نہیں تھا جبکہ وہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے بھی تھے، تو وہ اللہ کی بھیجی ہوئی روزی تھی۔ پھر حارث کے بیٹے قتل کرنے کے لیے انہیں لے کر حرم کے حدود سے باہر گئے۔ خبیب رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ مجھے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت دو (انہوں نے اجازت دے دی اور)۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو ان سے فرمایا کہ اگر تم یہ خیال نہ کرنے لگتے کہ میں موت سے گھبرا گیا ہوں تو اور زیادہ نماز پڑھتا۔ خبیب رضی اللہ عنہ ہی پہلے وہ شخص ہیں جن سے قتل سے پہلے دو رکعت نماز کا طریقہ چلا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے ان کے لیے بددعا کی، اے اللہ! انہیں ایک ایک کر کے ہلاک کر دے اور یہ اشعار پڑھے جب کہ میں مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جا رہا ہوں تو مجھے اس کی کوئی پروا نہ ہو کہ کس پہلو پر اللہ کی راہ میں مجھے قتل کیا جائے گا۔ یہ سب

کچھ اللہ کی راہ میں ہے اور اگر وہ چاہے گا تو جسم کے ایک ایک کٹے ہوئے ٹکڑے میں برکت دے گا۔ پھر عقبہ بن حارث نے کھڑے ہو کر انہیں شہید کر دیا اور قریش نے مامم رضی اللہ عنہ کی لاش کے لیے آدمی بھیجے تاکہ ان کے جسم کا کوئی بھی حصہ لائیں جس سے انہیں پہچانا جاسکے۔ مامم رضی اللہ عنہ نے قریش کے ایک بہت بڑے، سردار کو بدر کی لڑائی میں قتل کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے بھڑوں کی ایک فوج کو بادل کی طرح ان کے اوپر بھیجا اور ان بھڑوں نے ان کی لاش کو قریش کے آدمیوں سے محفوظ رکھا اور قریش کے بھیجے ہوئے یہ لوگ (ان کے پاس نہ پہنچ سکے) کچھ نہ کر سکے۔

حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ اقبال کی زبان سے گویا یہ کہہ رہے تھے کہ:

ہوئی اسی سے میرے غم کدے کی آبادی      تری غلامی کے صدقے ہزار آزادی

وہ آستاں نہ چھٹے مجھ سے ایک دم کے لیے      کسی کے شوق میں میں نے مزے ستم کے لیے

جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں      ستم نہ ہو تو محبت میں کچھ مزہ ہی نہیں

بعض روایات کے اندر یہ بھی آتا ہے کہ: جب مشرکین مکہ نے حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تختہ دار پر کھڑا کیا تو جناب خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل مکہ کے لئے بددعا کی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے باپ نے زمین پر لٹا دیا کیونکہ ان کا خیال تھا کہ اگر زمین پر لیٹ جائیں تو بددعا کا اثر نہیں ہوتا۔ اس بددعا سے حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایک اضطرابی کیفیت طاری ہو گئی مجھ پر اس بددعا کا یہ اثر ہوا کہ کئی سالوں تک میری شہرت ختم رہی۔ کہتے ہیں کہ ایک سال کے اندر اندر جتنے آدمی بھی سولی پر چڑھاتے وقت موجود تھے مر کھپ گئے۔

سعید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعض اوقات بے ہوش ہو جاتے تھے۔ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں ایک عمل بتایا اور ساتھ ہی پوچھا کہ یہ غشی کا سبب کیا ہے؟ انھوں نے بتایا کہ جب خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سولی پر کھڑا کیا گیا تو میں وہاں موجود تھا جو نبی اس کا نقشہ سامنے آتا ہے میں حواس کو بیٹھتا ہوں۔ تختہ دار پر حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے اللہ عز و جل! ہم نے اپنے آقا و مولا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تبلیغ پر عمل کیا، یہاں کوئی بھی نہیں جو میرا پیغام ان تک پہنچا دے۔ تو قادر و قیوم ہے۔ میرا سلام ان تک پہنچا دے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں مدینہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ آثار وحی ظاہر ہوئے۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور بتایا خدا عز و جل نے خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلام مجھے پہنچایا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بشارت دی جو شخص



حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تختہ دار سے نیچے اتارے گا اس کا مقام بہشت ہے۔ (۱)

اور علامہ واقدی علیہ الرحمۃ کی کتاب "المغازی" اور دیگر کتب میں یہ بھی آتا ہے کہ، جب کفار نے حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تختہ دار پر کھڑا کیا اور ان کو جکڑ دیا تو کہا کیا تم اب بھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت کرتے ہو؟؟ اور کیا تم پسند کرتے ہو کہ تمہاری جگہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوتے تو آپ نے فرمایا:

لَا وَاللَّهِ الْعَظِيمِ مَا أَحَبُّ أَنْ يَفْعِدَنِي بِشَوْكَةِ يَشَاكِهِ فِي قَدَمِهِ

ترجمہ: اللہ رب العزت کی قسم میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ کوئی کاٹا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قدم مبارک میں چبے۔

کفار یہ سن کر قہقہے لگانے لگے۔ (۲)

غیرت مسلم زندہ ہے:

وَأَخْرَجُوهُ مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ وَاجْتَمَعَ رَهْطٌ مِنْ قُرَيْشٍ، فِيهِمْ أَبُو سُفْيَانَ ابْنُ حَرْبٍ، فَقَالَ لَهُ أَبُو سُفْيَانَ حِينَ قَدِمَ لِيَقْتُلَ أَنْشُدَكَ اللَّهَ يَا زَيْدُ، أَتَحِبُّ أَنْ مُحْتَدًا عِنْدَنَا الْآنَ فِي مَكَانِكَ نَضْرِبُ عُنُقَهُ، وَأَنْتَ فِي أَهْلِكَ قَالَ وَاللَّهِ مَا أَحِبُّ أَنْ مُحْتَدًا الْآنَ فِي مَكَانِهِ الَّذِي هُوَ فِيهِ تُصِيبُهُ شَوْكَةُ تَوْدِيهِ، وَأَنَا جَالِسٌ فِي أَهْلِي قَالَ يَقُولُ أَبُو سُفْيَانَ مَا رَأَيْتُ مِنْ النَّاسِ أَحَدًا يُحِبُّ أَحَدًا كَحُبِّ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ مُحْتَدًا،

ترجمہ: حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنے کے لئے حد حرم سے باہر لے گئے تو اس کا تماشا دیکھنے کے لئے اور بھی بہت سے لوگ جمع ہوئے جن میں ابوسفیان بھی تھے (جواب تک اسلام نہ لائے تھے) ابو سفیان نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں کہا: اے زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! میں تم کو خدا عزوجل کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ اس وقت ہمارے پاس بجائے تمہارے، محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) ہوں جن کو ہم قتل کر دیں اور تم آرام سے اپنے اہل میں

(۱) ... (شواہد النبوة، ۴، ص ۱۰۰)

(۲) ... (وأخرجه الطيالسي "2597"، وأحمد 294/2-295، والبغاري "3989" في المغازي: باب رقم "10"، وأبو داود "2660" و"3112" في الجنائز: باب المريض يؤخذ من أطفارة وعالته والطبراني "4192" و"17/463"، والبيهقي في "الدلائل" 323/3-325 من طريق إبراهيم بن سعد، عن الزهري به.)

بیٹھو۔

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: اللہ عزوجل کی قسم! میں پسند نہیں کرتا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) اس وقت جس مکان میں تشریف رکھتے ہیں ان کو ایک کانٹا لگنے کی تکلیف بھی ہو اور میں آرام سے اپنے اہل میں بیٹھا رہوں۔

یہ سن کر ابوسفیان نے کہا: میں نے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دیکھا کہ دوسروں سے ایسی محبت رکھتا ہو جیسا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے رکھتے ہیں۔

(السيرة النبوية لابن هشام، ذكر يوم الرجيع في سنة ثلاث ج ١ ص ١٢٤)

اللہ تعالیٰ حضرت خبيب اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اپنے فضل فرمائے کہ مسلمانوں کو ان دونوں صاحبوں نے نبی اکرم ﷺ پر فداء ہونے کا وہ درس دیا جس تک عقلوں کی رسائی نہیں کہ ان میں سے ہر ایک نے یہ گوارا نہ کیا کہ ہمارے نبی اکرم ﷺ کو قدم مبارک میں کانٹے کی بھی تکلیف ہو، اور تو اور مشرکین کے دلوں پر بھی اپنے رسول ﷺ سے اس محبت کا یہ اثر ہوا کہ وہ بھی کہنے پر مجبور ہو گئے کہ ہم نے آج تک کسی کو کسی سے اتنی محبت کرتے نہیں دیکھا جتنی اصحاب محمد ﷺ سے کرتے ہیں۔ اور ایک ان کو شہید کرنے کے بعد بھی ایک مدت تک نبی اکرم ﷺ کے خلاف جنگ کرنے کے ارادے کو ترک کیے رکھا کیوں کہ وہ جان چکے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے غلام سولی پر چڑھ کر بھی اپنے رسول ﷺ کا دفاع کرتے ہیں تو جب ہمارے سامنے میدان میں ہوں گے تو ہمارے تو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے، یا یوں کہہ لیجئے کہ موت کو سامنے دیکھ کر بھی ان دونوں صاحبوں کی بہادری نے ان کو ایسی کاری ضرب لگائی تھی کہ وہ ایک مدت تک اس کا علاج کرتے رہے۔

"بتلا دو گستاخ نبی کو غیرت مسلم زندہ ہے" دین پر مر مٹنے کا جذبہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے"

### صحابہ کرام کے دفاع رسول اللہ ﷺ میں مختلف انداز

نبی اکرم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت میں اس مقام اعلیٰ تک پہنچ چکے تھے کہ اگر کوئی رسول اللہ ﷺ کی شان میں ادنیٰ سے ادنیٰ بھی گستاخی کرتا تو فوراً رسول اللہ ﷺ سے اس کے قتل کی اجازت طلب کرتے۔ بعض علماء نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اجازت طلب کرنا اس لیے تھا کہ کہیں رسول اللہ ﷺ کے بارگاہ میں بے ادبی

نہ ہو جائے اور جیسا کہ ما قبل گزرا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر رسول اللہ ﷺ بارگاہ کائنات نہ ہوتا تو میں ابھی تیرا سرا اڑا دیتا۔ ہم یہاں پر ان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چند ایمان افروز داستان کو نقل کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ایذا دینے والوں کے متعلق ان کے قتل کی اجازت طلب کی۔

حضرت عمر کا عبد اللہ بن ابی منافق کے بارے میں اجازت طلب کرنا:

عن جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، يَقُولُ كُنَّا فِي غَزَاةٍ فَكَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ يَا لَلْأَنْصَارِ، وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا لَلْمُهَاجِرِينَ، فَسَمِعَهَا اللَّهُ رَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ «مَا هَذَا» فَقَالُوا كَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ يَا لَلْأَنْصَارِ، وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا لَلْمُهَاجِرِينَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «دَعُوهَا فَإِنَّهَا مُنْتَبِتَةٌ» قَالَ جَابِرٌ وَكَانَتْ الْأَنْصَارُ حِينَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ، ثُمَّ كَثُرَ الْمُهَاجِرُونَ بَعْدُ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أَوْقَدٍ فَعَلُوا، وَاللَّهِ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَعْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ أَضْرِبُ عَنْقِي هَذَا الْمُتَنَافِقِ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «دَعْنِي لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ» (۱)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما، بیان کرتے تھے کہ ہم ایک غزوہ میں تھے، اچانک مہاجرین کے ایک آدمی نے انصار کے ایک آدمی کو مار دیا۔ انصار نے کہا: اے انصاریو! دوڑو اور مہاجر نے کہا: اے مہاجرین! دوڑو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی سنایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا بات ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ ایک مہاجر نے ایک انصاری کو مار دیا ہے۔ اس پر انصاری نے کہا کہ اے انصاریو! دوڑو اور مہاجر نے کہا کہ اے مہاجرین! دوڑو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس طرح پکارنا چھوڑ دو کہ یہ نہایت ناپاک باتیں ہیں۔ جابر رضی اللہ عنہ نے بیان

(۱).... (صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب قولہ: (يَقُولُونَ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلَّذِينَ آمَنُوا وَلَكِنْ الْمُنَافِقِينَ لَأَيُّهَا الْفِتْنَةُ) المتافلون: 8 برقم: 4907.... صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب نصر الاخوان والمظلوم، رقم: 64.62)

کیا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو شروع میں انصار کی تعداد زیادہ تھی لیکن بعد میں مہاجرین زیادہ ہو گئے تھے۔ عبد اللہ بن ابی نے کہا اچھا اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے۔ اللہ کی قسم! مدینہ واپس ہو کر عزت والے ذیلیوں کو باہر نکال دیں گے۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! اجازت ہو تو اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ورنہ لوگ یوں کہیں گے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے ساتھیوں کو قتل کرانے لگے ہیں۔

حضرت عمر اور خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ أَكَى رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِعْرَانَةِ مُنْصَرَفَهُ مِنْ حَنْزِينَ، وَفِي ثَوْبٍ بِلَالٍ فِقْصَةً، وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبِضُ مِنْهَا، يُعْطِي النَّاسَ، فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ، اْعْدِلْ، قَالَ «وَيْلَكَ وَمَنْ يْعْدِلُ إِذَا لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ لَقَدْ خَبِثَتْ وَخَسِرَتْ إِنَّ لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ» فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَعْنِي، يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَقْتُلْ هَذَا الْمُنَافِقَ، فَقَالَ «مَعَاذَ اللَّهِ، أَنْ يَتَحَدَّثَ النَّاسُ أَنِّي أَقْتُلُ أَصْحَابِي، إِنَّ هَذَا وَأَصْحَابَهُ يَقْرَعُونَ الْقُرْآنَ، لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَتَرَقُونَ مِنْهُ كَمَا يَتَرَقَّى الشَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ» (۱)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) سے روایت ہے کہ مقام جعرانہ پر ایک آدمی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس آیا اور آپ حنین سے لوٹے اور حضرت بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) کے کپڑے میں چاندی تھی اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس سے ٹھی بھر بھر کر لوگوں کو دے رہے تھے اس نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! انصاف کریں۔ تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا تیرے لئے ویل (ہلاکت) ہو کون ہے جو انصاف کرے جب میں غائب و خاسر ہوں گا تو حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) نے عرض کیا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھے اجازت دیں تو میں اس منافق کو قتل کر دوں تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کہا اللہ کی پناہ لوگ باتیں کریں گے کہ میں اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہوں یہ اور اس کے

(۱)... (صحیح بخاری، کتاب الفرض الخمس، باب من الدلیل علی ان الخمس لاوائبہ..... صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب ذکر الخوارج وحقائدهم وحقہم)

ساتھی قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا اور قرآن سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے نکل جاتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے اس آدمی کو صحابی اس لیے کہا کہ یہ نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کے ساتھ تھا اور خود کو انہی میں شمار کرتا، واللہ اعلم۔ اور ایک روایت میں آتا ہے کہ:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَهُوَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ بَعَثَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَهَبِيَّةٍ فَكَسَسَهَا بَيْنَ الْأَرْبَعَةِ الْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسِ الْخَنْظَلِيِّ، ثُمَّ الْمَجَاشِعِيِّ، وَعُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرِ الْفَزَارِيِّ، وَزَيْدِ الطَّائِيِّ، ثُمَّ أَحَدِ بَنِي نُبَهَانَ، وَعَلْقَمَةَ مَلَاةَ بَرِّي، ثُمَّ أَحَدِ بَنِي كِلَابٍ، فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ، وَالْأَنْصَارُ، قَالُوا يُعْطَى صَنَادِيدُ أَهْلِ نَجْدٍ وَيَدْعُنَا، قَالَ «إِنَّمَا أَتَاغُهُمْ» فَأَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ، مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ، نَاتِيءُ الْجَبِينِ، كَثُ الدِّخْيَةِ مَخْلُوقٌ، فَقَالَ اتَّقِ اللَّهَ يَا مُحَمَّدُ، فَقَالَ «مَنْ يُطِيعَ اللَّهَ إِذَا عَصَيْتُ أَيُّ مَنَنِ اللَّهِ عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ فَلَا تَأْمَنُونِ» فَسَأَلَهُ رَجُلٌ قَتْلَهُ، - أَحْسِبُهُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ - فَمَنَعَهُ، فَلَمَّا وَلَّى قَالَ "إِنَّ مِنْ ضُضِّهِ هَذَا، أَوْفَى عَقِبِ هَذَا قَوْمًا يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَتَرَقُّونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ، يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدْعُونَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ، لَيْسَ أَنَا أَذَرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَهُمْ قَتْلَ عَادٍ (1) ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (یمن سے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ سونا بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا، اقوع بن حابس خنظلی ثم المجاشعی، عیینہ بن بدر فزاری، زید طائی بن نبہان والے اور علقمہ بن علاشہ عامری بنو کلاب والے، اس پر قریش اور انصار کے لوگوں کو غصہ آیا اور کہنے لگے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کے بڑوں کو تو دیا لیکن ہمیں نظر انداز کر دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں صرف ان کے دل ملانے کے لیے نہیں دیتا ہوں (کیونکہ ابھی حال ہی میں یہ لوگ مسلمان ہوئے ہیں) پھر ایک شخص سامنے آیا، اس کی آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں، گلے پھولے ہوئے تھے، پیشانی بھی اٹھی ہوئی، ڈاڑھی

(1).... (صحیح بخاری، کتاب الاحادیث الانبیاء، باب قول اللہ عز وجل: (وَأَمَّا عَادُ فَافْتَلَحُوا بِرِجْزِهِمْ) الحاقة: 6)..... رقم: 3344.... صحیح مسلم

کتاب زکوہ با ذکر الخوارج رقم 143، 153)

بہت گھنی تھی اور سر منڈا ہوا تھا۔ اس نے کہا اے محمد اللہ سے ڈرو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر میں ہی اللہ کی نافرمانی کروں گا تو پھر اس کی فرمانبرداری کون کرے گا؟ اللہ تعالیٰ نے مجھے روئے زمین پر دیانت دار بنا کر بھیجا ہے۔ کیا تم مجھے امین نہیں سمجھتے؟ اس شخص کی اس گستاخی پر ایک صحابی نے اس کے قتل کی اجازت چاہی، میرا خیال ہے کہ یہ خالد بن ولید تھے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس سے رد کر دیا، پھر وہ شخص وہاں سے چلنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی نسل سے یا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ) اس شخص کے بعد اسی کی قوم سے ایسے لوگ جھوٹے مسلمان پیدا ہوں گے، جو قرآن کی تلاوت تو کریں گے، لیکن قرآن مجید ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، دین سے وہ اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیرکمان سے نکل جاتا ہے، یہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے، اگر میری زندگی اس وقت تک باقی رہے تو میں ان کو اس طرح قتل کروں گا جیسے قوم عاد کا (عذاب الہی سے) قتل ہوا تھا کہ ایک بھی باقی نہ بچا۔

ایک روایت میں صراحتاً آتا ہے کہ:

قَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَا أَضْرِبُ عَنْقَهُ قَالَ «لَا، لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ يُصَلِّي» فَقَالَ خَالِدٌ وَكَمْ مِنْ مُصَلٍّ يَقُولُ بِلِسَانِهِ مَا لَيْسَ فِي قَلْبِهِ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «إِنِّي لَمْ أَدْرَأَنَّ أَنْقَبَ عَنْ قُلُوبِ النَّاسِ وَلَا أَشَقَّ بَطُونَهُمْ» (۱)

ترجمہ: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں کیوں نہ اس شخص کی گردن مار دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں شاید وہ نماز پڑھتا ہو اس پر خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ بہت سے نماز پڑھنے والے ایسے ہیں جو زبان سے اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں اور ان کے دل میں وہ نہیں ہوتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا حکم نہیں ہوا ہے کہ لوگوں کے دلوں کی کھوج لگاؤں اور نہ اس کا حکم ہوا کہ ان کے پیٹ چاک کروں۔

اور ایک روایت میں حضرت عمر اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں کے اسماء ہیں کہ:

فَقَامَ إِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا أَضْرِبُ عَنْقَهُ قَالَ «لَا» قَالَ ثُمَّ

(۱)... (صحيح بخاری، باب يغيب علي بن أبي طالب عليه السلام، وخالد بن الوليد رضي الله عنه، إلى اليمين قبل حجة الوداع رقم: 4351)

أَذْهَبَ قَتْلًا إِلَيْهِ خَالِدٌ، سَيِّفُ اللَّهِ، فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَا أَضْرِبُ عَنْقَهُ قَالَ «لَا» (۱)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) کھڑے ہوئے عرض کیا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا میں اس کی گردن نہ مار دوں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا نہیں پھر ان کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا میں اس کی گردن نہ اڑا دوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ:

قَالَ بَيْنَنَا وَخُنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْسِمُ قَسْمًا، أَتَاكَ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ، وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ، فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، اْعْدِلْ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ إِنْ لَمْ أَعْدِلْ قَدْ خَشَعَتْ خَشَعَتْ إِنْ لَمْ أَعْدِلْ» فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، ائْذَنْ لِي فِيهِ أَضْرِبُ عَنْقَهُ، (۲)

ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم (جنگ حنین کا مال غنیمت) تقسیم فرما رہے تھے اتنے میں بنی تمیم کا ایک شخص ذوالخویصرہ نامی آیا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! انصاف سے کام لیجئے۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افسوس! اگر میں ہی انصاف نہ کروں تو دنیا میں پھر کون انصاف کرے گا۔ اگر میں ظالم ہو جاؤں تب تو میری بھی تباہی اور بربادی ہو جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کے بارے میں مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن مار دوں۔

یہ حدیث بہت زیادہ طرق کے ساتھ اور مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہے جو حد تو اترو کو پہنچی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس حدیث میں غور فکر کر کے اچھے برے کی تمیز عطا فرمائے۔

اپنے باپ کے قتل کی اجازت:

رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی جو کہ حضرت عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا والد تھا رسول اللہ ﷺ کو

(۱)....(صحيح مسلم، كتاب زكوة باذکر الخوارج رقم 145)

(۲)....(صحيح مسلم، كتاب زكوة باذکر الخوارج رقم 148)

اکثر اذیت پہنچاتا رہتا تھا ایک دن کیا ہوا۔

”أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بِنٍ سَلُولٍ أَمَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكَ تُرِيدُ قَتْلَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي فِيمَا بَلَغَكَ عَنْهُ، فَإِنْ كُنْتَ فَاعِلًا فَمِرْلِي بِهِ فَإِنَّا أَحْمِلُ إِلَيْكَ رَأْسَهُ، فَوَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُ الْخُزْرَجُ مَا كَانَ بِهَا مِنْ رَجُلٍ أَهْبَى إِلَيَّ مِنِّي، وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ تَأْمُرَ بِهِ غَيْرِي فَيَقْتُلَهُ فَلَا تَدْعُنِي نَفْسِي أَنْ أَنْظُرَ إِلَى قَاتِلِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَتَشَوَّى فِي النَّاسِ فَأَقْتُلَهُ، فَأَقْتُلْ مُؤْمِنًا بِكَافِرٍ فَأَدْخُلِ النَّارَ“

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے خبر ملی ہے کہ آپ ﷺ عبد اللہ بن ابی (یعنی میرے باپ) کو آپ ﷺ ایذا پہنچانے کے جرم میں قتل کا ارادہ رکھتے ہیں؟ یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ ﷺ واقعی ہی ایسا کرنا چاہتے ہیں تو مجھے حکم فرمائیے میں اپنے باپ کا سر (کاٹ کر) آپ ﷺ کے قدموں میں حاضر کرتا ہوں! اللہ کی قسم خراج جانتے ہیں کہ مجھے سے زیادہ کوئی بھی اپنے باپ کے ساتھ بھلائی کرنے والا نہیں، مجھے خوف ہے کہ جب آپ کس اور کو اس کام کا حکم دیں گے تو وہ تو اس کو قتل کر دے گا تو مجھے میرا نفس ہر وقت یہی کہتا رہے گا کہ یہ تیرے باپ عبد اللہ بن ابی کا قاتل ہے جو لوگوں میں گھوم رہا ہے (تو کہیں میں نفس سے مجبور ہو) اس ممکن کو کافر کے بدلہ قتل کر کے دوزخ میں نہ چلا جاؤں! (۱)

آج تجھے پتہ چل جائے گا کہ کون زیادہ عزت والا ہے:

اور ایک روایت میں آتا ہے کہ:

قَالَ عَنْهُ سَبَعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ كُنَّا فِي غَزَاةٍ - قَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً فِي جَيْشٍ - فَكَسَمَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ يَا لَلْأَنْصَارِ، وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا لَلْمُهَاجِرِينَ، فَسَبِعَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ «مَا بَالُ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ» قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَسَمَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ

(۱).... (انظر، السيرة ابن هشام، ج 3، ص 405، 406.... تابع الطبري، ج 2، ص 608.... السيرة النبوية لابن كثير، ج 3، ص 301)



«دَعَوْهَا فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ» فَسَبَّ بِذَلِكَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ، فَقَالَ فَعَلُوهَا، أَمَا وَاللَّهِ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعْلَى مِنْهَا الْأَذْلَ، فَبَدَّلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتَامَ عُمَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ دَعْنِي أَشْرِبْ عُنُقَ هَذَا السُّنَاقِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «دَعْنِي، لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ» وَكَانَتْ الْأَنْصَارُ أَكْثَرُ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ، ثُمَّ إِنَّ الْمُهَاجِرِينَ كَثُرُوا بَعْدُ، قَالَ سُفْيَانُ فَحَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو، قَالَ عَمْرٍو سَبِعْتُ جَابِرًا كُتِّمًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: حضرت عمرو بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی عنہما سے سنا کہ ہم ایک غزوہ میں تھے (وہ غزوہ بنو المصطلق تھا) ایک مہاجر نے ایک انصاری کو تھپڑ مار دیا، مہاجر نے دیگر مہاجروں کو مدد کے لیے پکارا: اے مہاجرو! مدد کرو، اور انصاری نے انصار کو مدد کے لئے پکارا، نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہ چیخ و پکار سنی تو فرمایا، یہ زمانہ جاہلیت کی طرح کیسی چیخ و پکار ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ ایک مہاجر نے ایک انصاری کے تھپڑ مار دیا تھا، تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: چھوڑو! یہ بہت برا وتیرہ ہے۔ عبد اللہ بن ابی نے یہ واقعہ سنا تو اس نے کہا، کیا واقعی مہاجر نے ایسا کیا ہے اب اگر ہم مدینہ پہنچے تو وہاں سے عزت والا ذلت والے کو نکال دے گا، تب حضرت عمرؓ نے کہا، یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں میں اس منافق کی گردن اڑا دوں، نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو، کہیں لوگ یہ نہ کہیں کہ (سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے اصحاب کو قتل کر رہے ہیں، عمرو بن دینار کے علاوہ دوسرے راوی نے کہا: پھر عبد اللہ بن ابی کے بیٹے عبد اللہ بن عبد اللہ جو مخلص صحابی تھے، انہوں نے عبد اللہ بن ابی سے کہا، اللہ کی قسم! تم اس وقت تک مدینہ میں نہیں داخل ہو سکتے، جب تک کہ تم یہ اقرار نہ کر لو کہ تم ذلت والے ہو اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عزت والے ہیں۔ (۱)

اور ایک روایت میں آتا ہے کہ:

حضرت عبد اللہ بن عبد اللہ نے جب اپنے باپ کے اس قول کے بارے میں سنا تو اپنے باپ پر اشراف مدینہ کے

(۱)۔۔۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 4905-4907، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۷۷۰، سنن ترمذی رقم الحدیث: ۳۷۷، مسند احمد ج ۲ ص ۳۸، مصنف عبد الرزاق رقم الحدیث: ۱۱۱۱، مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث: ۱۷۷، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۱۱۱۱، دلائل النبوة ج ۲ ص ۳۷)



حضرت ابو بکر و غیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دفاع رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

فَقَالَ عُرْوَةُ عِنْدَ ذَلِكَ أَيْ مُحَمَّدُ أَرَأَيْتَ إِنْ امْتَنَأْتُ أَمْرَ قَوْمِكَ، هَلْ سَمِعْتَ بِأَحَدٍ مِنَ الْعَرَبِ اجْتِمَاعَ أَهْلِهِ قَبْلَكَ، وَإِنْ تَكُنِ الْآخَرَى، فَإِنِّي وَاللَّهِ لَا أَرَى دُجُوهَا، وَإِنِّي لَا أَرَى أَوْشَابًا مِنَ النَّاسِ خَلِيقًا أَنْ يَفِرُّوا وَيَدْعُوكَ، فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ امْضُ بِبَطْرِ اللَّاتِ، أَنْخُنْ نَفْرًا عَنْهُ وَنَدْعُهُ فَقَالَ مَنْ ذَا قَالُوا أَبُو بَكْرٍ، قَالَ أَمَّا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْلَا يَدُكَ كَانَتْ لَكَ عِنْدِي لَمْ أَجْزِكَ بِهَا لِأَجْبَتِكَ، قَالَ وَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَلَّمَا تَكَلَّمَا أَخَذَ بِلِحْيَتِهِ، وَالْبَغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَائِمٌ عَلَى رَأْسِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَعَهُ السَّيْفُ وَعَلَيْهِ الْبَغْفَرُ، فَكَلَّمَا أَهْوَى عُرْوَةُ بِيَدِهِ إِلَى لِحْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَرَبَ يَدَهُ بِنَعْلِ السَّيْفِ، وَقَالَ لَهُ آخِرُ يَدِكَ عَنْ لِحْيَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَفَعَ عُرْوَةُ رَأْسَهُ، فَقَالَ مَنْ هَذَا قَالُوا الْبَغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ، فَقَالَ أَيْ غَدَرُ، أَلَسْتُ أَسْعَى فِي غَدَرِكَ.....، ثُمَّ إِنَّ عُرْوَةَ جَعَلَ يَزُمُّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَيْنَيْهِ، قَالَ فَوَاللَّهِ مَا تَنْخَمُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ، فَذَلِكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ، وَإِذَا أَمَرَهُمْ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ، وَإِذَا تَوَضَّأُوا كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ، وَإِذَا تَكَلَّمُوا خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ، وَمَا يُحَدِّثُونَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ، فَرَجَعَ عُرْوَةُ إِلَى أَصْحَابِهِ، فَقَالَ أَيْ قَوْمِ، وَاللَّهِ لَقَدْ وَقَدْتُ عَلَى الْمُلُوكِ، وَوَقَدْتُ عَلَى قَيْصَرَ، وَكِسْرَى، وَالنَّجَاشِيِّ، وَاللَّهِ إِنْ رَأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعْظِمُهُ أَصْحَابُهُ مَا يُعْظِمُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدًا، وَاللَّهِ إِنْ تَنْخَمُ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ، فَذَلِكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ، وَإِذَا أَمَرَهُمْ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ، وَإِذَا تَوَضَّأُوا كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ، وَإِذَا تَكَلَّمُوا خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ، وَمَا يُحَدِّثُونَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ

ترجمہ: عروہ رضی اللہ عنہ نے اس وقت کہا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! بتائیے اگر آپ صلی اللہ علیہ

وسلم نے اپنی قوم کو تباہ کر دیا تو کیا اپنے سے پہلے کسی بھی عرب کے متعلق سنا ہے کہ اس نے اپنے خاندان کا نام و نشان مٹا دیا ہو لیکن اگر دوسری بات واقع ہوئی (یعنی ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غالب ہوئے) تو میں اللہ کی قسم تمہارے ساتھیوں کا منہ دیکھتا ہوں۔ اس وقت یہ سب لوگ بھاگ جائیں گے اور آپ کو تنہا چھوڑ دیں گے۔ اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ بولے «امصص بظفر اللات» (جا کر اپنے جھوٹے خدا لات کی شرمگاہ کو چوسو) قارئین کرام اگر میں اس کا تفصیل سے ترجمہ کروں تو آپ کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں۔ کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے بھاگ جائیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہا چھوڑ دیں گے۔ عروہ نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ عروہ نے کہا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تمہارا مجھ پر ایک احسان نہ ہوتا جس کا اب تک میں بدلہ نہیں دے سکا ہوں تو تمہیں ضرور جواب دیتا۔ پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے لگے اور گفتگو کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک پکڑ لیا کرتے تھے۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے تھے، تلوار لٹکائے ہوئے اور سر پر خود پہنے۔ عروہ جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کی طرف اپنا ہاتھ لے جاتے تو مغیرہ رضی اللہ عنہ تلوار کی نیام کو اس کے ہاتھ پر مارتے اور ان سے کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی سے اپنا ہاتھ الگ رکھ۔ عروہ رضی اللہ عنہ نے اپنا سراٹھایا اور پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ مغیرہ بن شعبہ۔ عروہ نے انہیں مخاطب کر کے کہا کیا میں نے تم کو بچایا نہیں تھا..... پھر عروہ رضی اللہ عنہ گھور گھور کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی نقل و حرکت دیکھتے رہے۔ پھر راوی نے بیان کیا کہ قسم اللہ کی اگر کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلغم بھی تھوکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے اپنے ہاتھوں پر اسے لے لیا اور اسے اپنے چہرہ اور بدن پر مل لیا۔ کسی کام کا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو اس کی بجا آوری میں ایک دوسرے پر لوگ سہقت لے جانے کی کوشش کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرنے لگے تو ایسا معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے پانی پر لڑائی ہو جائے گی (یعنی ہر شخص اس پانی کو لینے کی کوشش کرتا تھا) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو کرنے لگے تو سب پر خاموشی چھا جاتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا یہ حال تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی نظر بھر کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ بھی نہیں سکتے تھے۔ خیر عروہ جب اپنے ساتھیوں سے جا کر نلے تو ان سے کہا اے لوگو! قسم اللہ کی میں

بادشاہوں کے دربار میں بھی وفد لے کر گیا ہوں، قیصر و کسریٰ اور نجاشی سب کے دربار میں لیکن اللہ کی قسم میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ کسی بادشاہ کے ساتھی اس کی اس درجہ تعظیم کرتے ہوں جتنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے ہیں۔ قسم اللہ کی اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بلغم بھی تھوک دیا تو ان کے اصحاب نے اسے اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور اسے اپنے چہرہ اور بدن پر مل لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اگر کوئی حکم دیا تو ہر شخص نے اسے بجالانے میں ایک دوسرے پر سبقت کی کوشش کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر وضو کیا تو ایسا معلوم ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو پر لڑائی ہو جائے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب گفتگو شروع کی تو ہر طرف خاموشی چھا گئی۔ ان کے دلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا یہ عالم تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر بھر کر بھی نہیں دیکھ سکتے۔ (۱) اس حدیث میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محبت رسول اللہ ﷺ میں تین انداز قابل غور ہیں۔

1- حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عروہ بن مسعود کو جواب کہ جب اس نے کہا کہ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کو اکیلا چھوڑ دیں گے کہ دشمن ان کو معاذ اللہ قتل کریں یا ان کی توہین کریں یا ان کو قید کر لیں تو کفار کو منہ توڑ جواب دیا اور گویا وہ یہ کہہ رہے تھے کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ ہم صحابہ رسول اللہ ﷺ سے محبت نہیں کرتے، یا رسول اللہ ﷺ کے لیے سرفروشی کو تیار نہیں، بلکہ ہم اپنے خون کے آخری قطرے تک اپنے رسول ﷺ کا دفاع کرنا جانتے ہیں کسی بھول میں نہ رہنا یہ دھمکیاں کسی اور کو جا کر دو، ان کو موت کی دھمکیاں کچھ فائدہ نہیں دیتیں جو رسول اللہ ﷺ کے دفاع میں اپنی جانوں کو پہلے ہی رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں جنت کے بدلے بیچ چکے ہیں۔ دشمن کو کیا خبر کہ جو رسول اللہ ﷺ کی شان میں ایک ادنیٰ سنانا مناسب لفظ سننے کو تیار نہیں وہ اپنے نبی پر جان نثار کیونکر نہ کرے گا۔

2- دوسری بات اس حدیث میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قابل غور ہے، کہ جب آپ نے دیکھا کہ عروہ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی مبارک کو بار بار اپنا بخش ہاتھ لگاتا ہے تو آپ نے یہ بھی نہ دیکھا کہ عروہ میرا چچا ہے اور قریبی رشتہ دار ہے فوراً اس کے ہاتھ پر تلوار کا پر حملہ دے مارا اور انہوں نے تلوار کا پر حملہ مار کر یہ بتایا کہ یہ وارننگ ہے اگر تم نے دوبارہ ایسا کیا تو تلوار کا پر حملہ نہیں بلکہ تلوار کی دھار کے ساتھ روکا جائے گا اگرچہ تم ہمارے چچا ہو۔ کیا وہ عاشق سرفروش جو اپنے نبی ﷺ کی داڑھی مبارک کو ہاتھ نہیں لگانے دیتا وہ رسول اللہ ﷺ کا دفاع نہیں کرے گا یا ان پر اپنی جان کو نثار نہیں کرنے گا؟؟ ضرور بالضرور سرفروش و جان نثاری میں ایسا عاشق سب سے آگے ہوگا۔

3۔ تیسری بات اس حدیث میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کرنا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی توقیر و تعظیم انتہائی مبالغہ کے ساتھ کر رہے تھے اور اس تعظیم کے اندازوں میں رسول اللہ ﷺ کے لعاب مبارک اور وضو کے پانی سے تبرک حاصل کرنے کا انداز، رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے وقت انتہائی خاموشی کا انداز، رسول اللہ ﷺ کے حکم پر بغیر تاخیر کے عمل کرنے کا انداز، رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کی وجہ سے آپ ﷺ کی طرف نظر تک نہ کرنے کا انداز، سنہری حروف کے ساتھ لکھنے کے قابل ہے کیا ان صحابہ کو یہ معلوم نہ تھا کہ کعبہ کو دیکھنا عبادت ہے تو جو کعبے کا کعبہ ہے اس کو دیکھنا کسی قدر عظیم عبادت ہو گا لیکن رسول اللہ ﷺ کا ادب اور آپ کی تعظیم غالب تھی اس لیے وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف نہ دیکھتے تھے ہاں بعض قرأت خلف الامام کے بارے میں روایات کے اندر آتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کی زیارت کرتے اور دو گنی عبادت کرتے تھے۔ (فافہم)

تمہارا ناس ہوا اپنی آواز پست کرو:

عَنْ زَيْدِ بْنِ حُبَيْشٍ، قَالَ أَتَيْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ الْمُرَادِيَّ أَسْأَلُهُ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، فَقَالَ مَا جَاءَ بِكَ يَا زَيْدُ فَقُلْتُ ابْتِغَاءَ الْعِلْمِ، فَقَالَ "إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَنْصَعُ أَجْنَحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا يَطْلُبُ، فَقُلْتُ إِنَّهُ حَكٌّ فِي صَدْرِي الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ بَعْدَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ وَكُنْتُ أَمْرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ أَسْأَلُكَ هَلْ سَبَعْتَهُ يَدُ كُرْنِي ذَلِكَ شَيْئًا قَالَ نَعَمْ، "كَانَ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفَرًا أَوْ مُسَافِرِينَ أَنْ لَا تَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ، لَكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَتَوْبَرٍ" فَقُلْتُ هَلْ سَبَعْتَهُ يَدُ كُرْنِي الْهُوَى شَيْئًا قَالَ نَعَمْ، فَقُلْتُ هَلْ سَبَعْتَهُ يَدُ كُرْنِي الْهُوَى شَيْئًا قَالَ نَعَمْ، كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَبَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ إِذَا نَادَا أَغْرَابِي بِصَوْتٍ لَهُ جَهْوَرِي، يَا مُحَمَّدُ، فَأَجَابَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوًا مِنْ صَوْتِهِ هَاؤُمُ، فَقُلْنَا لَهُ وَيْحَكَ، اخْفُضْ مِنْ صَوْتِكَ فَإِنَّكَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ نُهِيتَ عَنْ هَذَا، فَقَالَ وَاللَّهِ لَا أَخْفُضُ، قَالَ الْأَعْرَابِيُّ الْمَوْءُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَكِنَّا

يَلْحَقُ بِهِمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" (۱)

ترجمہ: حضرت زر بن حبیش کہتے ہیں کہ میں حضرت صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ کے پاس موزوں پر مسح کا مسئلہ پوچھنے آیا، انہوں نے (مجھ سے) پوچھا اے زر کون سا جذبہ تمہیں لے کر یہاں آیا ہے، میں نے کہا: علم کی تلاش و طلب مجھے یہاں لے کر آئی ہے، انہوں نے کہا: فرشتے علم کی طلب و تلاش سے خوش ہو کر طالب علم کے لیے اپنے پر بچھاتے ہیں، میں نے ان سے کہا: پیشاب پاخانے سے فراغت کے بعد موزوں پر مسح کی بات میرے دل میں کھٹکی (کہ مسح کریں یا نہ کریں) میں خود بھی صحابی رسول ﷺ ہوں، میں آپ سے یہ پوچھنے آیا ہوں کہ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سلسلے میں کوئی بات بیان کرتے ہوئے سنا ہے؟ کہا: جی ہاں (سنا ہے) جب ہم سفر پر ہوتے یا سفر کرنے والے ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیتے تھے کہ "ہم سفر کے دوران تین دن و رات اپنے موزے نہ نکالیں، مگر غسل جنابت کے لیے، پاخانہ پیشاب کر کے اور سو کر اٹھنے پر موزے نہ اُتاریں"، (پہنے رہیں، مسح کا وقت آئے ان پر مسح کر لیں) میں نے ان سے پوچھا: کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انسان کی خواہش و تمنا کا ذکر کرتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہے تھے، اس دوران کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے ایک اعرابی نے آپ ﷺ کو یا محمد! کہہ کر بلند آواز سے پکارا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اسی کی آواز میں جواب دیا، "آ جاؤ (میں یہاں ہوں)" ہم نے اس سے کہا: تمہارا ناس ہو، اپنی آواز پست کر لو، کیونکہ تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہو، اور تمہیں اس سے منع کیا گیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بلند آواز سے بولا جائے، اعرابی نے کہا: اللہ کی قسم میں اپنی آواز پست نہیں کروں گا، اس نے «المرء يحب القوم ولما يلحق بهم» (آدمی کچھ لوگوں سے محبت کرتا ہے لیکن وہ ان کے درجے تک نہیں پہنچ پاتا۔) کہہ کر آپ سے اپنی انتہائی محبت و تعلق کا اظہار کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «المرء مع من أحب يوم القيامة» "جو شخص جس شخص سے زیادہ محبت کرتا ہے قیامت کے دن وہ اسی کے ساتھ رہے گا۔"

(۱)... (سنن ترمذی، کتاب الدعوات، باب فی فضل الثؤنة والاسفغفار وما ذکر من رحمة اللہ بعبادہ، رقم: 3535.... مصنف عبد الرزاق

اللہ تعالیٰ نے امتِ مصطفیٰ ﷺ کو رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں آواز پست رکھنے کا حکم فرمایا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس بلند آواز سے گفتگو کرنے سے منع فرمایا ہے اللہ تعالیٰ فرمایا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ① إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ حِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ فَلِلنَّاسِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ ۖ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ (۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور ت چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت (ضائع) نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو بیشک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا ہے ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

اسی لیے یہاں اس حدیث میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس اعرابی سے آواز کو پست کرنے کا کہا، یہ حکم مسلمانوں پر واجب ہے اور رسول اللہ ﷺ کا حق ہے اور رسول اللہ ﷺ کو اختیار ہے کہ جس سے چاہیں اپنا حق ساقط کر دیں لیکن مسلمانوں کو اختیار نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا حق خود معاف کرتے پھریں لیکن وہ حکم شرع کے پابند ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کے اس دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد تو یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ کا حق معاف ہو جائے اس بات کے ثبوت میں ہم یہ حدیث آپ کے سامنے رکھتے ہیں:

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ كُنْتُ قَائِلًا فِي الْمَسْجِدِ فَخَصَّبَنِي رَجُلٌ، فَتَنَطَّرْتُ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَقَالَ اذْهَبْ فَأَتِنِي بِهِذَيْنِ، فَجِئْتُهُ بِهِمَا، قَالَ مَنْ أَتَيْتُكَ - أَوْ مِنْ أَيِّنَ أَتَيْتُكَ - قَالَا مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ، قَالَ «لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ لَأَوْجَعْتُكُمَا، تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» (۲)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں کھڑا ہوا تھا، کسی نے

(۱) ... (الحجرات: ۲)

(۲) ... (صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب رَفْعِ الصَّوْتِ فِي الْمَسَاجِدِ، 470)





کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر دیکھا کہ اس کے دور سے کھینچنے کی وجہ سے نشان پڑ گیا تھا۔ پھر اس نے کہا: اے محمد! مجھے اس مال میں سے دیئے جانے کا حکم کیجئے جو اللہ کا مال آپ کے پاس ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور مسکرائے اور آپ نے اسے دیئے جانے کا حکم فرمایا۔

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا نَقْعُدُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ، فَإِذَا قَامَ قُتَيْبًا، فَقَامَ يَوْمًا وَقُتَيْبًا مَعَهُ حَتَّى لَبَّاهُ بَدْعًا وَسَطَ الْمَسْجِدِ أَدْرَكَهُ رَجُلٌ فَجَبَذَ بِرِدَائِهِ مِنْ وَرَائِهِ، وَكَانَ رِدَاؤُهُ خَشِيشًا، فَخَبَّرَ رَقَبَتَهُ، فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ، اخْبِلِي عَلَى بَعِيرِي هَذَيْنِ، فَإِنَّكَ لَا تَحِيلُ مِنْ مَالِكَ وَلَا مِنْ مَالِ أَبِيكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «لَا، وَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لَا أُخْبِلُ لَكَ حَتَّى تُقِيدَنِي مِمَّا جَبَذْتَ بِرَقَبَتِي» فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ لَا وَاللَّهِ لَا أُقِيدُكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذَلِكَ يَقُولُ لَا وَاللَّهِ لَا أُقِيدُكَ، فَلَمَّا سَبَعْنَا قَوْلَ الْأَعْرَابِيِّ، أَقْبَلْنَا إِلَيْهِ سَمَاعًا، فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ «عَزَمْتُ عَلَى مَنْ سَبَعَ كَلَامِي أَنْ لَا يَبْرَحَ مَقَامَهُ حَتَّى آذَنَ لَهُ» فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مِنَ الْقَوْمِ «يَا فَلَانُ، اخْبِلِي لَهُ عَلَى بَعِيرٍ شَعِيدًا، وَعَلَى بَعِيرٍ تَمْرًا» ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «انْصَرِفُوا» (۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بیٹھا کرتے تھے، جب آپ کھڑے ہوتے، ہم کھڑے ہو جاتے، ایک دن آپ کھڑے ہوئے تو ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوئے یہاں تک کہ جب آپ مسجد کے بیچوں بیچ پہنچے تو ایک شخص نے آپ کو پکڑا اور پیچھے سے آپ کی چادر پکڑ کر کھینچنے لگا، وہ چادر بہت کھردری تھی، آپ کی گردن سرخ ہو گئی، وہ بولا: "اے محمد! میرے لیے میرے ان دو اونٹوں کو لاد دیجئے"، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی اپنے مال سے اور نہ اپنے باپ کے

(۱)۔۔۔ (سنن نسائی، کتاب القسامۃ، باب القود من الجہنم، رقم: 4776۔۔۔ سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب العلم و اخلاق النبی ﷺ، رقم: 4775)

مال سے کسی کو دیتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہیں، میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں، (۱) میں تجھے نہیں دوں گا جب تک تو میری اس گردن کھینچنے کا بدلہ نہیں دے گا"، اعرابی نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم، میں بدلہ نہیں دوں گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تین بار فرمایا، ہر مرتبہ اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم میں بدلہ نہیں دوں گا، جب ہم نے اعرابی کی بات سنی تو ہم دوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: "میں قسم دیتا ہوں، تم میں سے جو میری بات سنے اپنی جگہ سے نہ ہٹے، یہاں تک کہ میں اسے اجازت دے دوں"، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کے ایک آدمی سے کہا: "اے فلاں! اس کے ایک اونٹ پر جو لاد دو اور ایک اونٹ پر کھجور"، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم لوگ جاسکتے ہو"۔

اور ایک روایت میں یوں وارد ہوا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَعِينُهُ فِي شَيْءٍ فَأَعْطَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا، ثُمَّ قَالَ أَحْسَنْتَ إِلَيْكَ قَالَ الْأَعْرَابِيُّ لَا، وَلَا أَجِئْتُكَ فَغَضِبَ بَعْضُ الْمُسْلِمِينَ وَهَمُّوا أَنْ يَقُومُوا إِلَيْهِ فَأَشَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ كَفُوا فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَدَأَ إِلَى مَنْزِلِهِ دَعَا الْأَعْرَابِيَّ إِلَى الْبَيْتِ فَقَالَ لَهُ إِنَّكَ جِئْتَنَا فَسَأَلْتَنَا فَأَعْطَيْنَاكَ فَقُلْتَ مَا قُلْتَ فزادَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَقَالَ أَحْسَنْتَ إِلَيْكَ فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ نَعَمْ فَجَزَاكَ اللَّهُ مِنْ أَهْلِ وَعَشِيرَةِ خَيْرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ كُنْتَ جِئْتَنَا فَسَأَلْتَنَا فَأَعْطَيْنَاكَ فَقُلْتَ مَا قُلْتَ وَفِي نَفْسٍ أَصْحَبِي عَلَيْكَ مِنْ ذَلِكَ شَيْءٍ فإِذَا جِئْتَ فَقُلْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ مَا قُلْتَ بَيْنَ يَدَيَّ حَتَّى يَذْهَبَ عَنْ صَدْرِهِمْ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَحَدَّثَنِي الْحَكَمُ أَنَّ عِكْرَمَةَ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَلَمَّا جَاءَ الْأَعْرَابِيَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ صَاحِبَكُمْ كَانَ جَاءَنَا فَسَأَلَنَا فَأَعْطَيْنَاهُ فَقَالَ مَا قَالَ وَإِنَّا قَدْ دَعَوْنَاهُ فَأَعْطَيْنَاهُ فزَعَمَ أَنَّهُ قَدْ

۱۔۔۔ یاد رہے کہ مغفرت کا معنی ہر جگہ گناہ بخشوانا نہیں ہوتا بلکہ بسا اوقات درجات کی بلندی کی دعا کے لیے استعمال ہوتا ہے اور یہی معنی یہاں بھی ہے اس لیے کہ اللہ کا رسول نبی گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں۔ ابو احمد غفرلہ

رضی اکذک قال الاعرابی نعم فجزا لکم من اهل وعشیر خیدا (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ سے کسی چیز کا سوال کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو کچھ دیا، اور فرمایا کیا میں نے تم سے نیکی کی؟ اس نے کہا نہیں آپ نے کوئی نیکی نہیں کی، تو بعض اصحاب رسول اللہ ﷺ کو بہت غصہ آیا اور وہ اس کو پکڑ (کر مارنے) لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ کے اشارہ سے منع فرمایا دیا جب رسول اللہ ﷺ اٹھ کر اپنے گھر چلے گئے تو اس اعرابی کو اپنے گھر کی طرح بلایا۔ اور اس سے فرمایا: تم ہمارے پاس آئے ہم سے سوال کیا ہم نے تم کو دیا تم نے جو کہا سو کہا، رسول اللہ ﷺ نے اس کو اور دیا پھر فرمایا کیا میں نے تم سے نیکی کی؟ تو اعرابی بولے ہاں یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ آپ کو بہتر جزاء عطاء فرمائے تو رسول اللہ ﷺ نے پھر فرمایا تم ہمارے پاس آئے ہم سے سوال کیا ہم نے تم کو دیا تم نے جو کہا سو کہا، لیکن میرے صحابہ کے دلوں میں اس بارے کچھ (غم و غصہ) ہے۔ جب تم ان کے سامنے جاؤ تو وہی کچھ کہنا جو تم نے میرے سامنے کہا ہے تاکہ ان کے دلوں سے تمہارے بارے میں (غصہ) ختم ہو جائے (اور تمہیں اپنے رسول کی ناموس کی حفاظت کے جذبہ میں کچھ نہ کہیں) تو اعرابی نے عرض کی ٹھیک ہے یا رسول اللہ ﷺ حضرت عکرمہ فرماتے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب وہ اعرابی آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا یہ ساتھی ہمارے پاس آیا تھا اس نے ہم سے مانگا ہم نے عطاء کیا اس نے جو کہا سو کہا ہم نے اس کو اپنے گھر بلایا اور اس کو دیا ایسا لگتا ہے کہ یہ ہم سے راضی ہو گیا ہے! (اے اعرابی) کیا بات ایسے ہی ہے؟؟ اعرابی عرض کرنے لگے ہاں یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کے اہل کو بہتر جزاء عطاء فرمائے۔

اوپر مذکورہ تینوں روایات میں رسول اللہ ﷺ کا خلق تو روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کس طرح اسی اعرابی کی حرکت پر تحمل سے کام لیا لیکن اس کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جذبات بھی ظاہر ہوتے ہیں کہ انہوں نے اس اعرابی کی اسی حرکت پر اس کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا تھا اور اگر رسول اللہ ﷺ ان کو نہ روکتے تو وہ یہ کام کر گزرتے، اس لیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی قسم کا برا سلوک ہوتا نہیں دیکھ سکتے تھے

(۱).... (مسند بزار، بحر الزخار، مسند ابو حمزہ السہمی، ج 15، ص 294.... تعظیم قد الصلاة. المؤلف: أبو عبد الله محمد بن نصر بن الحجاج المزوزي (المتوفى: 294ھ) المحقق: د عبد الرحمن عبد الجبار الفريوائي. الناشر: مكتبة الدار - المديعة المنورة. الطبعة: الأولى، 1406. ج 2، ص 929)

اور یہ سلوک دیکھ کر خاموش رہنا ان کے ایمانی جذبہ، اور مشق رسول اللہ ﷺ میں گرفتاری کے قانون کے خلاف تھا۔ اور ان اصحاب کا اس اعرابی کو قتل کرنے کے لیے دوڑنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو ایذا دینے والے کی یہی سزا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے قیامت تک رسول اللہ ﷺ کو ایذا دینے والوں کی یہی سزا رہے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

رسول اللہ ﷺ پر اپنے ماں باپ اور خود کو قربان کرنا:

یہاں پر ہم وہ احادیث ذکر کر رہے ہیں جن میں صحابہ کرام کے رسول اللہ ﷺ پر اپنے ماں باپ اور خود کو قربان کرنے کے الفاظ ہیں اور اس کا مقصد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کو اجاگر کرنا اور رسول اللہ ﷺ کے عاشقوں کو اطمینان قلبی پہنچانا ہے۔ اس بارے میں بھی بہت احادیث ملتی ہیں امام بخاری نے تو اس بارے میں باقاعدہ ابواب تشکیل دیے ہیں لیکن ہم چند کا ذکر کرتے ہیں۔

1- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ «إِنَّ عَبْدًا خَيْرُهُ اللَّهُ بَيْنَ أَنْ يُوتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ، وَيُبَيِّنَ مَا عِنْدَهُ، فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ» فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ قَدَيْنَاكَ بِأَبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا، فَعَجِبْنَا لَهُ، وَقَالَ النَّاسُ انْظُرُوا إِلَى هَذَا الشَّيْخِ، يُخْبِرُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدِ خَيْرُهُ اللَّهُ بَيْنَ أَنْ يُوتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا، وَيُبَيِّنَ مَا عِنْدَهُ، وَهُوَ يَقُولُ قَدَيْنَاكَ بِأَبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا، فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْخَيْرُ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ هُوَ أَعْلَمُنَا بِهِ، وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «إِنَّ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ عَلَيَّ فِي مُصْحَبَتِهِ وَمَالِهِ أَبَا بَكْرٍ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا مِنْ أُمَّتِي لَأَتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ، إِلَّا خَلَّةَ الْإِسْلَامِ، لَا يَتَّقِينَ فِي الْمَسْجِدِ خَوْفَةً إِلَّا خَوْفَةَ أَبِي بَكْرٍ» (1)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے، فرمایا اپنے ایک نیک بندے کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا کہ دنیا کی نعمتوں میں سے جو وہ چاہے اسے اپنے لیے پسند کر لے یا جو اللہ تعالیٰ کے یہاں ہے (آخرت میں) اسے پسند کر لے۔ اس بندے نے اللہ تعالیٰ کے

(1) (صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب وجوه الثوبی صلی اللہ علیہ وسلم وأصحابہ إلى المدينة، رقم: 3904، صحیح مسلم، کتاب فضائل

الصحابہ، باب من فضائل ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رقم: 2)

ہاں ملنے والی چیز کو پسند کر لیا۔ اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کیا ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ (ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) ہمیں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اس رونے پر حیرت ہوئی، بعض لوگوں نے کہا اس بزرگ کو دیکھیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک بندے کے متعلق خبر دے رہے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی نعمتوں اور جو اللہ کے پاس ہے اس میں سے کسی کے پسند کرنے کا اختیار دیا تھا اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو ان دو چیزوں میں سے ایک کا اختیار دیا گیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے زیادہ اس بات سے واقف تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ اپنی محبت اور مال کے ذریعہ مجھ پر احسان کرنے والے ابو بکر ہیں۔ اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو اپنا خلیل بنا سکتا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بناتا البتہ اسلامی رشتہ ان کے ساتھ کافی ہے۔ مسجد میں کوئی دروازہ اب کھلا ہوا باقی نہ رکھا جائے سوائے ابو بکر کے گھر کی طرف کھلنے والے دروازے کے۔

2- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَاتَ وَأَبُو بَكْرٍ بِالسُّنْحِ، - قَالَ إِسْمَاعِيلُ يُعْنِي بِالْعَالِيَةِ - فَقَامَ عُمَرُ يَقُولُ وَاللَّهِ مَا مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ وَقَالَ عُمَرُ وَاللَّهِ مَا كَانَ يَقَعُ فِي نَفْسِي إِلَّا ذَاكَ، وَلَيَمْنَعُنَّهُ اللَّهُ، فَلْيَقْطَعَنَّ أَيْدِي رِجَالٍ وَأَرْجُلُهُمْ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ نُبُورًا فَكَشَفَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَّلَهُ، قَالَ يَا بَايَ أَنْتَ وَأُمِّي، طُبْتُ حَيًّا وَمَيِّتًا (۱)

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جب وفات ہوئی تو ابو بکر رضی اللہ عنہ اس وقت مقام سنخ میں تھے۔ اسماعیل نے کہا یعنی عوالیہ کے ایک گاؤں میں۔ آپ ﷺ کی خبر سن کر عمر رضی اللہ عنہ اٹھ کر یہ کہنے لگے کہ اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نہیں ہوئی۔ اچانک عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے اللہ کی قسم اس وقت میرے دل میں یہی خیال آتا تھا اور میں کہتا تھا کہ اللہ آپ کو ضرور اس بیماری سے اچھا کر کے اٹھائے گا اور آپ ﷺ ان لوگوں کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیں گے (جو آپ کی موت کی باتیں کرتے ہیں) اتنے

میں ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور اندر جا کر آپ کی نعل مبارک کے اوپر سے کپڑا اٹھایا اور بوسہ دیا اور کہا: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں۔ آپ زندگی میں بھی پاکیزہ تھے اور وفات کے بعد بھی اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اللہ تعالیٰ آپ پر دو مرتبہ موت ہرگز طاری نہیں کرے گا۔ اس کے بعد آپ باہر آئے اور عمر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے، اے قسم کھانے والے! ذرا تامل کرو۔ پھر جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے گفتگو شروع کی تو عمر رضی اللہ عنہ خاموش بیٹھ گئے۔

3- حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ كُنَّا قُعُودًا حَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَعَنَا أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْنِ أَظْهُرِنَا، فَأَبْطَأَ عَلَيْنَا، وَخَشِينَا أَنْ يُقْتَطَعَ دُونَنَا، وَقَرِعْنَا، فَقُنْنَا، فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ قَرِعَ، فَخَرَجْتُ أُبْتَغِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَتَيْتُ حَائِطًا لِلْأَنْصَارِ لِبَنِي السَّجَّارِ، قَدَرْتُ بِهِ هَلْ أَجِدُ لَهُ بَابًا فَلَمْ أَجِدْ، فَإِذَا رِبِيعٌ يَدْخُلُ فِي جَوْفِ حَائِطٍ مِنْ بَيْتٍ خَارِجَةٍ - وَالرِّبِيعُ الْجَدُولُ - فَاحْتَفَزْتُ، فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ «أَبَا هُرَيْرَةَ» فَقُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ «مَا شَأْنُكَ» قُلْتُ كُنْتُ بَيْنَ أَظْهُرِنَا، فَقُنْتُ فَأَبْطَأَتْ عَلَيْنَا، فَخَشِينَا أَنْ تُقْتَطَعَ دُونَنَا، فَقَرِعْنَا، فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ قَرِعَ، فَأَتَيْتُ هَذَا الْحَائِطَ، فَاحْتَفَزْتُ كَمَا يَحْتَفِزُ الشَّعْلَبُ، وَهُوَ لَاءِ النَّاسِ وَرَائِي، فَقَالَ «يَا أَبَا هُرَيْرَةَ» وَأَعْطَانِي نَعْلَيْهِ، قَالَ «أَتُحِبُّ جَعْلَ هَاتَيْنِ، فَمَنْ لَقِيتَ مِنْ وَرَاءِ هَذَا الْحَائِطِ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُسْتَقِيمًا بِهَا قَلْبُهُ، فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ»، فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ لَقِيتُ عُمَرُ، فَقَالَ مَا هَاتَانِ النَّعْلَانِ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ هَاتَانِ نَعْلَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَعَثَنِي بِهِمَا مَنْ لَقِيتُ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُسْتَقِيمًا بِهَا قَلْبُهُ، فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ، فَضَرَبَ عُمَرُ بِيَدِهِ بَيْنَ شَذِيحٍ فَخَرْتُ لِاسْتِي، فَقَالَ ارْجِعْ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، فَارْجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَجْهَشْتُ بُكَاءً، وَرَكِبْنِي عُمَرُ، فَإِذَا هُوَ عَلَى أَثَرِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «مَا لَكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ» قُلْتُ لَقِيتُ عُمَرَ، فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي بَعَثَنِي بِهِ، فَضَرَبَ بَيْنَ شَذِيحٍ فَخَرْتُ لِاسْتِي، قَالَ ارْجِعْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «يَا

عَمْرُ، مَا حَصَلَكَ عَلَى مَا فَعَلْتَ» قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، يَا أَبِیْ أُنْتُ، وَأُمِّی، أَبَعَثْتَ أَبَاهُ مُنَادٍ بِنَعْلَيْكَ، مَنْ لَعْنِ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُسْتَيِقِنًا بِهَا قَلْبُهُ بَشَرَةً بِالْجَلَّةِ قَالَ «نَعَمْ»، قَالَ فَلَا تَفْعَلْ، فَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَشْكَلَ النَّاسُ عَلَيْهَا، فَخَلَّيْهُمْ يَخْتَلُونَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «فَخَلَّيْهُمْ» (۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے ہمارے ساتھ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) بھی شامل تھے اچانک رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمارے سامنے سے اٹھ کھڑے ہوئے اور میر تک تشریف نہ لائے ہم ڈر گئے کہ کہیں (اللہ نہ کرے) آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچی ہو۔ اس لئے ہم گھبرا کر کھڑے ہو گئے سب سے پہلے مجھے گھبراہٹ ہوئی میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تلاش میں نکلا یہاں تک کہ بنی نجار کے باغ تک پہنچ گیا ہر چند باغ کے چاروں طرف گھوما مگر اندر جانے کا کوئی دروازہ نہ ملا۔ اتفاقاً ایک نالہ دکھائی دیا جو بیرونی کنوئیں سے باغ کے اندر جا رہا تھا میں اسی نالہ میں سمٹ کر گھر کے اندر داخل ہوا اور آپ کی خدمت میں پہنچ گیا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا جی ہاں اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ کا کیا حال ہے آپ ہمارے سامنے تشریف فرما تھے اور اچانک اٹھ کر تشریف لے گئے اور دیر ہو گئی تو ہمیں ڈر ہوا کہ کہیں کوئی حادثہ نہ گزرا ہو اس لئے ہم گھبرا گئے۔ سب سے پہلے مجھے ہی گھبراہٹ ہوئی (تلاش کرتے کرتے) اس باغ تک پہنچ گیا اور لومڑی کی طرح سمٹ کر (نالہ کے راستہ سے) اندر آ گیا اور لوگ میرے پیچھے ہیں۔ آپ نے اپنے نعلین مبارک مجھے دے کر فرمایا ابو ہریرہ! میرے یہ دونوں جوڑے (بطور نشانی) کے لے جاؤ اور جو شخص باغ کے باہر دل کے یقین کے ساتھ "لا الہ الا اللہ" کہتا ہو اے اس کو جنت کی بشارت دے دو۔ (میں نے حکم کی تعمیل کی) سب سے پہلے مجھے حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) ملے۔ انہوں نے کہا اے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! یہ نعلین کیسے ہیں میں نے کہا یہ اللہ کے

(۱).... (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب من لَعْنِ لَعْنِ اللَّهِ بِالْإِيمَانِ وَهُوَ غَيْرُ شَاكٍ فِيهِ وَدَخَلَ الْجَنَّةَ وَخَرَجَ عَلَى النَّاسِ رَقْمًا 52... وَأُخْرِجَهُ بِمَوْتِهِ ابْنِ مَسْرُوقٍ)

"الإيمان" 88 من طريق النضر بن محمد عن عكرمة بن عمار به.



رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی چوتیاں ہیں۔ آپ نے مجھے یہ تعلیم دے کر بھیجا ہے کہ جو مجھے دل کے یقین کے ساتھ اس بات کی گواہی دیتا ہوا ملے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کو جنت کی بشارت دے دوں۔ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) نے یہ سن کر ہاتھ سے میرے سینے پر ایک ضرب رسید کی جس کی وجہ سے میں سرینوں کے بل گر پڑا۔ کہنے لگے اے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! لوٹ جا۔ میں لوٹ کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں پہنچا اور میں رو پڑنے کے قریب تھا۔ میرے پیچھے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) بھی آپہنچے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اے ابو ہریرہ! کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا میری ملاقات عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) سے ہوئی اور جو پیغام آپ نے مجھے دے کر بھیجا تھا میں نے ان کو پہنچا دیا۔ انہوں نے میرے سینے پر ایک ضرب رسید کی جس کی وجہ سے میں سرینوں کے بل گر پڑا اور کہنے لگے لوٹ جا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اے عمر تم نے ایسا کیوں کیا؟ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) نے عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان! کیا آپ نے ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) کو چوتیاں دے کر حکم دیا تھا کہ جو شخص دل کے یقین کے ساتھ "لا الہ الا اللہ" کہے اس کو جنت کی بشارت دے دینا۔ فرمایا ہاں! حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) نے عرض کیا آپ ایسا نہ کریں کیونکہ مجھے خوف ہے کہ لوگ (عمل کرنا چھوڑ دیں گے) اور اسی فرمان پر بھروسہ کر بیٹھیں گے۔ ان کو عمل کرنے دیجئے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا (اچھا تو) رہنے دو۔

4- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ مُرِبِّجَنَّا: فَأُثِنَ عَلَيْهَا خَيْرًا، فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ»، وَمُرِبِّجَنَّا: فَأُثِنَ عَلَيْهَا شَرًّا، فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ»، قَالَ عُبَيْدُ بْنُ لَيْكٍ أَبِي دَاوُدَ، مُرِبِّجَنَّا: فَأُثِنَ عَلَيْهَا خَيْرٌ، فَقُلْتُ «وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ»، وَمُرِبِّجَنَّا: فَأُثِنَ عَلَيْهَا شَرًّا، فَقُلْتُ «وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ» فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «مَنْ أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَمَنْ أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ، أَنْتُمْ

شَهْدَاءُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ، أَنْتُمْ شَهْدَاءُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ» (۱)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) سے روایت ہے کہ ایک جنازہ کے گزرنے پر لوگوں نے اس کا ذکر خیر کے ساتھ کیا تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا واجب ہوگئی واجب ہوگئی واجب ہوگئی اور دوسرا جنازہ گزرا تو اس کا ذکر برائی کے ساتھ کیا گیا تو اللہ کے نبی نے فرمایا واجب ہوگئی واجب ہوگئی واجب ہوگئی، حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر قربان ہوں ایک جنازہ گزرا اور اس کی نیکی کی تعریف کی گئی اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا واجب ہوگئی واجب ہوگئی واجب ہوگئی اور دوسرا جنازہ گزرا تو اس کا ذکر برائی کے ساتھ کیا گیا تو آپ نے فرمایا واجب ہوگئی واجب ہوگئی واجب ہوگئی؟ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا جس کا ذکر تم نے بھلائی کے ساتھ کیا اس کے لئے جنت واجب ہوگئی اور جس کا ذکر تم نے برائی کے ساتھ کیا اس کے لئے دوزخ واجب ہوگئی تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔

5- أَنَا أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ، أَخْبَرَنِي أَنَّ وَفَدَ عَبْدَ الْقَيْسِ لَنَا أَتَوَانِيَّ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ، جَعَلْنَا اللَّهُ فِدَاكَ مَاذَا يَصْلُحُ لَنَا مِنَ الْأَشْيَاءِ فَقَالَ «لَا تَشْرَبُوا مِنَ الْبَقِيرِ»، قَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ، جَعَلْنَا اللَّهُ فِدَاكَ، أَوْ تَذَرِي مَا الْبَقِيرُ قَالَ «نَعَمْ، الْجِدْعُ يُنْقَرُ وَسَطُهُ، وَلَا فِي الدُّبَابِ، وَلَا فِي الْحَشَّةِ، وَعَلَيْكُمْ بِالنُّوْكَ» (۲)

ترجمہ: ابوسعید خدری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) سے روایت ہے کہ جب قبیلہ عبد القیس کا وفد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا اے اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر قربان ہیں کس قسم کی پیر میں پینا حلال ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا لکڑی کے کھلے میں نہ پیا کرو، لوگوں نے عرض کی اے اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر قربان کیا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

(۱).... (صحیح بخاری، کتاب مسلم، کتاب الجنائز، باب بیعت بنی نضیر علیہم عذو أو عذر من النوی رقم: 60)

(۲).... (صحیح بخاری، کتاب مسلم، کتاب الامان، باب الامان بالانسان بالانسان ورسوله وقرانہ والیوم والآخر رقم: 28)

جانتے ہیں کہ لکڑی کا کٹھا کیا ہوتا ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ہاں لکڑی کو اندر سے کھود لیتے ہیں اسے کٹھلا کہتے ہیں اور کدو کی توبنی اور سبز گھڑے میں بھی نہ پیا کرو ہاں چڑے کے برتن میں جس کا منہ ڈروی سے باندھ دیا جاتا ہے۔

6- "عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْكُعْبَةِ، فَلَمَّا رَأَى قَالَ: «هُمْ الْأَخْسَرُونَ وَرَبِّ الْكُعْبَةِ» قَالَ: فَجِئْتُ حَتَّى جَلَسْتُ، فَلَمْ أَتَقَارَّ أَنْ قُمْتُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي، مَنْ هُمْ قَالَ: «هُمْ الْأَكْثَرُونَ أَمْوَالًا، إِلَّا مَنْ قَالَ هَكَذَا وَهَكَذَا - مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ - وَقَلِيلٌ مَا هُمْ، مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ، وَلَا بَقَرٍ، وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي زَكَاةَهَا إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أُعْظِمَ مَا كَانَتْ، وَأُسْمِنَهُ تَنْطَعُهُ بِقُرُونِهَا وَتَكْطُوهُ بِأُظْلَافِهَا، كُلَّمَا نَفِدَتْ أُخْرَاهَا، عَادَتْ عَلَيْهِ أَوْلَاهَا، حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ» (۱)؛

ترجمہ: حضرت ابو ذر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) سے روایت ہے کہ میں نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس پہنچا اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کعبہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے جب آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھے دیکھا تو فرمایا رب کعبہ کی قسم وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں، میں آکر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس بیٹھ گیا تو نہ ٹھہر سکا اور کھڑا ہو گیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے ماں باپ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر قربان ہوں وہ کون ہیں؟ فرمایا وہ بہت مال والے ہیں سوائے اس کے جو اس طرح اپنے سامنے سے اپنے پیچھے سے اپنے دائیں اور بائیں سے اور ان میں سے کم لوگ وہ ہیں جو اونٹ اور گائے اور بکریوں والے ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تو وہ قیامت کے دن بڑھ چڑھ کر فر بہ ہو کر آئیں گی ان کو اپنے سینگوں سے زخمی کریں گی اور اپنے کھروں سے روندیں گی جب ان کا پچھلا گزر جائے گا تو اس پر ان کا پہلا لوٹ آئے گا یہاں تک کہ لوگوں کا فیصلہ کر دیا جائے۔

7- "عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

(۱).... (صحیح بخاری، کتاب الايمان والعدل، باب کیف کان یمن النبی ﷺ .... صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب تغلیط عقوبة من لا یؤدی الزکاة رقم: 30)

«لَيْسَ أَحَدٌ يُحَاسِبُ إِلَّا هَلَكَ» قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ أَلَيْسَ يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: (فَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِرَيْبٍ فَسَوْفَ يُحَاسِبُ حِسَابًا يَسِيرًا)

(الانصاف: 8) قَالَ: «ذَلِكَ الْعَرَضُ يُعَرِّضُونَ وَمَنْ تَوَقَّعَ الْحِسَابَ هَلَكَ» (۱)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس سے بھی حساب لیا گیا وہ ہلاک ہو گیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (یہ سن کر) میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ مجھے آپ ﷺ پر قربان کرے، کہ کیا اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ: تو وہ جو اپنا نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے اس سے عنقریب سہل حساب لیا جائے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ صرف (اللہ کے دربار میں) پیشی کا ذکر ہے۔ لیکن جس کے حساب میں جانچ پڑتال کی گئی (سمجھو) وہ غارت ہو گیا۔

8- "حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْكُتُ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَبَيْنَ الْقِرَاءَةِ إِسْكَاتَةً - قَالَ أَحْسِبُهُ قَالَ: هُنَّيَّةٌ - فَقُلْتُ: يَا أَبِی وَأُمِّی يَا رَسُولَ اللَّهِ إِسْكَاتُكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ مَا تَقُولُ قَالَ: "أَقُولُ: اللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ، كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ..... الخ" (۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب نماز کی تکبیر کہتے تو قرأت سے پہلے کچھ دیر خاموش رہتے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر قربان، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تکبیر اور قرأت کے درمیان کچھ دیر خاموش رہتے ہیں تو اس میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا پڑھتے ہیں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہتا ہوں کہ اسے اللہ میرے اور خطاؤں کے درمیان ایسے ہی دوری رکھنا جیسے تو نے مشرق و مغرب کے درمیان رکھی ہے..... الخ۔

9- "عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّهُ أَقْبَلَ هُوَ وَأَبُو طَلْحَةَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

(۱).... (صحیح بخاری، کتاب التفسیر، تَابُ (فَسَوْفَ يُحَاسِبُ حِسَابًا يَسِيرًا) (الانصاف: 8) رقم: 4930)

(۲).... (صحیح بخاری، کتاب الاذان تَابُ مَا يَقُولُ بَعْدَ التَّكْبِيرِ، رقم: 774)

وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفِيَّةُ، مُرَدِّفُهَا عَلَى رَاحِلَتِهِ، فَلَمَّا كَانُوا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ عَثَرَتِ النَّاقَةُ، فَضَرَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمَرْأَةُ، وَأَنَّ أَبَا طَلْحَةَ - قَالَ: أَحْسِبْ - افْتَحَمَ عَنْ بَعِيرِهِ، فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ، هَلْ أَصَابَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ: «لَا، وَلَكِنْ عَلَيْكَ بِالْمَرْأَةِ» فَأَلْقَى أَبُو طَلْحَةَ ثَوْبَهُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَصَدَ قَصْدَهَا، فَأَلْقَى ثَوْبَهُ عَلَيْهَا، فَقَامَتِ الْمَرْأَةُ، فَشَدَّ لَهَا عَلَى رَاحِلَتَيْهَا فَرَكِبَا، فَسَارُوا حَتَّى إِذَا كَانُوا بِظَهْرِ الْمَدِينَةِ - أَوْ قَالَ: أَشْرَفُوا عَلَى الْمَدِينَةِ - قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ، لِرَبِّعَا حَامِدُونَ» فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُهَا حَتَّى دَخَلَ الْمَدِينَةَ" (۱)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (غزوہ بنو لحيان میں جو 6 ھ میں ہوا) مسلمان سے واپس ہوتے ہوئے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور آپ ﷺ نے سواری پر پیچھے (ام المؤمنین) صفیہ بنت حبیب رضی اللہ عنہا کو بٹھایا تھا۔ اتفاق سے آپ ﷺ کی اونٹنی پھسل گئی اور آپ دونوں زمین پر آ گئے۔ یہ حال دیکھ کر ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بھی فوراً اپنی سواری سے کود پڑے اور کہا، یا رسول اللہ! اللہ مجھے آپ پر قربان کرے، کچھ چوٹ تو نہیں لگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلے عورت کی خبر لو۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ایک کپڑا اپنے چہرے پر ڈال لیا، پھر صفیہ رضی اللہ عنہا کے قریب آئے اور وہی کپڑا ان کے اوپر ڈال دیا۔ اس کے بعد دونوں کی سواری درست کی، جب آپ ﷺ سوار ہو گئے تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں طرف جمع ہو گئے۔ پھر جب مدینہ دکھائی دینے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا پڑھی «آیِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ» ہم اللہ کی طرف واپس ہونے والے ہیں۔ توبہ کرنے والے اپنے رب کی عبادت کرنے والے اور اس کی حمد پڑھنے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا برابر پڑھتے رہے یہاں تک کہ مدینہ میں داخل ہو گئے۔

10- "عن خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّ أُمَّ الْعَلَاءِ - امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِمْ - قَدْ بَايَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَخْبَرَتْهُ أَنَّ عُمَانَ بْنَ مَطْعُونٍ طَارَ لَهُ سَهْمُهُ فِي السُّكْنَى، حِينَ أَقْرَعَتْ الْأَنْصَارُ سُكْنَى الْمُهَاجِرِينَ، قَالَتْ أُمُّ الْعَلَاءِ: فَسَكَنَ عِنْدَنَا عُمَانُ بْنُ مَطْعُونٍ، فَاشْتَكَى، فَمَرَّضْنَاهُ حَتَّى إِذَا تَوَفَّى وَجَعَلْنَاهُ فِي بَيْتِهِ، دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْكَ يَا السَّائِبُ، فَشَهَاكَتِي عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللَّهُ، فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَمَا يُنْدِرِيكَ أَنَّ اللَّهَ أَكْرَمَهُ؟»، فَقُلْتُ: لَا أَدْرِي بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَمَّا عُمَانُ فَقَدْ جَاءَهُ وَاللَّهُ الْيَقِينُ، وَإِنِّي لَأَرْجُو لَهُ الْخَيْرَ..... الخ" (١)

ترجمہ: حضرت خارجہ بن زید بن ثابت فرماتے ہیں کہ ام العلاء رضی اللہ عنہا (انصار کی ایک عورت نے جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی) نے انہیں خبر دی کہ مہاجرین قرعہ ڈال کر انصار میں بانٹ دیئے گئے تو عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ ہمارے حصہ میں آئے۔ چنانچہ ہم نے انہیں اپنے گھر میں رکھا۔ آخر وہ بیمار ہوئے اور اسی میں وفات پا گئے۔ وفات کے بعد غسل دیا گیا اور کفن میں لپیٹ دیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں نے کہا ابوسائب آپ پر اللہ کی رحمتیں ہوں میری آپ کے متعلق شہادت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی عزت فرمائی ہے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی عزت فرمائی ہے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں پھر کس کی اللہ تعالیٰ عزت افزائی کرے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں شبہ نہیں کہ ان کو موت آچکی، اللہ کی قسم کہ میں بھی ان کے لیے خیر ہی کی امید رکھتا ہوں..... الخ۔

یا رسول اللہ ﷺ میں اپنی زبان سے چیڑ پھاڑ کر رکھ دوں گا:

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «اهْجُوا قُرَيْشًا، فَإِنَّهُ أَشَدُّ عَلَيْهَا

(١).... (صحیح بخاری، کتاب الشہادۃ، باب الفُرْعَةُ فِي الشُّكْلِ، رقم: 2687)

مِنْ رَشَقِي بِالنَّبْلِ « فَأَرْسَلَ إِلَى ابْنِ رَوَاحَةَ فَقَالَ: «اهْجُؤْهُمْ» فَهَجَّاهُمْ فَلَمْ يَزِدْ مِنْهُمْ  
فَأَرْسَلَ إِلَى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى كَلْبِ بْنِ كَالْبِ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ  
حَسَّانُ: قَدْ آتَى لَكُمْ أَنْ تُرْسِلُوا إِلَى هَذَا الْأَسَدِ الطَّارِبِ بِذَنبِهِ، ثُمَّ أَذْلَعَ لِسَانَهُ لِيَجْعَلَ  
يُخَرِّكُهُ فَقَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا فِرْيَتَهُمْ بِلِسَانِي فَرَى الْأَدِيمِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَجْعَلْ فَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ أَعْلَمُ قُرَيْشٍ بِالنِّسَابِ، وَإِنْ لِي فِيهِمْ  
نَسَبًا، حَتَّى يُلَاحِظَ لَكَ نَسَبِي» فَأَتَاهُ حَسَّانُ، ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ لَحِظَ لِي  
نَسَبُكَ، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا سُلْتُكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعْرَةَ مِنَ الْعَجِينِ، قَالَتْ  
عَائِشَةُ: فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِحَسَّانَ: «إِنَّ رُوحَ الْقُدُسِ لَا  
يَزَالُ يُؤَيِّدُكَ، مَا تَأَلَّخْتَ عَنِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ»، وَقَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ يَقُولُ: «هَجَّاهُمْ حَسَّانُ فَشَقَى وَاشْتَقَى» قَالَ حَسَّانُ:

ترجمہ: ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا قریش کی ہجو کرو کیونکہ یہ انہیں تیروں کی بوچھاڑ سے بھی زیادہ سخت محسوس ہوتی  
ہے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ابن رواحہ کی طرف پیغام بھیجا تو فرمایا ان کی ہجو کرو انہوں نے ہجو  
بیان کی لیکن آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خوش نہ ہوئے پھر حضرت کعب بن مالک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) و  
ارضاء) کی طرف پیغام بھیجا پھر حسان بن ثابت کو بلوایا جب حسان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاء) آپ  
(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس حاضر ہوئے تو عرض کیا اب وہ وقت آگیا ہے کہ اس دم ہلاتے ہوئے  
شیر کو تم میری طرف چھوڑ دو پھر اپنی زبان کو نکالا اور اسے حرکت دینا شروع کر دیا اور عرض کیا اس ذات  
کی قسم! جس نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں انہیں اپنی زبان  
سے چیر پھاڑ کر رکھ دوں گا جس طرح چڑے کو چیر دیا جاتا ہے تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے  
فرمایا جلدی مت کرو بے شک ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاء) قریش کے نسب کو خوب جانتے ہیں اور  
میرا نسب قریش کے نسب سے بالکل واضح کر دیں گے۔ پس حضرت حسان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاء)

حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) کے پاس آئے اور پھر واپس گئے تو عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ تحقیق انہوں نے مجھے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نسب واضح کر دیا ہے اس ذات کی قسم جس نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو حق دے کر مبعوث فرمایا ہے میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ان سے ایسے نکال لوں گا جیسے آٹے سے بال نکال لیا جاتا ہے سیدہ عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے کہا میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے حضرت حسان کو فرماتے ہوئے سنا جب تک اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے مدافعت کرتا رہے گا روح القدس برابر تیری نصرت و مدد کرتا رہے گا اور کہتی ہیں میں نے رسول اللہ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ حسان نے کفار کی جھوٹ بیان کر کے مسلمانوں کو شفاء یعنی خوشی دی اور کفار کو بیمار کر دیا ہے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔

هَجَوْتُ مُحَمَّدًا فَأَجَبْتُ عَنْهُ وَعِنْدَ اللَّهِ فِي ذَلِكَ الْجَزَاءُ

تو نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جھوکی ہے ان کی طرف سے میں جواب دیتا ہوں اور اس میں اللہ ہی کے پاس جزا اور بدلہ ہوگا۔

هَجَوْتُ مُحَمَّدًا ابْرًا حَنِيفًا رَسُولَ اللَّهِ شَيْمَتُهُ الْوَفَاءُ

تو نے محمد کی جھوکی جو نیک اور دین حنیف کے مطابق تقویٰ اختیار کرنے والے اللہ کے رسول ہیں وعدہ وفا کرنا ان کی صفت ہے۔

فَإِنَّ أَبِي وَوَالِدَاكَ وَعِرْضِي لِعَرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وَقَاءُ

بے شک میرے باپ اور میری ماں اور میری عزت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو تم سے بچانے کے لئے صدقہ اور قربان ہیں۔

ثَكَلْتُ بِنَيْتِي إِنْ لَمْ تَرَوْهَا تُشِيدُ الثَّقَمَ مِنْ كَنَفِي كَدَاءُ

میں اپنے آپ پر آہ و زاری کروں اگر تم نہ دیکھو اس کو کہ کدائ کے دونوں طرف سے غبار کو اڑا دے گا۔

يُبَارِينِ الْأَعِنَّةَ مُضْعِدَاتٍ عَلَى أَكْتَافِهَا الْأَسْلُ الْظُّلْمَاءُ

وہ گھوڑے جو باگوں پر زور کریں اپنی قوت و طاقت سے اوپر چڑھتے ہوئے ان کے کندھوں پر خون کے پیا سے نیزے ہیں۔



تَقْلُ جِيَادُنَا مُتَبَطِّرَاتٍ تَلَطُّهُنَّ بِالْخُبْرِ النِّسَاءُ  
ہمارے گھوڑے دوڑتے ہوئے آئیں گے اور ان کے نتھنوں کو عورتیں اپنے دوپٹوں سے صاف کریں  
گی۔

فَإِنْ أَعْرَضْتُمْوَعَنَّا اعْتَمَرْنَا وَكَانَ الْفَتْحُ وَانْكَشَفَ الْغَطَاءُ  
اگر تم ہم سے روگردانی و اعراض کرو تو ہم عمرہ کریں گے اور فتح ہو جانے سے پردہ اٹھ جائے گا۔  
وَالْأَفَاضِلُ الضَّرَابِ يَوْمَ يُعْرِضُ اللَّهُ فِيهِ مَنْ يَشَاءُ  
ورنہ صبر کرو اس دن کی مار کے لئے جس دن اللہ جسے چاہے گاہ عزت عطا کرے گا۔

وَقَالَ اللَّهُ قَدْ أَرْسَلْتُ عَبْدًا يَقُولُ الْحَقَّ لَيْسَ بِهِ خَفَاءُ  
اور اللہ نے فرمایا ہے تحقیق میں نے اپنا بندہ بھیجا ہے جو حق بات کہتا ہے جس میں کوئی پوشیدہ بات نہیں  
ہے۔

وَقَالَ اللَّهُ قَدْ يَسَّرْتُ جُنْدًا هُمُ الْأَنْصَارُ عَرَضَتْهَا اللَّقَاءُ  
اور اللہ نے کہا ہے کہ میں نے ایک لشکر تیار کر دیا ہے اور وہ انصار ہیں کہ انکا مقصد صرف دشمن سے مقابلہ  
ہے۔

لَنَأْتِيَنَّ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ مَعَدٍّ سَبَابٍ أَوْ قِتَالٍ أَوْ هِجَاءٍ  
وہ ہر دن کسی نہ کسی تیاری میں ہے کبھی گالیاں دی جاتی ہیں یا لڑائی یا ہجو ہے۔  
فَمَنْ يَهْجُورَ رَسُولَ اللَّهِ مِنْكُمْ وَيَمْدَحْهُ وَيَنْصُرْهُ سَوَاءٌ  
پس تم میں سے جو بھی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ہجو کرے یا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)  
کی تعریف کرے اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مدد کرے سب برابر ہے۔  
وَجِبْرِيلُ رَسُولُ اللَّهِ فِينَا وَرُوحُ الْقُدُسِ لَيْسَ لَهُ كِفَاءُ  
ہم میں اللہ کا پیغام لانے والے جبرائیل و روح القدس موجود ہیں جن کا کوئی ہمسرا اور برابر کرنے والا  
نہیں ہے۔ (۱)

(۱) ... (صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل حسان بن ثابت رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ رقم: 157)

صحابہ کرام کا رسول اللہ ﷺ پر خوف کے وقت ان کے گرد جمع ہو جانا:

میرے نبی ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اتنی محبت فرماتے تھے کہ آپ ﷺ کے چہرہ مبارک سے ہی اندازہ لگا کر رسول اللہ ﷺ کا انتقام لینے کے لیے تیار ہو جاتے اور اعلان کرتے کہ رسول اللہ ﷺ کو کسی نے ایذا دی ہے اپنا اسلحہ نکال کر رسول اللہ ﷺ کو اپنی حفاظت میں لے لو چنانچہ:

"عَنْ خَالِدِ بْنِ عُرْفُطَةَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عُمَرَ رَجَمَهُ اللَّهُ إِذَا أَتَى بِرَجُلٍ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ مَسْكَنُهُ بِالسُّوَيْسِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ أَنْتَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ الْعَبْدِيُّ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَأَنْتَ النَّازِلُ بِالسُّوَيْسِ قَالَ نَعَمْ فَضَرَبَهُ عُمَرُ بِقِنَاةٍ مَعَهُ فَقَالَ مَا لِي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ عُمَرُ اجْلِسْ فَجَلَسَ فَقَرَأَ عَلَيْهِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ {الرَّتِلِكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْبَيْنِ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ إِلَى {الْمَنَ الْغَافِلِينَ} فَقَرَأَ عَلَيْهِ ثَلَاثًا وَضَرَبَهُ ثَلَاثًا فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ مَا لِي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ أَنْتَ الَّذِي نَسَخْتَ كِتَابَ دَانِيَالَ قَالَ مُرْنِي بِأَمْرِكَ أَتَّبِعُهُ قَالَ انْطَلِقْ فَاغْمُضْ بِالْحَبِيمِ وَالصُّوفِ الْأَبْيَضِ ثُمَّ لَا تَقْرَأْهُ وَلَا تُقْرِئْهُ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ فَلَمَّا بَلَغْنِي عَنْكَ أَنَّكَ قَرَأْتَهُ أَوْ أَقْرَأْتَهُ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ لِأَنَّهُكَ تَكُفُّ عِقُوبَتَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ اجْلِسْ فَجَلَسَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ انْطَلَقْتُ أَنَا فَانْتَسَخْتُ كِتَابًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ ثُمَّ جِئْتُ بِهِ فِي أُدِيمٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هَذَا فِي يَدِكَ يَا عُمَرُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كِتَابُ نَسَخْتُهُ لِنَزْدَادِهِ عِلْمًا إِلَى عِلْمِنَا فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى احْمَرَّتْ وَجَنَّتَاهُ ثُمَّ نُودِيَ بِالصَّلَاةِ جَامِعَةً فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ أَغْضِبَ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السِّلَاحُ السِّلَاحُ فَجَاءُوا حَتَّى أَحْدَقُوا بِمَنْبَرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي أُوتِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَخَوَاتِيمَهُ وَاخْتَصِرَ لِي اخْتِصَارًا وَلَقَدْ أَتَيْتُكُمْ بِهَا بَيْضَاءَ نَقِيَّةً فَلَا تَتَهَوَّكُوا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ الْمَتَهُوُّ كُونَ قَالَ عُمَرُ فَقُنْتُ فَقُلْتُ

رَضِيْعًا بِإِلَّهِ رَبَّنَا وَبِالْإِسْلَامِ دِينِنَا وَبِكَ رَسُولَنَا ثُمَّ كَذَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" (۱)

ترجمہ: حضرت خالد بن عرفطہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ سوس کا رہنے والا قبیلہ عبدالقیس کا ایک شخص جناب فاروق اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه) کے پاس آیا آپ نے اس سے پوچھا کہ تیرا نام فلاں فلاں ہے؟ اس نے کہا ہاں پوچھا تو سوس میں مقیم ہے؟ اس نے کہا ہاں تو آپ کے ہاتھ میں جو خوشہ تھا اسے مارا۔ اس نے کہا امیر المؤمنین میرا کیا قصور ہے؟ آپ نے فرمایا بیٹھ جا۔ میں بتاتا ہوں پھر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر اسی سورت کی (آیتیں لمن الغافلین) تک پڑھیں تین مرتبہ ان آیتوں کی تلاوت کی اور تین مرتبہ اسے مارا۔ اس نے پھر پوچھا کہ امیر المؤمنین میرا قصور کیا ہے آپ نے فرمایا تو نے دانیال کی ایک کتاب لکھی ہے۔ اس نے کہا پھر جو آپ فرمائیں۔ میں کرنے کو تیار ہوں، آپ نے فرمایا جا اور گرم پانی اور سفید روئی سے اسے بالکل مٹا دے۔ خبردار آج کے بعد ہے اسے خود پڑھنا نہ کسی اور کو پڑھانا۔ اب اگر میں اس کے خلاف سنا کہ تو نے خود اسے پڑھایا کسی کو پڑھایا تو ایسی سخت سزا کروں گا کہ عبرت بنے۔ پھر فرمایا بیٹھ جا، ایک بات سنا جا۔ میں نے جا کر اہل کتاب کی ایک کتاب لکھی پھر اسے چڑے میں لئے ہوئے حضور (علیہ السلام) کے پاس آیا۔ آپ نے مجھ سے پوچھا تیرے ہاتھ میں یہ کیا ہے؟ میں نے کہا ایک کتاب ہے کہ ہم علم میں بڑھ جائیں۔ اس پر آپ اس قدر ناراض ہوئے کہ غصے کی وجہ سے آپ کے رخسار پر سرخی نمودار ہو گئی پھر منادی کی گئی کہ نماز جمع کرنے والی ہے۔ اسی وقت انصار نے ہتھیار نکال لیے کہ کسی نے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ناراض کر دیا ہے اور منبر نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے چاروں طرف وہ لوگ ہتھیار بند بیٹھ گئے۔ اب آپ نے فرمایا لوگو میں جامع کلمات دیا گیا ہوں اور کلمات کے خاتم دیا گیا ہوں اور پھر میرے لیے بہت ہی اختصار کیا گیا ہے میں اللہ کے دین کی باتیں بہت سفید اور

(۱)... (الأحادیث المختارة أو المستخرج من الأحادیث المختارة مما لم يخرجہ البخاری ومسلم فی صحیحہما. المؤلف: ضیاء الدین أبو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد المقدسی (المتوفی: 643ھ) دراسة وتحقیق: معالی الأستاذ الدكتور عبد الملك بن عبد الله بن دحي. الناشر: دار نشر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت - لبنان. الطبعة: الثالثة، 1420ھ - 2000م. خالی عن غلطة عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، رقم: 115... تفسیر ابن ابی حاتم، ج 7، ص 210... ابن کثیر فی التفسیر، ج 2، ص 467، 468)

نمایاں لایا ہوں۔ خبردار تم بہک نہ جانا۔ گہرائی میں اترنے والے کہیں جمہیں بہکا نہ دیں۔ یہ سن کر حضرت عمر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے میں تو یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر آپ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہونے پر دل سے راضی ہوں۔

یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کے لیے پہرا دینے آیا ہوں:

”عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أَرَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَقَالَ: «لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا مِنْ أَصْحَابِي يَخْرُسُنِي اللَّيْلَةَ»، قَالَتْ وَتَسْمَعُنَا صَوْتَ السِّلَاحِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ هَذَا» قَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ: يَا رَسُولَ اللَّهِ جِئْتُ أَخْرُسُكَ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَتَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَسْمَعُ غَطِيطَةً“ (۱)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند نہ آئی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کاش میرے صحابہ میں سے کوئی نیک مرد میرے لیے آج رات پہرہ دیتا۔ اتنے میں ہم نے ہتھیاروں کی آواز سنی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کون صاحب ہیں؟ بتایا گیا کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہیں یا رسول اللہ ﷺ! (انہوں نے کہا) میں آپ کے لیے پہرہ دینے آیا ہوں، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سوئے یہاں تک کہ ہم نے آپ کے خراٹے کی آواز سنی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت سعد نے فرمایا:

”وَقَعَ فِي نَفْسِي خَوْفٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجِئْتُ أَخْرُسُهُ، فَدَعَا لهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ نَامَ.“ (۲)

ترجمہ: حضرت سعد نے عرض کیا کہ میرے دل میں رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس کے بارے میں کچھ خوف سا محسوس ہوا اس لئے میں پہرہ دینے کے لئے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں

(۱)۔۔۔ (صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب الحراسة فی الغزو فی سبیل اللہ..... صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فی فضل سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، رقم: 39)

(۲)۔۔۔ (صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فی فضل سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، رقم: 40)

حاضر ہوا ہوں تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت سعد کو دعادی پھر سو گئے۔

میں نے خوف محسوس کیا اس لیے پہرا دیا:

"وَلَمَّا أُعْرِسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَفِيَّةَ، بِخَيْبَرَ أَوْ بِبَعْضِ الظَّرِيفِ، وَكَانَتْ الَّتِي بَحَلَّتْهَا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَشَّطَهَا وَأَصْلَحَتْ مِنْ أَمْرِهَا أُمُّ سُلَيْمٍ بِنْتُ مِلْحَانَ، أُمُّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ. فَبَاتَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قُبَّةٍ لَهُ، وَبَاتَ أَبُو أَيُّوبَ خَالِدُ بْنُ زَيْدٍ، أَخُو بَنِي النَّجَّارِ مُتَوَشِّحًا سَيْفَهُ، يُحَرِّسُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيُطِيفُ بِالْقُبَّةِ، حَتَّى أَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا رَأَى مَكَانَهُ قَالَ: مَالِكُ يَا أَبَا أَيُّوبَ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، خِفْتُ عَلَيْكَ مِنْ هَذِهِ الْمَرَاةِ، وَكَانَتْ امْرَأَةً قَدْ قَتَلَتْ أَبَاهَا وَزَوْجَهَا وَقَوْمَهَا، وَكَانَتْ حَدِيثَةً عَهْدٍ بِكُفْرٍ، فَخِفْتُهَا عَلَيْكَ. فَزَعَمُوا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اللَّهُمَّ احْفَظْ أَبَا أَيُّوبَ كَمَا بَاتَ يَحْفَظُنِي. (١)

ترجمہ: جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ سے خیبر میں یا راستے میں شادی کی اور حضرت صفیہ وہی ہیں جن کو حضرت انس بن مالک کی والدہ محترمہ حضرت ام سلیم بنت ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے لیے تیار کیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ اپنے ایک قبیہ میں رات بسر فرمائی اور حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ قبیلہ بنونجار میں سے تھے ساری رات تلوار لیکر کر رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کرتے رہے اور اسی قبیہ کے گرد طواف کرتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیکھا تو فرمایا اے ابوایوب آپ کو کیا ہوا؟ تو حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے اس عورت سے خوف محسوس کیا (کہ کہیں آپ کو کوئی

(١).... (الروض الأنف فی شرح السيرة النبوية. المؤلف: أبو القاسم عبد الرحمن بن عبد الله بن أحمد السهيلي (المتوفى: 581هـ). الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت. الطبعة: الأولى، 1412 هـ، ج 6، ص 514..... السيرة النبوية لابن هشام. المؤلف: عبد الملك بن هشام بن أيوب الحميري البعافري، أبو محمد جمال الدين (المتوفى: 213هـ). تحقيق: مصطفى السقا وإبراهيم الأبياري وعبد الحفيظ الشلبي. الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده عصر. الطبعة: الثانية، 1375 هـ - 1955 م، ج 2، ص 340)

نقصان نہ پہنچا دے اس لیے کہ) ہم نے اس کے باپ، شوہر، اور قوم کو قتل کیا ہے (یعنی ان سے جہاد کیا ہے) اور یہ نئی نئی مسلمان ہوئیں ہیں اس لیے مجھے خوف ہوا، تو میں نے آپ کی حفاظت کے لیے رات بھر پہرا دیا، صحابہ کرام فرماتے ہیں ہمیں لگتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ تو ابویوب کی بھی ایسی ہی حفاظت فرما جیسے اس نے رات بھر ہماری حفاظت کی۔

حفاظت رسول ﷺ کا بدلہ جنت:

"سَهْلُ ابْنُ الْحَنْظَلِيَّةِ، أَنَّهُمْ سَارُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَأَظْنَبُوا السَّيْرَ، حَتَّى كَانَتْ عَشِيَّةٌ فَحَضَرَتْ الصَّلَاةَ، عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَارِسٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي انْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ حَتَّى طَلَعْتُ جَبَلَ كَذَا وَكَذَا، فَإِذَا أَنَا بِهَوَازِنَ عَلَى بَكْرَةٍ آبَائِهِمْ بِطُعْنِهِمْ، وَنَعْبِهِمْ، وَشَائِهِمْ، اجْتَمَعُوا إِلَى حُنَيْنٍ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: «تِلْكَ غَنِيمَةُ الْمُسْلِمِينَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ»، ثُمَّ قَالَ: «مَنْ يَحْرُسُنَا اللَّيْلَةَ؟»، قَالَ أَنَسُ بْنُ أَبِي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيُّ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: «فَارْكَبْ»، فَرَكِبَ فَرَسًا لَهُ فَجَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اسْتَقْبِلْ هَذَا الشَّعْبَ حَتَّى تَكُونَ فِي أَعْلَاهُ، وَلَا نُغَرِّقْ مِنْ قَبْلِكَ اللَّيْلَةَ»، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا، خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مُصَلَّاهُ، فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: «هَلْ أَحْسَسْتُمْ فَارِسَكُمْ؟»، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا أَحْسَسْنَاهُ فُتُوبَ بِالصَّلَاةِ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي، وَهُوَ يَلْتَفِتُ إِلَى الشَّعْبِ حَتَّى إِذَا قَضَى صَلَاتَهُ وَسَلَّمَ قَالَ: «أَبْشِرُوا فَقَدْ جَاءَكُمْ فَارِسُكُمْ»، فَجَعَلْنَا نَنْظُرُ إِلَى خِلَالِ الشَّجَرِ فِي الشَّعْبِ، فَإِذَا هُوَ قَدْ جَاءَ حَتَّى وَقَفَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنِّي انْطَلَقْتُ حَتَّى كُنْتُ فِي أَعْلَى هَذَا الشَّعْبِ حَيْثُ أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا

أَهْبَحْتُ أَطْلَعْتُ الشَّعْبَيْنِ كُلَّيْهِمَا فَنَظَرْتُ، فَلَمْ أَرِ أَحَدًا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هَلْ تَرَأَيْتِ اللَّيْلَةَ؟» قَالَ: لَا، إِلَّا مُصَلِّيًا أَوْ قَائِمًا حَاجَةً، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «قَدْ أَوْجَبْتَ فَلَا عَلَيْكَ أَنْ لَا تَعْمَلَ بَعْدَهَا» (۱)

ترجمہ: حضرت اہل بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حنین کے دن چلے اور بہت ہی تیزی کے ساتھ چلے، یہاں تک کہ شام ہو گئی، میں نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اتنے میں ایک سوار نے آکر کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ لوگوں کے آگے گیا، یہاں تک کہ فلاں فلاں پہاڑ پر چڑھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ قبیلہ ہوازن کے لوگ سب کے سب اپنی عورتوں، چوپایوں اور بکریوں کے ساتھ ہماری تعداد میں مقام حنین میں جمع ہیں، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا: "ان شاء اللہ یہ سب کل ہم مسلمانوں کا مال غنیمت ہوں گے"، پھر فرمایا: "رات میں ہماری پہرہ داری کون کرے گا؟" انس بن ابومرشد غنوی رضی اللہ عنہ نے کہا: یا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں کروں گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تو سوار ہو جاؤ"، چنانچہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس گھائی میں جاؤ یہاں تک کہ اس کی بلندی پہ پہنچ جاؤ اور ایسا نہ ہو کہ ہم تمہاری وجہ سے آج کی رات دھوکہ کھا جائیں"، جب ہم نے صبح کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مصلے پر آئے، آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر فرمایا: "تم نے اپنے سوار کو دیکھا؟" لوگوں نے کہا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے اسے نہیں دیکھا، پھر نماز کے لیے اقامت کہی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے لگے لیکن دوران نماز نکلیوں سے گھائی کی طرف دیکھ رہے تھے، یہاں تک کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے اور

(۱).... (سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب فی فضل الخویش فی سبیل اللہ تعالیٰ رقم: 2501.... وأخرجہ الشافعی (840) و (841) من طریق یزید بن ہارون، بہذا الإسناد.... وأخرجہ الطیالسی (377)،.... والنسائی فی "الکبری" (8854)، ومن طریقہ البیہقی فی "السنن" 218/2 من طریق عبد اللہ بن المبارک.... وأبو یعلیٰ (5285) من طریق عبد الرحمن بن مہدی.... والطبرانی فی "الکبیر" (10548) من طریق قرۃ بن حبیب القنوی، أریختهم عن المسعودی، بہ.... وأوردہ الہیثمی فی "المجمع" 318/1-319، وقال: رواہ أحمد وأحمد والبخاری والطبرانی فی "الکبیر".... وأبو یعلیٰ باختصار عنهم، وفيہ عبد الرحمن بن عبد اللہ المسعودی، وقد اختلط فی آخر عمرہ قلنا: فی ہذا الروایۃ أن الذی حرس المسلمین هو عبد اللہ بن مسعود، وتقدم فی الروایۃ (3657) أن الذی حرسهم هو بلال، وهو الوارد عند البخاری (595).... ومسلم (880) و (681)، وهو الصواب وسیأتی برقم (4421)، وتقدم ذکر شواہد من الصحیح برقم (3657)، وقصة الناقة أخرجها الطبرانی مختصرة بإسناد حسن فی "جامع البیان" 69/26.

سلام پھیرا تو فرمایا: "خوش ہو جاؤ تمہارا سوار آگیا"، ہم درختوں کے درمیان سے گھائی کی طرف دیکھنے لگے، یکا یک وہی سوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کھڑا ہو گیا اور سلام کیا اور کہنے لگا: میں گھائی کے بالائی حصہ پہ چلا گیا تھا جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا تھا تو جب صبح کی تو میں نے دونوں گھائیوں پر چڑھ کر دیکھا تو کوئی بھی نہیں دکھائی پڑا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: "کیا تم آج رات گھوڑے سے اترے تھے؟"، انہوں نے کہا: نہیں، البتہ نماز پڑھنے کے لیے یا قضائے حاجت کے لیے اتر ا تھا، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: "تم نے اپنے لیے جنت کو واجب کر لیا، اب اگر اس کے بعد تم عمل نہ کرو تو تمہیں کچھ نقصان نہ ہوگا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض محافظین کے اسماء گرامی:

امام ابن حجر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

"وَتَتَّبَعَ بَعْضُهُمْ أَسْمَاءَ مَنْ حَرَسَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَمَعَ مِنْهُمْ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَالزُّبَيْرُ وَأَبُو أَيُّوبَ وَذُكْوَانُ بْنُ عَبْدِ الْقَيْسِ وَالْأَزْعَرُ السُّلَمِيُّ وَبْنُ الْأَكْدَعِ وَأَسْمُهُ مَحْجَنٌ وَيُقَالُ سَلَمَةُ وَعَبَّادُ بْنُ بَشِيرٍ وَالْعَبَّاسُ وَأَبُو يَحْيَى (۱)"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مختلف مقامات پر حفاظت کرنے والے صحابہ کرام کے چند اسماء یہ ہیں، حضرت سعد بن معاذ، محمد بن مسلمہ، زبیر، ابویوب، ذکوان بن عبد القیس، اذرع سلمی، اور ان کے بیٹے جن کا نام مبارک محجن ہے اور ان کو سلمہ بھی کہا جاتا ہے، اور عباده بن بشیر، عباس، اور ابوریحانہ، رضی اللہ تعالیٰ عنہم

زمانہ نبوی میں شاتم الرسول کے قتل کے واقعات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارکہ میں بعض اہل کتاب ایسے بھی تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب و شتم کیا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو قتل کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مقتولوں کے خون کو رائیگاں قرار دیا، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ شاتم رسول کی سزا قتل ہے اور اس کا کوئی دیت و قصاص نہیں چند احادیث پیش کرتا ہوں۔

(۱) "عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، «أَنَّ يَهُودِيَّةً كَانَتْ تَسْتُكِنُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ



وَسَلَّمَ وَتَقَعُ فِيهِ، فَنَقَلَهَا رَجُلٌ حَتَّى مَاتَتْ، فَأَبْطَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَمَهَا» (۱)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک یہودی عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتی اور آپ کی جھوکیا کرتی تھی، تو ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹ دیا، یہاں تک کہ وہ مر گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا خون باطل ٹھہرا دیا۔

(2) " حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ، أَنَّ أَعْمَى كَانَتْ لَهُ أُمُّ وَلَدٍ تَشْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَقَعُ فِيهِ، فَيَنْهَاهَا، فَلَا تَنْتَهِي، وَيَزْجُرُهَا فَلَا تَنْزَجِرُ، قَالَ: فَلَمَّا كَانَتْ ذَاتَ لَيْلَةٍ، جَعَلَتْ تَقَعُ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَشْتُمُهُ، فَأَخَذَ الْبُغُولُ فَوَضَعَهُ فِي بَطْنِهَا، وَاتَّكَأَ عَلَيْهَا فَفَقَتَلَهَا، فَوَقَعَ بَيْنَ رِجْلَيْهَا طِفْلٌ، فَلَطَخَتْ مَا هُنَاكَ بِالدِّمِ، فَلَمَّا أَصْبَحَ ذُكِرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَمَعَ النَّاسُ فَقَالَ: «أَنْشُدُ اللَّهَ رَجُلًا فَعَلَ مَا فَعَلَ لِي عَلَيْهِ حَقٌّ إِلَّا قَامَ» ، فَقَامَ الْأَعْمَى يَتَخَطَّى النَّاسَ وَهُوَ يَتَزَلُّزَلُ حَتَّى قَعَدَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَنَا صَاحِبُهَا، كَانَتْ تَشْتُمُكَ، وَتَقَعُ فِيكَ، فَأَنْهَاهَا فَلَا تَنْتَهِي، وَأَزْجُرُهَا، فَلَا تَنْزَجِرُ، وَلِي مِنْهَا ابْنَانِ مِثْلُ اللُّلُوتَيْنِ، وَكَانَتْ بِي رَفِيقَةً، فَلَمَّا كَانَ الْبَارِحَةَ جَعَلَتْ تَشْتُمُكَ، وَتَقَعُ فِيكَ، فَأَخَذْتُ الْبُغُولَ فَوَضَعْتُهُ فِي بَطْنِهَا، وَاتَّكَأْتُ عَلَيْهَا حَتَّى قَتَلْتُهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَلَا اشْهَدُوا أَنَّ دَمَهَا هَدَرٌ» (۱)

ترجمہ: عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایک نابینا شخص کے پاس ایک ام ولد تھی جو نبی

(۱) (سنن ابی داؤد، کتاب الحدود، باب الحكم فيمن سب النبي ﷺ رقم: 4362... والسنن الكبرى للبيهقي، ج 9، ص 200... مصنف ابن أبي شيبة، مسألة

تَخْلِي مَنْ يَشْتُمُ الرَّسُولَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ج 7، ص 301، رقم: 36279)

(۲) (سنن ابی داؤد، کتاب الحدود، باب الحكم فيمن سب النبي ﷺ رقم: 4361... سنن نسائي، کتاب التعزيم، باب الحكم فيمن سب النبي

ﷺ، ج 7، ص 107، 108... سنن الكبرى للنسائي، ج 2، ص 304 من كتاب المعارمة، المعجم الكبير، ج 11، ص 351... سنن الدار قطنی،

ج 3، ص 112، 113... مستدرک للحاکم، ج 4، ص 354... السیف المسلول، ص 330، 336، 342، 345)

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتی اور آپ کی ہجو کیا کرتی تھی، وہ ناپینا صحابی اسے روکتے تھے لیکن وہ نہیں رکتی تھی، وہ اسے جھڑکتے تھے لیکن وہ کسی طرح باز نہیں آتی تھی حسب معمول ایک رات اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو شروع کی، اور آپ کو گالیاں دینے لگی، تو اس صحابی نے ایک چھری لی اور اسے اس کے پیٹ پر رکھ کر خوب زور سے دبا کر اسے ہلاک کر دیا، اس کے دونوں پاؤں کے درمیان اس کے پیٹ سے ایک بچہ گرا جس نے اس جگہ کو جہاں وہ تھی خون سے لت پت کر دیا، جب صبح ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حادثہ کا ذکر کیا گیا، آپ نے لوگوں کو اکٹھا کیا، اور فرمایا: "جس نے یہ کیا ہے میں اس سے اللہ کا اور اپنے حق کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ وہ کھڑا ہو جائے" تو وہ ناپینا صحابی کھڑے ہو گئے اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتے اور ہانپتے کانپتے آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گئے، اور عرض کرنے لگا: اللہ کے رسول میں اس کا مولی ہوں، وہ آپ کو گالیاں دیتی اور آپ کی ہجو کیا کرتی تھی، میں اسے منع کرتا تھا لیکن وہ نہیں رکتی تھی، میں اسے جھڑکتا تھا لیکن وہ کسی صورت سے باز نہیں آتی تھی، میرے اس سے موتیوں کے مانند دو بچے ہیں، وہ مجھے بڑی محبوب تھی تو جب کل رات آئی حسب معمول وہ آپ کو گالیاں دینے لگی، اور ہجو کرنی شروع کی، میں نے ایک چھری اٹھائی اور اسے اس کے پیٹ پر رکھ کر خوب زور سے دبا دیا، وہ اس کے پیٹ میں گھس گئی یہاں تک کہ میں نے اسے مار ہی ڈالا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لوگو! سنو تم گواہ رہنا کہ اس کا خون لغو ہے"۔

نوٹ:

اس حدیث کو امام حاکم، اور امام ذہبی اور غیر مقلدین کے امام و پیشوا حافظ ناصر الدین البانی نے صحیح قرار دیا ہے، اور حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس کے تمام رجال ثقہ ہیں۔

یہ احادیث اس بات پر دلیل صریح ہیں کہ شاتم رسول کو قتل کیا جائے گا اگرچہ وہ کتابی ہی کیوں نہ ہو اور رسول اللہ ﷺ کا شاتم رسول کے خونوں کو باطل قرار دینا اس کی دلیل ہے۔ اس بارے مزید تفصیل اگلی فصل میں آئے گی۔

شاتم رسول کی سزا:

"عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَعَضِبَ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَأَشْتَدَّ غَضَبُهُ عَلَيْهِ جَدًّا، فَلَمَّا رَأَيْتُ ذَلِكَ، قُلْتُ: يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ

أَطْرَبُ عُنُقَهُ. فَلَمَّا ذُكِرَ الْقَتْلُ أَطْرَبَ عَنْ ذَلِكَ الْحَدِيثِ أَجْمَعَ إِلَى خَيْرِ ذَلِكَ مِنَ النَّحْوِ. فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا أُرْسِلَ إِلَيَّ فَقَالَ: يَا أَبَا بَرزَةَ، مَا قُلْتَ: وَلَيْسَ بِكَ إِلَيَّ قُلْتَ: قُلْتَ: ذُكِرَ بِهِ، قَالَ: أَمَا تَذْكُرُ مَا قُلْتَ؟ قُلْتَ: لَا وَاللَّهِ، قَالَ: أَرَأَيْتَ جِدِينَ رَأَيْتَنِي خَطْبَتُكَ عَلَى رَجُلٍ؟ فَقُلْتَ: أَطْرَبُ عُنُقَهُ يَا خَلِيفَةُ رَسُولِ اللَّهِ، أَمَا تَذْكُرُ ذَلِكَ أَوْ كُنْتَ قَاعِلًا ذَلِكَ، قُلْتَ: نَعَمْ، وَاللَّهِ وَالْآنَ إِنَّ أَمْرَتَنِي فَعَلْتُ. قَالَ: "وَاللَّهِ مَا هِيَ إِلَّا حَدِيثٌ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ". (١)

ترجمہ: حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، آپ ایک مسلمان آدمی پر غصہ ہوئے اور آپ کا غصہ سخت ہو گیا، جب میں نے دیکھا تو عرض کیا کہ اے خلیفہ رسول اللہ ﷺ! کیا میں اس کی گردن اڑا دوں؟ جب میں نے قتل کا نام لیا تو انہوں نے یہ ساری گفتگو بدل کر دوسری گفتگو شروع کر دی، پھر جب ہم جدا ہوئے تو مجھے بلا بھیجا اور کہا: ابو برزہ! تم نے کیا کہا؟ میں نے جو کچھ کہا تھا وہ بھول چکا تھا، میں نے کہا: مجھے یاد دلایئے، تو آپ نے کہا: کیا تم نے جو کہا تھا وہ تمہیں یاد نہیں آ رہا ہے؟ میں نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! تو آپ نے کہا: جب مجھے ایک شخص پر غصہ ہوتے دیکھا تو کہا تھا: اے خلیفہ رسول! کیا میں اس کی گردن اڑا دوں؟ کیا یہ تمہیں یاد نہیں ہے؟ کیا تم ایسا کر گزرتے؟ میں نے کہا: جی ہاں، اللہ کی قسم! اگر آپ اب بھی حکم دیں تو میں کر گزروں، تو آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کسی کا یہ مقام نہیں ہے۔

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ:

«فَقَالَ: «لَيْسَ هَذَا إِلَّا لِمَنْ شَتَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»

(مسندك للحاكم، كتاب الحدود، رقم: 8048)

ترجمہ: کہ یہ (سب و شتم پر قتل کرنے کا حکم) صرف نبی ﷺ کے لیے ہے۔

یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے تنبیہ تھی کہ جو رسول اللہ ﷺ کو سب و شتم کرے، یا ان سے

(١).... (سانن نسائی، کتاب التعریم الدم، باب الحکم فہم سب النبی ﷺ، وباب ذکر الاعتلاف علی الاعص، ج 7، ص 109، رقم: 4082.... سانن ابی داؤد،

کتاب الحدود، باب الحکم فہم سب النبی ﷺ، رقم: 4363.... مسندك للحاکم، ج 4، ص 394)

جھڑا کرے، اس کو قتل کیا جائے گا اور نبی کے علاوہ یہ کسی اور کی شان نہیں ہے۔ دوسری روایت سے بالکل ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں بھی شاتم رسول کی سزا قتل ہے۔

اہل ذمہ شاتم الرسول کے لیے صحابہ کا اسی قانون پر عمل کرنا:

"حَدَّثَنِي كَعْبُ بْنُ عُلْقَمَةَ، أَنَّ عَرْفَةَ بْنَ الْحَارِثِ الْكِنْدِيَّ مَرَّ بِهِ نَصْرَانِيٌّ فَدَعَاَهُ إِلَى الْإِسْلَامِ، فَتَنَاوَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَهُ، فَرَفَعَ عَرْفَةُ يَدَهُ فَدَقَّ أَنْفَهُ، فَرَفَعَ إِلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، فَقَالَ عَمْرُو: أَعْطَيْنَاهُمُ الْعَهْدَ، فَقَالَ عَرْفَةُ: مَعَاذَ اللَّهِ أَنْ نَكُونَ أَعْطَيْنَاهُمْ عَلَى أَنْ يُظْهِرُوا شَتْمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِنَّمَا أَعْطَيْنَاهُمْ عَلَى أَنْ نُخَلِّيَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ كَنَائِسِهِمْ، يَقُولُونَ فِيهَا مَا بَدَأَ لَهُمْ، وَأَنْ لَا نُحْتَلَّهُمْ مَا لَا يَطِيقُونَ، وَإِنْ أَرَادَهُمْ عَدُوٌّ قَاتَلْنَاهُمْ مِنْ وَرَائِهِمْ، وَنُخَلِّيَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ أَحْكَامِهِمْ، إِلَّا أَنْ يَأْتُوا رَاضِينَ بِأَحْكَامِنَا، فَتَحْكَمَ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِ اللَّهِ وَحُكْمِ رَسُولِهِ. قَالَ عَمْرُو: صَدَقْتَ" (١)

ترجمہ: حضرت کعب بن علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عرفہ بن حارث کندي رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک نصرانی گزرا تو آپ نے اس کو اسلام کی دعوت دی، تو اس نے نبی اکرم ﷺ کی ہجو کرنی شروع کر دی، حضرت عرفہ نے اپنا ہاتھ بلند کیا (اور گھونسنہ مار کر) اس کا ناک کوٹ دیا (زخمی کر دیا) تو یہ مقدمہ حضرت عمرو کے پاس گیا تو آپ نے فرمایا کیا اے عرفہ کیا تم کو معلوم نہیں کہ ہم نے ان کو عہد دیا ہے (یعنی یہ اہل ذمہ ہیں)؟ تو حضرت عرفہ نے جواب دیا معاذ اللہ کیا ہم ان کو اس لیے عہد دیں گئے کہ یہ ہمارے نبی اکرم ﷺ کو گالیاں نکالتے پھریں؟؟ ہم نے ان کو اس لیے عہد دیا تھا کہ ہم ان کے اور ان کے درمیان نہیں آئیں گے اور یہ اپنے اس گر جا گھر میں جو چاہیں کریں اور ہم ان کو

(١)... (السنن الكبرى: المؤلف: أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الأشتري وجردي الخراساني أبو بكر الميهدي (المعروف: 458 هـ) المحقق: محمد عبد القادر عطا. الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت- لبنان. الطبعة: الثالثة، 1424 هـ- 2003 م. باب يَخْرُطُ عَلَيْهِمْ أَنْ لَا يَدُلُّوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَعْلَى أَهْلِهِ، ج 9، ص 336 بتصرف.... التاريخ الكبير للمعاري، ج 7، ص 109، 110.... تحاف الخيرة المهرية ج 5، ص 212، 213.... اسد الغابة، ج 4، ص 38.... الاصابة، ج 5، ص 309)

اس کا پابند نہیں کریں گے جس کی ان میں طاقت نہیں ہے، اگر کسی دشمن نے ان کو لکارا تو ان کے پیچھے لڑیں گے، اور ہم ان کے احکام میں عمل دخل نہیں کریں گے لیکن ان کو ہمارے احکام ماننے ہوں گے، ہم ان کے درمیان کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے فیصلہ کریں گے، حضرت عمرؓ نے فرمایا آپ نے سچ کہا۔

یہی حال ہر ذمی کا اس لیے کہ اس نے ہم سے عہد کیا ہے کہ وہ ہمارے مقدسات کے درپے نہیں ہوگا تو جب اس نے ہمارے مقدسات کی تنقیص کی تو اس کا عہد ٹوٹ گیا، اسی لیے اب اس کو اس کے جرم کے مطابق سزا دینی ضروری ہے۔ اور یہ حکمران وقت کا فرض ہے کہ اس کو سزا دے اور اگر یہ اس میں دیر یا کوتاہی کرے گا تو گناہگار ہوگا اور رسول اللہ ﷺ اور امت رسول ﷺ کے ساتھ مذاق ہوگا (نافہم)

دفاع رسول اللہ ﷺ میں جانوروں کا کردار:

یہ باب بھی اپنی اندر بہت وسعت کا حامل ہے ہم یہاں پر برائے تنبیہ چند واقعات نقل کرتے ہیں، لیکن ان کے ذکر سے پہلے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ہم چند احادیث اس بارے میں بھی ذکر کر دیں کہ ہر چیز رسول اللہ ﷺ کا حکم مانتی ہے اور ہر چیز رسول اللہ ﷺ کی قدر و منزلت کو پہنچاتی ہے سوائے چند ان لوگوں کے جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی۔

"عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ حَتَّى إِذَا دُفَعْنَا إِلَى حَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ بَنِي النَّجَّارِ إِذَا فِيهِ جَمَلٌ قِطْمٌ يَغْنَى هَائِجًا، لَا يَدْخُلُ أَحَدُ الْحَائِطِ إِلَّا شَدَّ عَلَيْهِ، قَالَ: فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَتَى الْحَائِطَ فَدَعَا الْبُعَيْرَ فَجَاءَ وَاضِعًا مِشْفَرَةً فِي الْأَرْضِ حَتَّى بَرَكَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هَاتُوا خِطَامًا»، فَخَطَّمَهُ وَدَفَعَهُ إِلَى أَصْحَابِهِ، ثُمَّ التَفَتَ إِلَى النَّاسِ فَقَالَ: «إِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا وَيَعْلَمُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ غَيْرَ عَاصِيِ الْوَحْيِ»

### وَالْإِنْسِ» (۱)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے کہ ہم بنو نجار کے ایک باغ کے پاس آئے اس میں ایک اونٹ تھا باغ میں جو بھی جاتا وہ اونٹ اس پر حملہ کر دیتا لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا رسول اللہ ﷺ اس کے پاس تشریف لائے آپ نے اسے بلا یا وہ اپنا منہ زمین پر رکھ کر آیا یہاں تک کہ آپ ﷺ کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کی لگام لاؤ! پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کو لگام ڈالی اور اس کے مالک کے سپرد کر دیا پھر رسول اللہ ﷺ نے (ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا) کتنا ہکار جنات اور انسانوں کے علاوہ زمین و آسمان کی ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

اب ہم یہاں دو مثالیں جانوروں کی رسول اللہ ﷺ پر حرص کے بارے میں نقل کرتے ہیں اور ایک مثال جانوروں کا رسول اللہ ﷺ کو تکلیف نہ پہنچانے کے بارے میں ذکر کرتے ہیں ایک مثال جانوروں کا رسول اللہ ﷺ کے ادب کرنے کے بارے میں، ایک مثال جانوروں کا رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کرنے کے بارے میں، اور تین مثالیں جانوروں کے شاتم رسول سے انتقام کے بارے میں ذکر کرتے ہیں۔

مذبحہ جانور اور دفاع رسول ﷺ:

"عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ امْرَأَةً يَهُودِيَّةً أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ مَسْمُومَةٍ، فَأَكَلَ مِنْهَا، فَبَيَّأَ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلَهَا عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَتْ:

(۱)... (صحیح لغیرہ، وهذا إسناد حسن، مصعب بن سلام مختلف فیہ، لکنہ متابع، والذیال بن حرملة روى عنه جمع، ووثقه ابن حبان لحديثه حسن، الأجلح: هو ابن عبد الله بن محمد، وأخرجه أبو نعيم في "الدلائل" (279) من طريق عبد الله بن أحمد بن حنبل، عن أبيه، بهذا الإسناد، وأخرجه ابن أبي شيبة 473/11، وعبد بن حميد (1122)، والدارمي (18)، وأبو نعيم (279) من طرق عن الأجلح، به، وأخرجه الطبراني في "الكبير" (12744)، والمذہبی فی "الدلائل" 30/6 من طريق أبي بكر بن عياش، عن الأجلح، عن ذیال بن حرملة، عن ابن عباس قال الحافظ ابن کثیر فی "المداية والنهاية" 142/6 عن رواية الطبراني: هذا من هذا الوجه عن ابن عباس غريب جداً، والأشبه رواية الإمام أحمد عن جابر، اللهم إلا أن يكون الأجلح قد رواه عن الذیال، عن جابر وعن ابن عباس، والله أعلم، وأخرجه بدعوة المذہبی فی "الدلائل" 28/6 من طريق عمرو بن أبي عمرو، عن رجل من بني سلبية ثقة، عن جابر، وفي الباب عن أنس، سلف برقم (12614)، وذكرنا شواهد هناك وانظر "المداية" لابن کثیر 141/6.

أَرَدْتُ لَا قُتِلَكَ، قَالَ: «مَا كَانَ اللَّهُ لِيُسَلِّطَكَ عَلَى ذَٰلِكَ» (۱)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک زہر آلود بکری لے کر آئی، آپ نے اس میں سے کچھ کھا لیا، تو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا، آپ نے اس سلسلے میں اس سے پوچھا، تو اس نے کہا: میرا ارادہ آپ کو مار ڈالنے کا تھا، آپ نے فرمایا: "اللہ تجھے کبھی مجھ پر مسلط نہیں کرے گا"۔

مسند بزار کی روایت میں ہے کہ:

"قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنْ عُضُّوا مِنْ أَعْضَائِهَا يُخْبِرُنِي أَنَّهَا مَسْمُومَةٌ" (۲)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بکری کے اعضاء میں سے ایک عضو نے مجھے بتایا ہے کہ مجھ میں زہر ہے۔

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَبَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ أَهْدَيْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةً فِيهَا سُمٌّ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اجْمَعُوا إِلَيَّ مَنْ كَانَ هَا هُنَا مِنْ يَهُودَ» فَجِئُوا لَهُ، فَقَالَ: «إِنِّي سَأَلْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ، فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقٌ عَنْهُ؟»، فَقَالُوا: نَعَمْ، قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ أَبُوكُمْ؟»، قَالُوا: فُلَانٌ، فَقَالَ: «كَذَبْتُمْ، بَلْ أَبُوكُمْ فُلَانٌ»، قَالُوا: صَدَقْتَ، قَالَ: «فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقٌ عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُ عَنْهُ؟»، فَقَالُوا: نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ، وَإِنْ كَذَبْنَا عَرَفْتَ كَذِبَنَا (ص: 100) كَمَا عَرَفْتَهُ فِي أَبِيْنَا، فَقَالَ لَهُمْ: «مَنْ أَهْلُ النَّازِ؟»، قَالُوا: نَكُونُ فِيهَا يَسِيرًا، ثُمَّ تَخْلُفُونَا فِيهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اُحْسِنُوا فِيهَا، وَاللَّهُ لَا تَخْلُفُكُمْ فِيهَا أَبَدًا»، ثُمَّ قَالَ: «هَلْ أَنْتُمْ صَادِقٌ عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ؟»، فَقَالُوا: نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ.

(۱) ... (صحيح بخاری، کتاب الہیبة، باب قبول ہبة البشر له ... صحيح مسلم، کتاب السلام، باب السم برقم: 45... ونقله ابن کثیر فی "المبدأ والنهاية"

210-209/4 ... "سنن البيهقي" 46/8-47، و"فتح الباری" 7/497 ط 49.

(۲) ... (مسند بزار، مسند ابی حمزہ انس بن مالک، ج 13، ص 206)

قَالَ: «هَلْ جَعَلْتُمْ فِي هَذِهِ الشَّاةِ سُكْمًا؟» قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: «مَا حَمَلَكُمْ عَلَى ذَلِكَ؟»

قَالُوا: أَرَدْنَا إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا نَسْتَرْجِعُ، وَإِنْ كُنْتَ نَبِيًّا لَمْ يَظْهَرْكَ" (۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب خیبر فتح ہوا تو (یہودیوں کی طرف سے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بکری کا یا ایسے گوشت کا ہدیہ پیش کیا گیا جس میں زہر تھا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنے یہودی یہاں موجود ہیں انہیں میرے پاس جمع کرو، چنانچہ وہ سب آ گئے۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو، میں تم سے ایک بات پوچھوں گا۔ کیا تم لوگ صحیح صحیح جواب دو گے؟ سب نے کہا جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا، تمہارے باپ کون تھے؟ انہوں نے کہا کہ فلاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جھوٹ بولتے ہو، تمہارے باپ تو فلاں تھے۔ سب نے کہا کہ آپ سچ فرماتے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر میں تم سے ایک اور بات پوچھوں تو تم صحیح واقعہ بیان کر دو گے؟ سب نے کہا جی ہاں، اے ابوالقاسم! اور اگر ہم جھوٹ بھی بولیں گے تو آپ ہمارے جھوٹ کو اسی طرح پکڑ لیں گے جس طرح آپ نے ابھی ہمارے باپ کے بارے میں ہمارے جھوٹ کو پکڑ لیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد دریافت فرمایا کہ دوزخ میں جانے والے کون لوگ ہوں گے؟ انہوں نے کہا کہ کچھ دنوں کے لیے تو ہم اس میں داخل ہو جائیں گے لیکن پھر آپ لوگ ہماری جگہ داخل کر دیئے جائیں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس میں برباد رہو، اللہ گواہ ہے کہ ہم تمہاری جگہ اس میں کبھی داخل نہیں کئے جائیں گے۔ پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ اگر میں تم سے کوئی بات پوچھوں تو کیا تم مجھ سے صحیح واقعہ بتا دو گے؟ اس مرتبہ بھی انہوں نے یہی کہا کہ ہاں! اے ابوالقاسم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ کیا تم نے اس بکری کے

(۱)... (صحیح بخاری، کتاب الطب، باب مَا يُدْكَرُ فِي سَمِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رقم 5777۔ وأخرجه ابن أبي شيبة 31-32/8، والدارمي (69)، والبخاري

(3169) و(4249) و(5777)، والنسائي في "الكبرى" (11355)، وابن سعد في "الطبقات" 115/2-116، والبيهقي في "دلائل النبوة" 256/4،

والهغوي (3807) وأخرجه أبو داود (4509)، والبيهقي في "السنن" 46/8 من طريق عباد بن العوام، عن سفیان بن حسين، عن الزهري، عن سعيد بن

المسيب، وأبي سلمة، عن أبي هريرة، ولغظه: أن امرأة من اليهود أهدت إلى النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شاة مسومة، قال: فما عرض لها النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وسفيان بن حسين يضيف في الزهري وأخرجه الحاكم 219/3، والطبرانی في "الكبرى" (1202)، والبيهقي 46/8 من طريق عن محمد بن عمرو، عن أبي

سلمة، عن أبي هريرة - بقصة الشاة وفيه أن رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قتلها بعد ما مات بشر بن البراء من أثر تلك الأكلة، وهو مجموع طرقه إلى محمد

بن عمرو حسن، وأخرج هذه الرواية مرسله الدارمي (67)، وأبو داود (4511) و(4512)، والبيهقي 46/8 من طريق عن محمد بن عمرو، عن أبي سلمة،



گوشت میں زہر ملا یا ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ انہوں نے کہا کہ ہمارا مقصد یہ تھا کہ اگر آپ جھوٹے ہیں (نبوت میں) تو ہمیں آرام مل جائے گا اور اگر آپ واقعی نبی ہیں تو یہ زہر آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔  
یہ حدیث متعدد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے واللہ اعلم،

"عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ، فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْقَبْرِ يُوصِي الْحَافِرَ: «أَوْسِعْ مِنْ قَبْلِ رِجْلَيْهِ، أَوْسِعْ مِنْ قَبْلِ رَأْسِهِ»، فَلَبَّيَّا رَجَعَ اسْتَقْبَلَهُ دَاعِي امْرَأَةٍ فَجَاءَ وَجِئًا بِالطَّعَامِ فَوَضَعَ يَدَهُ ثُمَّ وَضَعَ الْقَوْمُ، فَأَكَلُوا، فَنَظَرَ أَبَاؤُنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُوكُ لُقْمَةً فِي فَمِهِ، ثُمَّ قَالَ: «أَجِدُ لَحْمَ شَاةٍ أُخِذَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ أَهْلِهَا»، فَأَرْسَلَتِ الْمَرْأَةُ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي أُرْسَلْتُ إِلَى الْبَقِيعِ يَشْتَرِي لِي شَاةً، فَلَمْ أَجِدْ فَأَرْسَلْتُ إِلَى جَارٍ لِي قَدْ اشْتَرَى شَاةً، أَنْ أُرْسِلَ إِلَيَّ بِهَا بِشْمَنِهَا، فَلَمْ يَوْجَدْ، فَأَرْسَلْتُ إِلَى امْرَأَتِهِ فَأَرْسَلْتُ إِلَيَّ بِهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَطْعِمِيهِ الْأَسَارَى» (۱)

ترجمہ: ایک انصاری کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ میں گئے تو میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر پر تھے قبر کھودنے والے کو بتا رہے تھے: "پیروں کی جانب سے (قبر) کشادہ کرو اور سر کی جانب سے چوڑی کرو" پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم (وہاں سے فراغت پا کر) لوٹے تو ایک عورت کی جانب سے کھانے کی دعوت دینے والا آپ کے سامنے آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم (اس کے یہاں) آئے اور کھانا لایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ رکھا (کھانا شروع

(۱) ... (سنن ابی داؤد، کتاب البیوع، باب فی اجتناب الشبهات، رقم: 3332... والطحاوی فی "شرح المشکل" (3005) و (3006)، وفی "شرح المعانی" 208/4، والدارقطنی 286-285/4، والبیہقی فی "السنن" 335/5، وفی "الدلائل" 310/6 من طرق عن عاصم بن کلیب، بهذا الإسناد، وزاد أبو داود والدارقطنی فی الأول، والبیہقی فی "السنن" قصة جلوسه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حَفِيرَةِ الْقَبْرِ، وَسَأَلَى هَذِهِ الزَّيَادَةَ بِرَقْمٍ (23465)، وَأَخْرَجَهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِي "كِتَابِ الْآثَارِ" كَمَا فِي "نَسَبِ الرَّايَةِ" 168/4 عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كَلَيْبٍ، بِهِ، وَأَخْرَجَهُ أَبُو يُونُسَ الْقَاضِي فِي "كِتَابِ الْآثَارِ" (583)، وَمِنْ طَرِيقِهِ الطَّبْرَانِيُّ فِي "الكبير" و"الأوسط" كَمَا فِي "..." إِي 169/4 عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كَلَيْبٍ، عَنْ أَبِي بَرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، بِنَحْوِهِ وَيُشْهِدُهُ حَدِيثُ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، بِرَقْمٍ (14785)، لَكِنْ لَيْسَ فِيهِ الْأَمْرُ بِإِطْعَامِ الشَّاةِ لِلْأَسَارِيِّ.

کیا) پھر دوسرے لوگوں نے رکھا اور سب نے کھانا شروع کر دیا تو ہمارے بزرگوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ ایک ہی لقمہ منہ میں لیے گھما پھرا رہے ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے لگتا ہے یہ ایسی بکری کا گوشت ہے جسے اس کے مالک کی اجازت کے بغیر ذبح کر کے پکالیا گیا ہے" پھر عورت نے کہلا بھیجا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اپنا ایک آدمی بقیع کی طرف بکری خرید کر لانے کے لیے بھیجا تو اسے بکری نہیں ملی پھر میں نے اپنے ہمسایہ کو، جس نے ایک بکری خرید رکھی تھی کہلا بھیجا کہ تم نے جس قیمت میں بکری خرید رکھی ہے اسی قیمت میں مجھے دے دو (اتفاق سے) وہ ہمسایہ (گھر پر) نہ ملا تو میں نے اس کی بیوی کو کہلا بھیجا تو اس نے بکری میرے پاس بھیج دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ گوشت قیدیوں کو کھلا دو۔"

"عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ مَرُّوا بِامْرَأَةٍ فَلَبِثَتْ لَهُمْ شَاةً، وَاتَّخَذَتْ لَهُمْ طَعَامًا، فَلَبَّاتُ رَجَعَ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا اتَّخَذْنَا لَكُمْ طَعَامًا، فَادْخُلُوا فَكُلُوا، فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ، وَكَانُوا لَا يَبْدَأُونَ حَتَّى يَبْتَدِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لُقْمَةً، فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُسَيِّغَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "هَذِهِ شَاةٌ ذُبِحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ أَهْلِهَا"، فَقَالَتِ الْمَرْأَةُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، إِنَّا لَا نَحْتَشِمُ مِنْ آلِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، وَلَا يَحْتَشِمُونَ مِنَّا، نَأْخُذُ مِنْهُمْ، وَيَأْخُذُونَ مِنَّا" (١)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب ایک عورت کے پاس سے گزرے تو اس نے ان کے لیے بکری ذبح کی اور کھانا تیار کیا جب رسول اللہ ﷺ واپس آئے تو اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے اُسے کھانا تیار

(١)... (مسند احمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد اللہ، ج 23، ص 98، رقم: 14783... اسناد صحیح علی شرط مسلم، رجالہ ثقات رجال الشیوخین غیر حماد- وهو ابن سلیمة- فمن رجال مسلم، حمید: هو ابن أبي حميد الطويل، وأبو المتوكل: هو علي بن داود الناجي، وأخرجه الحاكم 234/4-235 من طريق حماد بن منهل، عن حماد بن سلیمة، بهذا الإسناد وصححه الحاكم علی شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وسیاتی برقم (14926) مختصر أ: "أنهم كانوا يضعون أيديهم في الطعام حتى يكون رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هو الذي يبدأ"، ويتشهد له مطولاً حذیف بن كليب بن شهاب عن رجل من الأنصار، وسیاتی فی "المسند" 293/5.

رکھا ہے تو رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب داخل ہوئے، صحابہ کرام کی عادت مبارکہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے کھانا شروع نہ کرتے تھے رسول اللہ ﷺ نے ایک لقمہ اٹھایا تو وہ آپ کو اچھانہ لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ بکری مالک کی اجازت کے بغیر ذبح کی گئی ہے، تو عورت نے عرض کیا یا نبی اللہ ﷺ ہم آل سعد بن معاذ سے لینے میں اور وہ ہم سے لینے میں شرم محسوس نہیں کرتے۔

اگرچہ بکری ذبح شدہ تھی لیکن پھر بھی اس نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ مجھے میں زہر ملا ہوا ہے تاکہ زہر آلود کھانا رسول اللہ ﷺ کے پیٹ میں نہ چلا جائے اور آپ کو تکلیف ہو، اور جو بکری مالک کی مرضی کے بغیر ذبح کی گئی تھی اس نے یہ گوارہ نہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پیٹ میں وہ کھانا جائے جس میں شبہ ہے۔

ان حیوانات نے رسول اللہ ﷺ کو اس لیے خبر دی کہ کہیں رسول اللہ ﷺ کے پیٹ میں وہ چیز نہ چلی جائے جو آپ ﷺ کو ایذیت دینے والی ہے تو اگر یہ جانور زندہ ہوتے تو کیا یہ رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دیتے نہیں ہرگز نہیں کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ اونٹوں کو خر فرما رہے تھے تو اونٹ خود اپنے سینوں کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے کر دیتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کو ہماری طرف آنے کی اور ہمارے پیچھے لگنے کی بھی تکلیف نہ ہو۔

دراز گوش (گدھا) اور دفاع رسول اکرم ﷺ:

"عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: "كَانَ لِأَلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخْشٌ، فَإِذَا خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعِبَ وَاشْتَدَّ وَأَقْبَلَ وَأَذْبَرَ، فَإِذَا أَحَسَّ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ دَخَلَ رَبَضٌ، فَلَمْ يَتَرَمَّرْ مَا دَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبَيْتِ، كَرَاهِيَةً أَنْ يُؤْذِيَهُ" (۱)

ترجمہ: حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کے گھر والوں کے پاس ایک جنگلی گدھا تھا جب رسول اللہ ﷺ

(۱)۔۔۔ (مسند امام احمد بن حنبل، مسند عائشہ صدیقہ بن ابی بکر صدیق، وأخرجه إسماعيل (1193)، والطحاوي في "شرح معاني الآثار" 195/4، والبيهقي في "الدلائل" 31/6 من طريق أبي نعيم، بهذا الإسناد وأخرجه إسماعيل (1192) و (1193)، والبخاري (2450)، وأبو يعلى (4441) و (4660)، والطبراني في "الأوسط" (6587)، وأبو نعيم في "الدلائل" (277)، والبيهقي في "الدلائل" 31/6 من طريق عن يونس، بهو قال الطبراني: لم يرو هذا الحديث عن مجاهد إلا يونس بن أبي إسحاق ولا يروى عن عائشة إلا بهذا الإسناد وأوردته الهيثمي في "المجمع" 4/9، وقال: رواه أحمد وأبو يعلى والبخاري، والطبراني في "الأوسط"، ورجال أحمد رجال الصحيح.)

کہیں نکل جاتے تو وہ بھی جا کر کھیل کود کرتا اور آتا جاتا رہتا تھا جب اس کو پتہ چلتا کہ رسول اللہ ﷺ گھر میں داخل ہو گئے ہیں تو بھوکا بیٹھا رہتا اور اتنی دیر تک کھیل کود (ادو چرنے) کی طرف دھیان بھی نہ کرتا جب تک رسول اللہ ﷺ گھر میں تشریف فرما رہتے اس خوف سے کہ کہیں کوئی رسول اللہ ﷺ کو تکلیف نہ پہنچا دے۔

سبحان اللہ یہ دراز گوش جب رسول اللہ ﷺ داخل ہوتے تو آپ کا محافظ بن کر بیٹھ جاتا، تاکہ کوئی آپ ﷺ کو ایذا نہ دے تو اگر اس کے سامنے کوئی آدمی رسول اللہ ﷺ کو ایذا دیتا تو آپ ہی بتائیں کہ وہ اس کے ساتھ کیا کرتا؟ ۴۴۔

شیر کا رسول اللہ ﷺ کے غلام کا دفاع کرنا:

"عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، أَنَّ سَفِينَةَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "رَكِبْتُ الْبَحْرَ، فَأَنْكَسَرَتْ سَفِينَتِي الَّتِي كُنْتُ فِيهَا، فَزَكَيْتُ لَوْحًا مِنَ الْوَاحِيهَا، فَطَرَحَنِي اللَّوْحُ فِي أَمْجَةٍ فِيهَا الْأَسَدُ، فَأَقْبَلَ يُرِيدُنِي، فَقُلْتُ: يَا أَبَا الْحَارِثِ، أَنَا مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَطَأَّأَ رَأْسَهُ، وَأَقْبَلَ إِلَيَّ، فَدَفَعَنِي بِمَنْكِبِهِ حَتَّى أَخْرَجَنِي مِنَ الْأَمْجَةِ، وَوَضَعَنِي عَلَى الطَّرِيقِ، وَهَمَّهُمْ، فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يُودِّعُنِي." (۱)

ترجمہ: "حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: میں سمندر میں ایک کشتی پر سوار ہوا۔ وہ کشتی ٹوٹ گئی تو میں اس کے ایک تختے پر سوار ہو گیا۔ اس نے مجھے ایک ایسی جگہ پھینک دیا جو شیر کی کچھارتھی۔ وہی ہوا جس کا ڈر تھا کہ وہ (شیر) سامنے تھا۔ میں نے کہا: اے ابو الحارث (شیر کی کنیت)! میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام ہوں۔ تو اس نے فوراً اپنا سر خم کر دیا اور اپنے کندھے سے مجھے اشارہ کیا اور وہ اس وقت تک مجھے اشارہ اور رہنمائی کرتا رہا جب تک کہ اس نے مجھے صحیح راہ پر نہ ڈال دیا۔ پھر جب اس نے مجھے صحیح راہ پر ڈال دیا تو وہ دھیمی آواز میں غرایا۔ سو میں سمجھ گیا کہ وہ مجھے الوداع کہہ رہا ہے۔"

(۱) ... (المعجم الكبير للطبرانی ما روى محمد بن المنكدر عن سفينة، ج 7، ص 80.... مستدرک للحاكم، ذكر سفينة مولى رسول الله ﷺ، ج 3، ص 702.... غلبه الاولياء، ج 1، ص 369.... دلائل النبوة ابو نعیم، ج 2، ص 746.... البداية والنهاية، ص 5، ص 316، وغيرهم في كتب الكفيرة... أخرجه الحاكم في المستدرک، ج 2، ص 675، الرقم: 4235/3، 702/3، الرقم: 6550، والبهارى فى العارخ الكبير، 195/3، الرقم: 663، والطبرانى فى المعجم الكبير، 80/7، الرقم: 6432، وابن رشد فى الجامع، 281/11، واللالکالی فى کرامات الاولياء، 158/1، الرقم: 114، والبغوى فى شرح السنة، 313، الرقم: 3732، والخطيب التبريزى فى مشکاة المصابيح، 400/2، الرقم: 5949).

اس حدیث کو امام حاکم، طبرانی، بغوی اور بخاری نے تاریخ کبیر میں روایت کیا ہے اور امام حاکم فرماتے ہیں: یہ

حدیث صحیح الاسناد ہے۔

اب دیکھیے یہ شیر بھوکا تھا جیسا کہ اس کے حال سے ظاہر ہوتا ہے لیکن اس نے جب رسول اللہ ﷺ کا اسم مبارک سنا تو کیسا ادب کیا صرف اس صحابی کو راستے پر ہی نہیں ڈالا بلکہ ان کے ساتھ نرمی کا معاملہ بھی کیا اور ان صحابی کو بتایا کہ پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں میں وہ راستہ جانتا ہوں جو آپ کے ساتھیوں کی طرف جاتا ہے بعض روایات کے اندر آتا ہے کہ جب شیر کوئی آہٹ سنا تو دوڑ کر اس صحابی کے پاس آ جاتا کہ ان کا خیال رکھے:

شیر کہیا سفینے تائیں سن راہی راہ جاندے

جو غلام رسول اللہ دے اسی غلام اوندے

تو میں قارئین سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہی شیر کسی ایسے آدمی کو دیکھ لیتا جو رسول اللہ ﷺ کا گستاخ ہے تو کیا وہ اس کے ساتھ بھی یہی معاملہ کرتا یا اس کی گردن نوچ لیتا؟؟۔

مکڑی اور دفاع رسول ﷺ:

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: فِي قَوْلِهِ {وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ} [الأنفال: 30]، قَالَ: "تَشَاوَرَتْ قُرَيْشٌ لَيْلَةً بِمَكَّةَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِذَا أَصْبَحَ، فَأُثْبِتُوهُ بِالْوُثَاقِ، يُرِيدُونَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلِ اقْتُلُوهُ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ أَخْرِجُوهُ، فَأُطْلِعَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ نَبِيَّهُ عَلَى ذَلِكَ، فَبَاتَ عَلَى فِرَاشِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ، وَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى لَحِقَ بِالْغَارِ، وَبَاتَ الْمُشْرِكُونَ يَمْحَرُسُونَ عَلَيَّ، يُحَسِبُونَهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا أَصْبَحُوا تَارَوْا إِلَيْهِ، فَلَمَّا رَأَوْا عَلَيَّ، رَدَّ اللَّهُ مَكْرَهُمْ، فَقَالُوا: أَيْنَ صَاحِبُكَ هَذَا؟ قَالَ: لَا أُخْرِى، فَاقْتَضُوا أَثَرَهُ، فَلَمَّا بَلَغُوا الْجَبَلَ خَلَطَ عَلَيْهِمْ، فَصَعِدُوا فِي الْجَبَلِ، فَمَرُّوا بِالْغَارِ، فَرَأَوْا عَلَى بَابِهِ نَسْجَ الْعَنْكَبُوتِ، فَقَالُوا: لَوْ دَخَلَ هَاهُنَا، لَمْ يَكُنْ نَسْجَ الْعَنْكَبُوتِ عَلَى بَابِهِ،

فَتَكُنْ فِيهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ (۱)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ {قِيَاذُ يَمُكُو بِكَ الَّذِينَ تَغْفُوا لِيُثْبِتُوكَ} [الأنفال: 30] کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

کہ یکے میں رات کو مشرکوں کا مشورہ ہوا۔ کسی نے کہا صبح کو اسے قید کر دو، کسی نے کہا مار ڈالو، کسی نے کہا دیس نکالادے دو، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ابن پر مطلع فرما دیا۔ اس رات حضرت علی آپ کے بستر پر سوئے اور آپ کے سے نکل کھڑے ہوئے۔ غار میں جا کر بیٹھے رہے۔ مشرکین یہ سمجھ کر کہ خود رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے بسترے پر لیٹے ہوئے ہیں ساری رات پہرہ دیتے رہے صبح سب کو ذکر اندر پہنچے دیکھا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ساری تدبیر جو پٹ ہو گئی پوچھا کہ تمہارے ساتھی کہاں ہیں؟ آپ نے اپنی لاعلمی ظاہر کی۔ یہ لوگ قدموں کے نشان دیکھتے ہوئے آپ کے پیچھے پیچھے اس پہاڑ تک پہنچ گئے۔ وہاں سے پھر کوئی پتہ نہ چل سکا۔ پہاڑ پر چڑھ گئے، اس غار کے پاس سے گذرے لیکن دیکھا کہ وہاں مکڑی کا جال اتنا ہوا ہے کہنے لگے اگر اس میں جاتے تو یہ جالا کیسے ثابت رہ جاتا؟ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے تین راتیں اسی غار میں گذاریں۔

کبوتری اور دفاع رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

ایک روایت میں آتا ہے کہ:

"حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو غار ثور میں تشریف فرما ہو گئے۔ ادھر کا شانہ نبوت کا محاصرہ کرنے والے کفار جب صبح کو مکان میں داخل ہوئے تو بستر نبوت پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ ظالموں نے تھوڑی دیر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھ گچھ کر کے آپ کو چھوڑ دیا۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تلاش و جستجو میں مکہ اور اطراف و جوانب کا چپہ چپہ چھان مارا۔ یہاں تک کہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے غار ثور تک پہنچ گئے مگر غار کے منہ پر اس وقت خداوندی حفاظت کا پہرہ لگا ہوا تھا۔ یعنی غار کے منہ پر مکڑی نے

(۱) ... (مسند امام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب، ج 5، ص 301، 302... المعجم الکبیر، ج 11، ص 407... مصنف عبد الرزاق ج 5، ص 389... والخطیب فی "تاریخ بغداد" 191/13، وأخرجہ أبو نعیم فی "دلائل النبوة" (154) مطولاً من طریق مجاہد وأبی صالح عن ابن عباس وأورده السيوطي في "الدر المنثور" 50/4، وزاد نسبه إلى عبد بن حميد وابن المنذر وأبي الشيخ وابن مردويه وأخرج أبو بكر البرقوقي في "مسند أبي بكر" (72) وأخرج ابن سعد في "الطبقات" 229/1، والبرقوقي (1741) - كشف الأستار، والمبطل في "دلائل النبوة" 482/2 (482/2)

جالا تن دیا تھا اور کنارے پر کبوتری نے انڈے دے رکھے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر کفار قریش آپس میں کہنے لگے کہ اس غار میں کوئی انسان موجود ہوتا تو نہ مکڑی جالاتی نہ کبوتری یہاں انڈے دیتی۔ کفار کی آہٹ پا کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ گھبرائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اب ہمارے دشمن اس قدر قریب آگئے ہیں کہ اگر وہ اپنے قدموں پر نظر ڈالیں گے تو ہم کو دیکھ لیں گے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

" لَا تَحْزَنَنَّ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا "

مت گھبراؤ! خدا ہمارے ساتھ ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب پر سکون و اطمینان کا ایسا سکینہ اُتار دیا کہ وہ بالکل ہی بے خوف ہو گئے۔ (۱)

قارئین کرام! یہ مکڑی اور کبوتری اللہ تعالیٰ کی انتہائی کمزور مخلوق ہیں لیکن پھر بھی انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا دفاع کیا اور اس سے ہم کو سبق یہ ملتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ محافظ ہو تو کمزور سے کمزور گھر میں بھی اللہ تعالیٰ حفاظت فرما سکتا ہے، اور آپ کو معلوم ہی ہے کہ کھوجی خود کو کتنا دانش ور اور عقل مند مانتے ہیں لیکن یہاں اللہ تعالیٰ نے ی ظاہر کیا کہ اگر تم عقل مند ہو تو تم نے تو دیکھ کر انداز لگایا ہے کہ یہاں کوئی نہیں لیکن تم کو یہ نہیں معلوم کہ یہ عقل تم کو جس نے دی ہے وہ تمہاری دانش وری، اور عقل مندی کے ہوتے ہوئے بھی اپنے رسول ﷺ کا دفاع ایک کمزور ترین مخلوق سے کروانا جانتا ہے۔

درخت اور دفاع رسول ﷺ:

" حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ الْمَكِّيُّ قَالَ أَخَذْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ وَالْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ وَأَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُونَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كَانَ لَيْلَةَ بَاتٍ فِي الْغَارِ أَمَرَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى شَجَرَةً فَتَبَتَّتْ فِي وَجْهِ الْغَارِ فَسَوَّتْ وَجْهَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى الْعَنْكَبُوتَ فَتَسَجَّتْ عَلَى وَجْهِ الْغَارِ وَأَمَرَ اللَّهُ جَلَّ وَعَزَّ حَمَامَتَيْنِ وَخَشِيتَيْنِ فَوَقَعَتَا بِفَمِ الْغَارِ وَأَتَى الْمُشْرِكُونَ مِنْ كُلِّ بَطْنٍ حَتَّى إِذَا كَانُوا مِنْ

(۱)۔۔۔ (المواهب اللدنیة والزرقاتی باب ہجرة المصطفى صلى الله عليه وسلم... الخ، ج ۲، ص ۱۲۲ ملخصاً و مدارج النبوت، قسم دوم، باب چہارم، ج ۲، ص ۵۹)

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَدْرِ أَرْبَعِينَ ذِرَاعًا مَعَهُمْ قِسْمُهُمْ وَعَصِيَّتُهُمْ تَقَدَّمَ  
رَجُلٌ مِنْهُمْ فَنَظَرَ فَرَأَى الْحَتَامَتَيْنِ فَرَجَعَ فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ لَيْسَ فِي الْغَارِ شَيْءٌ رَأَيْتُ  
حَتَامَتَيْنِ عَلَى فَمِ الْغَارِ فَعَرَفْتُ أَنَّ لَيْسَ فِيهِ أَحَدٌ" (۱)

ترجمہ: حضرت مصعب کی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت زید بن ارقم، مغیرہ بن شعبہ، اور انس بن  
مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے سنا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی رات غار میں گزری تو اللہ تعالیٰ نے ایک  
درخت کو حکم دیا تو وہ غار کے منہ پر آگ گیا تو اس سے رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک چھپ گیا اور اللہ  
تعالیٰ نے ایک مکڑی کو حکم دیا تو اس نے غار کے منہ پر جالائن دیا اور اللہ تعالیٰ نے دو جنگلی کبوتروں کو حکم دیا  
تو وہ بھی غار کے دہانے پر آگئے (اور گونسلا بنا لیا، اور وہاں انڈے بھی دے دیئے) جب مشرک آئے تو  
وہ رسول اللہ ﷺ سے صرف چالیس قدموں کی دوری پر ہی ہوں گئے ان کے ساتھ ان کے کھوجی بھی  
تھے ان میں سے ایک آدمی آگے آیا جب اس نے کبوتروں کو دیکھا تو لوٹ گیا اور اپنے ساتھیوں سے کہنے  
لگا غار میں کچھ بھی نہیں میں نے اس کے دہانے پر دو کبوتر دیکھے ہیں میں جان گیا ہوں کہ اس میں کوئی بھی  
نہیں ہے۔

شیر اور دفاع رسول ﷺ:

"عَنْ أَبِي نُوَيْلٍ بْنِ أَبِي عَقْرَبٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ عَتَبَةُ بْنُ أَبِي لَهَبٍ يَسُبُّ النَّبِيَّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اللَّهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبَكَ» فَخَرَجَ  
فِي قَافِلَةٍ يُرِيدُ الشَّامَ فَتَوَلَّى مَازِلًا، فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ دَعْوَةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالُوا لَهُ: كَلَّا، فَحُطُّوا مَتَاعَهُمْ حَوْلَهُ وَقَعَدُوا يَخْرُسُونَهُ فَجَاءَ الْأَسَدُ فَأَنْتَرَعَهُ فَذَهَبَ  
بِهِ" (۲)

حضرت نوفل بن عقراب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عتبہ بن ابولہب نبی اکرم ﷺ کو گالیاں دیتا تھا

(۱).... (مسند بزار، مسند جابر بن سمرقہ، ج 10، ص 245.... معجم الکبیر، ج 20، ص 433.... الطبقات الکبریٰ، ج 2، ص 228.... دلائل النبوة لابی نعیم،

ج 2، ص 419، 420.... الخصائص الکبریٰ للسیوطی، ج 1، ص 185، 186)

(۲).... (مستدرک للحاکم، تفسیر سورة اللہب ج 2، ص 588.... فتح الباری، ج 4، ص 39.... دلائل النبوة للبیہقی، ج 2، ص 338)



تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے خلاف دعا کی کہ اے اللہ تو اس پر اپنا کتا مسلط کر دے تو وہ ایک رات شام کی طرف قافلہ کے ساتھ نکلا تو ایک جگہ قیام کیا تو کہنے لگا کہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دعا سے خوف محسوس کرتا ہوں ساتھیوں نے کہا کوئی بات نہیں انہوں نے اپنا سامان جمع کیا اور اس کو درمیان میں سلا دیا اور خود اس کے گرد پہرہ دینے لگ پڑے تو ایک شیر آیا اس نے اس عتبہ کا سر نوچا اور ساتھ ہی لے گیا۔

"عَنْ هَبَّارِ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ كَانَ أَبُو لَهَبٍ وَابْنُهُ عُتَيْبَةُ قَدْ تَجَهَّزَا إِلَى الشَّامِ وَتَجَهَّزَتْ مَعَهُمَا، فَقَالَ ابْنُهُ عُتَيْبَةُ: وَاللَّهِ لَا نَطْلُقَنَّ إِلَيْهِ فَلَا وَذِيئَتُهُ فِي رَبِّهِ، فَأَنْطَلَقَ حَتَّى أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، هُوَ يَكْفُرُ بِاللَّهِ دَنَا فَتَدَلَّى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اللَّهُمَّ ابْعَثْ عَلَيْهِ كَلْبًا مِنْ كِلَابِكَ ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهُ فَرَجَعَ إِلَيْهِ فَقَالَ: أُمِّي بُئِيَ، مَا قُلْتُ لَهُ؛ قَالَ: كَفَرْتُ بِاللَّهِ الَّذِي يَعْبُدُ قَالَ: فَمَاذَا قَالَ لَكَ؟ قَالَ: قَالَ اللَّهُمَّ ابْعَثْ عَلَيْهِ كَلْبًا مِنْ كِلَابِكَ فَقَالَ: أُمِّي بُئِيَ، وَاللَّهِ مَا آمَنُ عَلَيْكَ دَعْوَةَ مُحَمَّدٍ قَالَ: فَمِيرْنَا حَتَّى تَزِلْنَا الشَّرَاةَ وَهِيَ مَأْسَدَةٌ فَزَلْنَا إِلَى صَوْمَعَةٍ رَاهِبٍ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ مَا أَنْزَلَكُمْ هَذِهِ الْبِلَادَ وَإِنَّمَا مَسْرُحُ الضُّيْعِمِ؛ فَقَالَ لَنَا أَبُو لَهَبٍ: إِنَّكُمْ قَدْ عَرَفْتُمْ حَقِّي؛ قُلْنَا: أَجَلْ يَا أَبَا لَهَبٍ فَقَالَ: إِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ دَعَا عَلَى ابْنِي دَعْوَةً وَاللَّهِ مَا آمَنُهَا عَلَيْهِ، فَاجْتَمِعُوا مَتَاعَكُمْ إِلَى هَذِهِ الصَّوْمَعَةِ، ثُمَّ افْرِشُوا لِابْنِي عُتَيْبَةَ ثُمَّ افْرِشُوا حَوْلَهُ قَالَ: فَفَعَلْنَا جَمَعْنَا الْمَتَاعَ حَتَّى ارْتَفَعَ ثُمَّ فَرَشْنَا لَهُ عَلَيْهِ، وَفَرَشْنَا حَوْلَهُ فَبَيْنَا نَحْنُ حَوْلَهُ وَأَبُو لَهَبٍ مَعَنَا أَسْفَلَ وَبَاتَ هُوَ فَوْقَ الْمَتَاعِ، فَجَاءَ الْأَسَدُ فَشَمَّ وَجُوهَنَا، فَلَمَّا لَمْ يَجِدْ مَا يُرِيدُ تَقَبَّضَ ثُمَّ وَثَبَ فَإِذَا هُوَ فَوْقَ الْمَتَاعِ فَجَاءَ الْأَسَدُ فَشَمَّ وَجْهَهُ ثُمَّ هَزَمَهُ هَزْمَةً فَفَضَخَ رَأْسَهُ فَقَالَ: سَمِعْتِي يَا كَلْبُ لَمْ يَقْدِرْ عَلَى غَيْرِ ذَلِكَ وَوَثَبْنَا فَأَنْطَلَقَ الْأَسَدُ وَقَدْ فَضَخَ رَأْسَهُ فَقَالَ لَهُ أَبُو لَهَبٍ: قَدْ

عَرَفْتُ وَاللَّهِ مَا كَانَ لِيَنْقَلِبَ مِنْ دَعْوَةِ مُحَمَّدٍ<sup>(۱)</sup>

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ ابولہب اور اس کے بیٹے عتبہ نے شام کی طرف جانے کی تیاری کی تو میں بھی ان کے ساتھ تھا کہ عتبہ بن ابی لہب نے کہا: میں ضرور (سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس جاؤں گا اور ان کو ایذا پہنچاؤں گا، اس نے کہا: اے محمد! میں ”والنجم اذا ہوی“ اور ”دنئی فتدلی“ کا انکار کرتا ہوں اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے چہرہ اقدس پر تھوک دیا اور آپ کی صاحبزادی آپ کی طرف بھیج کر ان کو طلاق دے دی، تب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے دعا کی: اے اللہ! اس پر اپنے کتوں میں سے ایک کتا مسلط کر دے، اس موقع پر ابوطالب بھی تھے، انہوں نے غمگین ہو کر کہا: اے بیٹے! اس دعا سے آپ کو کیا فائدہ ہوگا؟

یہ جب لوٹ کر اپنے باپ کے پاس آیا اور ساری باتیں کہہ سنائیں تو اس نے کہا بیٹا اب مجھے تو تیری جان کا اندیشہ ہو گیا اس کی دعا رد نہ جائے گی، اس کے بعد یہ قافلہ یہاں سے روانہ ہوا شام کی سرزمین میں ایک راہب کے عبادت خانے کے پاس پڑاؤ کیا راہب نے ان سے کہا یہاں تو بھیڑیے اس طرح پھرتے ہیں جیسے بکریوں کے ریوڑ تم یہاں کیوں آ گئے؟ ابولہب یہ سن کر ٹھٹک گیا اور تمام قافلے والوں کو جمع کر کے کہا دیکھو میرے بڑھاپے کا حال تمہیں معلوم ہے اور تم جانتے ہو کہ میرے کیسے کچھ حقوق تم پر ہیں آج میں تم سے ایک عرض کرتا ہوں امید کرتا ہوں کہ تم سب اسے قبول کرو گے بات یہ ہے کہ مدعی نبوت نے میرے جگر گوشے کے لئے بددعا کی ہے اور مجھے اس کی جان کا خطرہ ہے تم اپنا سب اسباب اس عبادت خانے کے پاس جمع کرو اور اس پر میرے پیارے بچے کو سلاؤ اور تم سب اس کے ارد گرد پہرا دو لوگوں نے اسے منظور کر لیا یہ اپنے سب جتن کر کے ہوشیار رہے کہ اچانک شیر آیا اور سب کے منہ سوگھنے لگا جب سب کے منہ سوگھ چکا اور گویا جسے تلاش کر رہا تھا اسے نہ پایا تو پچھلے پیروں ہٹ کر بہت زور سے جست کی اور ایک پھلانگ میں اس مچان پر پہنچ گیا وہاں جا کر اس کا بھی منہ سوگھا اور گویا وہی اس کا مطلوب تھا پھر تو اس نے اس کے پر نچے اڑا دیئے، چیر پھاڑ کر کلڑے کلڑے کر ڈالا، اس وقت ابولہب

(۱) ... (دلائل النبوة، لابی نعیم، قصۃ عتبہ بن ابی لہب ج 1، ص 454... معجم الصحابة، ج 3، ص 208... فسیر امام عبد الرزاق ج ۱، ص ۱۰۰ رقم الحديث: ۱۰۰۰، دار المعرفة، بیروت، تفسیر ابن کثیر ج ۱، ص ۱۰۰، دار الفکر، الکشف والبیان ج ۱، ص ۱۰۰، جامع البیان رقم الحديث: ۱۰۰۰، الجامع الاحکام القرآن جز ۱، ص ۱۰۰، الدر المنثور ج ۱، ص ۱۰۰، الکشاف ج ۱، ص ۱۰۰، روح البیان، ص ۱۰۰، السنان الکبریٰ ج ۱، ص ۱۰۰)

کہنے لگا اس کا تو مجھے پہلے ہی یقین تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بددعا کے بعد یہ بیچ نہیں سکتا۔

جنگلی بکرا اور دفاع رسول ﷺ:

"عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَاهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ قُبَيْقَةَ بِحَجَرٍ يَوْمَ أُحُدٍ، فَشَجَّهُ فِي وَجْهِهِ، وَكَسَّرَ رَبَاعِيَّتَهُ، وَقَالَ خُذْهَا وَأَنَا ابْنُ قُبَيْقَةَ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ: «مَا لَكَ، أَتَمَّاكَ اللَّهُ». فَسَلَّطَ اللَّهُ عَلَيْهِ تَيْسَ جَبَلٍ، فَلَمَّا يَزُلْ يَنْطَعُهُ حَتَّى قَطَعَهُ قِطْعَةً قِطْعَةً" (١)

حضرت ابو امامہ فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن قمرہ نے رسول اللہ ﷺ کو اُحد کے دن پتھر مارا تو آپ ﷺ کا چہرہ مبارک خون آلود ہو گیا اور آپ کے دانت مبارک شہید ہو گئے اور کہنے لگا اسے پکڑو میں ابن قمرہ ہوں رسول اللہ ﷺ نے اپنے چہرہ مبارک سے خون صاف فرماتے ہوئے فرمایا تجھے کیا ہے اللہ تعالیٰ تجھے ذلیل و رسوا کرے! تو اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک جنگلی بکرا مسلط کر دیا جس نے اس کو مار مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

کتا اور دفاع رسول ﷺ:

"ذَكَرَ عَنْ جَمَالِ الدِّينِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ الطَّيْبِيِّ أَنَّ بَعْضَ أَمْراءِ الْمُغْلِ تَنَصَّرَ، فَحَضَرَ عِنْدَهُ جَمَاعَةٌ مِنْ كِبَارِ النَّصَارَى وَالْمُغْلِ، فَجَعَلَ وَاحِدًا مِنْهُمْ يَنْتَقِضُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

وَهُنَاكَ كَلْبٌ صَيِّدٌ مَرْبُوطٌ، فَلَبَّيْنَا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، وَثَبَّ عَلَيْهِ الْكَلْبُ فَخَبَسَهُ فَجَلَّصُوهُ مِنْهُ.

وَقَالَ بَعْضُ مَنْ حَضَرَ: هَذَا بِكَلَامِكَ فِي مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! فَقَالَ: كَلَّا، بَلْ هَذَا الْكَلْبُ عَزِيزُ النَّفْسِ، رَأَى أَشْيُرَ يَمِينِي، فَظَنَّ أَنِّي أُرِيدُ أَنْ أَضْرِبَهُ.

ثُمَّ عَادَ إِلَى مَا كَانَ فِيهِ، فَأَطَالَ، فَوَلَّبَ الْكَلْبَ مَرَّةً أُخْرَى، فَفَقَّضَ عَلَى زُرْكَمَتِهِ فَقَلَعَهَا،  
فَمَاتَ مِنْ جُرْحِهِ، فَأُسْلِمَ بِسَبَبِ ذَلِكَ نَحْوُ أَرْبَعِينَ أَلْفًا مِنَ الْمُغَلِّ. (١)

ترجمہ: علامہ جمال الدین ابراہیم بن محمد الطیبی فرماتے ہیں کہ بعض امراء مغل عیسائی ہو گئے  
عیسائیوں کی ایک بڑی جماعت اور کچھ مغل بادشاہ کے پاس حاضر تھے اسی دوران ایک عیسائی نے رسول  
اللہ ﷺ کی توہین و تنقیص شروع کر دی یہاں پر ایک شکاری کتا بھی بندھا ہوا تھا جب اس نے رسول  
اللہ ﷺ کی توہین و تنقیص میں مبالغہ کیا تو کتے نے (زنجیر کو توڑ کر) اس پر حملہ کر دیا تو لوگوں نے اس کو  
اس کتے سے چھڑا لیا بعض لوگوں نے کہا کہ کتے کا یہ حملہ رسول اللہ ﷺ کے خلاف تیرے بکو اس کرنے  
کی وجہ سے تھا، اس نے کہا نہیں اس کتے کو اپنی جان بہت پیاری ہے اور یہ بہت غیرت مند کتا ہے جب  
میں اشارے کر رہا تھا تو اس نے سمجھا کہ مجھے مارنے لگا ہے اس لیے اس نے حملہ کیا پھر وہ عیسائی اپنی جگہ  
آیا اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بکو اس شروع کر دی تو کتا پھر چھٹا اور حملہ کر کے اس عیسائی زرخہ  
کاٹ دیا تو یہ گستاخ اسی جگہ مر گیا تو کتے کے اس کارنامے کی وجہ سے تقریباً چالیس 40 ہزار مغلوں نے  
پھر اسلام قبول کر لیا۔

دیکھیے یہ جانور رسول اللہ ﷺ کا دفاع کر رہے ہیں اور اس کو قتل کر رہے ہیں جس نے رسول اللہ ﷺ  
کو گالی دی یا ان کے ساتھ مذاق کیا میں تو یہی کہوں گا کہ یہ انہوں نے اس لیے کیا وہ بھی جانتے ہیں کہ جس کی شان میں بکو اس  
کیا جا رہا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں اور ان کا دفاع ہمارا فرض ہے تو یہ اپنے فرض سے سبکدوش ہو رہے ہیں جیسا کہ  
ہم نے ابھی ماقبل حدیث ذکر کی جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زمین و آسمان میں کوئی چیز ایسی نہیں جو یہ نہیں جانتی کہ  
میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں سوائے ان جنوں اور انسانوں کے جو گناہگار ہیں۔

میں قارئین سے یہ پوچھتا ہوں کہ اگر حیوانات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس طرح اپنی محبت میں وفا کر رہے ہیں تو  
ایک مسلمان جو عاقل و بالغ ہو اور رسول اللہ ﷺ کی محبت کا دعویٰ بھی کرتا ہو اس کو رسول اللہ ﷺ کی کس طرح مدد و نصرت  
اور دفاع کرنا چاہیے؟؟ اگر پھر بھی ہم انسانوں کو سمجھ نہیں آئی تو میں تو صرف اتنا ہی کہوں گا کہ ہم سے یہ جانور ہزار گنا بہتر ہیں

(١)... (الدرر الكامنة في أعيان المائة العامة. المؤلف: أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن محمد العسقلاني (المعروف: 852 هـ) المعلق: مراقبة / محمد  
عبد المعيد هاشم. القاهرة: مجلس دائرة المعارف العثمانية - مطبعة إهدى الطبعة: الثانية. 1392 هـ / 1972 م. ج 4 ص 153.... أرشيف ملحق أهل  
الحدیث - 1. تم تحمیلہ: فی 7 رمضان 1429 هـ - 7 ستمبر 2008 م. 19 ص 255)

جو کم از کم رسول اللہ ﷺ کا ادب و احترام اور دفاع تو کرتے ہیں، اور اس لیے بھی ہم تو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اور احادیث میں رسول اللہ ﷺ کے دفاع کی فریضیت کو بھی جانتے ہیں لیکن یہ نہ جاننے کے باوجود اتنا کچھ کر رہے ہیں تو ہم کو کیا کرنا چاہیے؟؟ (فانہوا)

جن اور دفاع رسول ﷺ:

"عن ابن عباس وعبد الرحمن بن عوف رضي الله تعالى عنهما قالوا: لما ظهر أمر

رسول الله صلى الله عليه وسلم قام رجل من الجن على أبي قبيس فقال:

قبح الله رأى كعب بن فهر... ما أرق العقول والأحلام

دينها أنها تعنف فيها... دين آبائها الحماة الكرام

حالف الجن جن بصرى عليكم... ورجال النخيل والأطام

توشك الخيل أن تروها تهادى... تقتل القوم في حرام بهام

هل كريم منكم له نفس حر... ما جد الوالدين والأعمام

ضارب ضربة تكون نكالا... ورواحا من كربة واغتمام

فأصبح هذا الحديث قد شاع بمكة، وأصبح المشركون يتناشدونه بينهم

وقالوا: توانيتم حتى حرضتكم الجن وهموا بالمؤمنين

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: هذا شيطان يكلم الناس يقال له مشعر

ولم يعلن شيطان بتخريض نبي إلا قتله الله تعالى.

فمكفوا ثلاثة أيام فإذا هاتف على الجبل يقول:

نحن قتلنا مسعرا\* لها طغي واستكبرا وسفه الحق وسن المنكرا\* بشتيه نبينا

البطهر اقدعته سيفا جروفا أهدرا\* إنا ندود من أراد البطرا فقال رسول الله صلى الله

عليه وسلم ذاكم عفریت من الجن يقال له سمحج وقد سميت عبد الله آمن بي

فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ فِي طَلَبِهِ مَدَدَ أَيَّامٍ حَتَّى قُتِلَهُ" (۱)

ترجمہ: حضرت ابن عباس اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو ایک جن جبل ابوقبیس پر کھڑا ہو کر کہنے لگا:

اللہ کعب بن فہر کی رائے کو برا کرے وہ کتنا کم عقل اور نادان ہے۔

ان کا دین ان کے برگزیدہ آباء کی حمایت کرنے والوں کا دین ہے پھر بھی وہ اس میں ملامت کیے جاتے ہیں۔

جب ان کو حکم دیا جائے تو جنات اور برنخلستان اور ریگ زار زمین کے رہنے والے لوگ ان کی حمایت کریں گے۔

عنقریب سبک خرام سواروں کو تم دیکھو گے جب بڑے بڑے شہروں میں لوگ قتل کیے جائیں گے۔

کیا تم میں کوئی جان ایسی ہے جو آزاد اور باعزت ہے اور جس کے والدین اور چچا لائق احترام سمجھے جاتے ہیں۔

وہ عزت والا شخص خواری کی مار لگانے والا ہے اور سختی اور مصیبت سے خوشی کی جانب لے جانے والا ہے جب صبح ہوئی تو یہ بات سارے مکہ میں پھیل گئی، اور مشرکین ان اشعار کو آپس میں مزاحیہ انداز میں گنگناتے اور مہذب اور باوقار مسلمانوں کی طرف اشارے کرتے، رسول اللہ ﷺ نے ان کے اس طرز عمل کے بارے میں ارشاد فرمایا: یہ شیطان کی آواز ہے جو بتوں کے ذریعے لوگوں سے ہرزہ سرائی کرتا ہے اس کا نام مسعر ہے اللہ تعالیٰ اسے ذلیل و رسوا کرے۔ جس شیطان نے بھی کسی نبی علیہ السلام کے خلاف ابھارنے میں اعلان کیا اللہ تعالیٰ نے اس کو ہلاک کر دیا۔

اس واقع کے تین دن بعد چانک لوگوں نے جبل ابوقبیس پر ہاتف کو کہتے سنا کہ:

ہم نے مسعر کو قتل کر دیا، اس لیے کہ اس نے سرکشی اور تکبر کیا۔

مسعر نے حق کو سبک (مذاق) ٹھہرایا اور بری بات کو نعمت قرار دیا۔ اس کو اسی تلوار کے ساتھ قتل کیا جو بنیادوں کو کھودنے والی ہے۔

(۱) ... (سبل الہدی، ج 2، تفسیر الغریب، ص 217، مکتبۃ النعمان، منہلہ جنگی، پشاور...) أخرجه أبو نعیم فی الدلائل 30/1 و ذکرہ ابن کثیر فی البدایہ

مسعر کو ہم نے اس وجہ سے قتل کیا کہ اس نے ہمارے پاک نبی کی شان میں دشنام طرازی کی تھی۔  
اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ (آواز دینے والا) عفریت ہے جس کا نام گج ہے اب میں نے اس کا نام عبد اللہ رکھ دیا ہے اس لیے یہ مجھ پر ایمان لے آیا ہے، اور اس نے مجھے بتایا ہے کہ وہ تین دن سے مسعر کی تلاش میں تھا۔

یعنی جب سے مسعر لعین نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کی اسی دن سے یہ صحابی جن حضرت گج جن کا نام رسول اللہ ﷺ نے عبد اللہ رکھا مسعر کی تلاش میں تھے کہ اس کو قتل کر دیں، سبحان اللہ رسول اللہ ﷺ کی شان پر میرا سب کچھ قربان میرے نبی کی کیا شان ہے کہ جن بھی رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کو برداشت نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے اس رسول ﷺ کی امت سے پیدا فرمایا اگر دیکھا جائے تو یہ شرف کچھ کم نہیں کہ حضور ﷺ کی امت میں سے ہونے کی دعا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمائی تھی اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ شرف بخشا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے امتی ہیں " فاما بنعمة ربك فحدث "

آگ اور دفاع ناموس رسالت:

"عَنْ السَّدِّاقِ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِنَ النَّصَارَى بِالْمَدِينَةِ إِذَا سَمِعَ الْمُتَنَادِيَ يُنَادِي: أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ قَالَ: حَرَقَ الْكَاذِبُ، فَدَخَلَتْ خَادِمَتُهُ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِي بِتَارٍ وَهُوَ نَائِمٌ وَأَهْلُهُ نِيَامٌ، فَسَقَطَتْ شِرَارَةٌ فَأَحْرَقَتْ الْبَيْتَ فَأَحْتَرَقَ هُوَ وَأَهْلُهُ" (۱)

ترجمہ: حضرت سدی فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک عیسائی آدمی تھا جب وہ سنا کہ مؤذن اذان کے وقت "اشہدان محمد رسول اللہ" کہتا ہے تو وہ کہتا جھوٹا جل جائے تو ایک رات اس کی خادمہ آگ جلا کر لے آئی وہ اور اس کے گھر والے سوئے ہوئے تھے تو آگ کا انکار اگر اتو اس کے گھر کو آگ لگ گئی اور وہ اور اس کے گھر والے سب جل گئے (اور جھوٹا واقعی ہی جل کر جہنم میں پہنچ گیا)

ہم نے تقریباً تمام مخلوقات، انسانوں، فرشتوں، جنوں، جانوروں کے دفاع رسول ﷺ، محبوب رسول ﷺ،

(۱).... (جامع البیان فی تأویل القرآن. المؤلف: محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الأملی، أبو جعفر الطبری (المعول: 310ھ) المحقق: أحمد محمد

ہاکر. العاشر: مؤسسة الرسالة. تصحیف آیت: نَوَافِلُ تَاكَلُّكُمْ إِلَى السَّلَامَةِ الْخُلُوعُ خُذُوا وَلِيَّكُمْ لَيْلَةً قَوْمٌ لَا يَمُوتُونَ ج 10، ص 432..... مذکورہ آیت

کے تصحیف تقریباً اکثر تفاسیر میں موجود ہے.... حمدة القاری شرح صحیح البخاری. المؤلف: أبو محمد محمود بن أحمد بن موسى بن أحمد بن حسين الفيتاني

المحقق: بدر الدين العيني (المعول: 855ھ) العاشر: دار إحياء التراث العربی - بيروت باب بدء الأمان ج 5، ص 102)

حمایت رسول ﷺ اور رسول اللہ ﷺ پر فداء ہونے میں واقعات آپ کے سامنے رکھ دیے ہیں ہم صرف یہاں پھر وہی سوال رکھتے ہیں کہ ہمارا کیا فرض ہے؟؟؟

اس فصل کے آخر میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی کامل اور حقیقی محبت سے عزت بخشے اور رسول اللہ ﷺ کو ہمارے ہاں سخت گرمی اور صحراء میں ٹھنڈے اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب فرمادے جیسا کہ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے محبت فرمائی قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا:

"کیف کان حکم لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟" (۱)  
ترجمہ: آپ (صحابہ کرام) کو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کس قدر محبت تھی؟  
سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"كان والله! أحب إليما من أموالنا وأولادنا وآباءنا وأمهاتنا ومن الباء البارد على الظباء." (۲)

ترجمہ: "اللہ کی قسم! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں اپنے اموال، اولاد، آباء و اجداد اور امہات سے بھی زیادہ محبوب تھے اور کسی پیا سے کو ٹھنڈے پانی سے جو محبت ہوتی ہے ہمیں اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے بھی بڑھ کر محبوب تھے۔"  
علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں:

ذره عشق نبی از حق طلب      سوز صدیق و علی از حق طلب

ترجمہ: تو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق کا ذرہ حق تعالیٰ سے طلب کر اور وہ تڑپ مانگ جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ میں تھی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہاں پر فصل سوم کا اختتام ہوا اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اب ہم چوتھی فصل میں داخل ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ مشکلات کو آسان فرمائے آمین۔

(۱)....(قاضی عیاض الشافعی، 2: 568)

(۲)....(قاضی عیاض الشافعی، 2: 568)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فصل چہارم:

## رسول اللہ ﷺ کو ایذا دینے والے کی سزا کا بیان

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور  
انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهد الله فلا مضل له ومن يضلل الله فلا هادي له  
ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهد ان سيدنا ومولانا محمدا عبده و  
رسوله. اللهم صل على سيدنا ومولانا محمد وعلى اله وصحبه اجمعين ابد الابدين  
برحمتك يا ارحم الراحمين.

وہ آدمی جو رسول اللہ ﷺ کو جسمانی تکلیف، گالی، یا دھوکہ دہی وغیرہ کے ساتھ ایذا دے چاہے وہ مسلم ہو یا غیر  
مسلم اس کے لیے دو سزائیں ہیں ایک دنیاوی اور دوسری اخروی، ہم دونوں کو کچھ تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

### دنیاوی سزا

گستاخ رسول اگر مسلمان تھا تو اس کی سزا:

اگر رسول اللہ ﷺ کو کوئی مسلمان ایذا یا گالی دے تو اس کو بالاجماع قتل کیا جائے گا اس لیے کہ وہ اس کام سے  
مرتد ہو جاتا ہے (۱) لعنتی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے اور اس کو کوئی بھی معافی نہیں دے سکتا سوائے رسول

۱۔۔۔ خیال رہے کہ علماء کرام کسی کو مرتد قرار نہیں دیتے بلکہ اس کے ارتداد کو ظاہر کرتے ہیں وہ مرتد اسی وقت ہو جاتا جب ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار کرتا ہے،  
بعض لوگ علماء پر اعتراض کرتے ہیں کہ جس کو چاہتے ہیں مسلم اور جس کو چاہتے ہیں کافر قرار دے دیتے ہیں تو ان سے گزارش ہے کہ علماء تو صرف یہ واضح کرتے ہیں کہ یہ آدمی  
اسلام میں داخل ہے یا نہیں اس کو داخل یا خارج نہیں کرتے بلکہ یہ خود کلمہ شہادت کے ساتھ اسلام میں داخل ہوتا ہے اور ضروریات دین کے انکار سے خارج ہوتا ہے اس  
میں علماء کو کوئی دخل نہیں وہ تو صرف حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہیں۔ ابو احمد غفرلہ

اللہ ﷺ کے جن کو ایذا دینا گئی ہے۔

ہم ایذا رساں کی سزا کو بیان کرنے سے پہلے یہ بیان کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو کوئی ایذا دینے پر اس کو قتل کیا جائے گا۔

علامہ مفتی وقاصی عیاض مالکی علیہ الرحمۃ جو کہ اپنے زمانہ میں چیف جسٹس رہے ہیں فرماتے ہیں:

"اعْلَمْ وَفَقَّنَا اللَّهُ وَإِيَّاكَ أَنَّ جَمِيعَ مَنْ سَبَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ عَابَهُ أَوْ اتَّخَذَ بِهِ نَقْصًا فِي نَفْسِهِ أَوْ نَسَبِهِ أَوْ دِيْنِهِ أَوْ خَصْلَةٍ مِنْ خِصَالِهِ أَوْ عَرَّضَ بِهِ أَوْ شَبَّهَهُ بِشَيْءٍ عَلَى طَرِيقِ السَّبِّ لَهُ أَوْ الْإِزْرَامِ عَلَيْهِ أَوْ التَّصْغِيرِ لِشَأْنِهِ أَوْ الْغَضِّ مِنْهُ وَالْعَيْبِ لَهُ فَهُوَ سَابٌّ لَهُ. وَالْحُكْمُ فِيهِ حُكْمُ السَّابِّ يُقْتَلُ كَمَا نُبَيِّنُهُ. وَلَا نُسْتَفِي فُضْلًا مِنْ فُضُولِ هَذَا الْبَابِ عَلَى هَذَا الْمَقْصِدِ. وَلَا نَمْتَرِي فِيهِ تَضَرُّعًا كَانَ أَوْ تَلَوِيحًا.

وَكَذَلِكَ مَنْ لَعَنَهُ أَوْ دَعَا عَلَيْهِ أَوْ تَمَتَّى مَطَرَةً لَهُ أَوْ نَسَبَ إِلَيْهِ مَا لَا يَلِيْقُ بِمَنْصِبِهِ عَلَى طَرِيقِ الذَّمِّ أَوْ عَبَّ فِي جِهَتِهِ الْعَزِيزَةَ بِسُخْفٍ مِنَ الْكَلَامِ وَهَجَرَ وَمَكَرَ مِنَ الْقَوْلِ وَزُورَ أَوْ عَيَّرَهُ بِشَيْءٍ مِمَّا جَرَى مِنَ الْبَلَاءِ وَالْبِخْنَةِ عَلَيْهِ أَوْ غَمَصَهُ بِبَعْضِ الْعَوَارِضِ الْبَشَرِيَّةِ الْجَائِزَةِ وَالْبُحْهُودَةِ لَدَيْهِ. وَهَذَا كُلُّهُ إِجْمَاعٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَرَأْمَةٌ الْفُتُوَى مِنْ لَدُنِ الصَّحَابَةِ رِضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ" (۱)

ترجمہ: معلوم ہونا چاہئے اللہ عزوجل ہمیں اور تم کو توفیق دے کہ تمام وہ باتیں جس سے نبی کریم ﷺ کے لئے بطور سب (گالی) بولی جائے یا جس سے آپ ﷺ کی عیب جوئی ہوتی ہو یا آپ ﷺ کی ذات شریفہ یا آپ ﷺ کے دین یا آپ ﷺ کے اسوہ یا آپ ﷺ کے خصائل میں سے کسی ایک خصلت میں نقصان لاحق ہوتا ہو یا بطریق سب (گالی) آپ ﷺ پر تعریض یا اس کے مشابہ لفظ بولے یا برسبیل سب و شتم استخفاف یا تحقیر و تصغیر شان کرے یا آپ ﷺ کی عکتہ چینی یا عیب جوئی کرے

(۱) (الشفاء، القسم الرابع في تعريف وجوه الأحكام، فيمن تنقصه أو سبته عليه الصلاة والسلام، الباب الأول في بيان ما هو في عقوقه صلى الله عليه وسلم

سب أو نقص من تعريض أو نقص، الفصل الأول الحكم الفرعي فيمن سب النبي صلى الله عليه وسلم أو تنقصه، ج 2، ص 473، العاشر: دار الفحاء۔

عمان، الطبعة: الثانية - 1407 هـ)

وہ سب گالی میں شمار ہوگا اور اس کا حکم گالی دینے والے کی طرح حکم قتل ہوگا۔  
 جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے اور ہم ان اقسام میں سے جو اس مقصد پر ہیں کسی کو مستثنیٰ قرار نہ دیں گے  
 اور نہ اس میں کسی طرح شک و شبہ کریں گے۔ خواہ وہ صراحت ہو یا اشارہ۔ یہی حکم اس شخص کا ہے جو آپ  
 ﷺ پر لعنت کرے یا آپ ﷺ پر بددعا کرے یا آپ ﷺ کے نقصان کا خواہش مند ہو یا  
 آپ ﷺ کی طرف ایسی چیز بطریق مذمت منسوب کرے جو آپ ﷺ کے منصب عالی کے لائق  
 نہ ہو یا آپ ﷺ کی جہت عزیز کی طرف کوئی بے ہودہ یا فحش یا بری یا جھوٹ بات کی اضافت کرے  
 یا آپ ﷺ کو کسی ایسی مصیبت یا مشقت کے ساتھ عار دلانے جو آپ ﷺ پر گزری ہو یا ان  
 بعض عوارض بشریہ جن کا صدور آپ ﷺ کی طرف سے جائز یا معہود ہے اس کے سبب سے حقیر  
 جانے۔ (یہ سب آپ کی اہانت و تنقیص میں شمار ہوں گی) ان تمام باتوں پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم  
 سے لے کر آج تک کے علماء و ائمہ فتویٰ کا اجماع رہا ہے (کہ جو کوئی گالی دے یا تنقیص شان کرے اسے  
 قتل کر دیا جائے)۔

میں کہتا ہوں اس قانون پر کتاب اللہ یعنی قرآن پاک، سنت رسول اللہ ﷺ، اجماع، اور قیاس سب دلالت  
 کرتے ہیں ہم الگ الگ تمام کی روشنی میں اس قانون کو واضح کرتے ہیں:

قرآن اور سزائے شاتم الرسول:  
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا (۱)  
 ترجمہ: بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور  
 اللہ نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔  
 اور فرماتا ہے:

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (۲)

(۱)... (الاحزاب: ۵۷)

(۲)... (العوبة: ۱۱)

ترجمہ: اور وہ جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا رَسُولَهُ ۚ كُنْتُمْ تُشْهَدُونَ ۖ لَا تَعْتَدُوا ۚ قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ (۱)

ترجمہ: تم فرماؤ کیا اللہ اور اسکی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو۔ یہاں نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ اور اپنے رسول ﷺ کے ساتھ استہزاء کو کفر قرار دیا ہے (فہم) اور ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَيْسَ لَكَ يَنْتَهِي الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ فِي الْمَدِينَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا ۖ مَلْعُونِينَ ۖ أَيْنَمَا تَقِفُوا أُخِذُوا وَقْتِيلُوا تُقْتَلُونَ (۲)

ترجمہ: اگر باز نہ آئے منافق اور جن کے دلوں میں روگ ہے اور مدینہ میں جھوٹ اڑانے والے تو ضرور ہم تمہیں ان پرشہ دیں گے پھر وہ مدینہ میں تمہارے پاس نہ رہیں گے مگر تھوڑے دن پھٹکارے ہوئے جہاں کہیں ملیں پکڑے جائیں اور گن گن کر قتل کئے جائیں۔

علامہ خطابی وغیرہ فرماتے ہیں کہ: ایذا تھوڑی سی تکلیف دینے کو کہتے ہیں لیکن جب یہ زیادہ ہو جائے تو اس کو "ضرر" کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اکرم ﷺ سے کہلوا یا:

يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ لَن تَبْلُغُوا ضَرِّي فَتَضُرُّونِي (۳)

ترجمہ: اے میرے بندو تم مجھے ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتے اور نہ ہی ہرگز مجھے نفع پہنچا سکتے ہو۔

اب اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں اپنے رسول ﷺ کے لیے "ایذا" کا ذکر کیا اور اپنے لیے "ضرر" کا ذکر فرمایا

اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو "ضرر" پہنچانا جائز نہیں اور "ایذا" پہنچانا جائز ہے پہلی بات تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی نفع نقصان دے ہی نہیں سکتا جیسا کہ حدیث سے ظاہر لیکن اس سے رسول اللہ ﷺ کی تعظیم اور رفعت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے بارے میں ادنیٰ سے ادنیٰ تکلیف کو بھی کفر قرار دے رہا ہے۔

(۱) ... (العوبة: ۶۱)

(۲) ... (الاحزاب: ۶۱)

(۳) ... (صحیح مسلم، کتاب البر الصلة: باب تحريم الظلم، رقم: 55)

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ كَيْتُوا كَمَا كُفِتِ الدِّينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ أَكْرَمْنَا آيَاتِ بَيِّنَاتٍ \* وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُهِينٌ<sup>(۱)</sup>

ترجمہ: بیشک وہ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی ذیل کئے گئے جیسے ان سے اگلوں کو ذلت دی گئی اور بیشک ہم نے روشن آیتیں اتاریں اور کافروں کے لئے خواری کا عذاب ہے۔ اور اسی سورت میں آگے فرماتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ<sup>(۲)</sup>

ترجمہ: بیشک وہ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ سورہ توبہ میں فرماتا ہے:

أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ مَنْ يُحَادِدِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَأَنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا \* ذَلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيمُ<sup>(۳)</sup>

ترجمہ: کیا انہیں خبر نہیں کہ جو خلاف کرے اللہ اور اس کے رسول کا تو اس کے لئے جہنم کی آگ ہے کہ ہمیشہ اس میں رہے گا یہی بڑی رسوائی ہے۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ دشمنی کرنے والا ذلیل اور حقیر ہے دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور رسول اللہ ﷺ کی شفاعت سے دور، شقی و بد بخت اور کافر ہے اور اس کے لیے ذلت و رسوائی والا عذاب ہے اور یہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اس لیے کہ اس کا یہ کام کفار اور منافقین والا ہے۔

امام سبکی علیہ الرحمۃ القوی فرماتے ہیں:

"ان الساب مؤذ، المؤذى محاد، والمحاد مكبوت اذل مغلوب، ومن كان كذلك لا يكون منصوراً،"<sup>(۴)</sup>

ترجمہ: بے شک گالی دینے والا تکلیف دینے والا ہے، اور تکلیف دینے والا، دشمن ہوتا ہے، اور (اللہ و

(۱) ...﴿المجادلة: ۱۰﴾

(۲) ...﴿المجادلة: ۲۰﴾

(۳) ...﴿التوبة: ۲۴﴾

(۴) ...﴿السيف المسلول ص ۱۳۴﴾

رسول اللہ ﷺ کا دشمن شکست کھانے والا ذلیل و رسوا، اور مغلوب ہے اور اس کی مدد نہیں کی جاسکتی۔  
 اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دینے والا لعنتی ہے اس بات کی دلیل ہے کہ اس کو قتل کیا جائے  
 اگرچہ وہ پکڑے جانے کے بعد توبہ بھی کر لے جیسا کہ امام سبکی علیہ الرحمۃ اور علامہ ابن تیمیہ نے واضح کیا ہے۔ علامہ ابن تیمیہ  
 نے لکھا:

فإن هذا يقتل بكل حال إن تاب بعد القدرة عليه (۱)

ترجمہ: یہ (شاتم الرسول) ہر حال میں قتل کیا جائے گا اگرچہ پکڑے جانے کے بعد توبہ ہی کیوں نہ  
 کرے۔

اللہ تعالیٰ منافقین کے حال کو کہ رسول اللہ ﷺ کی تنقیص کرتے ہیں ظاہر فرماتے ہوئے فرماتا ہے:

يَخْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ (۲)

ترجمہ: اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہ کہا اور بیشک ضرور انہوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام  
 لانے کے بعد کافر ہو گئے۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں تنقیص، اور رسول اللہ ﷺ کو کسی قسم کی ایذا دینا  
 کفر ہے اللہ تعالیٰ ہم کو ان کاموں سے اتنا دور رکھے جتنا اس نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو اس کام سے رکھا تھا آمین۔  
 حدیث اور سزائے شاتم الرسول:

ہم نے اس کتاب میں کافی احادیث نقل کیں اور ان کے علاوہ بھی کئی احادیث ہیں جن میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہم نے رسول اللہ ﷺ کو ایذا دینے والے کے بارے میں قتل کی اجازت طلب کی چاہے ایذا کس قسم کی بھی ہوتی یہ تمام  
 احادیث اس بات کی دلیل ہے کہ اس ایذا دینے والے کو قتل کیا جائے گا، اور اگر اس کی یہ سزا نہ ہوتی تو رسول اللہ ﷺ  
 ضرور بالضرور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بتاتے کہ یہ جائز نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا کسی مصلحت کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہم کو اجازت نہ دینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کی سزا قتل نہیں، اور اس لیے بھی کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا حق ہے ہم

(۱) ... (الصارم المسلول على شاتم الرسول. المؤلف: تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم بن عبد السلام بن عبد الله بن أبي القاسم بن محمد ابن

تيمية الحرالي الحنبلي الدمشقي (المتوفى: 728 هـ). المحقق: محمد محي الدين عبد الحميد. الناشر: المجلس الوطني السعودي المملكة العربية  
 السعودية. ص 319)

(۲) ... (التوبة: 74)

اس میں کسی کو معافی ہر گز نہیں دے سکتے۔

پھر دوسری بات یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا رسول اللہ ﷺ سے ایذا دینے والے کے بارے میں قتل کی اجازت طلب کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان صحابہ کرام کو بھی معلوم تھا کہ اس کی سزا قتل ہے، اور اگر ایسا نہ ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اجازت طلب نہ کرتے ان کا اجازت طلب کرنا صرف اس لیے تھا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہوتے ہوئے اپنے فتویٰ نہیں دے سکتے اس لیے اجازت طلب کرتے کہ رسول اللہ ﷺ ایک بار اپنا فتویٰ جاری فرمادیں اس کے بعد ہمارا کام ہے کہ ہم نے کس طرح اس گستاخ کو قتل کرنا ہے۔

پھر ابھی عی ماقبل میں حدیث گزری ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صراحتاً فرمایا کہ شاتم رسول کی سزا قتل ہے، اور پھر رسول اللہ ﷺ کا خود ان کے خونوں کو رائیگاں قرار دینا جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو گالی دی تھی اس بات پر دلیل صریح ہے کہ شاتم رسول اور گستاخ رسول کی سزا قتل ہے۔

پھر خود رسول اللہ ﷺ نے واقعہ اکف میں صحابہ کرام سے فرمایا کہ: اے مسلمانوں کے گروہ میری اس شخص کے بارے میں کون مدد کرے گا جس نے میرے اہل والوں کی وجہ سے مجھے تکلیف دی ہے؟؟ تو سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ میں یہ کام کروں گا۔ یہ حدیث ماقبل گزر چکی ہے۔

**گستاخ رسول کو زمین نے قبول نہ کیا:**

اور یہ بات بھی قابل غور ہے کہ شاتم رسول کا جرم مرتد کے جرم سے بھی بڑھ کر ہے جیسا کہ حدیث میں آتا کہ:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ كَانَ رَجُلٌ نَضَرَ إِيَّاهُ فَأَسْلَمَ، وَقَرَأَ الْبَقْرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ، فَكَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَعَادَ نَضَرَ إِيَّاهُ، فَكَانَ يَقُولُ مَا يَذَرِي مُحَسِّدٌ إِلَّا مَا كَتَبْتُ لَهُ فَأَمَاتَهُ اللَّهُ فَدَفَنُوهُ، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَفْتُهُ الْأَرْضَ، فَقَالُوا هَذَا فِعْلُ مُحَسِّدٍ وَأَصْحَابِهِ لَنَا هَرَبٌ مِنْهُمْ، نَبْشُوا عَنْ صَاحِبِنَا فَأَلْتَقَوْهُ، فَحَفَرُوا لَهُ فَأَعْمَقُوا، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَفْتُهُ الْأَرْضَ، فَقَالُوا هَذَا فِعْلُ مُحَسِّدٍ وَأَصْحَابِهِ، نَبْشُوا عَنْ صَاحِبِنَا لَنَا هَرَبٌ مِنْهُمْ فَأَلْتَقَوْهُ، فَحَفَرُوا لَهُ وَأَعْمَقُوا لَهُ فِي الْأَرْضِ مَا اسْتَطَاعُوا، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَفْتُهُ الْأَرْضَ، فَعَلِمُوا أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ، فَأَلْتَقَوْهُ

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص پہلے عیسائی تھا۔ پھر وہ اسلام میں داخل ہو گیا تھا۔ اس نے سورۃ البقرہ اور آل عمران پڑھ لی تھی اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب

بن گیا لیکن پھر وہ شخص مرتد ہو کر عیسائی ہو گیا اور کہنے لگا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے جو کچھ میں نے لکھ دیا ہے اس کے سوا انہیں اور کچھ بھی معلوم نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی موت واقع ہو گئی اور اس کے آدمیوں نے اسے دفن کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو انہوں نے دیکھا کہ اس کی لاش قبر سے لکل کر زمین کے اوپر پڑی ہے۔ عیسائی لوگوں نے کہا کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھیوں کا کام ہے۔ چونکہ ان کا دین اس نے چھوڑ دیا تھا اس لیے انہوں نے اس کی قبر کھودی ہے اور لاش کو باہر نکال کر پھینک دیا ہے۔ چنانچہ دوسری قبر انہوں نے کھودی جو بہت زیادہ گہری تھی۔ لیکن جب صبح ہوئی تو پھر لاش باہر تھی۔ اس مرتبہ بھی انہوں نے یہی کہا کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں کا کام ہے چونکہ ان کا دین اس نے چھوڑ دیا تھا اس لیے اس کی قبر کھود کر انہوں نے لاش باہر پھینک دی ہے۔ پھر انہوں نے قبر کھودی اور جتنی گہری ان کے بس میں تھی کر کے اسے اس کے اندر ڈال دیا لیکن صبح ہوئی تو پھر لاش باہر تھی۔ اب انہیں یقین آیا کہ یہ کسی انسان کا کام نہیں ہے (بلکہ یہ میت اللہ تعالیٰ کے عذاب میں گرفتار ہے) چنانچہ انہوں نے اسے یوں ہی (زمین پر) ڈال دیا۔ (۱)

اور ایک روایت میں امام طحاوی، ابن حبان نے یہ الفاظ بھی شامل کیے ہیں کہ:

"فَمَاتَ، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ "إِنَّ الْأَرْضَ لَنْ تَقْبَلَهُ"

ترجمہ: جب یہ مر گیا تو اس کی خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کو زمین قبول نہیں کرے گی۔ (۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو طلحہ نے فرمایا میں اس جگہ آیا جہاں وہ مرا پڑا تھا تو میں نے اس کو ایسے ہی پایا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا میں لوگوں سے پوچھا اس کو کیوں نہیں دفناتے؟؟ انہوں نے کہا ہم نے دفنایا تھا لیکن زمین اس کو قبول نہیں کرتی۔ امام سبکی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کیسے اس کا جھوٹ ظاہر فرمایا اور لوگوں پر واضح کیا کہ یہ ہمارے رسول ﷺ کے بارے میں بکواس کرتا تھا آج اس کو زمین بھی قبول نہیں کرتی، تاکہ لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی شان و شوکت معلوم ہو جائے، اس کے علاوہ کتنے ہی منافقین مرکب گئے تھے لیکن ان کو زمین نے باہر نہیں پھینکا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ظاہر فرمانا چاہتا تھا کہ یہ منافق و مرتد تو تھا ہی لیکن اس کو زمین کے قبول نہ کرنے کی وجہ رسول اللہ ﷺ کو جھٹلانا تھی۔ جس

(۱)... (صحیح بخاری، کتاب المناقب باب علامات النبوة فی الاسلام... صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین، الباب الاول، رقم: 14)

(۲)... (مسند احمد، ج 4، ص 120، 121... شرح مشکل الآثار، ج 8، ص 239، 240... صحیح ابن حبان، ج 3، ص 19، 20... الثباغ، ح 54)



سے رسول اللہ ﷺ اس پر ناراض ہو گئے:

جس سے تم روٹھو وہ سرگشتہ دنیا ہو جائے

جس کو تم چاہو وہ قطرہ ہو تو دریا ہو جائے

رسول اللہ ﷺ کا بعض گستاخوں کی قتل کی اجازت نہ دینا:

رسول اللہ ﷺ نے بعض گستاخوں کے قتل کی اجازت اس لیے نہیں دی کہ کہیں لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کر دیتے ہیں۔ یہ ایک ایسا حق ہے کہ مخلوق میں سے کوئی بھی اس کا مالک نہیں یہ رسول اللہ ﷺ کا حق ہے کسی کو اس میں تصرف کی قطعاً اجازت نہیں۔

جب رسول اللہ ﷺ کسی کو لشکر کا امیر بنا کر بھیجتے تو اس کو فرماتے کہ اگر کسی کے ساتھ عہد کرنا ہو تو اللہ اور اس کے رسول کو ضامن نہ بنانا بلکہ خود کو ضامن بنانا، کیونکہ تمہارے لئے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے عہد سے پھر جانا اس بات سے آسان ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے عہد کو توڑو۔ چنانچہ روایت ہے کہ:

عن بريدة قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أمراً أميراً على جيش، أو سرية، أو صاه في خاصته يتقوى الله، ومن معه من المسلمين خيراً، ثم قال «اغزوا باسم الله في سبيل الله، قاتلوا من كفر بالله، اغزوا ولا تغلوا، ولا تغدروا، ولا تقتلوا وليداً، وإذا لقيت عدوك من المشركين، فادعهم إلى ثلاث خصال - أو خلال - فأبشروهم ما أجابوك فاقبل منهم، وكف عنهم، ثم ادعهم إلى الإسلام، فإن أجابوك، فاقبل منهم، وكف عنهم، ثم ادعهم إلى التحول من ديارهم إلى دار المهاجرين، وأخبرهم أنهم إن فعلوا ذلك فلهم ما للمهاجرين، وعليهم ما على المهاجرين، فإن أبوا أن يتحولوا منها، فأخبرهم أنهم يكونون كأعراب المسلمين، يجري عليهم حكم الله الذي يجري على المؤمنين، ولا يكون لهم في الغنيمة والفقر شيء إلا أن يجاهدوا مع المسلمين، فإن هم أبوا فسلهم الجزية، فإن هم أجابوك فاقبل منهم، وكف عنهم، فإن هم أبوا فاستعين بالله وقاتلهم، وإذا حاصرت أهل حصن فأرادوك أن تجعل لهم ذمة الله، وذمة نبييه، فلا تجعل لهم ذمة الله، ولا ذمة نبييه،

وَلَكِنْ اجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّتَكَ وَذِمَّةَ أَصْحَابِكَ، فَلْيَكُنْ أَنْ تُخَفِّرُوا ذِمَّتَكُمْ وَذِمَّةَ أَصْحَابِكُمْ أَهْوَنُ مِنْ أَنْ تُخَفِّرُوا ذِمَّةَ اللَّهِ وَذِمَّةَ رَسُولِهِ، وَإِذَا حَاصَرْتَ أَهْلَ حِصْنٍ فَأَرَادُوا أَنْ تُنْزِلَهُمْ عَلَى حُكْمِ اللَّهِ، فَلَا تُنْزِلَهُمْ عَلَى حُكْمِ اللَّهِ، وَلَكِنْ أَنْزِلَهُمْ عَلَى حُكْمِكَ، فَلْيَأْتِكَ لَا تَذَرِي أَنْ تُصِيبَ حُكْمَ اللَّهِ فِيهِمْ أَمْرًا» (۱)

ترجمہ: حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب کسی آدمی کو کسی لشکر یا سریہ کا امیر بناتے تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اسے خاص طور پر اللہ سے ڈرنے اور جوان کے ساتھ ہوں ان کے ساتھ مسلمان (مجاہدین) کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت فرماتے پھر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اللہ کا نام لے کر اللہ کے راستے میں جہاد کرو عہد شکنی نہ کرو اور مثلہ (یعنی کسی کے اعضاء کاٹ کر اس کی شکل نہ بگاڑی جائے) نہ کرو اور کسی بچے کو قتل نہ کرو اور جب تمہارا اپنے دشمن مشرکوں سے مقابلہ ہو جائے تو ان کو تین باتوں کی دعوت دینا وہ ان میں سے جس کو بھی قبول کر لیں تو ان کے ساتھ جنگ سے رک جانا پھر انہیں اسلام کی دعوت دو تو اگر وہ تیری دعوت اسلام کو قبول کر لیں تو ان سے جنگ نہ کرنا پھر ان کو دعوت دینا کہ اپنا شہر چھوڑ کر مجاہدین کے گھروں میں چلے جائیں اور ان کو خبر دیں کہ اگر وہ اس طرح کر لیں تو جو مجاہدین کو مل رہا ہے وہ انہیں بھی ملے گا اور ان کی وہ ذمہ داریاں ہوں گی جو مجاہدین پر ہیں اور اگر وہ اس سے انکار کر دیں تو انہیں خبر دے دو کہ پھر ان پر دیہاتی مسلمانوں کا حکم ہوگا اور ان پر اللہ کے وہ احکام جاری ہوں گے جو کہ مومنوں پر جاری ہوتے ہیں اور انہیں جہاد کے بغیر مال غنیمت اور مال فتنے میں سے کوئی حصہ نہیں ملے گا اور اگر وہ تمہاری دعوت قبول کر لیں تو تم بھی ان سے قبول کرو اور ان سے جنگ نہ کرو اور اگر وہ انکار کر دیں تو اللہ کی مدد کے ساتھ ان سے قتال کرو اور جب تم کسی قلعہ کا محاصرہ کر لو اور وہ قلعہ والے اللہ اور رسول کو کسی بات پر ضامن بنانا چاہیں تو تم ان کے لئے نہ اللہ کے ضامن اور نہ ہی اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ضامن بنانا بلکہ تم اپنے آپ کو اور اپنے ساتھیوں کو ضامن بنانا کیونکہ تمہارے لئے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے عہد سے پھر جانا اس بات سے آسان ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

(۱) ... (صحیح مسلم، کتاب الجہاد باب تلایہ الامراء علی الموعودہ ووعودہا باللہ بالکتاب القزو وغیرہا، رقم: ۴)

وسلم) کے عہد کو توڑو اور جب تم کسی قلعہ والوں کو محاصرہ کر لو اور وہ قلعہ والے یہ چاہتے ہوں کہ تم انہیں اللہ کے حکم کے مطابق قلعہ سے نکالو تو تم اللہ کے حکم کے مطابق نہ نکالو بلکہ انہیں اپنے حکم کے مطابق نکالو کیونکہ تم اس بات کو نہیں جانتے کہ تمہاری رائے اور اجتہاد اللہ کے حکم کے مطابق ہے یا نہیں۔

تو جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ضامن بنا کر کیے ہوئے عہد میں تصرف کی اجازت نہیں تو وہ حق جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص ہے اس میں تصرف کیونکر جائز ہو سکتا ہے؟؟؟

### اجماع امت شاتم رسول کی سزا:

ہم یہاں پر شاتم رسول کی سزا پر اجماع نقل کرنے کے ساتھ ساتھ نمبر لگا کر ان چند علماء کی تعداد بھی واضح کرنا چاہتے ہیں جنہوں نے اس کے اجماع ہونے کا اقرار کیا اور یہ کوئی عام علماء نہیں بلکہ اپنے وقت کے امام، فقیہ، مفتی، جٹس اور چیف جٹس ہیں۔

إِجْمَاعُ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَائْتِنَةُ الْفَقَہِ مِنْ كَذْنِ الصَّحَابَةِ رَضَوَانِ اللَّهُ عَلَيْهِمْ إِلَى هَلَمْ جَزَا، قَالَ أَبُو بَكْرٍ بِنَا الْمُنْذِرِ أَجْمَعَ عَوَامِ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى أَنْ مَنْ سَبَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقْتَلُ وَمِمَّنْ قَالَ ذَلِكَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَاللَّيْثُ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ وَهُوَ مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ قَالَ الْقَاضِي أَبُو الْفَضْلِ وَهُوَ مُقْتَضَى قَوْلِ أَبِي بَكْرٍ الصَّدِيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَلَا تُقْبَلُ تَوْبَتُهُ عِنْدَ هَؤُلَاءِ، وَبِشَيْلِهِ قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَأَصْحَابُهُ

وَالشُّوَرِيُّ وَأَهْلُ الْكُوفَةِ وَالْأَوْدَاعِيُّ فِي الْمُسْلِمِينَ لِكُتْمِهِمْ قَالُوا هِيَ رِدَّةٌ، وَرَوَى مِثْلُهُ الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مَالِكٍ وَحَكَّى الطَّبْرِيُّ مِثْلَهُ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَصْحَابِهِ فَيَسْنُ تَنْقِصَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ بَرئ مِنْهُ أَوْ كَذَّبَهُ وَقَالَ سُخْنُونُ فَيَسْنُ سَبُّهُ ذَلِكَ رِدَّةٌ كَالْزَنْدَقَةِ وَقَدْ ذَكَرَ غَيْرُ وَاحِدٍ الْإِجْمَاعَ عَلَى قَتْلِهِ وَتَكْفِيرِهِ وَأَشَارَ بَعْضُ الطَّاهِرِيَّةِ وَهُوَ أَبُو مُحَمَّدٍ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ الْفَارِسِيُّ إِلَى الْخِلَافِ فِي تَكْفِيرِ الْمَسْخُوفِ بِهِ وَالتَّعَرُّفِ مَا كُنْ مِنْهُ (۱)

(۱)... (الشافعی بعن ید حقوق المصطفی - مدلیلا بالمحاضیة السیاسة مزیل الخفاء عن الفاظ الشفاء. المؤلف: أبو الفضل القاضی عیاض بن موسی الیحصی

(المعول: 544ھ). المحاضیة: أحمد بن محمد بن محمد العسبی (المعول: 873ھ). الناصر: دار الفكر الطباعة والنشر والعولیع. عام النشر: 1409ھ-1988

مر. 2. ص 214. 215... الاھراف ج 2 ص 244)

ترجمہ: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لے کر آج تک کے علماء و ائمہ فتویٰ کا اجماع رہا ہے (کہ جو کوئی گالی دے یا تنقیص شان کرے اسے قتل کر دیا جائے)۔ (۱) ابو بکر بن منذر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ عام اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ جو نبی کریم ﷺ کو گالی دے وہ قتل کر دیا جائے۔ (۲) اور جو علماء اس کے قائل ہیں ان میں امام مالک بن انس، لیث، امام احمد اور اسحاق رحمہم اللہ وغیرہ ہیں اور یہی مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے۔

(۷) قاضی ابوالفضل (عیاض) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کا اقتضاء یہی ہے۔ ان علماء کے نزدیک اس کی توبہ قبول نہ کی جائے اور (۸) (۱۱۳۸) (امام اعظم) ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب اور ثوری و اہل کوفہ اور اوزاعی وغیرہ رحمہم اللہ نے بھی مسلمانوں کے ساتھ ایسا ہی فرمایا ہے لیکن یہ سب فرماتے ہیں کہ یہ درست ہے اور اسی کے مثل ولید بن مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت نقل کی ہے۔

(۱۲) اور طبری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی روایت کی مثل امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے اصحاب سے نقل کیا کہ یہ حکم اس کے لئے ہے جو حضور ﷺ کی تنقیص کرے یا آپ ﷺ سے بے زار ہو یا آپ ﷺ کی تکذیب کرے اور بخون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ جو آپ کو گالی دے وہ مثل زندیق مرتد ہے۔

بلاشبہ بکثرت علماء نے اس کے قتل و کفر پر اجماع نقل کیا ہے اور بعض ظاہریوں نے یعنی ابو محمد علی بن احمد فارسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے استخفاف کرنے والے کی تکفیر میں اختلاف کا اشارہ کیا ہے۔ حالانکہ مشہور وہی ہے جسے ہم نے بیان کیا ہے۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سُوْدَانَ أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ أَنَّ شَاتِمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَقَصِّصُ لَهُ كُفْرٌ وَالْوَعِيدُ جَارٍ عَلَيْهِ بِعَذَابِ اللَّهِ لَهُ وَحُكْمُهُ عِنْدَ الْأُمَّةِ قَتْلٌ وَمِنْ شَكٍّ فِي كُفْرِهِ وَعَذَابُهُ كُفْرٌ، وَاحْتَجَّ إِبْرَاهِيمُ بْنُ حُسَيْنٍ بْنُ حَالِدِ الْفَقِيهِي فِي مِثْلِ هَذَا بِقَتْلِ حَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ مَالِكِ ابْنِ نُؤَيْرَةَ لِقَوْلِهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاحِبُكُمْ، وَقَالَ أَبُو سُلَيْمَانَ النُّعْمَانِيُّ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اخْتَلَفَ فِي وَجُوبِ قَتْلِهِ إِذَا كَانَ مُسْلِمًا، وَقَالَ ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ فِي كِتَابِ

ابن سَخْنُونُ وَالْمُبْسُوطُ وَالْعُتْبِيَّةُ وَحَكَاةُ مُطَرِّفٍ عَنْ مَالِكٍ فِي كِتَابِ ابْنِ حَبِيبٍ مِنْ سَبِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ قُتِلَ وَلَمْ يُسْتَنْبَ، (۱)

(13) محمد بن سحنون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ علماء کا اجماع ہے کہ شاتمِ نبی ﷺ اور آپ کی تنقیص کرنے والا کافر ہے اور اس پر عذاب الہی کی وعید جاری ہے اور اُمتِ مسلمہ کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے وَمَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهِ وَعَذَابُهُ كُفْرٌ يَعْنِي جَوَاسِ كُفْرٍ أَوْ مُسْتَحَقَّ عَذَابِ اللَّهِ هُوَ فِيهِ فِي شَكِّكَ كَرَّهِهُ (14) اور فقیہ ابراہیم بن حسین بن خالد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایسوں کے قتل کرنے کے حکم میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مالک ابن نویرہ کو قتل کرنے سے حجت پکڑی ہے کیونکہ مالک ابن نویرہ نے نبی کریم ﷺ کے لئے صَاحِبُكُمْ (تمہارے ساتھی) سے تعریض کی تھی۔

(15) ابوسلیمان خطابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں کسی مسلمان کو نہیں جانتا جس نے اس کے قتل کے وجوب میں اختلاف کیا ہو جبکہ وہ مسلمان کہلاتا ہو اور (16) ابن قاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ”کتاب ابن سحنون“ اور ”مبسوط“ اور ”غنیۃ“ میں کہا ہے اور (17) اسے مطرف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ”کتاب ابن حبيب“ میں نقل کیا ہے کہ جو مسلمان نبی کریم ﷺ پر سب و شتم کرے وہ قتل کر دیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے۔

قَالَ ابْنُ الْقَاسِمِ فِي الْعُتْبِيَّةِ مَنْ سَبَّهُ أَوْ شَتَّمَهُ أَوْ عَابَهُ أَوْ تَنَقَّصَهُ فَإِنَّهُ يُقْتَلُ وَحُكْمُهُ عِنْدَ الْأُمَّةِ الْقَتْلُ كَالزُّنْدِيقِ وَقَدْ فَرَضَ اللَّهُ تَعَالَى تَوْقِيرَهُ وَبَرَّةً وَفِي الْمُبْسُوطِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ كِنَانَةَ مَنْ شَتَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ قُتِلَ أَوْ صُلِبَ حَيًّا وَلَمْ يُسْتَنْبَ، وَالْإِمَامُ مُخَيَّرُ بَيْنِ صَلْبِهِ حَيًّا أَوْ قَتْلِهِ، وَمِنْ رِوَايَةِ أَبِي الْمُنْصَبِ وَابْنِ أَبِي أُوَيْسٍ سَبْعًا مَالِكًا يَقُولُ مَنْ سَبَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ شَتَّمَهُ أَوْ عَابَهُ أَوْ تَنَقَّصَهُ قُتِلَ مُسْلِمًا كَانَ أَوْ كَافِرًا وَلَا

(۱) ... (مہاجر السول 261.... السلي الملول 120... الشفا بعريف حقوق المصطفى - مديلا بالمحاشية المسبقة مزيل الحفاء عن الفاظ الشفاء. المؤلف:

أبو الفهل القاضى عياض بن موسى البهصى (المعول: 544هـ). المحاشية: أحمد بن محمد بن محمد الشيمى (المعول: 873هـ). الناشر: دار الفكر الطباعة

والنشر والتوزيع. عام النشر: 1409هـ - 1988م. ص 215. 216)

يُسْتَتَابُ، وَإِنْ كِتَابٌ مُخْتَدُّ أَخْبَرَنَا أَصْحَابُ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ مَنْ سَبَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ غَيْرَهُ مِنَ النَّبِيِّينَ مِنْ مُسْلِمٍ أَوْ كَافِرٍ قُتِلَ وَلَمْ يُسْتَتَابْ، وَقَالَ أَصْبَغٌ، يُقْتَلُ عَلَى كُلِّ حَالٍ أَسَرَ ذَلِكَ أَوْ أَظْهَرَ وَلَا يُسْتَتَابُ لِأَنَّهُ تَوْبَتُهُ لَا تُعْرَفُ، وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْحَكَمِ مَنْ سَبَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مُسْلِمٍ أَوْ كَافِرٍ قُتِلَ وَلَمْ يُسْتَتَابْ وَحَكَى الطَّبْرِيُّ مِثْلَهُ عَنْ أَشْهَبَ عَنْ مَالِكٍ، (۱)

ترجمہ: (18) ابن قاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ”عتبہ“ میں کہا کہ جو بھی آپ ﷺ کو برا کہے یا گالی دے یا عیب جوئی کرے یا تنقیص شان کرے تو اسے قتل کر دیا جائے اور اس کا حکم امت مسلم کے نزدیک قتل زندیق کی مثل ہے کیونکہ بلاشبہ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کی توقیر اور آپ ﷺ کو بھلائی سے یاد کرنے کو فرض قرار دیا ہے (19) اور ”مبسوط“ میں عثمان بن کنانہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل ہے کہ جس مسلمان نے نبی کریم ﷺ کو گالی دی تو اسے قتل کر دیا جائے یا زندہ سولی پر چڑھا دیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے اور امام (حاکم وقت) کو اختیار ہے کہ چاہے وہ زندہ سولی پر چڑھا دے یا اسے قتل کر دے۔

(20 ت-21) اور ابی مہذب اور ابی حمزہ اللہ کی ایک روایت میں ہے کہ ہم نے امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ فرماتے سنا کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کو برا کہا یا گالی دی یا عیب جوئی یا تنقیص شان کر دی خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر قتل کر دیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے۔

(22) اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب میں ہے کہ ہمیں اصحاب مالک رحمہم اللہ نے خبر دی ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: جس نے نبی کریم ﷺ کو یا آپ ﷺ کے سوا دیگر انبیاء علیہم السلام کو گالی دی خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر قتل کر دیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے۔

(23) اور اصبح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ہر حال میں ایسوں کو قتل کر دیا جائے خواہ وہ چھپا کر کہے یا اعلانیہ کہے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے۔ اس لئے کہ اس کی توبہ مشہور نہیں ہو سکتی۔

(۱) ... (الشفاء بتعريف حقوقي المصطفى - مذيلا بالحاشية المسماة مزيل الغفاء عن الفاظ الشفاء. المؤلف: أبو الفضل القاضى عياض بن موسى المصطفى (المتوفى: 544 هـ). الحاشية: أحمد بن محمد بن محمد الشافعى (المتوفى: 873 هـ). القاهرة: دار الفكر الطباعة والنشر والعولم. عام النشر: 1409 هـ - 1988 م. ص 215، 216)

(24) اور عبد اللہ بن عبد الحکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ جو بھی نبی کریم ﷺ کو گالی دے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر قتل کر دیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے اور طبری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (25) اسی کے مثل اشہب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے وہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کی ہے۔

وَرَوَى ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَالِكٍ مِنْ قَالَ إِنَّ رَدَاءَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَيَزِيدُ بْنُ زُرَّارٍ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَسِخَ أَرَادَ بِهِ عَيْنَهُ قَتْلَ، وَقَالَ بَعْضُ حُلَمَائِنَا أَجْمَعَ الْعُلَمَاءَ عَلَى أَنَّ مَنْ دَعَا عَلَى نَبِيٍّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ بِالْوَيْلِ أَوْ بِشَيْءٍ مِنَ الْمَكْرُوهِ أَنَّهُ يُقْتَلُ بِلَا اسْتِثْنَاءٍ وَأَفْتَى أَبُو الْحَسَنِ الْقَاسِمُ فِيمَنْ قَالَ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَبَّالُ يَتِيمٌ أَبِي طَالِبٍ بِالنَّقْلِ، وَأَفْتَى أَبُو مُحَمَّدٍ بْنُ أَبِي زَيْدٍ بِقَتْلِ رَجُلٍ سَبَّحَ قَوْمًا يَتَذَكَّرُونَ صِفَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ مَرِبَهُمْ رَجُلٌ قَبِيحُ الْوَجْهِ وَاللَّحْيَةِ فَقَالَ لَهُمْ تُرِيدُونَ تَعْرِفُونَ صِفَتَهُ هِيَ فِي صِفَةِ هَذَا السَّارِفِ خَلْقِهِ وَلِيَحْيَتِهِ قَالَ وَلَا تَقْبَلُ تَوْبَتَهُ وَقَدْ كَذَبَ لَعْنَةُ اللَّهِ وَلَيْسَ يَخْرُجُ مِنْ قَلْبِ سُلَيْمِ الْإِيمَانِ (١)

ترجمہ: (26) اور ابن وہب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا کہ جو یہ کہے کہ نبی کریم ﷺ کی چادر ایسی ہے اور ایک روایت یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی زورہ دریدہ (جھٹی ہوئی) ہے اور اس کی مراد اس سے عیب جوئی ہو تو وہ قتل کر دیا جائے۔

(27) بعض مالکی علماء فرماتے ہیں کہ علماء کا اجماع ہے کہ جس نے کسی نبی کے لئے ویل (ہلاکت) کی یا کسی مکروہ شے کی بددعا کی وہ بلا توبہ قبول کئے قتل کر دیا جائے۔

(28) اور ابوالحسن قاسمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس شخص کو قتل کرنے کا فتویٰ دیا جس نے نبی کریم ﷺ کے حق میں حمال (بوجھ اٹھانے والا) ابوطالب کا یتیم کہا تھا۔

(29) اور ابو محمد بن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس شخص کو قتل کرنے کا فتویٰ دیا جو ایسی قوم سے ہے کہ وہ

(١) ... (الغناء بتعريفه حقوق المصطفى - ملحقاً بالمحافل المسماة مزيل الغناء عن الفاظ الغناء: المؤلف: أبو الفضل العباسي عياض بن موسى البصري

(المعوى: 544 هـ). المحامدة: أحمد بن محمد بن عبد الحميد (المعوى: 873 هـ). العاشر: دار الفكر الطباعة والنشر والعوزيع. عام النشر: 1409 هـ - 1988

قوم نبی کریم ﷺ کی صفت بیان کر رہی ہو اور اتفاقاً ان میں ایک ایسا مرد گزرے جو بد صورت اور بد ریش ہو پھر وہ قوم سے کہے اگر تم حضور (ﷺ) کی صفت جانتا چاہتے ہو تو دیکھو آپ (ﷺ) (معاذ اللہ) اس بد صورت اور بد ریش گزرنے والے شخص کی طرح تھے۔

(30) ابو محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی توبہ قبول نہ کی جائے کیونکہ اس نے یقیناً جھوٹ بکا اللہ عزوجل کی اس پر لعنت ہو ایسی بات کسی سلیم الایمان کے دل سے نہیں نکلتی۔

وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ أَبِي سَلِيمَانَ صَاحِبُ سَحْنُونٍ مِنْ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَسْوَدَ، يُقْتَلُ، وَقَالَ فِي رَجُلٍ قِيلَ لَهُ لَا وَحَقَّ رَسُولُ اللَّهِ، فَقَالَ فَعَلَ اللَّهُ بِرَسُولِ اللَّهِ كَذَا - وَذَكَرَ كَلَامًا قَبِيحًا - فَقِيلَ لَهُ مَا تَقُولُ يَا عَدُوَّ اللَّهِ؟ فَقَالَ أَشَدُّ مِنْ كَلَامِهِ الْأَوَّلِ ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا أَرَدْتُ بِرَسُولِ اللَّهِ الْعُقْرَبَ فَقَالَ ابْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ لِلَّذِي سَأَلَهُ أَشْهَدُ عَلَيْهِ وَأَنَا شَرِيكَكَ، يَرِيدُ فِي قَتْلِهِ وَثَوَابَ ذَلِكَ

ترجمہ: (31) اور احمد بن ابی سلیمان صاحب سحنون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا جو کہے نبی کریم ﷺ سیاہ فام (کالے) تھے اسے قتل کر دیا جائے۔ اور انہوں نے اس شخص کے بارے میں کہا کہ جس سے کہا گیا کہ نہیں اور قسم ہے رسول اللہ ﷺ کے حق کی تو اس نے کہا کہ خدا رسول اللہ (ﷺ) کے ساتھ ایسا کیا کرے اور کوئی بری بات ذکر کی تو اس سے کہا گیا اے اللہ عزوجل کے دشمن تو کیا بکتا ہے تو اس پر اس نے پہلے سے زیادہ سخت بات کہی پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ (ﷺ) سے بچھو مراد لیا تھا۔ (32) اس پر ابن سلمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے جواب دیا جس نے ان سے ایسی بات دریافت کی تھی کہ میں گواہی دیتا ہوں اور میں تیرا شریک ہوں مطلب یہ ہے کہ (تو اسے قتل کر دے گا) اس کے قتل و ثواب میں تیرا شریک ہوں۔

قَالَ حَبِيبُ بْنُ أَبِي الرَّبِيعِ لَأَنْ أَدْعَاءَ التَّأْوِيلِ فِي لَفْظِ صَرَّاحٍ لَا يَقْبَلُ أَنَّهُ اسْتِهَانٌ وَهُوَ غَيْرُ مَعْزُورٍ

(۱) (الشفاع بتعريف حقوق المصطفى - منبذلاً بالحاشية المسماة مزبل الخفاء عن ألفاظ الشفاء. المؤلف: أبو الفضل القاطن عياض بن موسى اليحصبي (المتوفى: 544هـ). الحاشية: أحمد بن محمد بن محمد الشامي (المتوفى: 873هـ). الناشر: دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع. عام النشر: 1409هـ - 1988م. 2. ص 216)



لرسول الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا مَوْقِرَ لَهُ فَوَجِبَ إِبَاحَةُ دَمِهِ، وَأُفْتِيَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ بْنُ عَتَابٍ فِي عَشَارِ قَالَ لِرَجُلٍ أَدَّ وَأَشْكُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ إِنْ سَأَلْتَ أَوْ جَهِلْتَ فَقَدْ جَهِلَ وَسَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّقْلِ وَأُفْتِيَ فَقَهَاءُ الْأَنْدَلُسِ بِقَتْلِ ابْنِ جَاتِمِ الْمُتَفَقِّهِ الطَّلِيظِيِّ وَصَلِيهِ بِمَا شَهِدَ عَلَيْهِ بِهِ مِنْ اسْتِخْفَافِهِ بِحَقِّ النَّبِيِّ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَسْمِيَّتِهِ إِيَّاهُ أَثْنَاءَ مُنَاطَرَتِهِ بِالْيَتِيمِ وَخَتَنَ حَيْدَرَةَ وَزَعِيهِ أَنْ زُهِدَهُ لَمْ يَكُنْ قَصْدًا وَلَوْ قَدَّرَ عَلَى الطَّيِّبَاتِ أَكَلَهَا إِلَى أَشْبَاهِ لِهَذَا، وَأُفْتِيَ فَقَهَاءُ الْقَيْرَوَانِ وَأَصْحَابُ سُخُنُونِ بِقَتْلِ إِبْرَاهِيمَ الْفَزَارِيِّ وَكَانَ شَاعِرًا مُتَفَقِّنًا فِي كَثِيرٍ مِنَ الْعُلُومِ وَكَانَ مِمَّنْ يَحْضُرُ مَجْلِسَ الْقَاضِي أَبِي الْعَبَّاسِ بْنِ طَالِبٍ لِلْمُنَاطَرَةِ فَرَفَعَتْ عَلَيْهِ أُمُورٌ مُنْكَرَةٌ مِنْ هَذَا الْبَابِ فِي الاسْتِهْزَاءِ بِاللَّهِ وَأَنْبِيَائِهِ وَنَبِيِّنَا صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَحْضَرَ لَهُ الْقَاضِي يَحْيَى بْنُ عُثْرٍ وَغَيْرُهُ مِنَ الْفُقَهَاءِ وَأَمَرَ بِقَتْلِهِ وَصَلَبِهِ فَطَعَنَ بِالسَّكِّينِ وَصَلَبَ مُنْكَسًا ثُمَّ أُنْزِلَ وَأُحْرِقَ بِالنَّارِ، وَحَكَى بَعْضُ الْمُؤَرِّخِينَ أَنَّ لَنَا رَفَعَتْ خَشْبَتَهُ وَزَالَتْ عَنْهَا الْأَيْدِي اسْتِدَارَتِ وَحَوْلَهُ عَنِ الْقِبْلَةِ فَكَانَ آيَةً لِلْجَمِيعِ وَكَبَرِ النَّاسِ، وَجَاءَ كَلْبُ فُولَغٍ فِي دَمِهِ فَقَالَ يَحْيَى بْنُ عُثْرٍ صَدَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ حَدِيثًا عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ (لَا يَدْخُلُ الْكَلْبُ فِي دَمِ مُسْلِمٍ) ○

ترجمہ: حبیب ابن ربیع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ لفظ صریح میں دعویٰ تاویل ناقابل قبول ہے کیونکہ اس میں آپ ﷺ کی توہین و تحقیر ہے اور یہ شخص آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر کا ادا کرنے والا نہیں ہے لہذا اس کے خون کا مباح ہونا واجب ٹھہرا۔

(33) اور ابو عبد اللہ بن عتاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس عشر لینے والے پر قتل کا فتویٰ دیا جس نے کسی شخص سے کہا تھا۔ مجھے عشر ادا کر دو اور اس کا شکوہ نبی کریم (ﷺ) سے کرو اور اس نے کہا کہ اگر میں

(۱) ... (الشفاء بتعريف حقوق المصطفى - مديلا بالمحاشية المسبابة مزيل الخفاء عن ألفاظ الشفاء. المؤلف: أبو الفضل القاضي عياض بن موسى اليحصبي

(المتوفى: 544هـ). المحاشية: أحمد بن محمد بن محمد الشيبني (المتوفى: 873هـ). الناشر: دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع. عام النشر: 1409هـ - 1988

نے مانگا ہے یا نادانی کی ہے تو (معاذ اللہ) حضور (ﷺ) نے نادانی کی اور انہوں نے مانگا۔  
 (34) اور فقہائے اندلس نے ابن حاتم طلمی کے قتل کرنے اور سولی دینے کا متفقہ فتویٰ دیا کیونکہ اس کے اوپر گواہی گزری کہ اس نے نبی کریم ﷺ کے حق کا استخفاف کیا ہے کیونکہ اس نے مناظرہ کے دوران حضور ﷺ کو یتیم اور حیدر کا ختن (حیدرہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خسر کہہ کر خطاب کیا تھا اور دعویٰ کیا کہ آپ کا زہد اختیاری نہ تھا اور اگر آپ قدرت رکھتے تو طیبات کھاتے اور اس قسم کے اور خرافات بکے تھے۔ (معاذ اللہ)

(35) اور قیروان کے فقہاء اور سخون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اصحاب نے ابراہیم فزاری کو قتل کرنے کا فتویٰ دیا حالانکہ وہ ایک شاعر اور اکثر علوم کا ماہر تھا۔

(36) اور قاضی ابوالعباس بن طالب کی مجلس مناظرہ میں حاضر ہوا کرتا تھا پس اس پر بہت سی ایسی بے ہودہ باتیں ثابت ہوتیں جس میں اللہ عزوجل انبیاء کرام علیہم السلام اور ہمارے نبی ﷺ کے بارے میں استخفاف و استہزاء تھا۔ (37) اس پر قاضی یحییٰ بن عمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ فقہاء نے اسے عدالت میں طلب کیا اور اسے قتل کرنے اور سولی دینے کا حکم دیا چنانچہ اس کے پیٹ میں چھری ماری گئی اور الٹا کر کے سولی دی گئی پھر اتارا گیا اور آگ میں جلایا گیا۔

اور بعض مؤرخین نقل کرتے ہیں کہ جب اس کی سولی کا تختہ اٹھایا گیا اور وہ لوگوں کے ہاتھوں علیحدہ ہوا تو تختے نے چکر کاٹا اور اسے قبلہ سے پھیر دیا تو یہ تمام کے لئے عبرتناک نشانی تھی اور لوگوں نے تکبیر بلند کی پھر ایک کتا آیا اور اس کے خون کو چاٹا۔

(37) اس پر یحییٰ بن عمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا اور آپ ﷺ کی ایک حدیث ذکر کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کتا کسی مسلمان کا خون نہیں پیتا ہے۔

وَقَالَ الْقَاضِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُرَاطِ (مَنْ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُزْمٌ يُسْتَتَابُ فَإِنَّ تَابَ وَإِلَّا قُتِلَ لَا أَنَّهُ تَنْقُصُ إِذْ لَا يَجُوزُ ذَلِكَ عَلَيْهِ فِي خَاصَّتِهِ إِذْ هُوَ عَلَى بَصِيرَةٍ مِنْ أَمْرِهِ وَيَقِينُ مِنْ عِصْيَتِهِ، وَقَالَ حَبِيبُ بْنُ رَبِيعٍ الْقُرَوِيُّ مَذْهَبُ مَالِكٍ وَأَصْحَابِهِ أَنْ مَنْ قَالَ فِيهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فِيهِ نَقْصٌ قُتِلَ دُونَ اسْتِنَابَةٍ، وَقَالَ ابْنُ عَتَّابٍ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ

مَوْجِبَانِ أَنْ مَنْ قَصَدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَذَى أَوْ نَقَصٍ مُعَرَّضًا أَوْ مُصَرَّحًا وَإِنْ قُلَّ فَقَتْلُهُ وَاجِبٌ، فَهَذَا الْبَابُ كُلُّهُ مِمَّا عَدَّهُ الْعُلَمَاءُ سَهًا أَوْ تَنَقُّصًا يَجِبُ قَتْلُ قَائِلِهِ لَمْ يَخْتَلَفْ فِي ذَلِكَ مُتَقَدِّمُهُمْ وَلَا مُتَأَخِّرُهُمْ وَإِنْ اخْتَلَفُوا فِي حُكْمِ قَتْلِهِ عَمَّا أَشْرْنَا إِلَيْهِ وَكَذَلِكَ أَقُولُ حُكْمَ مَنْ غَنَصَهُ أَوْ غَيْرُهُ بِرِعَايَةِ الْغَنَمِ أَوْ السَّهْوِ أَوْ التَّسْيَانِ أَوْ السَّخَرِ أَوْ مَا أَصَابَهُ مِنْ جُزْءٍ أَوْ هَرَبَةٍ لِيَبْغُضَ جُيُوشَهُ أَوْ أَذَى مِنْ عَدُوَّةٍ أَوْ شِدَّةٍ مِنْ زَمَنِهِ أَوْ بِالسَّبِيلِ إِلَى نِسَائِهِ فَحُكْمُ هَذَا كُلُّهُ لِمَنْ قَصَدَ بِهِ نَقْصَهُ الْقَتْلُ (۱)

ترجمہ: (39) قاضی ابو عبد اللہ بن مرابط رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کو ہزیمت ہوئی تو اس سے توبہ کرائی جائے ورنہ قتل کر دیا جائے کیونکہ اس نے آپ ﷺ کی تنقیص کی۔

اس لئے کہ یہ مسلمان پر جائز نہیں خاص کر آپ ﷺ کے حق میں یہ کہے۔ کیونکہ آپ کو اپنے معاملہ کا انجام معلوم اور اپنی عصمت پر یقین تھا۔

(40) حبیب بن ربیع قروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے اصحاب کا مذہب یہ ہے کہ جو شخص آپ ﷺ کے حق میں ایسی بات کہے جس میں تنقیص شان ہو اسے بلا توبہ لئے قتل کر دیا جائے۔

(41) ابن عتاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ کتاب و سنت دونوں اس شخص کے قتل کو واجب ٹھہراتے ہیں جو نبی کریم ﷺ کی ایذا یا منقصت کا ارادہ کرے خواہ وہ تعریضاً ہو یا تصریحاً اگرچہ کم ہی کیوں نہ ہو۔

ثابت ہوا کہ ہر اس بات سے جن کو علماء نے گالی یا منقصت میں شمار کیا ہے۔ اس کے قائل کو قتل کرنا واجب ہے۔ اس میں متقدمین و متاخرین علماء کا کوئی اختلاف نہیں ہے اور اختلاف ہے بھی تو اس میں جس کا ہم

(۱)۔۔۔ (الشفاء بتعريف حقوق المصطفى - مذيلا بالحاشية المسماة مزيل الخفاء عن ألفاظ الشفاء - المؤلف: أبو الفضل القاضي عياض بن موسى اليحصبي

(المتولى: 544هـ). الحاشية: أحمد بن محمد بن محمد الشمني (المتولى: 873هـ). الناشر: دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع. عام النشر: 1409هـ - 1988

نے اشارہ کیا (یعنی بلا توبہ لئے قتل کیا جائے یا توبہ قبول نہ کی جائے وغیرہ)۔

علیٰ ہذا القیاس میں (عیاض ماکلی) کہتا ہوں کہ یہی حکم اس شخص کا بھی ہے جو آپ ﷺ پر کوئی عیب لگائے یا آپ ﷺ کے بکری چرانے یا سہو و نسیان یا سحر یا وہ زخم جو آپ ﷺ کو کبھی کبھی لگے یا جو بعض لشکروں کو ہزیمت ہوئی یا جو آپ ﷺ کے دشمن سے اذیت پہنچی یا اہل زمانہ سے جو تکلیف پہنچی یا جو بیویوں کی طرف آپ ﷺ کا میلان تھا وغیرہ سے آپ ﷺ کو عار دلانے۔ پس ان تمام باتوں کا حکم جو آپ ﷺ کی اس کے ذریعہ تنقیص شان کا ارادہ کرے قتل کر دینا ہے۔ اس بارے میں علماء کے مذاہب کچھ تو گزر چکے اور آگے بھی آرہے ہیں جو اسی پر دلالت کریں گے۔ (مزید شوق رکھنے والے قارئین شفاء شریف کا مطالعہ فرمائیں، ابو احمد غفرلہ)۔

(42) علامہ ابن تیمیہ نے بھی اس بات پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اجماع نقل کیا ہے۔ دیکھیے (الصارم

المسلول، ص 200 وما بعد)

(43) اس طرح امام سبکی علیہ الرحمۃ نے بھی اس پر اجماع امت نقل کیا ہے، دیکھیے (السیف المسلول، ص 119،

اور اس کے بعد کی عبارت بھی ضرور پڑھیے جس میں امام سبکی علیہ الرحمۃ نے اس پر قرآن، سنت، اور اجماع و قیاس سے دلائل کے انبار لگائے ہیں۔

اب یہاں پر دو باتیں کھل کر سامنے آگئی ہیں:

1- یہ کہ نبی اکرم ﷺ نے گستاخ رسول ﷺ کو قتل کرنے میں اپنا حق ساقط کر دیا (یہ حق امت ساقط نہیں کر سکتی جیسا کہ ماقبل بھی گزرا اور آگے بھی آئے گا)

2- جب کسی گستاخ کو قتل کر دیا جائے تو اس کا خون لغو و باطل ہے اس میں دیت و قصاص بالکل نہیں۔ علامہ ابن تیمیہ نے کہا کہ:

ان النبی ﷺ کان له ان یعفو عن شتمه و سبه فی حیاته و لیس للامۃ ان تعفو عن

ذلک (۱)

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ کو اپنی حیات (ظاہرہ) میں حق تھا کہ وہ شاتم رسول کو معاف کر دیں لیکن امت

مصطفیٰ ﷺ کو یہ حق حاصل بالکل نہیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ شاتم رسول، اب یعنی رسول اللہ ﷺ کے حیاتِ ظاہرہ کے بعد کافر ہو جاتا ہے اور اس کا خون حلال ہے۔

### قیاس شاتم رسول کی سزا:

یہ بات تو روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ گستاخ رسول جب رسول اللہ ﷺ کو گالی دیتا ہے تو اسی وقت دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہو جاتا ہے، اور اپنے دین کو بدل دیتا ہے۔ یہ لوگوں کی سزا بالا جماع قتل ہے اور اس پر کئی نصوص دلالت کرتی ہیں اور خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

من بدل دینہ فاقتلوه (۱)

ترجمہ: جس نے اپنا دین بدل لیا (یعنی اسلام کے بعد مرتد ہو گیا) اس کو قتل کرو۔

اسی طرح امام سبکی فرماتے ہیں کہ شاتم رسول مرتد اور اپنے دین کو تبدیل کرنے والا ہے اس کو رسول اللہ ﷺ کے

فرمان:

من بدل دینہ فاقتلوه (۲)

کے عموم میں داخل کیا جائے گا (یعنی قتل کیا جائے گا) پس نص سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ شاتم رسول کو مرتد پر قیاس کرنا چاہیے اس لیے کہ شتم رسول ارتداد سے بڑھ کر جرم ہے۔

### ذمی گستاخ رسول کی سزا:

اور اگر شاتم رسول ذمی کافر ہو تو وہ اپنے اس فعلِ قبیح کے ساتھ اپنے عہد کو توڑنے والا ہے اس کو بھی قتل کیا جائے گا اسی پر عام اہل علم کا فتویٰ ہے اس بارے میں بھی امام سبکی علیہ الرحمۃ نے کئی دلائل بیان کیے ہیں اور اس کے قتل پر تصریح فرمائی ہے ہم یہاں چند بیان کرتے ہیں مزید شوق والے حضرات اصل کتاب کی طرف رجوع فرمائیں:

امام سبکی علیہ الرحمۃ نے قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمۃ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ:

فَأَمَّا الذِّمِّيُّ إِذَا صَرَّحَ بِسَبِّهِ أَوْ عَرَّضَ أَوْ اسْتَخَفَّ بِقَدْرِهِ أَوْ وَصَفَهُ بِغَيْرِ الْوَجْهِ الَّذِي كَفَّرَ بِهِ فَلَا

(۱)... (صحيح بخاری، كتاب الجهاد، باب لا يعذب بعذاب الله)

(۲)... (صحيح بخاری، كتاب الجهاد، باب لا يعذب بعذاب الله)

خِلَافٍ عِنْدَنَا فِي قَتْلِهِ إِنْ لَمْ يُسَلِّمْ لَأَنَّا لَمْ نُعْطِهِ الدِّمَّةَ أَوْ الْعَهْدَ عَلَى هَذَا وَهُوَ قَتُولُ عَامَّةِ الْعُلَمَاءِ (۱)

ترجمہ: ذمی (غیر مسلم) تو جب وہ صراحت کے ساتھ نبی کریم ﷺ کو (معاذ اللہ) گالی دیں یا تعریض کریں یا مرتبہ عالی کا استخفاف کریں یا اس خاص وجہ کے علاوہ جس کی بنا پر وہ کافر ہے کسی اور صفت کے ساتھ توصیف کریں تو اس صورت میں بھی اسکے قتل میں ہمارے نزدیک اختلاف نہیں ہے۔ بشرطیکہ وہ اسلام نہ لایا ہو اس لئے کہ ہم نے اس خصوص میں اس کا عہد و ذمہ نہیں لیا ہے عام علماء کا یہی قول ہے۔

اس کے بعد امام سبکی نے جو علامہ مفتی قاضی عیاض مالکی نے فرمایا اس کے ثبوت میں کتاب، سنت، اور افعال صحابہ کرام سے کئی دلائل دیے ہیں اور یہی مذہب عام اہل علم کا ہے اس لیے کہ ذمی اس (شتم رسول) کے ساتھ عہد کو توڑنے والا ہو جاتا ہے۔

1۔ پہلی بات تو یہ کہ ماقبل جو آیات ہم نے ذکر کیں ان میں عموم ہے وہ مسلمان اور ذمی و کافر سب کو شامل ہیں ان میں دو آیات پھر پیش کرتا ہوں:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا (۲)

ترجمہ: بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اور فرماتا ہے:

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (۳)

(۱).... (السيف المسلول، 234 وما بعد.... الشفا بتعريف حقوق المصطفى - مذيلا بالحاشية المسبأة مزيل الخفاء عن ألفاظ الشفاء. المؤلف: أبو الفضل القاضي عياض بن موسى اليحصبي (المتوفى: 544هـ). الحاشية: أحمد بن محمد بن محمد الشنبل (المتوفى: 873هـ). الناشر: دار الفكر الطباعة والنشر والتوزيع. عام النشر: 1409هـ - 1988م. 2. ص 262)

(۲).... (الأحزاب: ۵۶)

(۳).... (التوبة: ۱۱)

ترجمہ: اور وہ جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔  
ان آیات میں لفظ عام ہے ہر ایذا دینے والے کو شامل ہے اور اس کا قائل چاہے مسلمان ہو یا کافر یا ذمی ملعون ہے اور اس کا قتل جائز ہے۔

اور ایک آیت میں تو صراحتاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا دیا کہ:

وَإِنْ نَكَثُوا أَيْمَانَهُمْ مِنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوا فِي دِينِكُمْ فَقَتِلُوا أَتَيْتُمُ الْكُفْرَ \* إِنَّهُمْ لَا آيَتِينَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُونَ (۱)

ترجمہ: اور اگر عہد کر کے اپنی قسمیں توڑیں اور تمہارے دین پر منہ آئیں تو کفر کے سرغنوں سے لڑو  
بیشک ان کی قسمیں کچھ نہیں اس امید پر کہ شاید وہ باز آئیں۔

یہ آیت بھی عام ہے اگرچہ کفار قریش کے بارے میں نازل ہوئی ہے واللہ اعلم۔

2- دوسری بات یہ کہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے متعدد اہل ذمہ کو قتل کرنے کا حکم دیا جیسے وہ یہودی جو رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتے تھے، اور اسلام کو گالیاں دیتے تھے، اور مسلمانوں کے دشمنوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکاتے تھے تو اس وجہ سے یہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے دشمن بن گئے اور عہد کو توڑ دیا اس لیے وہ قتل کے مستحق ٹھہرے۔

کعب بن اشرف گستاخ رسول کا قتل:

جیسے کعب بن اشرف کا قتل کہ خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کعب بن اشرف کو کون قتل کرے گا اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو تکلیف دی ہے؟؟۔ چنانچہ:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ «مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ، فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ»، قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمَةَ أَتَيْتُ أَنْ أَقْتُلَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ «نَعَمْ»، قَالَ فَأَتَاكَ، فَقَالَ إِنَّ هَذَا - يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَدْ عَنَانَا وَسَأَلَنَا الصَّدَقَةَ، قَالَ وَأَيْضًا، وَاللَّهِ لَتَسَلُّهُ، قَالَ فَإِنَّا قَدْ اتَّبَعْنَاهُ فَتَكْرَهُ أَنْ نَدْعَهُ، حَتَّى تَنْظُرَ

إِلَى مَا يَصِيرُ أَمْرُكَ، قَالَ فَلَمْ يَذَلْ يُكَلِّمُهُ حَتَّى اسْتَشَنَّ مِنْهُ فَتَقَلَّسَهُ (۱)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کعب بن اشرف کا کام کون تمام کرے گا؟ وہ اللہ اور اس کے رسول کو بہت اذیتیں پہنچا چکا ہے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے اجازت بخش دیں گے کہ میں اسے قتل کر آؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر محمد بن مسلمہ کعب یہودی کے پاس آئے اور اس سے کہنے لگے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہمیں تھکا دیا، اور ہم سے آپ زکوٰۃ مانگتے ہیں۔ کعب نے کہا کہ قسم اللہ کی! ابھی یہ کیا ہے؟ ابھی تو اور مصیبت میں پڑو گے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اس پر کہنے لگے کہ بات یہ ہے کہ ہم نے ان کی پیروی کر لی ہے۔ اس لیے اس وقت تک اس کا ساتھ چھوڑنا ہم مناسب بھی نہیں سمجھتے جب تک ان کی دعوت کا کوئی انجام ہمارے سامنے نہ آجائے۔ غرض یہ کہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اس سے اسی طرح باتیں کرتے رہے۔ آخر موقع پا کر اسے قتل کر دیا۔

ابورافع بن الحقیق گستاخ کا قتل:

ابورافع بن الحقیق بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتا تھا اور دشمنان اسلام کی مدد کرتا تھا، اس کو بھی قتل کیا گیا۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي رَافِعٍ الْيَهُودِيَّ رِجَالًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَأَمَرَهُ عَلَيْهِمْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَتِيكٍ، وَكَانَ أَبُو رَافِعٍ يُوذِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُعِينُ عَلَيْهِ، وَكَانَ فِي حِصْنٍ لَهُ بِأَرْضِ الْحِجَازِ، فَلَمَّا دَنَوْا مِنْهُ، وَقَدْ غَرَبَتِ الشَّمْسُ، وَرَاحَ النَّاسُ بِسَرَحِهِمْ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ لِأَصْحَابِهِ اجْلِسُوا مَكَانَكُمْ، فَإِنِّي مُنْطَلِقٌ، وَمُتَلَطِّفٌ لِلْبُيُوتِ، لَعَلِّي أَنْ أَدْخُلَ، فَأَقْبَلَ حَتَّى دَنَا مِنَ الْبَابِ، ثُمَّ تَقَنَّمَ بِشَوْبِهِ كَأَنَّهُ يَقْضِي حَاجَةً، وَقَدْ دَخَلَ النَّاسُ، فَهَتَفَ بِهِ الْبُيُوتُ، يَا عَبْدَ اللَّهِ إِنَّ كُنْتَ تُرِيدُ أَنْ تَدْخُلَ فَادْخُلْ، فَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَغْلِقَ الْبَابَ، فَدَخَلْتُ فَكُنْتُ، فَلَمَّا دَخَلَ النَّاسُ أَغْلَقَ الْبَابَ، ثُمَّ عَلَّقَ الْأَغَالِيقَ عَلَى وَتْدٍ، قَالَ فَتَنَسَّتُ إِلَى الْأَغَالِيدِ فَأَخَذْتُهَا، فَفَتَحْتُ الْبَابَ، وَكَانَ أَبُو رَافِعٍ يُسْرِعُ عِنْدَهُ، وَكَانَ فِي عَلَائَةٍ

(۱).... (صحیح بخاری: کتاب الجہاد باب الکذب فی الحرب.... صحیح مسلم: کتاب الجہاد باب قتل کعب بن الاشرف طاغوت اليهود: رقم: 119 من حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ)



لَهُ، فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْهُ أَهْلُ سَبْرَةٍ صَعِدْتُ إِلَيْهِ، فَجَعَلْتُ كَلِمًا فَتَحْتُ بَابًا أَغْلَقْتُ عَلَى مَنْ دَاخِلٍ، قُلْتُ إِنَّ الْقَوْمَ نَزَدُوا بِي لَمْ يَخْلُصُوا إِلَيَّ حَتَّى أَقْتُلَهُ، فَاتَّهَيْتُ إِلَيْهِ، فَإِذَا هُوَ بَيْنَ بَيْتٍ مُظْلِمٍ وَسَطٍ عِيَالِهِ، لَا أَدْرِي أَيْنَ هُوَ مِنَ الْبَيْتِ، فَقُلْتُ يَا أَبَا رَافِعٍ، قَالَ مَنْ هَذَا؟ فَأَهْوَيْتُ نَحْوَ الصَّوْتِ فَأَضْرِبُهُ فَضَرْبَةً بِالسَّيْفِ وَأَنَا دَهْشُ، فَمَا أَغْنَيْتُ شَيْئًا، وَمَا، فَخَرَجْتُ مِنَ الْبَيْتِ، فَأَمَكْتُ غَيْرَ بَعِيدٍ، ثُمَّ دَخَلْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ مَا هَذَا الصَّوْتُ يَا أَبَا رَافِعٍ؟ فَقَالَ لِأَمِكَ الْوَيْلُ، إِنَّ رَجُلًا فِي الْبَيْتِ ضَرَبَنِي قَبْلُ بِالسَّيْفِ، قَالَ فَأَضْرِبُهُ فَضَرْبَةً أَثْخَنَتْهُ وَلَمْ أَقْتُلْهُ، ثُمَّ وَضَعْتُ ظِلَّةَ السَّيْفِ فِي بَطْنِهِ حَتَّى أَخَذَنِي ظَهْرُهُ، فَعَرَفْتُ أَنِّي قَتَلْتُهُ، فَجَعَلْتُ أَفْتَحُ الْأَبْوَابَ بَابًا بَابًا، حَتَّى اتَّهَيْتُ إِلَى دَرَجَةٍ لَهُ، فَوَضَعْتُ رِجْلِي، وَأَنَا أَرَى أَنِّي قَدْ اتَّهَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ، فَوَقَعْتُ فِي لَيْلَةٍ مُقْبِرَةٍ، فَانْكَسَرَتْ سَاقِي فَعَصَبْتُهَا بِعِمَامَةٍ، ثُمَّ انْطَلَقْتُ حَتَّى جَلَسْتُ عَلَى الْبَابِ، فَقُلْتُ لَا أَخْرُجُ اللَّيْلَةَ حَتَّى أَعْلَمَ أَقْتُلْتُهُ؟ فَلَمَّا صَاغَ الدِّيكُ قَامَ النَّاسُ عَلَى السُّورِ، فَقَالَ أُنْكَى أَبَا رَافِعٍ تَاجِرُ أَهْلِ الْحِجَازِ، فَانْطَلَقْتُ إِلَى أَصْحَابِي، فَقُلْتُ الشَّجَاءُ، فَقَدْ قَتَلَ اللَّهُ أَبَا رَافِعٍ، فَاتَّهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ، فَقَالَ «ابْسُطْ رِجْلَكَ» فَبَسَطْتُ رِجْلِي فَمَسَحَهَا، فَكَانَتْهَا لَمْ أَشْتِكْهَا قَطُّ (۱)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابورافع یہودی (کے قتل) کے لیے چند انصاری صحابہ کو بھیجا اور عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر بنایا۔ یہ ابورافع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیا کرتا تھا اور آپ کے دشمنوں کی مدد کیا کرتا تھا۔ حجاز میں اس کا ایک قلعہ تھا اور وہیں وہ رہا کرتا تھا۔ جب اس کے قلعہ کے قریب یہ پہنچے تو سورج غروب ہو چکا تھا۔ اور لوگ اپنے مویشی لے کر (اپنے گھروں کو) واپس ہو چکے تھے۔ عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم لوگ یہیں ٹھہرے رہو میں (اس قلعہ پر) جا رہا ہوں اور دربان پر کوئی تدبیر کروں گا۔ تاکہ میں اندر جانے میں کامیاب ہو جاؤں۔ چنانچہ وہ (قلعہ کے پاس) آئے اور دروازے کے

قریب پہنچ کر انہوں نے خود کو اپنے کپڑوں میں اس طرح چھپا لیا جیسے کوئی قضائے حاجت کر رہا ہو۔ قلعہ کے تمام آدمی اندر داخل ہو چکے تھے۔ دربان نے آواز دی، اے اللہ کے بندے! اگر اندر آنا ہے تو جلد آ جا، میں اب دروازہ بند کر دوں گا۔ (عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے کہا) چنانچہ میں بھی اندر چلا گیا اور چھپ کر اس کی کارروائی دیکھنے لگا۔ جب سب لوگ اندر آ گئے تو اس نے دروازہ بند کیا اور کنجیوں کا کچھا ایک کھوٹی پر لٹکا دیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ اب میں ان کنجیوں کی طرف بڑھا اور میں نے انہیں لے لیا، پھر میں نے قلعہ کا دروازہ کھول لیا۔ ابورافع کے پاس رات کے وقت داستانیں بیان کی جا رہی تھیں اور وہ اپنے خاص بالا خانے میں تھا۔ جب داستان گو اس کے یہاں سے اٹھ کر چلے گئے تو میں اس کمرے کی طرف چڑھنے لگا۔ اس عرصہ میں، میں جتنے دروازے اس تک پہنچنے کے لیے کھولتا تھا انہیں اندر سے بند کرتا جاتا تھا۔ میرا مطلب یہ تھا کہ اگر قلعہ والوں کو میرے متعلق علم بھی ہو جائے تو اس وقت تک یہ لوگ میرے پاس نہ پہنچ سکیں جب تک میں اسے قتل نہ کر لوں۔ آخر میں اس کے قریب پہنچ گیا۔ اس وقت وہ ایک تاریک کمرے میں اپنے بال بچوں کے ساتھ (سورہا) تھا مجھے کچھ اندازہ نہیں ہو سکا کہ وہ کہاں ہے۔ اس لیے میں نے آواز دی، یا ابارافع؟ وہ بولا کون ہے؟ اب میں نے آواز کی طرف بڑھ کر تلوار کی ایک ضرب لگائی۔ اس وقت میرا دل دھک دھک کر رہا تھا۔ یہی وجہ ہوئی کہ میں اس کا کام تمام نہیں کر سکا۔ وہ چیخا تو میں کمرے سے باہر نکل آیا اور تھوڑی دیر تک باہر ہی ٹھہرا رہا۔ پھر دوبارہ اندر گیا اور میں نے آواز بدل کر پوچھا، ابورافع! یہ آواز کیسی تھی؟ وہ بولا تیری ماں غارت ہو۔ ابھی ابھی مجھ پر کسی نے تلوار سے حملہ کیا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر (آواز کی طرف بڑھ کر) میں نے تلوار کی ایک ضرب اور لگائی۔ انہوں نے بیان کیا کہ اگرچہ میں اسے زخمی تو بہت کر چکا تھا لیکن وہ ابھی مرا نہیں تھا۔ اس لیے میں نے تلوار کی نوک اس کے پیٹ پر رکھ کر دبائی جو اس کی پیٹھ تک پہنچ گئی۔ مجھے اب یقین ہو گیا کہ میں اسے قتل کر چکا ہوں۔ چنانچہ میں نے دروازے ایک ایک کر کے کھولنے شروع کئے۔ آخر میں ایک زینے پر پہنچا۔ میں یہ سمجھا کہ زمین تک میں پہنچ چکا ہوں (لیکن ابھی میں پہنچا نہ تھا) اس لیے میں نے اس پر پاؤں رکھ دیا اور نیچے گر پڑا۔ چاندنی رات تھی۔ اس طرح گر پڑنے سے میری پنڈلی ٹوٹ گئی۔ میں نے اسے اپنے عمامہ سے باندھ لیا اور آ کر دروازے پر بیٹھ گیا۔ میں نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ یہاں سے اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک یہ نہ معلوم کر لوں کہ آیا میں اسے قتل کر چکا ہوں یا نہیں؟ جب مرغ نے

آواز دی تو اسی وقت قلعہ کی فصیل پر ایک پکارنے والے نے کھڑے ہو کر پکارا کہ میں اہل حجاز کے تاجر ابورافع کی موت کا اعلان کرتا ہوں۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ چلنے کی جلدی کرو۔ اللہ تعالیٰ نے ابورافع کو قتل کرادیا۔ چنانچہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس کی اطلاع دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنا پاؤں پھیلاؤ میں نے پاؤں پھیلا یا تو آپ نے اس پر اپنا دست مبارک پھیرا اور پاؤں اتنا اچھا ہو گیا جیسے کبھی اس میں مجھ کو کوئی تکلیف ہوئی ہی نہ تھی۔

### ایک یہودی گستاخ رسول عورت کا قتل:

اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے یہودیہ عورت جو کہ رسول اللہ ﷺ کی ہجو کرتی تھی کا خون باطل و لغو (رایگاں) قرار دیا۔

" حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ، أَنَّ أَعْمَى كَانَتْ لَهُ أُمُّ وَلَدٍ تَشْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَقَعُ فِيهِ، فَيَنْهَاهَا، فَلَا تَنْتَهِي، وَيَزْجُرُهَا فَلَا تَنْزَجِرُ، قَالَ: فَلَمَّا كَانَتْ ذَاتَ لَيْلَةٍ، جَعَلَتْ تَقَعُ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَشْتُمُهُ، فَأَخَذَ الْبَغُولَ فَوَضَعَهُ فِي بَطْنِهَا، وَاتَّكَأَ عَلَيْهَا فَقَتَلَهَا، فَوَقَعَ بَيْنَ رِجْلَيْهَا طِفْلٌ، فَلَطَخَتْ مَا هُنَاكَ بِالدِّمِ، فَلَمَّا أَصْبَحَ ذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَمَعَ النَّاسَ فَقَالَ: «أَنْشُدُ اللَّهَ رَجُلًا فَعَلَ مَا فَعَلَ لِي عَلَيْهِ حَقٌّ إِلَّا قَامَ»، فَقَامَ الْأَعْمَى يَتَخَطَّى النَّاسَ وَهُوَ يَتَزَلُّزَلُ حَتَّى قَعَدَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَنَا صَاحِبُهَا، كَانَتْ تَشْتُمُكَ، وَتَقَعُ فِيكَ، فَأَنْهَاهَا فَلَا تَنْتَهِي، وَأَزْجُرُهَا، فَلَا تَنْزَجِرُ، وَلِي مِنْهَا ابْنَانِ مِثْلُ اللَّوْلُوتَيْنِ، وَكَانَتْ بِي رَفِيقَةً، فَلَمَّا كَانَ الْبَارِحَةَ جَعَلَتْ تَشْتُمُكَ، وَتَقَعُ فِيكَ، فَأَخَذْتُ الْبَغُولَ فَوَضَعْتُهُ فِي بَطْنِهَا، وَاتَّكَأْتُ عَلَيْهَا حَتَّى قَتَلْتُهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَلَا

اشْهَدُوا أَنَّ دَمَهَا هَدْرٌ»<sup>(۱)</sup>

ترجمہ: عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایک نابینا شخص کے پاس ایک ام ولد تھی جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتی اور آپ کی ہجو کیا کرتی تھی، وہ نابینا صحابی اسے روکتے تھے لیکن وہ نہیں رکتی تھی، وہ اسے جھڑکتے تھے لیکن وہ کسی طرح باز نہیں آتی تھی حسب معمول ایک رات اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو شروع کی، اور آپ کو گالیاں دینے لگی، تو اس صحابی نے ایک چھری لی اور اسے اس کے پیٹ پر رکھ کر خوب زور سے دبا کر اسے ہلاک کر دیا، اس کے دونوں پاؤں کے درمیان اس کے پیٹ سے ایک بچہ گرا جس نے اس جگہ کو جہاں وہ تھی خون سے لت پت کر دیا، جب صبح ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حادثہ کا ذکر کیا گیا، آپ نے لوگوں کو اکٹھا کیا، اور فرمایا: "جس نے یہ کیا ہے میں اس سے اللہ کا اور اپنے حق کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ وہ کھڑا ہو جائے" تو وہ اندھے صحابی کھڑے ہو گئے اور لوگوں کی گردنیں پھاندتے اور ہانپتے کانپتے آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گئے، اور عرض کرنے لگا: اللہ کے رسول میں اس کا مولی ہوں، وہ آپ کو گالیاں دیتی اور آپ کی ہجو کیا کرتی تھی، میں اسے منع کرتا تھا لیکن وہ نہیں رکتی تھی، میں اسے جھڑکتا تھا لیکن وہ کسی صورت سے باز نہیں آتی تھی، میرے اس سے موتیوں کے مانند دو بچے ہیں، وہ مجھے بڑی محبوب تھی تو جب کل رات آئی حسب معمول وہ آپ کو گالیاں دینے لگی، اور ہجو کرنی شروع کی، میں نے ایک چھری اٹھائی اور اسے اس کے پیٹ پر رکھ کر خوب زور سے دبا دیا، وہ اس کے پیٹ میں گھس گئی یہاں تک کہ میں نے اسے مار ہی ڈالا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لوگو! سنو تم گواہ رہنا کہ اس کا خون لغو ہے"۔

نوٹ:

اس حدیث کو امام حاکم، اور امام ذہبی اور غیر مقلدین کے امام و پیشوا، حافظ ناصر الدین البانی نے صحیح قرار دیا ہے، اور حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس کے تمام رجال ثقہ ہیں۔

(۱) ... (سنن ابی داؤد، کتاب الحدود باب الحکم فیمن سب النبی ﷺ رقم: 4361... سنن نسائی، کتاب التعزیر باب الحکم فیمن سب النبی

... ج 7 ص 107، 108... سنن الکبریٰ للنسائی ج 2 ص 304 من کتاب البعارمة، المعجم الکبیر، ج 11 ص 351... سنن الدار قطنی،

ج 3 ص 112، 113... مستدرک للحاکم ج 4 ص 354... السیف المسلول ص 330، 336، 342، 345)

## ایک مشرک گستاخ رسول کا قتل:

"عَنْ عِكْرِمَةَ، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَّهُ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ: «مَنْ يَكْفِينِي عَدُوِّي؟» فَقَالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا، فَبَارَزَهُ الزُّبَيْرُ فَقَتَلَهُ." ترجمہ: حضرت عکرمہ جو کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام ہیں فرماتے ہیں کہ مشرکین کے ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کو گالی دی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے دشمن کو کون کافی ہوگا؟؟ (یعنی کون اس کو مارے گا؟؟) تو حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا میں یا رسول اللہ ﷺ، تو حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو قتل کر دیا۔ (۱)

"أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تَسُبُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ يَكْفِينِي عَدُوِّي؟» فَخَرَجَ إِلَيْهَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَقَتَلَهَا" (۲) ترجمہ: ایک (یہودی) عورت رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے دشمن کو کون کافی ہوگا؟؟ تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو جا کر قتل کر دیا۔ اپنے والد کا قتل:

امام ابن کثیر اور دیگر اکثر مفسرین نے سورۃ مجادلۃ آیت: 22 کے تحت یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ:  
"وَقَدْ قَالَ سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَغَيْرُهُ: أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ إِلَى آخِرِهَا فِي أَبِي عُبَيْدَةَ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْجُرَّاحِ حِينَ قَتَلَ أَبَاهُ يَوْمَ بَدْرٍ" (۳)

(۱) ... (مصنف عبد الرزاق، باب السلب والمباذرة، ج 5، ص 236، رقم: 9477... السان الكوزي، ج 8، ص 202، 203... حلية الاولياء، ج 8، ص 45... المعلى، ج 11، ص 412، 413... الاصابة، ج 2، ص 539... كلا العبال، رقم: 36639)  
(۲) ... (مصنف عبد الرزاق، باب من سب النبي ﷺ، ج 5، ص 307، رقم: 9705)  
(۳) ... (تفسير القرآن العظيم (ابن كثير) المؤلف: أبو الغداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (المتوفى: 774 هـ) المحقق: محمد حسين فهمس الدين، الناشر: دار الكتب العلمية، منشورات محمد علي بيضون - بيروت، الطبعة: الأولى - 1419 هـ تحت سورة مجادلة، آية: 22، ج 8، ص 84)

ترجمہ: حضرت سعید بن عبدالعزیز وغیرہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت (لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ) آخر تک حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اپنے باپ کو بدر کے دن قتل کر دیا تھا تو ان کے بارے میں نازل ہوئی۔

"ان أبا عبیدة بن الجراح رضی اللہ عنہ قتل أباه وقال لرسول الله صلى الله عليه وسلم سمعته يسبك، ولم ينكره عليه"

امام نووی علیہ الرحمۃ "المجموع شرح المہذب" میں فرماتے ہیں:

ترجمہ: حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد کو قتل کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اس کو آپ ﷺ کو گالیاں دیتے سنا تھا اور وہ اس پر شرمندگی بھی محسوس نہیں کرتا تھا۔ (۱)

اسی لیے ہی نبی اکرم ﷺ نے ان کو امین الامت کا لقب دیا کہ انہوں نے کہیں بھی رسول اللہ ﷺ کے بارے میں خیانت نہیں کی۔

"فقال النبي ﷺ: (لكل أمة أمين، وأمين هذه الأمة أبو عبیدة بن الجراح). (۲)"

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہر امت کا ایک امین ہے اور میری امت کا امین ابو عبیدہ بن جراح

ہے۔

ابن خطل کا قتل:

"عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ، وَعَلَى رَأْسِهِ الْبَغْفَرُ، فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ ابْنَ خَطْلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ

(۱)... (المجموع شرح المہذب) (مع تكملة السبكي والبطيحي) المؤلف: أبو زكريا يحيى الدين يحيى بن شرف النووي (المتوفى: 676هـ) العاشر: دار الفكر. كتاب السير، ج 19، ص 295

(۲)... (شرح العقيدة الطحاوية، المؤلف: عبد الله بن عبد الرحمن بن عبد الله بن إبراهيم بن فهد بن حمد بن جبرين (المتوفى: 1430هـ) مصدر الكتاب: دروس صوتية قام بتعريفها موقع الشبكة الإسلامية، ص 88)

## الْكَعْبَةُ فَقَالَ «اقْتُلُوهُ» (۱)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے آپ کے سر مبارک پر خود تھا جب رسول اللہ ﷺ نے خود اتارا تو ایک آدمی آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ابن خطل کعبہ کے خلاف کے ساتھ چمٹا ہوا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو قتل کر دو۔

اس کو کس جرم میں قتل کیا گیا اس بارے میں اعلیٰ بن احد ابراہیم صاحب سیرت الخلیفہ فرماتے ہیں کہ:

"وإنما أمر صلى الله عليه وسلم بقتل ابن خطل لأنه كان ممن أسلم: أي قدم المدينة قبل فتح مكة وأسلم، وكان اسمه عبد العزى، فسماه رسول الله صلى الله عليه وسلم عبد الله، وبعثه رسول الله صلى الله عليه وسلم لأخذ الصدقة، وأرسل معه رجلا من الأنصار يخدمه. وفي لفظ: كان معه مولى يخدمه، وكان مسلما فنزل منزلا وأمره أن يذبح له تيسا ويصنع له طعاما ونام ثم استيقظ فلم يجد صناع له شيئا وهو نائم فعدا عليه فقتله، ثم ارتد مشركا، وكان شاعرا يهجو رسول الله صلى الله عليه وسلم في شعرة، وكانت له قينتان تغنيانه بهجاء رسول الله صلى الله عليه

(۱).... (صحيح بخاری، تَابَ دُخُولُ الْحَرَمِ، وَمَكَّةُ بِغَيْرِ إِخْرَاجٍ، ج 3، ص 17، رقم: 1846.... صحيح مسلم، 84- تَابَ جَوَازُ دُخُولِ مَكَّةَ بِغَيْرِ إِخْرَاجٍ، ج 2، ص 111، رقم: 300.... إسناد صحيح على شرط الشيخين، وهو في "الموطأ" 423/1، ومن طريق مالك أخرجه ابن سعد 139/2، وابن أبي شعبة 492/14، والحميدي (1212)، والدارمي (1938) و (2456)، والبخاري (1846) و (3044) و (4286) و (5808)، ومسلم (1357)، وأبو داود (2685)، والترمذي في "السنن" (1693)، وفي "المبائل" (105) و (106)، والنسائي في "المجتبى" 200/5 و 201، وفي "الكبرى" (8584)، وابن ماجه (2805)، وأبو يعلى (3539) و (3540) و (3541)، وأبو الشيخ في "أخلاقي النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" ص 125، وابن خزيمة (3083)، والطحاوي في "شرح معالي الآثار" 258/2-259، وفي "شرح مشكل الآثار" (4519) و (4520)، وابن حبان (3719) و (3721) و (3805)، وابن الأعرابي في "معجمه" (586)، والسهلي في "تاريخ جرجان" ص 446، وأبو نعيم في "الحلية" 139/8، وفي "أخبار أصبهان" 150/1، والبيهقي 177/5 و 323/6 و 59/7 و 205/8، والخطيب في "تاريخ بغداد" 273/1 و 415 و 57/2 و 351/10، والبهقي (2006)، وابن عبد البر في "التبهيذ" 159/6 و 160- واقصر بعض أصحاب هذه المصادر على قول أنس: أن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دخل عام الفتح وعلى رأسه بقلع وسقط مالك من رواية أبي يعلى (3540)، وأخرجه ابن سعد 139/2-140، وابن عدي 1500/4 من طريق أبي أوس عبد الله بن عبد الله الأصمعي، وأبو نعيم 290/10-291 من طريق ابن أبي ذئب، كلاهما عن ابن شهاب به-)

وسلم الذی یصنعه." (۱)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے اس لیے ابن خطل کو قتل کرنے کا حکم دیا کہ یہ مسلمان تھا، یعنی فتح مکہ سے پہلے مدینہ آیا اور اسلام قبول کیا، اس کا نام عبدالعزیٰ تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام عبداللہ رکھا اور اس کو صدقہ (یعنی زکوٰۃ) وغیرہ لینے کے لیے بھیجا اور اس کے ساتھ ایک انصار کا آدمی بھی بھیجا تا کہ اس کی خدمت کرے بعض روایات میں ہے کہ یہ اس کا غلام تھا، اور یہ بھی مسلمان تھا تو یہ ایک جگہ رکے تو ابن خطل نے اس آدمی کو بکرا ذبح کر کے کھانا تیار کرنے کو کہا اور خود سو گیا جب بیدار ہوا تو دیکھا کہ کوئی چیز بھی کھانے والی نہیں اور یہ آدمی (جس کو کھانے کا کہا تھا وہ) بھی سویا ہوا ہے، تو اس نے اس آدمی کو قتل کر دیا اور پھر مشرک ہو گیا یہ ایک شاعر تھا اور اپنے اشعار میں رسول اللہ ﷺ کی ہجو کیا کرتا تھا اور اس کی دو باندیاں بھی تھیں جو اس کے اشعار جو کہ رسول اللہ ﷺ کی ہجو میں لکھتا تھا گاتی تھیں۔  
علامہ ملا علی بن سلطان، المشہور بملا علی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں کہ:

"وأما ابن خطل فقتل يوم الفتح وهو متعلق بأستار الكعبة لقوله عليه الصلاة والسلام من قتل ابن خطل فهو في الجنة واختلف في قاتله" (۲)

ترجمہ: اور ابن خطل کو فتح مکہ کے دن کعبہ کے ساتھ چمٹے ہوئے قتل کیا گیا اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا جو ابن خطل کو قتل کرے اس کا ٹھکانہ جنت ہے لیکن اس کے قاتل کون ہیں اس میں اختلاف ہے۔

3- تیسری بات یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے شاتم رسول کو قتل کیا سولی چڑھایا، اور اس کے قتل کی تمنا کی جس نے رسول اللہ ﷺ کا گالی دی یا کوئی اور ایذا پہنچائی۔ جیسا کہ ما قبل گزرا کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک یہودی عورت جو کہ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتی تھی کو قتل کر دیا، اور یہ بھی گزرا کہ ایک اہل بصیرت نابینا صحابی رضی اللہ

(۱) ... (السيرة الحلبية - إسان العميون في سيرة الأئمة الباقين - المؤلف: علي بن إبراهيم بن أحمد الحلبي، أبو الفرج نور الدين ابن برهان الدين (المتوفى:

1044 هـ). الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الثانية - 1427 هـ. فتح مكة شرفها الله، ج 3، ص 130)

(۲) ... (شرح الشفا. المؤلف: علي بن (سلطان) محمد أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري (المتوفى: 1014 هـ). الناشر: دار الكتب العلمية -

بيروت، الطبعة: الأولى، 1421 هـ. فصل في معجزاته الباهرة ما جمعه الله ..... ج 1، ص 727)



تعالیٰ عنہ نے اپنی ام ولد کو قتل کر دیا بعض نے کہا یہ بھی یہودی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے خون کو لغو و باطل قرار دیا۔

اسی طرح حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مسلمان عورت کے ساتھ زنا کا ارادہ کرنے والے نصرانی کو سولی پر چڑھانے کا حکم دیا۔

اسی طرح عرفہ بن حارث اور ایک ذمی یہودی کا واقعہ ماقبل گزر چکا جس کی تصدیق حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی فرمائی۔

اسی طرح حضرت حصین بن عبد الرحمن فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک راہب کے پاس سے گزرے تو لوگوں نے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر میں اس کو گالیاں دیتا سنا تو اس کی گردن اڑا دیتا ہم نے ان کو اس لیے عہد نہیں دیا کہ ہمارے نبی ﷺ کو گالیاں دیں۔ (۱)

4۔ چوتھی بات یہ کہ وہ عہد جو ائمہ مسلمین اہل ذمہ سے لیتے ہیں وہ یہ ہے کہ اہل ذمہ مقدسات اسلامیہ کو پامال نہیں کریں گے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور قرآن کا ذکر برائی کے ساتھ نہیں کریں گے اور اگر انہوں نے ایسا کیا تو ان کا عہد ٹوٹ جائے گا اور مسلمانوں سے ان کا ذمہ ختم ہو جائے گا۔

امام ماوردی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

وَيَشْتَرِطُ عَلَيْهِمْ فِي عَقْدِ الْجَزِيَّةِ شَرْطَانِ مُسْتَحَقٌّ وَمُسْتَحَبٌّ، أَمَّا الْمُسْتَحَقُّ فَسِتَّةُ شُرُوطٍ  
أَحَدُهَا أَنْ لَا يَذْكُرُوا كِتَابَ اللَّهِ تَعَالَى بِطَعْنٍ فِيهِ وَلَا تَحْزِيفَ لَهُ  
وَالثَّانِي أَنْ لَا يَذْكُرُوا رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - بِتَكْذِيبٍ لَهُ وَلَا إِذْ دَرَاءٍ  
وَالثَّالِثُ أَنْ لَا يَذْكُرُوا دِينَ الْإِسْلَامِ بِذَمٍّ لَهُ وَلَا قَذْحٍ فِيهِ  
وَالرَّابِعُ أَنْ لَا يُصِيبُوا مُسْلِمَةً بَرْنًا وَلَا بِاسْمٍ نِكَاحٍ  
وَالْخَامِسُ أَنْ لَا يَفْتِنُوا مُسْلِمًا عَنْ دِينِهِ، وَلَا يَتَعَرَّضُوا لِلْبَالِهِ وَلَا دِينِهِ

(۱) ... (شفاء شریف، ج 2، ص 1034 ... بغية الباحث، ج 2، ص 561 ... تحف الخيرة المهرة، ج 5، ص 212 ... المطالب العالی، ج 2، ص 338)

وَالسَّادِسُ أَنْ لَا يُعَيِّنُوا أَهْلَ الْحَرْبِ وَلَا يُوَدُّوا أَغْنِيَاءَهُمْ سُنَّوْرُكُنْ

ترجمہ: اہل ذمہ پر عقدِ جزیہ میں دو شرائط لگائی جائیں (1)۔ مستحق۔ (2)۔ مستحب۔ مستحق میں 6 شرائط ہیں:

- (1)۔ (اہل ذمہ) کتاب اللہ میں طعن و تحریف نہیں کریں گے۔
- (2)۔ رسول اللہ ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے ان کو جھوٹا نہیں کہیں گے۔
- (3)۔ دینِ اسلام کا ذکر مذمت و برائی کے ساتھ نہیں کریں گے۔
- (4)۔ کسی مسلمان عورت پر زنا اور نکاح کے ساتھ وارد نہیں ہوں گے۔
- (5)۔ کسی مسلمان کو اس کے دین کے بارے میں نہ آزمائیں گے اور نہ ہی اس کے مال اور جان کے درپے ہوں گے۔

(6)۔ اہل حرب (یعنی مسلمانوں کے دشمنوں) کی مدد نہیں کریں گے اور نہ ہی ان کے اغنیاء (جاسوسوں) کو پناہ دیں گے۔

یہ چھ 6 شرائط ان پر لازم ہیں اور ان کی پاسداری ان کے عہد کو مضبوط کرتی ہے اور اگر وہ ان کی شرائط کی پاسداری نہیں کریں گے تو ان کا عہد ٹوٹ جائے گا۔

اسی کی مثل حضرت قاضی ابویعلیٰ حنبلی علیہ الرحمۃ اور ابنِ قدامہ سے بھی منقول ہے۔ (۲)

5۔ پانچویں بات یہ کہ یہی عام اہل علم کا مذہب ہے جیسا کہ ہم نے پہلے بھی علامہ قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمۃ کے حوالہ سے نقل کیا ہے یہاں پر مزید چند اقوال اقتصار کے ساتھ بیان کرتا ہوں۔

مذہب مالکی:

امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ فقہ مالکی کے امام اکبر اور بانی ہیں فرماتے ہیں:

مَنْ سَبَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ شَتَّمَهُ أَوْ عَابَهُ أَوْ تَنَقَّصَهُ قُتِلَ مُسْلِمًا كَانَ أَوْ كَافِرًا

(۱)۔ (الأحكام السلطانية. المؤلف: أبو الحسن علي بن محمد بن محمد بن حبيب البصري البغدادي الشهير بالماوردي (المتوفى: 450 هـ). الناشر: دار الحديث - القاهرة ج 225.1.... نهاية الأرب في فنون الأدب. المؤلف: أحمد بن عبد الوهاب بن محمد بن عبد الدائم القرظي البكري شهاب الدين التويري (المتوفى: 733 هـ). الناشر: دار الكتب والوثائق القومية. القاهرة. الطبعة: الأولى 1423 هـ ج 8 ص 238)

(۲)۔ (الأحكام السلطانية. ص 158.. 161... المغني ج 13 ص 238. 239)

وَلَا يُسْتَنَابُ (۱)

ترجمہ: جس نے رسول اللہ ﷺ کو گالی دی یا کوئی عیب ان کی طرف منسوب کیا، یا ان کی تنقیص کی اس کو قتل کیا جائے گا چاہے وہ مسلمان ہے یا کافر اور اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

مذہب شافعی:

امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

يَجِبُ أَنْ يَشْتَرِطَ عَلَيْهِمْ أَنْ لَا يَذْكُرَ أَحَدٌ مِنْهُمْ كِتَابَ اللَّهِ تَعَالَى أَوْ رَسُولَهُ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - بِمَا لَا يَنْبَغِي، أَوْ ذَنِّي بِمُسْلِمَةٍ أَوْ تَزَوَّجَهَا، فَإِنْ فَعَلَ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ، أَوْ قَطَعَ الطَّرِيقَ عَلَى مُسْلِمٍ، أَوْ أَعَانَ أَهْلَ الْحَرْبِ بِدَلَالَةٍ عَلَى الْمُسْلِمِينَ، أَوْ آوَى عَيْنًا لَهُمْ، فَقَدْ نَقَضَ عَهْدَهُ، وَحَلَّ دَمُهُ، وَبَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللَّهِ تَعَالَى، وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ (۲)

ترجمہ: واجب ہے اہل ذمہ پر یہ شرط بھی لگائی جائے کہ وہ قرآن پاک اور رسول اللہ ﷺ کا ذکر برائی کے ساتھ نہیں کریں گے، مسلمان عورت سے زنا، اور نکاح نہیں کریں گے اور اگر انہوں نے ایسا کیا، یا کسی مسلمان پر ڈاکہ ڈالا یا مسلمانوں کے خلاف اہل حرب (کفار) کی مدد کی یا ان کے جاسوسوں کو پناہ دی، تو ان کا عہد و پیمان ٹوٹ جائے گا اور ان کا خون حلال ہو جائے گا اور ان سے اللہ تعالیٰ اور مسلمانوں کا ذمہ ختم ہو جائے گا۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

إذا اراد الامام اب يكتب كتاب صلح مع نصارى و على ان احدا منكم ان ذكر محبداً  
ﷺ، او كتاب الله، او دينه، بما لا ينبغي ان يذكر به، فقد برئت منه ذمة الله ثم ذمة

(۱)... (الشفاعتعريف حقوق المصطفى - مذيلا بالخاصية المسماة مزيل الخفاء عن الفاظ الشفاء. المؤلف: أبو الفضل القاضي عياض بن موسى اليحصبي (المتوفى: 544هـ). الحاشية: أحمد بن محمد بن محمد الشبلي (المتوفى: 873هـ). الناشر: دار الفكر الطباعة والنشر والتوزيع. عام النشر: 1409هـ - 1988 م. ج 2، ص 216)

(۲)... (المجلد بالآثار. المؤلف: أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسي القرطبي الفاهري (المتوفى: 456هـ)/ الناشر: دار الفكر - بيروت. الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ 12، ص 440)

امیر المؤمنین و جمیع المسلمین، ونقض ما اعطى عليه الامان، وحل لامير المؤمنين ماله ودمه كما تحل اموال اهل الحرب ودماءهم (۱)

ترجمہ: جب امام (المسلمین) نے ارادہ کیا کہ نصاریٰ کے ساتھ صلح کا معاہدہ لکھے..... (تو اس بات پر بھی معاہدہ لکھے کہ) اہل ذمہ میں سے کوئی بھی محمد (ﷺ)، قرآن، یا دین کے بارے میں کوئی ایسی بات کہے جو نامناسب ہو تو اس سے اللہ تعالیٰ پھر امیر المؤمنین اور تمام مسلمانوں کا ذمہ ختم ہو جائے گا، اور وہ عہد ٹوٹ جائے گا جس پر اس کو امان دی گئی تھی اور امیر المؤمنین پر اس کا مال اور خون ایسے ہی حلال ہو جائے گا جیسے اہل حرب کا حلال ہوتا ہے۔

مذہب حنبلی:

امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

كل من شتم النبي عليه الصلاة والسلام، أو تنقصه، مسلماً كان أو كافراً، فعليه القتل وأرى أن يقتل ولا يستتاب (۲)

ترجمہ: جس شخص نے بھی رسول اللہ ﷺ کو گالی دی یا آپ ﷺ کی تنقیص کی وہ چاہے مسلمان ہے یا کافر اس پر قتل ہے (یعنی اس کو قتل کیا جائے گا)، اور میں (احمد بن حنبل) کہتا ہوں کہ اس کو قتل کیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے۔

امام اسحاق بن راہویہ فرماتے ہیں کہ:

ان اظهروا سب رسول الله ﷺ فسمع ذلك منهم او تحقق عليهم قتلوا (۳)

ترجمہ: اگر (اہل ذمہ) سرعام رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دے رہے تھے تو ان کی گالیاں سنی گئیں یا

(۱).... (الام، ج 4، ص 118، بحوالہ واجب الامۃ، ص 231، نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، لاہور)

(۲).... (السيف المسلول، ص ۲۳۸.... الصارم المسلول علی شاتم الرسول. المؤلف: تقی الدین أبو العباس أحمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن عبد الله بن علی القاسم بن محمد ابن تیمیة الحرانی الحنبلی الدمشقی (المتوفی: 728ھ). المحقق: محمد محی الدین عبد الحمید. الناشر: المحرس الوطني السعودي.

المملكة العربية السعودية، ص ۵.... الانتصار للصحب والاکل من افتراءات السناوی الضال. المؤلف: إبراهيم بن عامر بن علی الزحیبي. الناشر: مكتبة العلوم والحكم، المدينة المنورة. الطبعة: الثالثة، 1423ھ-2003م، ص ۱۲۰)

(۳).... (السيف المسلول، ص 234)

ثابت ہو گیا کہ انہوں نے گالیاں دی ہیں تو ان کو قتل کیا جائے گا۔

علامہ ابن حزم المحلی بالآثار میں فرماتے ہیں:

وَأَمَّا الدِّمُومُ يَسْبُ النَّبِيُّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - فَإِنَّ أَصْحَابَنَا، وَمَالِكًا، وَأَصْحَابَهُ،

قَالُوا يُقْتَلُ وَلَا بُدَّ وَهُوَ قَوْلُ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ (۱)

ترجمہ: اگر ذی رسول اللہ ﷺ کو گالی دے تو ہمارے اصحاب اور امام مالک اور ان کے اصحاب

فرماتے ہیں کہ ضرور بالضرور اس کو قتل کیا جائے، اور یہی لیث بن سعد کا قول ہے۔

علامہ ابن تیمیہ حنبلی نے کہا ہے کہ:

قال كثير من الفقهاء إن عهدهم ينتقض ببايضا المسلمين من المخالفة وخص بعضهم ما

يضرهم في دينهم والطعن على الرسول أعظم المضرات في دينهم (۲)

ترجمہ: اکثر علماء نے فرمایا کہ اہل ذمہ کا عہد ایسی مخالفت کی وجہ سے ٹوٹ جاتا ہے جس کے ساتھ مسلمانوں کو

نقصان پہنچے اور بعض نے کہا کہ ایسی مخالفت جس کے ساتھ مسلمانوں کے دین کو نقصان پہنچے اس کے ساتھ عہد

ٹوٹ جائے گا اور رسول اللہ ﷺ کی ذات میں طعن دین کے نقصانات میں سے سب سے بڑا نقصان ہے۔

مذہب حنفی:

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ذمی کا فرج جب رسول اللہ ﷺ کو گالی دے تو اس بنا پر اس کو قتل نہیں کیا

جائے گا کیونکہ اس توہین سے بھی بڑا وبال شرک (جو درحقیقت اللہ تعالیٰ کی توہین کے زمرہ میں آتا ہے) ہے جو پہلے سے ہی

اس کی گردن پر موجود ہے ہاں تا دیبا اس کو سزا ضرور دی جائے گی۔ (۳)

(۱)... (المحل بالآثار۔ المؤلف: أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسي القرطبي الظاهري (المتوفى: 456هـ)) الناشر: دار الفكر - بيروت. الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ. 12 ص 440

(۲)... (الصارم المسلول على شاتم الرسول. المؤلف: تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الجليل بن عبد السلام بن عبد الله بن أبي القاسم بن محمد ابن تيمية الحراني الحنبلي الدمشقي (المتوفى: 728هـ)). المحقق: محمد محي الدين عبد الحميد الناشر: الحرس الوطني السعودي. المملكة العربية السعودية. 213 ص

(۳)... (الشفاء بتعريف حقوق المصطفى - مذيلا بالحاشية المسببة مزيل الخفاء عن ألفاظ الشفاء. المؤلف: أبو الفضل القاضي عياض بن موسى اليحصبي (المتوفى: 544هـ) الحاشية: أحمد بن محمد بن محمد الشبلي (المتوفى: 873هـ) الناشر: دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع. عام النشر: 1409هـ - 1988 م. ج 2، ص 263.... السيف المسلول، لباب الغالي، الفصل الأول، ص 235)

بہت سے حنفی مشائخ نے گالی دینے والے ذمی شخص کے بارے میں قتل کیے جانے والے قول کو ہی اختیار کیا ہے، (۱) انہی میں امام بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمۃ القوی جیسی عظیم شخصیات بھی شامل ہیں۔ (۲)

امام بدرالدین عینی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کعب بن اشرف یہودی کے قتل کا سبب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لَا أَنَّهُ نَقَضَ الْعَهْدَ بِإِذْنِ رَسُولِ اللَّهِ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الْبَازِرْمَاقِيُّ نَقَضَ عَهْدَ رَسُولِ اللَّهِ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَجَاةً وَأَعَانَ الْمُشْرِكِينَ عَلَى حَرَبِهِ. (۳)

ترجمہ: اس لیے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو ایذا دینے کے ساتھ عہد (ذمہ) کو توڑ دیا تھا اور مازری نے کہا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا ہوا عہد توڑا تھا اور رسول اللہ ﷺ کی جگو کی

(۱)۔۔۔ مثلاً امام طاہر بن احمد عبدالرشید بخاری حنفی علیہ الرحمۃ، متوفی 542ھ، صاحب، خلاصۃ الفتاویٰ۔۔۔۔۔

امام سراج الدین عمر بن ابراہیم حنفی علیہ الرحمۃ، متوفی 1005ھ۔۔۔۔۔ امام عبدالرحمن بن محمد حنفی علیہ الرحمۃ متوفی 1078ھ

۔۔۔ امام قاضی عبدالواحد سیستانی سندھی حنفی علیہ الرحمۃ، متوفی 1224ھ وغیرہم۔

(۲)۔۔۔ پاکستان میں توہین رسالت کا قانون "295c" بنایا گیا ہے جس کے مطابق سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یا انبیاء سابقین میں سے کسی نبی کی بھی توہین کرنے والے کو پھانسی کی سزا دی جاسکے گی، اس پر پاکستان میں رہنے والے غیر مسلم خصوصاً عیسائی آئے دن احتجاج کرتے رہتے ہیں اور باقی دنیا کے غیر مسلم بھی اس کو مسلمانوں کی بنیاد پرستی قرار دیتے ہیں اور اس قانون کو اقلیت پر ظلم قرار دیتے ہیں جبکہ بائبل میں یہ لکھا ہوا ہے کہ قاضی یا کاہن کی توہین کرنے والا بھی واجب القتل ہے اور نبی کی حرمت اور اس کا مقام تو کاہن اور قاضی سے کہیں زیادہ ہے، سو معلوم ہوا کہ توہین رسالت کا یہ قانون قرآن، حدیث، آثار اور مذاہب ائمہ کے علاوہ بائبل کے بھی مطابق ہے۔ بائبل کی عبارت یہ ہے: شریعت کی جو بات وہ تجھ کو سکھائیں اور جیسا فیصلہ تجھ کو بتائیں اسی کے مطابق کرنا اور جو کچھ فتویٰ وہ دیں اس سے دہنے یا بائیں نہ مڑنا اور اگر کوئی شخص گستاخی سے پیش آئے کہ اس کاہن کی بات جو خداوند تیرے خدا کے حضور خدمت کے لیے کھڑا رہتا ہے یا اس قاضی کا کہا نہ سنے تو وہ شخص مار ڈالا جائے تو اسرائیل میں سے ایسی برائی کو دور کر دینا اور سب لوگ سن کر ڈر جائیں گے اور پھر گستاخی سے پیش نہیں آئیں گے۔

(استثناء باب: "آیت: ۳۰، پرانا عہد نامہ ص ۸۲، مطبوعہ ہائبل سوسائٹی لاہور)۔

(۱)۔۔۔ (عمدة القاری شرح صحیح البخاری، المؤلف: أبو محمد محمود بن أحمد بن موسی بن أحمد بن حسین الغیتابی الحنفی بدر الدین العینی (المتوفی:

855ھ)، الناشر: دار إحياء التراث العربی بیروت، ج 14، ص 277)

اور مشرکین کی رسول اللہ ﷺ کے خلاف مدد کی (اس وجہ سے اس کو قتل کیا گیا)  
علامہ بدرالدین عینی حنفی نے مزید لکھا ہے:

"امام شافعی نے کہا ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو سب و شتم کرنے سے ذمی کا عہد ٹوٹ جائے گا کیونکہ اس سے ایمان جاتا رہتا ہے تو امان بطریق اولیٰ نہیں رہے گی، اور یہی امام مالک اور امام احمد کا قول ہے اور میں نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے، کیونکہ جب کوئی مسلمان نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو سب و شتم کرے تو اس کی تکفیر کر دی جائے گی اور اگر حاکم اس کو قتل کرنے کا حکم دے تو اس کو قتل کر دیا جائے گا تو اگر کسی دین کے دشمن اور مجرم (غیر مسلم ذمی) سے یہ سب و شتم صادر ہو تو اس کو قتل کیوں نہیں کیا جائے گا؟ (۱)

امام محقق علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"وَالَّذِي عِنْدِي أَنَّ سَبَّهُ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَوْ نِسْبَةَ مَا لَا يَنْبَغِي إِلَى اللَّهِ تَعَالَى إِنْ كَانَ مَعَالَا يَعْتَقِدُونَهُ كِنِسْبَةِ الْوَلَدِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى وَتَقَدَّسَ عَنْ ذَلِكَ إِذَا أَظْهَرَ كَيُقْتَلُ بِهِ وَيُنْتَقَضُ عَهْدُهُ وَإِنْ لَمْ يُظْهِرْ وَلَكِنْ عُثِرَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَكْتُمُهُ فَلَا (۱)"

ترجمہ: اس مسئلہ میں جو میرا مذہب ہے وہ یہ ہے کہ جو شخص نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر سب و شتم کرے یا اللہ تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کرے یا کسی ایسی چیز کی جو اس کی شان کے لائق نہیں، جب ذمی ایسی بات گو ظاہر کرے گا تو اس کا عہد ٹوٹ جائے گا اور اس کو قتل کر دیا جائے گا اور اگر وہ اس کا اظہار نہ کرے وہ چھپا کر ایسی بات کہہ رہا ہو اور کوئی اس پر مطلع ہو جائے تو پھر اس کا عہد نہیں ٹوٹے گا۔ (۳)

خلاصہ کلام:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اہل ذمہ کا عہد چند امور کے ساتھ ٹوٹ جاتا ہے جن میں سے کچھ یہ ہیں:

(۱).... (شرح العینی علی کنز الدقائق ج ۱، ص ۲۰۰، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی)۔

(۲).... (فتح القدیر: المؤلف: کمال الدین محمد بن عبد الواحد السیواسی المعروف بابن الہمام (المتوفی: 861ھ). الناشر: دار الفکر. الطبعة: بدون طبعة وبدون تاریخ. کتاب السیر. فضل: وَلَا يُجَوِّزُ اخْتِلَافُ بَعْضَةٍ وَلَا كَيْفِيَّةٌ فِي دَارِ الْإِسْلَامِ. ج 6، ص 62)

(۳)۔۔۔ مزید تفصیل کے لیے تہیان القرآن سورہ توبہ آیت نمبر 12 کی تفسیر دیکھیے جہاں پر ائمہ احناف کے اقوال درج ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات میں طعن، یا اللہ تعالیٰ کا برائی کے ساتھ ذکر کرنے سے۔ رسول اللہ ﷺ کی ذات میں طعن یا رسول اللہ ﷺ کو گالی، اور ایذا دینے سے، قرآن پاک کی تکذیب، اہانت اور اس میں طعن کرنے سے، دین اسلامی کے بارے میں زبان درازی، طعن و تشنیع، اور اس کے طرف ایسی بات منسوب کرنے سے جو اس کے مناسب نہیں، جزیہ دینے سے انکار کرنے سے، مسلمانوں کے احکام کا التزام نہ کرنے سے، مسلمانوں کے ساتھ لڑنے سے، مسلمانوں پر ڈاکہ مارنے سے، مسلمانوں کے خلاف کفار و مشرکین کے جاسوسوں کو پناہ دینے سے، مسلمانوں کی راز کی باتیں کفار تک پہنچانے سے کہ کفار کو خط یا کسی اور طریقہ سے مسلمانوں کی خبریں دینے سے، مسلمان کو قتل کرنے سے، مسلمان کو دین کے بارے میں فتنہ میں ڈالنے سے، مسلمان عورت کے ساتھ زنا کرنا وغیرہ ان تمام صورتوں سے اہل ذمہ کا عہد ٹوٹ جاتا ہے جب کہ یہ تمام امور کا ذکر عہد ذمہ میں کیا جائے۔ (۱)

بلکہ بعض علماء کرام نے تو کہا ہے کہ ان تمام امور کا ذکر عہد ذمہ کے وقت عہد میں نہ بھی کیا جائے تو بھی ان پر یہ امور لازم ہیں اور ان کی خلاف ورزی پر ان کا عہد ٹوٹ جائے گا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا:

"قَتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنََ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَهُمْ صٰغِرُوْنَ

(۱)

ترجمہ: لڑو ان سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ اور اس کے رسول نے اور سچے دین کے تابع نہیں ہوتے یعنی وہ جو کتاب دیے گئے جب تک اپنے ہاتھ سے جزیہ نہ دیں ذلیل ہو کر۔

اور ایک مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ اِنْ تَكٰثَرُوا اَيْتٰنَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عٰهْدِهِمْ وَ طَعَنُوْا فِىْ دِيْنِكُمْ فَطٰغٰتُ الْاَيْتَةِ الْكُفْرِ ۗ اِنَّهُمْ لَا اٰيٰتِنَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْشَهُوْنَ (۲)

(۱) ... (مراتب الإجماع للإمام ابن حزم، ص 115، 116... والمهذب للإمام الشيرازي، ج 2، ص 258... الورقة للإمام لا نووي، ج 10، ص 337 و

ما بعد... والذخيرة للإمام القراني، ج 3، ص 459 تا 463... والمعاني شرح الهداية، للإمام عيني، ج 6، ص 689، 690)

(۲) ... (العوبة، ص ۲۱۱)

(۳) ... (العوبة، ص ۱۲)



ترجمہ: اور اگر عہد کر کے اپنی قسمیں توڑیں اور تمہارے دین پر منہ آئیں (طعن کریں) تو کفر کے سرغنوں سے لڑو بیشک ان کی قسمیں کچھ نہیں اس امید پر کہ شاید وہ باز آئیں۔

یہ دونوں آیات نص جلی ہیں اور ہماری مراد پر بغیر کسی تاویل و تفسیر کے شاہد ہیں کہ اہل کتاب سے قتل و قتال کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ جزیہ دیں اور جب وہ جزیہ دیں اور عہد کریں، تو جب ان سے عہد کیا گیا اور عہد مکمل ہو گیا اس کے بعد انہوں نے ہمارے دین میں طعن کیا تو ان کا یہ عہد ٹوٹ جائے گا، اور حکم واپس ان کے ساتھ قتل و قتال کی طرف لوٹ آئے گا جیسے کہ پہلے تھا۔

نوٹ:

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا رسول اللہ ﷺ سے قتل کے مستحق آدمی کے بائے میں اجازت طلب کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ امام الوقت، حکمران کا کام ہے، حج و قاضی کو اس کے قتل کرنے کی اجازت نہیں (فیصلہ کرنے کی اجازت ہے اس لیے کہ یہ اسی کام پر مامور ہیں)

نوٹ:

یہ سزا متامن، ذمی، معاہدہ، اور حربی سب کو شامل ہے۔

نوٹ:

اس پر حکم کفر صادر کرنے سے پہلے اس کے قول کی صحیح جانچ پڑتال کر لی جائے اس لیے کہ بعض کلمات مسلمانوں کے لیے تو کفر بنتے ہیں لیکن کفار کے لیے نہیں بنتے اور یہ ان لوگوں کا ہی کام ہے جو راسخ فی العلم ہیں یہی امام قاضی عیاض مالکی اور امام سبکی علیہ الرحمۃ کا نظریہ ہے۔ (۱)

## اخروی سزا

ان لوگوں کی دنیاوی سزا تو ہم نے بیان کر دی ہے اور ان کی اخروی سزا لعنت دائمہ، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری، شدید ندامت، اور عذاب الیم و مہین کے ساتھ خلود فی النار ہے (یعنی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوزخ ان کا ٹھکانہ ہے) اور یہ اخروی سزا ہر اس آدمی کو شامل ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کو کسی قسم کی بھی ایذا، گالی، دی یا آپ ﷺ سے دشمنی رکھی یا

آپ کی اہانت کی، چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر، ذمی ہو یا معاہدہ، مستامن ہو یا حربی، سب کا ایک ہی حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا (۱)

ترجمہ: بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اور فرماتا ہے:

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (۲)

ترجمہ: اور وہ جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے عذاب کی نوعیت کو مخفی رکھا ہے، اور اس کی حکمت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس کو ہر قسم کا عذاب دیا جائے اور وہ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کو ایذا دینا اللہ تعالیٰ کو ایذا دینا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے، اور رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرنا اللہ تعالیٰ سے بیعت کرنا ہے اور اس لیے بھی کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو تمام رسولوں میں سے چن لیا ہے اور رسول اللہ ﷺ تمام مخلوق کے سردار ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ (۳)

جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ کا حکم مانا۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ (۴)

وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔

باقی رہا یہ مسئلہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں میں سے بعض کو سزا نہیں دی جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ایذا دی تھی تو اس جواب یہ ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا ذاتی حق ہے وہ اس کو ساقط کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اس لیے کہ آپ

(۱)...﴿الاحزاب: ۵۶﴾

(۲)...﴿التوبة: ۱۱﴾

(۳)...﴿النساء: ۸۰﴾

(۴)...﴿الفتح: ۱۰﴾

ﷺ رحمت عالمین ہیں، رحمت کے ساتھ بھیجے گئے ہیں، آپ کا دین دین رحمت ہے، لیکن امت مصطفیٰ ﷺ کو یہ حق بالکل حاصل نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے حق میں تصرف کر کے رسول اللہ ﷺ کو گالی یا ایذا دینے والے کو معاف کرے اس لیے کہ اس سے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف ہوگی جس سے منع کیا گیا ہے۔

ہاں جو بچ گیا تو وہ روز قیامت اپنی انگلیوں کو کاٹ رہا ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَلَيِّنَنِي أَتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ۚ يُؤْتِكُنِي لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ۚ لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي ۚ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ خَذُولًا (۱)  
اور جس دن ظالم اپنے ہاتھ چبا چبا لے گا کہ ہائے کسی طرح سے میں نے رسول کے ساتھ راہ لی ہوتی وائے خرابی میری ہائے کسی طرح میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا بیشک اس نے مجھے بہکا دیا میرے پاس آئی ہوئی نصیحت سے اور شیطان آدمی کو بے مدد چھوڑ دیتا ہے۔

یہی حال ان لوگوں کا بھی ہوگا جبکہ یہ دوزخ میں داخل ہو رہے ہوں گے اور جب دیکھیں گے کہ مومن اللہ تعالیٰ کی رحمت یا رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کے ساتھ دوزخ سے نکل رہے ہیں تو یہ اپنی انگلیوں کو چبا چبا کر یہی کہتے ہوں گے کہ ہائے کسی طرح سے میں نے رسول کے ساتھ راہ لی ہوتی وائے خرابی میری ہائے کسی طرح میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا بیشک اس نے مجھے بہکا دیا میرے پاس آئی ہوئی نصیحت سے "متعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّ نَاسًا مِنْ أُمَّتِي يُعَذِّبُونَ بِذُنُوبِهِمْ، فَيَكُونُونَ فِي النَّارِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَكُونُوا، ثُمَّ يُعَذِّبُهُمْ أَهْلُ الشِّمَكِ فَيَقُولُونَ لَهُمْ مَا نَرَى مَا كُنْتُمْ تُخَالِفُونَ فِيهِ مِنْ تَصْدِيقِكُمْ وَإِيْمَانِكُمْ نَفَعَكُمْ، لِمَا يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُرِيَ أَهْلَ الشِّمَكِ مِنَ الْحَسَنَةِ، فَتَابِتُ مَوْحِدًا إِلَّا أَخْرَجَهُ اللَّهُ" ثُمَّ تَلَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذِهِ آيَةَ رَبِّكَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَالْوَكَاوَا  
مُسْلِمِينَ الحجر 2 (۲)

ترجمہ: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "بے شک میری امت کے کچھ لوگ اپنے

(۱) ... الفرقان: ۲۰

(۲) ... (السان الکبریٰ: المؤلف: أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن حل الخراساني، الدسائي (المعوى: 303 هـ). المحقق: حسن عبد المنعم شلبي، الناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت. الطبعة: الأولى، 1421 هـ - 2001 م. سورة الحجر ج 10، ص 141 ... الدر المنثور ج 5، ص 62 ..... تفسير قرطبي تحت سورة الحجر: 2 ..... مجمع الزوائد ج 10، ص 379).

گناہوں کے سبب جہنم میں داخل ہوں گے پس وہ جہنم میں رہیں گے جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا کہ وہ اس میں رہیں پھر مشرکین انہیں عار دلائیں گے اور وہ کہیں گے جو تم ہمارے ساتھ اپنی تصدیق اور ایمان میں مخالفت کرتے تھے ہم نہیں دیکھ رہے کہ اس نے تمہیں کوئی نفع دیا ہو تو جب اللہ تعالیٰ اہل شرک کو ندامت دکھانے کا ارادہ فرمائے گا تو پھر کوئی موجد باقی نہیں رہے گا مگر اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے نکال لے گا۔ پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہ آیت پڑھی: رَبِّمَا يُوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا

مسلمین -

اور جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے گستاخانِ رسول کے ساتھ کیا وہ ان کا رسول اللہ ﷺ کی طرف سے فرض تھا، جو انہوں نے ادا کیا اور اب یہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہر مسلمان کا فرض ہے اس لیے کہ کائنات میں کوئی ایسی ہستی نہیں جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا حق ساقط کر دے لہذا رسول اللہ ﷺ کی مدد و نصرت، تعظیم و توقیر، اور ہر چیز سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کی محبت و اطاعت ہر مسلمان پر فرض ہے جو اس کے ذمہ ہے (اب اگر ادا کرے گا تو اجر پائے گا ورنہ گناہ گار ہوگا)۔

اور یہ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ عام انسانوں کی مثل نہیں ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو وہ مراتب عالیہ اور فضائل و کمالات عطا فرمائے ہیں جن کے ساتھ کبار انبیاء کرام اور رسل کو بھی مشرف نہیں کیا، عام انسان تو دور کی بات! اور ایسا کیوں نہ ہوتا اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ انبیاء کرام علیہم السلام کے گواہ، امام، خطیب، مبشر، ہیں اور صاحب شفاعتِ کبریٰ ہیں اسی لیے ہی تو سب قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے تلے ہوں گے اور تمام انبیاء و رسل رسول اللہ ﷺ کی طرف ہی راغب ہوں گے جیسا کہ انہوں نے دنیا میں رسول اللہ ﷺ پر ایمان آپ کی مدد و نصرت، اتباع و اطاعت، اور رسول اللہ ﷺ کی امت میں ہونے کا عہد کیا تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِنَ النَّبِيِّينَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ۖ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ  
لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَضْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ أَصْرًا قَالُوا أَقْرَضْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا  
مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ (۱)

ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف

لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے خود فرمایا تھا کہ:

لو كان موسى عليه الصلاة والسلام حياً ما وسعه الاتباعي

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا بے شک (حضرت) موسیٰ اگر تمہارے سامنے زندہ ہوتے تو میری اتباع کرنے کے سوا ان کے لیے اور کوئی چارہ کار نہ تھا۔ (۱)

اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رسولوں کے رسول ﷺ اور نبیوں کے نبی ﷺ ہیں، اور تمام رسولوں اور انبیاء کے سردار ہیں جیسا کہ خود نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

انا سيد ولد آدم يوم القيامة (۲)

ترجمہ: میں قیامت کے دن تمام اولاد آدم کا سردار ہوں۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی ایذا کو اپنی ایذا کہا ہے ہاں یہ بات قابل غور ہے کہ اللہ تعالیٰ کو فعل کے ساتھ ایذا دینا کسی کے بس میں نہیں، جو ایذا اللہ تعالیٰ کو دی جاتی ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے ذریعے یا زبان کے ساتھ دی جاتی ہے فعل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو کوئی بھی ایذا نہیں دے سکتا ہے۔ تو جب رسول اللہ ﷺ کو ایذا دینا اللہ تعالیٰ کو ایذا دینا ہے تو اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ کا اللہ تعالیٰ کے ہاں جو مقام ہے وہ کسی اور کا نہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کو ایذا دینے والے کی سزا بھی بہت شدید ہوگی اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت اور آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر کا حکم دیا ہے۔

تو کیا کوئی مسلمان یہ گوارا کرے گا کہ وہ اس ذات کو ایذا دے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اس کو ہلاکت و گمراہی سے نجات دی اور جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کا ایمان و دین بنایا، اور کل جس نے اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی شفاعت کرنی ہے۔ اس لیے ہر مسلمان پر فرض ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و توقیر کرے، اور ان کو کسی قسم کی کوئی ایذا نہ دے۔ واللہ اعلم۔

(۱) ... (اخرجه الذهبي في مختصر العلوي رقم (61) مسند احمد ج ۲ ص ۳۳۱ مطبوعه مكتب اسلامي بيروت ۱۴۰۱ھ)

(۲) ... (صحيح بخاري، كتاب احاديث الانبياء، باب "لقد ارسلنا نوحاً الى قومه..... صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب ادنى اهل جنة منزلة فيها، رقم:

خاتمہ:

اللہ تعالیٰ ہمارا خاتمہ بھی اچھا فرمائے جان لیجئے کہ لوگوں کی دو اقسام ہیں:  
مؤمن اور کافر اور کافر میں ہر کافر یعنی مشرک، بت پرست، مجوسی، یہودی، عیسائی، شامل ہیں اسی طرح مومن میں  
صالح و گناہ گار دونوں شامل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مومن کو سعید، اور کافر کو شقی فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ (۱)

ترجمہ: وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا تو تم میں کوئی کافر اور تم میں کوئی مسلمان۔

يَوْمَ يَأْتِ لَا تَكَلُمُ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۖ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ ﴿۱﴾ فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَمِنَ النَّارِ لَهُمْ  
فِيهَا زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ ﴿۲﴾ خُلِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّيُوتُ وَالْأَرْضُ ۖ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ  
فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ ﴿۳﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ سَعِدُوا فَمِنَ الْجَنَّةِ خُلِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّيُوتُ وَالْأَرْضُ ۖ إِلَّا  
مَا شَاءَ رَبُّكَ ۚ عَطَاءٌ غَيْرُ مَجْذُوذٍ (۲)

ترجمہ: جب وہ دن آئے گا کوئی بے حکم خدا بات نہ کرے گا تو ان میں کوئی بد بخت ہے اور کوئی خوش  
نصیب تو وہ جو بد بخت ہیں وہ تو دوزخ میں ہیں وہ اس میں گدھے کی طرح رینگیں گے وہ اس میں رہیں  
گے جب تک آسمان و زمین رہیں مگر جتنا تمہارے رب نے چاہا بیشک تمہارا رب جب جو چاہے کرے اور  
وہ جو خوش نصیب ہوئے وہ جنت میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے جب تک آسمان و زمین رہیں مگر جتنا  
تمہارے رب نے چاہا یہ بخشش ہے کبھی ختم نہ ہوگی۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ان دونوں پر یعنی مومن و کافر پر رسول اللہ ﷺ کے کون سے حقوق لازم ہیں تو ان دونوں کا الگ  
الگ ذکر کرتے ہیں:

مؤمن پر حقوق رسول اللہ ﷺ:

مؤمن کا ایمان اس سے رسول اللہ ﷺ کی نصرت و مدد، ان پر ہر چیز سے بڑھ کر محبت، رسول اللہ ﷺ کی سب  
سے بڑھ کر تعظیم و توقیر، رسول اللہ ﷺ پر آنے والی ہر ایذیت کے دفاع، کا تقاضا کرتا ہے اور یہ اس کے اوپر فرض ہے اس

(۱) ﴿التغابن: ۲﴾

(۲) ﴿ہود: ۱۰۸﴾

لیے کہ اس نے اسلام قبول کر کے اس بات کا بھی اقرار کیا ہے جیسا کہ آیات و احادیث شاہد ہیں۔

اور اس لیے بھی کہ رسول اللہ ﷺ اس کی ہدایت، اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت بے بہا، اس کی فضیلت و عزت اور اس کی شفاعت کا سبب ہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی محبت ہی ایمان کا میزان و اصل ایمان ہے۔

ہم ماقبل میں پڑھ چکے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کس طرح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنی جان، اولاد، ماں باپ، مال و دولت الغرض ہر چیز سے بڑھ محبت کی ہے اور رسول اللہ ﷺ کا دفاع کس طرح کیا ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محبت رسول اللہ ﷺ میں مختلف انداز و طریقے ان کے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت کاملہ، محبت رسول اللہ ﷺ میں صدق، ان کے ایمان کی قوت اور ان کے اعتقاد کی صحت کی دلیل ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جو بھی کیا وہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں مبالغہ آرائی نہ تھی اور نہ ہی وہ حد طاعت کو عبور کرنے والے تھے اس لیے کہ ان کے ان افعال پر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی تقریر کی مہر ثبت ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے تمام واقعات جو ان سے محبت رسول ﷺ میں صادر ہوئے مشعل راہ ہیں خصوصاً اس صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا واقعہ جن کا احد کے دن باپ، بھائی، شوہر، اور بیٹا شہید ہو گئے اس کے باوجود بھی وہ یہی فرما رہی تھیں کہ "کل مصیبة بعدک یا رسول اللہ ﷺ جلل" اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ آپ کے ہوتے ہوئے ہر مصیبت سچ ہے۔ ہاں بالکل سچ ہے کہ ہر مصیبت رسول اللہ ﷺ کی جدائی کی مصیبت سے کم تر ہے اور کوئی بھی مصیبت بلکہ دنیا کے تمام مصائب رسول اللہ ﷺ کی جدائی کی مصیبت سے کم ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت کے مظاہروں میں سے یہ بھی مظاہرہ ناقابل فراموش ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر اپنے ماں باپ، اپنی جانوں کو فداء کر دیتے جب سفر پر جاتے تو سب سے آخر میں رسول اللہ ﷺ کو مل کر جاتے اور جب واپس آتے تو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کو ملتے، ہر اس چیز کی تکریم کرتے جو رسول اللہ ﷺ کے جسم مبارک کے ساتھ مس ہو گئی، رسول اللہ ﷺ سے پہلے کسی کام کی ابتداء نہ کرتے، رسول اللہ ﷺ کے محبوبوں کو اپنے محبوبوں سے مقدم رکھتے، رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکت کو اپنی جانوں سے مقدم جانتے، اس گھر کے اوپر کبھی نہ چڑھتے جس میں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہوتے، رسول اللہ ﷺ کی آواز سے اپنی آوازوں کو پست رکھتے اور از روئے ادب و احترام رسول اللہ ﷺ کی طرف نظر نہ کرتے، بلکہ اپنی نگاہوں کو جھکائے رکھتے، اور یہ تمنا کرتے کہ ہمارے عضو بلکہ گردن تو کٹ جائے لیکن رسول اللہ ﷺ کو ایک کانٹے جتنی بھی بلکہ اس سے کم تکلیف نہ ہو، جب رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے فانی ہو جائے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا رسول اللہ ﷺ کی اشتیاق میں رونا، رسول اللہ ﷺ کے تبرکات کی حفاظت کرنا،

رسول اللہ ﷺ کی سنت کو اپنانا اور ان کا دفاع کرنا بھی ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔

ہر کہ عشق مصطفیٰ سامانِ دوست  
بحر و برد و گوشہ دامانِ دوست  
سوزِ صدیق و علی از حق طلب  
ذره عشق نبی از حق طلب  
زانکہ ملت را حیات از عشقِ دوست  
برگ و ساز کائنات از عشقِ دوست  
روح را جز عشقِ او آرام نیست  
عشق اوروزیت کو را شام نیست

کیا آپ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے دن میرے نبی ﷺ کی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی رسول اللہ ﷺ کی جدائی کے صدمہ سے کیا حالت ہو گئی تھی، بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم رسول اللہ ﷺ کی وفات کی خبر سن کر زمین پر بیٹھ گئے، بعض بے ہوش ہو گئے، اور بعض رسول اللہ ﷺ کے فراق میں اس قدر روئے کہ ان کی پینائی چلی گئی اور بعد میں ساری عمر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی کو نہ دیکھا جیسا کہ:

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ جب انہیں ان کے بیٹے نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کی خبر دی وہ اس وقت اپنے کھیتوں میں کام کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کی خبر سن کر غزدہ ہو گئے اور بارگاہِ الہی میں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی:

اللّٰهُمَّ! اذهب بصری حتی لا اری بعد حبیبی محمداً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احداً (۱)  
”اے میرے اللہ! میری آنکھوں کی پینائی اب ختم کر دے تاکہ میں اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی دوسرے کو دیکھ ہی نہ سکوں۔“

اللہ تعالیٰ نے اُسی وقت اُن کی دعا قبول فرمائی۔

حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:



”ان رجلا من أصحاب محمد ذهب بصرا فعاذوا  
 ”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ میں سے ایک صحابی کی پینائی (فراقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 میں) جاتی رہی تو لوگ ان کی عیادت کے لئے گئے۔“  
 جب ان کی پینائی ختم ہونے پر انفسوس کا اظہار کیا گیا تو وہ کہنے لگے:

كُنْتُ أُرِيدُ هَذَا لَأَنْظُرَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَّا إِذَا قُبِضَ النَّبِيُّ، فَوَاللَّهِ مَا يَشْتُمُنِ  
 أَنْ يَهْمَا بَظُنِّي مِنْ ظِلْمٍ تَبَالَةٍ (۱)

”میں ان آنکھوں کو فقط اس لئے پسند کرتا تھا کہ ان کے ذریعے مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا  
 دیدار نصیب ہوتا تھا۔ اب چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے اس لئے اگر مجھے چشمِ غزال  
 (ہرن کی آنکھیں) بھی مل جائیں تو کوئی خوشی نہ ہوگی۔“

اسی لیے ہر عاقل مسلمان اگر دین و دنیا میں کامیابی و کامرانی چاہتا ہے تو یہ دعا کرتا رہے کہ اللہ تعالیٰ میرا  
 حشر اپنے رسول ﷺ کے صحابہ کے ساتھ فرماتا مجھے ان کی راہ پر چلنے کی توفیق دے، اور توفیر و تعظیم  
 و عشقِ رسول ﷺ کی ایسی عطا دے جو تو نے اپنے رسول ﷺ کے صحابہ کرام کو دی تھی۔ یہی وہ  
 میزان ہے جو اللہ تعالیٰ نے وضع فرمایا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ  
 وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا (۲)

ترجمہ: اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا  
 راہ چلے ہم اُسے اُس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ  
 پلٹنے کی۔

اس آیت کا مفہوم رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ہی اتباع کا تقاضا کرتا ہے۔

اور معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانا واجب فرمایا، اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت

(۱)... (بخاری، الادب المفرد 1: 188، رقم: 533)

(۲)... (النساء: ۱۱۵)

اپنی اطاعت اور ان پر ایمان کو اپنے اوپر ایمان کی نشانی قرار دیا ہے اور مسلمانوں کو نبی اکرم ﷺ کی تعظیم و توقیر، مدد و نصرت، کا حکم دیا اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو اپنی محبت کا سبب فرمایا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی محبت سے کسی اور کی محبت کو مقدم کرنے سے منع فرمایا بلکہ اللہ تعالیٰ تو رسول اللہ ﷺ کی خواہشات کو پورا کرنے میں جلدی فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو دنیا و آخرت میں مسلمانوں کی نجات کا سبب بنایا ہے۔

دنیا میں اس طرح کہ رسول اللہ ﷺ نے انسانوں کو کفر سے ایمان کی طرف ہدایت دی، شرک سے توحید کی طرف لایا، اور ان کو سعادت دائمہ کی خوش خبری سنائی (یعنی جنت کا مژدہ سنایا) اور آخرت میں اس طرح کہ اگر انسان صالح ہوگا تو رسول اللہ ﷺ اس کی گواہی دیں گے اور اگر گناہ گار ہوگا تو رسول اللہ ﷺ اس کی شفاعت فرمائیں گے تو اس مسلمان کو اس ہستی کے ساتھ کیسا معاملہ کرنا چاہیے جس پر اللہ تعالیٰ نے احسان بتایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تَحْصُوهَا ۖ (۱)

ترجمہ: اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو شمار نہ کر سکو گے۔

دیکھیے اللہ تعالیٰ نے ہم پر اتنی نعمتیں فرمائی کہ ہم اس کو گننے سے قاصر ہیں لیکن کسی نعمت پر اللہ تعالیٰ نے احسان نہیں بتایا سوائے دو نعمتوں کے ایک ایمان اور دوسری رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکت کی نعمت جس کو نعمت عظمہ بھی کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يُؤْمِنُونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا ۖ قُلْ لَا تَمْنُوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُمْ ۖ بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِسْلَامِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ (۲)

اے محبوب وہ تم پر احسان جتاتے ہیں کہ مسلمان ہو گئے تم فرماؤ اپنے اسلام کا احسان مجھ پر نہ رکھو بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں اسلام کی ہدایت کی اگر تم سچے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَإِنْ كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (۳)

(۱) ... ﴿ابراہیم: ۳۳﴾

(۲) ... ﴿الحجرات: ۱۷﴾

(۳) ... ﴿آل عمران: ۱۰۳﴾

بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ (۱)

یہ دونوں نعمتیں کبھی جدا نہیں ہو سکتیں یہ دونوں اسلام میں داخل ہوئی کبھیاں ہیں اور یہی جنت میں داخل ہونے کبھیاں ہیں اس لیے کہ پہلی سے مراد "لا الہ الا للہ" اور دوسری سے مراد "محمد رسول اللہ ﷺ" ہے۔

کافر پر حقوق رسول اللہ ﷺ:

ہر بشر خصوصاً کافر پر رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانا، ان کے ساتھ محبت کرنا، ان کی توقیر و تعظیم کرنا اور ان کی مدد و نصرت کرنا واجب ہے۔ اس لیے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور اس بات کا عہد کیا ہوا ہے اور پھر بعد میں اپنے اپنے انبیاء کرام کے ذریعے اس عہد کی تجدید بھی کی ہے، اور اس لیے بھی کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو کفار کے لیے رحمت بنایا اور ان کے اپنے نبیوں سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو ان پر رحم کرنے والا بنایا ہے، کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ہر نبی جب اس کی قوم گناہ و سرکشی کرتی تو ان سے دور ہو جاتا ان میں سے بعد انبیاء کرام علیہم السلام نے ان کے خلاف دعا کی اور بعض نے ان پر لعنت فرمائی لیکن ہمارے نبی ﷺ نے مؤمنوں پر تو دور کی بات کفار پر بھی نہ لعنت فرمائی اور نہ ہی ان کے خلاف ہلاکت کی دعا فرمائی بلکہ ان کے لیے دعا خیر فرمائی اور ان سے درگزر فرمایا اور ان کے قیدیوں کے ساتھ نرمی برتی۔

اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ اگر کوئی کافر رسول اللہ ﷺ کی دنیا و آخرت میں فضیلت کو سچے دل سے جان لے تو اس پر وجد طاری ہو جائے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے فراق پر غمگین ہو جائے اور ان کی مخالفت پر شرمندگی محسوس کرے۔

کیا یہ بات کافی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو رسول اللہ ﷺ کا محتاج بنایا ہے تو ان کی قوموں کو تو بدرجہ اولیٰ رسول اللہ ﷺ کی حاجت ہوگی، تمام انبیاء کرام روز قیامت رسول اللہ ﷺ کے ہی جھنڈے تلے ہوں گے اور انہی کی طرف ہی راغب ہوں گے تاکہ آپ ﷺ تمام مخلوق کی شفاعت فرمائیں:

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا  
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ ﷺ کی

بے شک اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو دنیا و آخرت کے لیے رحمت بنایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ

(۱)۔۔۔ میں ابوحامد کہتا ہوں کہ ایمان کی نعمت بھی رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ملی ہے جیسا کہ اسی آیت میں خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

کے توکل سے ہی کفار سے وہ عذاب دفع کیا ہے جو ان پر ان کے انبیاء کرام کے زمانوں میں آتا رہا۔ کیا رسول اللہ ﷺ کی محبت کو یہ بات کافی نہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس وقت بھی انسانوں کو نہیں بھولیں گے جب ہر نبی اپنی قوم کو کہے گا کہ کسی اور کے پاس جاؤ!

اس لیے ہر کافر پر بھی لازم ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے اور آپ ﷺ کی اطاعت و اتباع میں دیر نہ کرے اور رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و توقیر کا دامن تھامے رہے تاکہ وہ قیامت کے دن نجات پانے والوں میں سے ہو جائیں یہی وہ رسول ﷺ ہیں جو سب سے پہلے شفاعت فرمائیں گے، سب سے پہلے پل صراط سے گزریں گے، سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے، ان کی امت کا کوئی فرد مسلم جہنم میں نہیں رہے گا اور نہ جہنم کا ایندھن بنے گا اس وقت کفار اپنی انگلیوں کو ایمان پر حسرت کے سبب کاٹ رہے ہوں گے اور یہی وہ وقت ہوگا کہ ہر جھوٹا معبود اور اس کے پجاری آگ کا ایندھن ہوں گے۔

یہ نصیحت رسول اللہ ﷺ کے ہر عقل مند اور صاحب فہم و فراست تابع کے لیے ضروری ہے تاکہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں حجت کامل ہو اور تبلیغ میں کمزوری پیدا نہ ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی صراط مستقیم پر چلانے والا ہے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مقبول و منظور فرمائے اور اس کے ساتھ ہر اس آدمی کو نفع دے جو بھلائی کا طالب ہے اس سے شر کو دور فرمائے اور اس کتاب سے ان مؤمنین کو خاص نفع عطا فرمائے جو رسول اللہ ﷺ کے عشق میں اپنی جانوں کو نثار کرنے والے ہیں، اس کو میری بخشش کا ذریعہ بنائے اور اس کتاب میں مجھے سچائی اور اخلاص فی العمل کی دولت عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ میری باقی ماندہ زندگی کو مبارک فرمائے، مجھ سے تمام مصائب دور فرمائے، اس کتاب کو میرے لیے صدقہ جاریہ فرمائے اور میرے والدین، آباء و اجداد، زوجہ، اولاد، تمام گھروالوں، میرے استاذہ، اور دوستوں کی مغفرت فرمائے اور ہماری حفاظت فرمائے ہم پر اپنی رضا کے دروازے کھول دے اور بغیر کسی قسم کی آزمائش کے ہمارا خاتمہ اچھا فرمائے، ہم کو اور تمام مسلمانوں کو عزت عطا فرمائے اور ہمارا حشر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فرمائے کہ ہم بھی انہی کے جھنڈے تلے ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی سب سے بہتر مددگار اور نصرت فرمانے والا ہے۔

ابو ابراہیم

”سید خلیل بن ابراہیم ملا خاطر العزازی الشافعی“

(استاذ الحدیث و علوم الحدیث مدینہ منورہ)

میں مترجم ابو احمد محمد نعیم قادری رضوی بھی مذکورہ دعا پر آمین کہتے ہوئے یہاں پر صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کا عشق اور آپ ﷺ کی محبت ہی مسلمانوں کی اصل پاور و طاقت ہے اگر ہم مسلمانوں میں یہ محبت رہی تو دنیا کی کوئی طاقت ہمارا مقابلہ کرنے کی سکت نہیں رکھتی میں نہیں کہتا وہ اقبال جو انہی میں بسے پڑھ کر آیا اسی کی زبان سے کہے دیتا ہوں کہ ابلیس نے اپنے فرزندوں یعنی دشمنان اسلام کو مسلمانوں کو زیر کرنے کا کیا طریقہ بتایا اور کیا فارمولہ دیا کہتا ہے کہ:

فکر عرب کو دے کے فرنگی تخیلات

اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو!

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا

روح محمد اس کے بدن سے نکال دو

اگر آج ہم نے اپنے دل میں محبت رسول ﷺ کی شمع جلائی ہوتی اور اس کے مطالبات کو پورا کیا ہوتا تو کس کی مجال تھی کہ ہماری طرف میلی نگاہ کرتا ہم خود ہی اپنی ناکامی اور ذلت و رسوائی کا سبب ہیں:

برا سمجھوں انہیں مجھ سے تو ایسا ہو نہیں سکتا

کہ میں خود بھی تو ہوں اقبال اپنے نکتہ چینوں میں

رشتہ وفا کا نام محمد سے تو ذکر یہ قوم جارہی ہے تباہی کے موڑ پر

اگر یہ قوم تباہی سے بچنا چاہتی ہے تو بزبان اقبال سن لے کہ:

عقل ہے تیری سپر، عشق ہے شمشیر تری

مرے درویش! خلافت ہے جہان گیر تری

ما سوا اللہ کے لیے آگ ہے تکبیر تری

تو مسلمان ہو تو تقدیر ہے تدبیر تری

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح قلم تیرے ہیں

وصلی اللہ علی سیدنا و مولانا و حبیبنا، و شفیعنا محمد و علی آلہ الطیبین الطاہرین، و

صحابتہ الکرام المہجلیین، و من تبعہم باحسان الی یوم الدین۔ والحمد للہ رب العالمین

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ہے صحابہ کی اقتداء لبیک یا رسول اللہ ﷺ

(اضافہ از مترجم ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی)

الحمد لله عبدة و نستعينه و نستغفره و نؤمن به و نتوكل عليه و نعوذ بالله من شرور  
انفسنا و من سيئات اعمالنا من يهد الله فلا مضل له و من يضلله فلا هادي له و نشهد ان  
لا اله الا الله وحده لا شريك له و نشهد ان سيدنا و مولانا محمدا عبدة و رسوله - اللهم  
صل على سيدنا و مولانا محمد وعلى اله و صحبه اجمعين ابد الابدين برحمتك يا ارحم  
الراحمين -

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور رسول اللہ ﷺ پر صلوٰۃ و سلام کے بعد : ہم نے مناسب سمجھا کہ اس کتاب " واجب  
الامۃ نحو نبی الرحمة " ترجمہ بنام " لبیک یا رسول اللہ ﷺ " کے آخر میں " لبیک یا رسول اللہ  
ﷺ " کہنے کے ثبوت میں چند احادیث نقل کر دیں اور ساتھ ساتھ یہ بھی واضح کر دے کہ " لبیک یا رسول اللہ ﷺ " کے معانی  
کیا ہیں تاکہ مرد مجاہد اس میں سنت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کے معانی کو مد نظر رکھ کر جب یہ صدا بلند کرے تو اس کو دلی  
سکون حاصل ہو، اس بارے میں احادیث تو بہت زیادہ ہیں ہم ان میں سے چند کو پیش کرتے ہیں جن سے ثابت ہو جائے گا کہ  
" لبیک یا رسول اللہ ﷺ " کی صدا میں صرف ہم ہی نہیں لگاتے بلکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس صدا کو بلند کرتے  
رہے ہیں اور اس کے بعد ہم " لبیک یا رسول اللہ ﷺ " کے معانی بھی ذکر کریں گے تاکہ عاشقان رسول ﷺ پر یہ واضح ہو  
جائے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ جب یہ صدا بلند کرتے تھے تو اس سے ان کا مطلب کیا ہوتا تھا، وباللہ التوفیق -

انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پکارا لبیک یا رسول اللہ ﷺ :

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُتَيْنِ، التَّقَى هَوَازِنُ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عَشْرَةَ آلَافٍ، وَالْطَّلَقَاءُ، فَأَذْهَبُوا، قَالَ «يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ» قَالُوا لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
وَسَعْدَيْكَ لَبَّيْكَ نَحْنُ بَيْنَ يَدَيْكَ (۱)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ حنین میں جب قبیلہ ہوازن سے جنگ شروع ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس ہزار فوج تھی۔ قریش کے وہ لوگ بھی ساتھ تھے جنہیں فتح مکہ کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑ دیا تھا پھر سب نے پیٹھ پھیر لی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارا: اے انصار یو! انہوں نے جواب دیا (لبیک یا رسول اللہ ﷺ!) کہ ہم حاضر ہیں، یا رسول اللہ! آپ کے ہر حکم کی تعمیل کے لیے ہم حاضر ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پکارا لبیک یا رسول اللہ ﷺ:

ایک طویل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آواز دی کہ:

يَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ «قَالَ عَلِيٌّ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، (۲)

ترجمہ: اے علی بن ابو طالب! تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا "لبیک یا رسول اللہ ﷺ"

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے پکارا لبیک یا رسول اللہ ﷺ:

حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمُعَاذُ رَدِيفُهُ عَلَى الرَّحْلِ، قَالَ «يَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ»، قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ، قَالَ «يَا مُعَاذُ»، قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ

(۱).... (صحیح بخاری باب غزوة الطائف ج ۴، ص ۱۵۰، صحیح مسلم، باب إعطاء المؤلفة قلوبهم على الإسلام وتصبر من قوى إيمانهم ج ۲، ص ۷۳۵، رقم: ۱۳۶)

(۲).... (المستدرک علی الصحیحین، المؤلف: أبو عبد الله الحاکم محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدويه بن نعيم بن الحكم الضبی الطهمانی النيسابوری المعروف بابن البيع (المتوفى: ۴۰۵ هـ)، تحقيق: مصطفى عبد القادر عطا، العاشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى، ۱۴۱۱-۱۹۹۰، أما حديثه في عنوانه ج ۴، ص ۵۳۰)





ترجمہ: جب رسول اللہ ﷺ فارغ ہوئے تو فرمایا اے جابر! میں نے عرض کیا "لبیک یا رسول اللہ

ﷺ!

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے پکارا لبیک یا رسول اللہ ﷺ:

عَنْ كَعْبٍ، أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنُ أَبِي حَذَرٍ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ فِي الْمَسْجِدِ، فَازْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتَّى سَمِعَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا حَتَّى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ، فَقَادَى «يَا كَعْبُ» قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، (١)

ترجمہ: حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں ابن حذر سے اپنے قرض کا مطالبہ کر رہا تھا کہ ہماری آواز بلند ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر میں سنا تو پردہ ہٹا کر ہماری طرف آئے اور فرمایا اے کعب! میں نے عرض کیا "لبیک یا رسول اللہ ﷺ!"

حضرت عبد اللہ بن قیس رضی اللہ عنہ نے پکارا لبیک یا رسول اللہ ﷺ:

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ لَمَّا غَزَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ، أَوْ قَالَ لَمَّا تَوَجَّهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَشْرَفَ النَّاسُ عَلَى وَادٍ، فَرَفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِالشُّكْبِيرِ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «ارْبِعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ، إِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا، إِنَّكُمْ تَدْعُونَ سَيِّعًا قَرِيبًا وَهُوَ مَعَكُمْ»، وَأَنَا خَلْفَ دَابَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَبَّحَنِي وَأَنَا أَقُولُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، فَقَالَ لِي «يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَيْسٍ» قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ «(٢)»

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر پر لشکر کشی کی یا یوں بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (خیبر کی طرف) روانہ ہوئے تو (راستے

(١)... (صحیح بخاری، تاب القضاوی والملازمۃ فی التفسیر، ج ۱، ص ۹۹، صحیح مسلم، باب استیجاب التواضع من اللہ، ج ۳، ص ۱۱۹۲، رقم: ۲۰.... سنن ابی

داؤد، باب فی الطلح، ج ۳، ص ۳۰۴، رقم: ۳۵۹۵)

(٢)... (صحیح بخاری، باب غزوة خیبر، ج ۴، ص ۱۲۲)

میں) لوگ ایک وادی میں پہنچے اور بلند آواز کے ساتھ تکبیر کہنے لگے اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ اللہ سب سے بلند و برتر ہے اللہ سب سے بلند و برتر ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی جانوں پر رحم کرو تم کسی بہرے کو یا ایسے شخص کو نہیں پکار رہے ہو جو تم سے دور ہو جسے تم پکار رہے ہو وہ سب سے زیادہ سننے والا اور تمہارے بہت نزدیک ہے بلکہ وہ تمہارے ساتھ ہے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے پیچھے تھا۔ میں نے جب «لا حول ولا قوة الا باللہ» کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عبد اللہ بن قیس! میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پکارا لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَصَابَنِي جَهْدٌ شَدِيدٌ، فَلَقِيتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، فَاسْتَقْرَأْتُهُ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللَّهِ، فَدَخَلَ دَارَهُ وَفَتَحَهَا عَلَيَّ، فَمَشَيْتُ غَيْرَ بَعِيدٍ فَخَرَزْتُ لَوَجْهِ مِنْ الْجَهْدِ وَالْجُوعِ، فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلَى رَأْسِي، فَقَالَ «يَا أَبَا هُرَيْرَةَ» فَقُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ، ﴿١﴾

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے (بیان کیا کہ فاقہ کی وجہ سے) میں سخت مشقت میں مبتلا تھا، پھر میری ملاقات عمر بن الخطاب سے ہوئی اور ان سے میں نے قرآن مجید کی ایک آیت پڑھنے کے لیے کہا۔ انہوں نے مجھے وہ آیت پڑھ کر سنائی اور پھر اپنے گھر میں داخل ہو گئے۔ اس کے بعد میں بہت دور تک چلتا رہا۔ آخر مشقت اور بھوک کی وجہ سے میں منہ کے بل گر پڑا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سر کے پاس کھڑے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے

(۱)۔۔۔ (صحیح بخاری، غیر موسوم باب ج، ص ۶۸، رقم: ۵۲۰۰، اسناد صحیح علی شرط البخاری، رجالہ ثقافت رجال الشیخین غیر عمر بن حفصہ رجال البخاری، روح: ہوا بن عباد، ومہامد: ہوا بن جبر المکی، وأخرجہ مطولاً ومختصراً مناد فی "الزهد" (764)، والبخاری (6246) و (6452)، والترمذی (2477)، والفریابی فی "دلائل النبوة" (16)، والنسائی فی الرقائق من "الکبری" کہانی "تمتعة الأشراف" 315/10، وابن حبان (6535)، وأبو الشیخ فی "أخلاق النبی" ص 77-78، والحاکم 15/3-16، وأبو نعیم فی "الحلیة" 338/1 ص 339 و 377، والبیہقی فی "دلائل النبوة" 101/8-102، والبعوی (3321)، وابن جریر فی "تغلیق التعلیق" 170-169/5 من طرق عن عمر بن حفص، بهذا الإسناد وقال الترمذی: حسن صحیح، وأخرجہ بدحوۃ مختصراً البخاری (5375)، وابن حبان (7151)

ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا "لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!"

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے پکارا لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ، قَالَ قَالَ أَبُو ذَرٍّ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرَّةِ الْمَدِينَةِ، فَاسْتَقْبَلَنَا أَحَدٌ، فَقَالَ «يَا أَبَا ذَرٍّ» قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، (١)

ترجمہ: حضرت ابو ذر فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ کی کالی پتھروں والی زمین پر چل رہا تھا کہ احد پہاڑ دکھائی دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو ذر! تو میں نے عرض کیا "لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!"

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ نے پکارا لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ

(١).... (صحیح بخاری باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: «مَا أَحْبَبُّ أَنْ يَمُوتَ أَحَدٌ فَهَبًا» ج ٨، ص ١٠٠، صحیح مسلم باب التَّزْغِيْبِ فِي الصَّدَقَةِ، ج ٢، ص ١٨٤، رقم 32.... سنن ابی داؤد باب فی التَّهْنِیْ عَنِ الشَّيْءِ فِي الْفِتْنَةِ، ج 4، ص 101، رقم: 4261.... وأخرجه مسلم ص 687-688 (32)، والبخاری فی "مسندہ" (3975)، وابن مندہ فی "الإیمان" (84) من طریق أبی معاویة، بهذا الإسناد. واقتصر ابن مندہ علی القطعة الثالثة. وأخرجه البخاری (2388) و (6268) و (6444)، والبخاری (3976) و (3977)، وأبو عوانة فی الزکاة کما فی "إتحاف البهرة" 124/14، والطحاوی فی "شرح مشکل الآثار" (3994)، وابن حبان (170) و (3326)، والبیہقی فی "السنن الکبری" 189/10، وفی "شعب الإیمان" (347) من طرق عن الأعمش، به. واقتصر الطحاوی علی القطعة الثالثة وأخرجه بطوله أيضاً البخاری فی "الأدب المفرد" (803)، وابن حبان (195) من طریق حماد بن أبی سلیمان، وأبو عوانة من طریق حبيب بن حسان، كلاهما عن زید بن وهب، به. وأخرجه دون القطعة الاولى البخاری (6443)، ومسلم ص 688-689 (33)، وأبو عوانة، والبیہقی 190/10 من طریق عبد العزيز بن رفیع، عن زید بن وهب، به. وأخرج القطعة الثالثة مفردة البخاری (3222)، والنسائی فی "عمل اليوم والليلة" (1123)، وابن خزيمة فی "التوحيد" 809/2، وأبو عوانة، والطحاوی فی "شرح مشکل" (3996) و (3997)، وابن مندہ (85) و (86) من طرق عن زید بن وهب، به. وأخرج القطعة الغائبة مفردة ابن ماجه (4130)، وابن حبان (3331) من طریق مالک بن مرثد المصنفی، عن أبی ذر مرفوعاً، وللقطعة الأولى من الحديث انظر (21329)، والقطعة الغائبة ستأتي مفردة من طریق المعروف بن سويد عن أبی ذر برقم (21399) و (21412)، وضمن حديث من طریق النعيمان الغفاري عن أبی ذر برقم (21570)، والقطعة الغائبة ستأتي من طریق زید بن وهب عن أبی ذر برقم (21434) و (21464)، ومن طریق المعروف بن سويد عن أبی ذر برقم (21414) و (21433)، ومن طریق أبی الأسود الدیلي عن أبی ذر برقم (21466)، ويشهد للقطعة الغائبة حديث أبی هريرة السالف برقم (8323) وللقطعة الثالثة حديث عبد الله بن عمرو السالف برقم (6586)

فِيهِ وَعَلَى رَأْسِهِ عَصَابَةٌ صَفْرَاءُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ «يَا فَضْلُ» قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ (۱)  
ترجمہ: حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مرض  
وصال میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے مقدس سر کے اوپر زرد رنگ والی پٹی تھی۔ میں نے سلام کیا تو آپ ﷺ  
نے ارشاد فرمایا: اے فضل! میں عرض گزار ہوا البیک یا رسول اللہ ﷺ!

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے پکارا البیک یا رسول اللہ ﷺ:  
ایک طویل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:  
فَقَالَ يَا خَالِدُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ (۲)

ترجمہ: اے خالد! حضرت خالد بن ولید نے عرض کیا البیک یا رسول اللہ ﷺ!

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پکارا البیک یا رسول اللہ ﷺ:

أَخْبَرَنَا سَيَّاحُ بْنُ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ، عَنْ أَبِيهِ، حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ رَدَفَ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ «يَا حُذَيْفَةُ، تَذَرِي مَا حَقَّ اللَّهُ عَلَى الْعِبَادِ»، قُلْتُ اللَّهُ  
وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ «يَعْبُدُونَهُ وَلَا يُشْرِكُونَ بِهِ شَيْئًا»، ثُمَّ سَارَ فَقَالَ «يَا حُذَيْفَةُ»، قُلْتُ  
لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، (۳)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا  
ہوا تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے حذیفہ! کیا تم جانتے ہو اللہ تعالیٰ کا بندوں پر کیا حق ہے؟؟ میں

(۱)... (الشمال المجدي والمصطفى، المؤلف: محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى (المتوفى: 279 هـ) المحقق:

سيد بن عباس الجهمي، الناشر: المكتبة التجارية، مصطفى أحمد الباز - مكة المكرمة، الطبعة: الأولى، 1413 هـ - 1993 م، ج 1، ص 121)

(۲)... (أخبار مكة في أيامهم الدهر وحديثه، المؤلف: أبو عبد الله محمد بن إسحاق بن العباس المكي الفاكهي (المتوفى: 272 هـ) المحقق: د. عبد الملك عبد الله

دهيش، الناشر: دار نشر - بيروت، الطبعة: الثانية، 1414، ج 5، ص 194)

(۳)... (مسند البزار المشهور باسم البحر الزخار، المؤلف: أبو بكر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق بن خلاد بن عبيد الله العتكي المعروف بالبزار (المتوفى:

292 هـ) المحقق: محفوظ الرحمن زين الله، (جلى الأجزاء من 1 إلى 9) وعادل بن سعد (جلى الأجزاء من 10 إلى 17) وصبري عبد الخالق الشافعي (جلى الجزء

18) الناشر: مكتبة العلوم والحكم - المدينة المنورة، الطبعة: الأولى، (بدأت 1988 م، وانتهت 2009 م، مسند سمات بن حذيفة عن

حذيفة، ج 7، ص 319)

نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ کہ بندے اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں پھر چلنے لگے پھر فرمایا اے حذیفہ! میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ ﷺ!

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پکارا لبیک یا رسول اللہ ﷺ:

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ «يَا ابْنُ مَسْعُودٍ»، قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، (۱)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بن مسعود! میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ ﷺ!

حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے پکارا لبیک یا رسول اللہ ﷺ:

ایک طویل حدیث میں ہے کہ

فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا فَقَالَ «ثَعْلَبَةُ» قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، (۲)  
ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا: ثعلبہ! تو حضرت ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ ﷺ!

حضرت ذونمیر رضی اللہ عنہ نے پکارا لبیک یا رسول اللہ ﷺ:

حضرت ذونمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

أَتَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ «يَا ذَا مَخْبَرٍ»، قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ (۳)

(۱)... (السنة، المؤلف: أبو عبد الله محمد بن نصر بن الحجاج المزوري (المتوفى: 294 هـ)، المعلق: سالم أحمد السلفي، الناشر: مؤسسة الكتب الثقافية - بيروت، الطبعة: الأولى، 1408، ج 1، ص 21)

(۲)... (حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، المؤلف: أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق بن موسى بن مهران الأصبهاني (المتوفى: 430 هـ)، الناشر: السعادة - بھوار، محافظة مصر، 1394 هـ - 1974 م، ثم صورهها عدة دور منها، 1 - دار الكتاب العربي - بيروت 2 - دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت 3 - دار الكتب العلمية - بيروت (طبعة 1408 هـ بدون تعليق، مخطوطة في غمار قال الشيخ أبو نعيم رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى... ج 9، ص 329)

(۳)... (المعجم الكبير، المؤلف: سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني (المتوفى: 360 هـ)، المعلق: حمدي بن عبد المجيد السلفي، دار النشر: مكتبة ابن تيمية - القاهرة، الطبعة: الثانية، نحو مخطوطة في غمار قال مخطوطة في غمار أبي النجاشي، ج 4، ص 235)

ترجمہ: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ذومخر! میں نے عرض کیا لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ!

حضرت مرثد رضی اللہ عنہ نے پکارا لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ:

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ مَرْتَدُ بْنُ أَبِي مَرْثَدٍ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْكِحْ عَنَّا قَا؟ لِبَغْيٍ كَانَتْ بِمَكَّةَ، قَالَ فَسَكَتَ عَنِّي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ النور 3، فَقَالَ "يَا مَرْتَدُ" فَقُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَتَلَا عَلَيَّ هَذِهِ الْآيَةَ، وَقَالَ "لَا تَنْكِحُهَا" (۱)

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی جس کو مرثد بن ابو مرثد کہا جاتا تھا رسول اللہ ﷺ سے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ کیا میں مکہ میں (فلاں) عورت سے شادی کر لوں؟ تو آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ کچھ دیر خاموش رہے یہاں تک کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ" {النور} پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے مرثد! تو میں عرض کیا لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی اور فرمایا اس کے ساتھ نکاح نہ کرو۔ (۲)

ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے پکارا لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ:

ثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ الْجُمَحِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ أَبِي بَرْزَةَ، يَقُولُ بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَبَلٍ حَرَاءٍ، وَمَعَهُ جَبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، إِذْ قَالَ لَهُ يَا مُحَمَّدُ هَذِهِ خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا مَعَهَا حِلَابٌ فِيهِ حَيْشٌ، وَشَكْوَةٌ مَاءٍ، فَأَقْرِئْهَا السَّلَامَ مِنَ الرَّحْمَنِ

(۱)... (شرح مشکل الآثار، المؤلف: أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة بن عبد الملك بن سلمة الأردی المجری البعری المعروف بالطحاوی (المتوفى: 321 هـ) تحقيق: شعيب الأرنؤوط، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى - 1415 هـ 1494 م، ۱۱، ص ۴۴، ۴۵)

(۲)۔۔۔ اس سب سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے اصحاب کے افعال و اعمال کا بھی علم تھا۔

الرَّحِيمِ، ثُمَّ أَقْرَبَهَا السَّلَامَ مِنِّي قَالَ فَأَشْرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا هُوَ بِخَدِيجَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خَدِيجَةُ" فَقَالَتْ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَمَعِكَ حِلَابٌ فِيهِ حَيْشٌ؟" قَالَتْ نَعَمْ، وَمَنْ أُنْبَأُكَ، فَوَالَّذِي امْطَقَاكَ عَلَى الْبَشَرِ مَا أَطْلَعَهُ عَلَيْهِ إِلَّا رَبُّ الْعَالَمِينَ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "جَبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ مِنَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، ثُمَّ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ" فَقَالَتْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلَامُ، وَعَلَى جَبْرِيلَ السَّلَامُ" (۱)

ترجمہ: حضرت قاسم بن بزہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غار حراء میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا اے محمد (ﷺ) یہ حضرت خدیجہ الکبریٰ آری ہیں ان کے پاس ایک برتن ہے جس میں حیس (کھجور سے تیار کیا ہوا کھانا) ہے اور ایک پانی کا برتن ہے ان کو اللہ تعالیٰ رحمن و رحیم کی طرف سے سلام کیجئے! پھر میری طرف سے بھی سلام پیش کیجئے! جب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو وہ حضرت خدیجہ الکبریٰ ہی تھیں تو آپ نے فرمایا خدیجہ! تو حضرت خدیجہ نے عرض کیا "لبیک یا رسول اللہ ﷺ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے پاس ایک برتن ہے جس میں حیس ہے عرض کیا جی ہاں لیکن آپ کو کس نے خبر دی؟ اس ذات کی قسم جس تمام مخلوق میں سے آپ کو چنا ہے اسی نے آپ ﷺ کو اس پر مطلع کیا ہو گا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ جبرئیل علیہ السلام ہیں جو اللہ تعالیٰ رحمن و رحیم کی طرف سے پھر اپنی طرف سے تجھے سلام کرتے ہیں تو حضرت خدیجہ نے عرض کیا اللہ تعالیٰ تو خود سلام ہے اور جبرئیل پر سلام ہو۔

ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے پکارا لبیک یا رسول اللہ ﷺ:

حضرت ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو

فرمایا:

(۱)... (أخبار مكة في قديم الدهر وحديثه، المؤلف: أبو عبد الله محمد بن إسحاق بن العباس المكي الفاكهي (المتوفى: 272 هـ) المعقق: د. عبد الملك عبد الله دهيش، الناشر: دار خطر - بيروت، الطبعة: الغالية، 1414، ج 4، ص 62)

فَقَالَ «يَا مَيْمُونَةُ» فَقَالَتْ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، (۱)

ترجمہ: اے ميمونہ! میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ ﷺ!

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے پکارا لبیک یا رسول اللہ ﷺ:

عَنْ أُمِّ هَانِيٍّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَّمَنِي عَمَلًا أَعْمَلُهُ وَأَنَا جَالِسَةٌ فَقَدْ شَقَّ عَلَيَّ الْقِيَامُ، فَقَالَ يَا أُمُّ هَانِيٍّ "قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ «سَبِّحِي مِائَةَ تَسْبِيحَةٍ فَإِنَّهَا تَعْدِلُ عِشْقَ مِائَةِ رَقَبَةٍ، وَاحْتِدَى مِائَةَ تَحْسِيدَةٍ فَإِنَّهَا تَعْدِلُ مِائَةَ فَرَسٍ مَعَ أَذَاتِهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ»، (۲)

ترجمہ: حضرت ام ہانی فرماتی ہیں کہ میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جس کو میں بیٹھے بیٹھے کر لیا کروں کھڑا ہونا مجھے مشقت میں ڈال دیتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ام ہانی! میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا ایک سو بار تسبیح پڑھو یہ ایک سو غلام آزاد کرنے کے برابر ہے اور ایک سو بار اللہ تعالیٰ کی حمد کرو یہ اللہ کی راہ میں ایک سو گھوڑے مع ساز و سامان دینے کے برابر ہے۔

حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا نے پکارا لبیک یا رسول اللہ ﷺ:

حَدَّثَنِي أُمُّ الْفَضْلِ بِنْتُ الْحَارِثِ الْهَلَالِيَّةُ، قَالَتْ مَرَرْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ بِالْحَجْرِ، فَقَالَ «يَا أُمُّ الْفَضْلِ» قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ «إِنَّكَ حَامِلَةٌ بِغُلَامٍ» (۳)

(۱)... (الدعاء للطبرانی، المؤلف: سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني (المتوفى: 360 هـ) المحقق: مصطفى عبد القادر

عطا، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى، 1413، ج 1، ص 242)

(۲)... (الدعاء للطبراني، المؤلف: سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني (المتوفى: 360 هـ) المحقق: مصطفى عبد القادر

عطا، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى، 1413، ج 1، ص 124)

(۳)... (المعجم الأوسط، المؤلف: سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني (المتوفى: 360 هـ) المحقق: طارق بن عوض الله بن

محمد، عبد المحسن بن إبراهيم الحسني، الناشر: دار الحرمين - القاهرة، من اسمه النعمان ج 9، ص 101)



ترجمہ: حضرت ام فضل بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزری کہ آپ پتھر کے ساتھ ٹک لگائے ہوئے بیٹھے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ام فضل! میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا تم بیٹے کے ساتھ حاملہ ہو۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے پکارا لبیک یا رسول اللہ ﷺ:

حَدَّثَنِي شَهْرُبْنُ حَوْشَبٍ، أَنَّهُ لَقِيَ أَسْمَاءَ بِنْتَ يَزِيدَ قَالَ فَحَدَّثَتْنِي أَنَّهَا بَايَعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَايَعِ النِّسَاءِ، فَمَالَتْ فَمَدَّتْ يَدَهَا لِتُبَايِعَهُ فَقَبَضَ يَدَهُ وَقَالَ «إِنِّي لَا أَصَافِحُ النِّسَاءَ»، وَلَكِنْ إِنَّمَا أَخْذُ عَلَيْهِنَّ فِي الْقَوْلِ «قَالَتْ وَعَلَيْ ثَوْبٍ وَحُلِيِّ، فَقَالَ «يَا أَسْمَاءُ» فَقُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ، (۱)

ترجمہ: حضرت اسماء بنت یزید فرماتی ہیں کہ جس دن لوگ رسول اللہ ﷺ سے بیعت کر رہے تھے میں بھی بیعت کرنے لے لیے گئی میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف بیعت کے لیے ہاتھ بڑھایا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا ہاں میں ان سے قولاً بیعت کرتا ہوں آپ فرماتی ہیں کہ میں نے کچھ (عمدہ) کپڑے اور زیور پہنا ہوا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اسماء! میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ ﷺ! وسعدیک

مردوں نے پکارا لبیک یا رسول اللہ ﷺ:

ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور رسول اللہ ﷺ کو لیکر اپنی بیٹی کی قبر کے پاس آیا: فقال النبي صلى الله عليه وسلم لأبيها «ما كان اسمها» فقال فلانة فقال النبي «يا فلانة أجيبي بإذن الله»، فخرجت الصبية وهي تقول لبیک یا رسول الله وسعدیک، (۲)

(۱)... (المعجم الكبير، المؤلف: سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني (المتوفى: 360هـ) المحقق: حمدي بن عبد المجيد السلفي، دار النشر: مكتبة ابن تيمية - القاهرة، الطبعة: الثانية، الإصدار: 1409هـ، عن شهر، عن أسماء، عن النبي صلى الله عليه وسلم، 24، ص 182)

(۲)... (أعلام النبوة، المؤلف: أبو الحسن علي بن محمد بن محمد بن حبيب البصري البغدادي، الشهير بالماوردي (المتوفى: 450هـ) الناشر: دار ومكتبة الهلال - بيروت، الطبعة: الأولى - 1409 هـ في أعلام عصمته، ص 107)

ترجمہ: تو رسول اللہ ﷺ نے اس بچی کے باپ سے فرمایا اس کا نام کیا تھا؟ تو اس نے کہا فلاں (یعنی نام بتایا جو راوی کو یاد نہ رہا) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے فلاں (یعنی اس بچی کا نام لیا) تو بچی اپنی قبر سے نکلی اور عرض کیا لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اوسعد یک!

جانوروں نے پکارا لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ:

خیبر کے دن رسول اللہ ﷺ کو ایک دراز گوش ملا تو آپ نے اس سے کلام فرماتے ہوئے فرمایا:

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَكَ مِنْ رَبٍّ؟ قَالَ لَا، قَالَ وَلَمْ؟

قال لأنه حدثني أبي عن آبائه وأجداده أنه قال ركب نسلنا سبعون نبياً، وإن آخر نسلنا يركبه نبي يقال له محمّد صلى الله عليه وسلم، ولم يبق من نسل جدی غیري، ولا من الأنبياء غيرك، فقال النبي صلى الله عليه وسلم قد ستيتك يعفورا، يا يعفور، فقال لبيك يا رسول الله

قال فكان النبي صلى الله عليه وسلم يركبه في حاجته، فإذا نزل عنه بعث به إلى باب الرجل فيأتي الباب فيقرعه برأسه، فإذا خرج إليه صاحب الدار أو مأ إليه أن أجب رسول الله صلى الله عليه وسلم

قال فلما قبض النبي صلى الله عليه وسلم مكث بعدة ثلاثاً، فجاء إلى بئر أبي الهيثم بن التيهان فتردى فيها فصار قبره جزءاً منه على رسول الله صلى الله عليه وسلم، فكانت عند ذلك من الآيات (١)

کیا تمہارا کوئی مالک ہے؟ اس نے کہا نہیں فرمایا کیوں؟ اس نے عرض کیا اس لیے کہ ہمارے آباء اجداد نے ہمیں بتایا ہے ہماری نسل پر ستر انبیاء کرام نے سواری کی ہے، اور ہماری نسل میں سے آخری نبی جو سوار ہوگا اس کو محمد (ﷺ) کہتے ہیں مجھے معلوم ہے کہ میرے سوا میرے دادا کی نسل سے کوئی بھی باقی

(١)... (شرف المصطفى، المؤلف: عبد الملك بن محمد بن إبراهيم النيسابوري الخمر كوشى، أبو سعد (البتوفى: 407 هـ) الناشر: دار البشائر الإسلامية - مكة. الطبعة: الأولى - 1424 هـ فصل ذكر آياته ﷺ ج. 3 ص. 418)

نہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے تمہارا نام بطور رکھا اے  
محضور! اس دروازہ گوش نے کہا لبیک یا رسول اللہ ﷺ

راوی فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ اس پر اپنی حاجت کے لیے سواری فرماتے تھے جب اس سے نزول  
فرماتے تو اس کو کسی آدمی کو بلانے کے لیے بھیجتے تو وہ (انہی صحابی کے) دروازہ پر آتا اور اپنے سر سے  
دروازے کو دستک دیتا جب وہ صحابی نکلتے تو ان کو اشارہ کرتا کہ رسول اللہ ﷺ نے یاد فرمایا ہے۔

راوی فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہو گیا تو اس کے بعد یہ نبی اکرم ﷺ کے فراق میں  
تین دن زندہ رہا پھر ایک کنویں کے پاس آیا جس کو بیڑ ابی ہیشم بن میمان کہتے تھے، اس میں کود کر جان  
دے دی اور یہی کنواں اس کی قبر بن گیا۔ ہم اس دروازہ گوش کو ایک بڑی نشانی سمجھتے تھے۔

لبیک یا رسول اللہ ﷺ کے معانی:

لبیک اصل میں "أَلْبُ لَكَ الْبَابُ" بعد الباب "تھا۔

امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

وَالْأَظْهَرُ أَنَّ مَعْنَاهَا إِجَابَةٌ لَكَ بَعْدَ إِجَابَةِ لِلتَّائِيدِ وَقِيلَ مَعْنَاهُ قُرْبًا مِنْكَ وَطَاعَةٌ لَكَ وَقِيلَ  
أَنَا مُقِيمٌ عَلَى طَاعَتِكَ وَقِيلَ مَحَبَّتِي لَكَ وَقِيلَ غَيْرُ ذَلِكَ (۱)

ترجمہ: واضح قول کے مطابق (لبیک) کا معنی ہے میں آپ ﷺ کی پکار پر حاضر ہو اس کے بعد پھر  
حاضر ہو بعض نے کہا اس کا معنی ہے میں آپ ﷺ کی قریب ہوں اور آپ ﷺ کی اطاعت کے لیے  
حاضر ہوں بعض نے کہا اس کا معنی ہے کہ میں آپ ﷺ کی اطاعت پر ہر وقت قائم ہوں اور بعض نے کہا  
اس کا معنی ہے کہ میری تمام محبتیں آپ کے لیے ہیں بعض نے اس کے علاوہ کئی معانی بیان کیے ہیں۔

امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

(۱)... (المہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج المؤلف: أبو زکریا محیی الدین محیی بن شرف النووی (المتوفی: 676ھ) العاشر: دار احیاء التراث العربی۔  
بیروت، الطبعة: الثانية، 1392، باب دلیل علی ان من مات علی توحید دخل..... ج، ص 230)

أَنْىِ اجَابَةُ بَعْدَ اجَابَةٍ وَاسْعَادًا بَعْدَ اسْعَادٍ (۱)

ترجمہ: لبیک وسعدیک یا رسول اللہ ﷺ کا معنی ہے ایک بار حاضری کے بعد پھر حاضر ہوں اور آپ ﷺ کی خدمت کے لیے بار بار حاضر ہوں۔  
ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

أَنْىِ أَجَبْتُ لَكَ اجَابَةً بَعْدَ اجَابَةٍ، أَوْ أَقَمْتُ عَلَى طَاعَتِكَ إِقَامَةً بَعْدَ إِقَامَةٍ (۲)

ترجمہ: یعنی میں آپ سے محبت کرتا ہوں اور بار بار آپ کے لیے حاضر ہوں اور میں آپ ﷺ کی اطاعت پر قائم ہوں اس کے بعد پھر قائم ہوں اور ایک جگہ فرماتے ہیں

وَالْمَقْصُودُ مِنَ النِّدَاءِ التَّوَجُّهُ لِقَبُولِ الْخِطَابِ (۳)

ترجمہ: لبیک یا رسول اللہ ﷺ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ میں آپ ﷺ کی ہر بات سن کر اس پر عمل کرنے کو تیار ہوں۔

اور ایک مقام پر فرماتے ہیں:

لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ أَنْىِ أَجَبْتُ لَكَ مَرَّةً بَعْدَ أُخْرَى وَطَلَبْتُ السَّعَادَةَ لِاجَابَتِكَ فِي الْأُولَى وَالْآخِرَةِ (۴)

ترجمہ: لبیک یا رسول اللہ وسعدیک کا معنی ہے میں نے آپ ﷺ کی صدا پر ایک بار جواب دیا پھر

(۱)... (فتح الباری شرح صحیح البخاری، المؤلف: أحمد بن علی بن حجر أبو الفضل العسقلانی الشافعی، الناشر: دار المعرفة - بیروت، 1379، رقم کتبہ وأبوابہ وأحادیدہ: محمد فؤاد عبد الباقی، قام بإخراجه وصححه وأشرف علی طبعه: محب الدین الخطیب، علیہ تعلیقات العلامة: عبد العزیز بن عبد المنہ بن باز، باب من خص بالعلم قوما دون قوم، ج 1، ص 226)

(۲)... (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاة المصابیح، المؤلف: علی بن (سلطان) محمد أبو الحسن نور الدین الملا الهروی القاری (المتوفی: 1014ھ)، الناشر: دار الفکر، بیروت - لبنان، الطبعة: الأولى، 1422ھ - 2002م، کتاب الايمان، ج 1، ص 98)

(۳)... (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاة المصابیح، المؤلف: علی بن (سلطان) محمد أبو الحسن نور الدین الملا الهروی القاری (المتوفی: 1014ھ)، الناشر: دار الفکر، بیروت - لبنان، الطبعة: الأولى، 1422ھ - 2002م، باب افلاس والانتظار، ج 5، ص 1956)

(۴)... (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاة المصابیح، المؤلف: علی بن (سلطان) محمد أبو الحسن نور الدین الملا الهروی القاری (المتوفی: 1014ھ)، الناشر: دار الفکر، بیروت - لبنان، الطبعة: الأولى، 1422ھ - 2002م، باب قطع السرقة، ج 6، ص 2365)

جواب دیا (یعنی آپ کے حکم کو ایک بار پھر دوسری بار قبول کیا) اور میں نے آپ ﷺ کی صدا کو دنیا و آخرت میں قبول کرنے کے لیے سعادت طلب کی۔

علامہ محمد علی بن علان الشافعی فرماتے ہیں:

(لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ) فِيهِ الْجَوَابُ زِيَادَةً فِي الْأَدَبِ (۱)

ترجمہ: لبیک یا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جواب دینے کا مطلب ادب میں زیادتی ہے۔

علامہ محمد اشرف بن امیر بن علی بن حیدر فرماتے ہیں کہ:

أَيُّ أَجَبْتُ لَكَ مَرَّةً بَعْدَ أُخْرَى وَطَلَبْتُ السَّعَادَةَ لِإِجَابَتِكَ فِي الْأُولَى وَالْأُخْرَى (۲)

ترجمہ: میں نے آپ ﷺ کی صدا پر ایک بار جواب دیا پھر جواب دیا (یعنی آپ کے حکم کو ایک بار پھر دوسری بار قبول کیا) اور میں نے آپ ﷺ کی صدا کو دنیا و آخرت میں قبول کرنے کے لیے سعادت طلب کی۔

علامہ مزہ محمد قاسم نے فرمایا کہ:

أَيُّ أَنَا حَاضِرٌ بَيْنَ يَدَيْكَ (۳)

ترجمہ: میں آپ کے سامنے حاضر ہوں (جو چاہے حکم فرمائیں)

(۱)۔۔۔ دلیل الفالحین لطرق رياض الصالحين، المؤلف: محمد علي بن محمد بن علان بن ابراهيم البكري الصديقي الشافعي (المتوفى: 1057 هـ)، اعتنى بها: خليل مأمون شبيها، الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت - لبنان، الطبعة: الرابعة، 1425 هـ - 2004 م، باب فضل الزهد في الدنيا، ج 4، ص 390

(۲)۔۔۔ (عون المعبود شرح سنن أبي داود، ومعها حاشية ابن القيم: تهذيب سنن أبي داود وإيضاح علله ومشكلاته، المؤلف: محمد اشرف بن أمير بن علي بن حيدر، أبو عبد الرحمن، شرف الحق، الصديقي، العظيم آبادي (المتوفى: 1329 هـ)، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الثانية، 1415 هـ - 1994 م، ج 12، ص 55)

(۳)۔۔۔ (منار القاري شرح مختصر صحيح البخاري، المؤلف: حمزة محمد قاسم، مراجعة: الشيخ عبد القادر الأرناؤوط، على بتصحيحه ونشرة: بشير محمد عيون الناشر: مكتبة دار البيان، دمشق - الجمهورية العربية السورية، مكتبة المؤيد الطائف - المملكة العربية السعودية، عام النشر: 1410 هـ - 1990 م، ج 1، ص 227)

عرض مترجم:

اللہ رب العزت کے فضل و کرم اور نبی اکرم ﷺ کی نگاہ کرم سے آج سوموار شریف 19 فروری رات 23: 9 منٹ پر "واجب الامة لمخونين الرحمة" کا ترجمہ بنام "لبیک یا رسول اللہ ﷺ" کا اختتام ہوا۔

میں لاکھوں اور کڑوروں شکر کرتا ہوں اُس ہستی کا جس نے مجھ کم علم سے یہ خدمت کروائی جو حضرات میری اس کتاب سے فائدہ اٹھائیں اُن سے عرض ہے کہ وہ مجھ گناہ گار کے لیے حسن خاتمہ اور بخشش و مغفرت کی دعا ضرور فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ سب کو اجر عظیم سے نوازے۔

اور دوسری عرض یہ کہ اس کتاب میں کم عملی کی وجہ سے جو غلطی کوتاہی ہے وہ میری طرف سے ہے تمام مقدس ہستیاں اس سے بری ہیں میں ان تمام غلطیوں کوتاہیوں پر جو بھول سے صادر ہوئیں قبل انظہور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ بلند و بالا میں توبہ کرتا ہوں اور قارئین سے التماس کرتا ہوں کہ وہ ادارہ کو ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اس کا ازالہ کیا جاسکے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس میں تعاون کرنے والے تمام افراد کو اجر عظیم عطا فرمائے اور میری اس ادنیٰ کاوش کو اپنی بارگاہ سے قبولیت کی سند دے کر اس کا ثواب نبی اکرم، نور مجسم، شفیع المعظم ﷺ کی بارگاہ میں پہنچائے اور اس کو میری، میرے والدین، تمام اساتذہ و دوست اور تمام قارئین و مسلمین کی نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین بجاہ النبی الحسین الامین۔ اے اللہ میرے مولیٰ و سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی آل اور آپ کے جمیع اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر لامتناہی رحمتیں نازل فرما اور اُن کے درجات کو مزید رفعت عطاء فرما۔ آمین۔

فقیر الی اللہ و رسولہ: "ابو احمد محمد نعیم قادری رضوی غفرلہ"

(فاضل و مدرس جامعہ قادریہ عالمیہ نیک آباد مراٹھیاں شریف گجرات)

## مآخذ ومراجع

(دوران تحریر و تخریج جن کتب سے مدد لی گئی)

القرآن الکریم۔

الاصابة في تمييز الصحابة، مؤلف: ابو الفضل احمد بن علي بن محمد بن احمد بن حجر العسقلاني ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت۔

البنية شرح الهداية، للامام عيني۔

اتحاف المبررة۔

الاحسان في تقريب صحيح ابن حبان، المؤلف: محمد بن حبان بن احمد بن حبان بن معاذ بن مغيرة، التميمي، أبو حاتم،

الداري، التميمي (المتوفى: 354هـ)، ترتيب: الأ مير علاء الدين علي بن بلهان الفارسي (المتوفى: 739هـ)، حققه وخرج

أحاديثه وعلق عليه: شعيب الأرنؤوط، الناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت۔ الطبعة: الأولى، 1408هـ - 1988م۔

الذخيرة للامام القراني

أصول الاعتقاد

إمتاع الأسماع بما للنبي من الأحوال والأموال والحفدة والمتاع۔ المؤلف: أحمد بن علي بن عبد القادر، أبو

العباس الحسيني العميري، تقي الدين المقرئ يزي (المتوفى: 845هـ) المحقق: محمد عبد الحميد النعيمي۔ الناشر: دار الكتب العلمية -

بيروت۔ الطبعة: الأولى، 1420هـ - 1999م۔

انساب الاشراف، بحواله ضياء النبی، از پیر کرم شاہ الازہری علیہ الرحمۃ القوی، ضیاء القرآن لاہور۔

تاریخ الطبری = تاریخ الرسل والملوک، وصلة تاریخ الطبری، المؤلف: محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب

الآملی، أبو جعفر الطبری (المتوفى: 310هـ)، (صلة تاریخ الطبری لعریب بن سعد القرطبی، المتوفى: 369هـ)، الناشر: دار

التراث۔ بیروت۔ الطبعة: الثانية - 1387هـ۔

تاریخ دمشق الكبير، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۲۱ھ)

تفسير القرآن العظيم (ابن كثير) المؤلف: أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (المتوفى: 774هـ) المحقق: محمد حسين شمس الدين - الناشر: دار الكتب العلمية، منشورات محمد علي بيجون - بيروت - الطبعة: الأولى - 1419هـ -

تفسير القرآن العظيم، المؤلف: أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (المتوفى: 774هـ) المحقق: سامي بن محمد سلامة، الناشر: دار طيبة للنشر والتوزيع، الطبعة: الثانية 1420هـ - 1999م - تهذيب الكمال.

تهذيب تاريخ دمشق لابن عساکر - جامع البيان في تأويل القرآن، المؤلف: محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملي، أبو جعفر الطبري (المتوفى: 310هـ)، المحقق: أحمد محمد شاكر، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1420هـ - 2000م -

جامع البيان في تأويل القرآن - المؤلف: محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملي، أبو جعفر الطبري (المتوفى: 310هـ) المحقق: أحمد محمد شاكر - الناشر: مؤسسة -

الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه - صحيح البخاري، المؤلف: محمد بن إسماعيل أبو عبد الله البخاري الجعفي - المحقق: محمد زهير بن ناصر الناصر - الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطنة بـ إضافة ترقيم ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي)، الطبعة: الأولى، 1422هـ -

حلية الأولياء وطبقات الأصفياء ✽ المؤلف: أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق بن موسى بن مهران الأصبهاني (المتوفى: 430هـ) ✽ الناشر: السعادة - بجوار محافظة مصر، 1394هـ - 1974م ✽ ثم صورتها عدة دور منها 1 - دار الكتاب العربي - بيروت 2 - دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت 3 - دار الكتب العلمية - بيروت (طبعة 1409هـ بدون تحقيق).

الدر المنثور، المؤلف: عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (المتوفى: 911هـ)، الناشر: دار الفكر - بيروت - الدرر الكامنة في أعيان المائة الثامنة - المؤلف: أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى: 832هـ) -



852هـ) المحقق: مراقبة / محمد عبد المعيد ضان - الناشر: مجلس دائرة المعارف العثمانية - صيدرا اباد / الهند الطبعة: الثانية، 1392هـ / 1972م،

دلائل النبوة لأبي نعيم الأصبهاني، المؤلف: أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق بن موسى بن مهران الأصبهاني (المتوفى: 430هـ)، حققه: الدكتور محمد رواح قلعه جي، عبد البر عباس، الناشر: دار الفانس، بيروت، الطبعة: الثانية، 1406هـ - 1986م -

دلائل النبوة ومعرفة أحوال صاحب الشريعة، المؤلف: أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخنيزر وجردي الخراساني، أبو بكر السهيلي (المتوفى: 458هـ)، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى - 1405هـ -

الروض الأنف في شرح السيرة النبوية - المؤلف: أبو القاسم عبد الرحمن بن عبد الله بن أحمد السهيلي (المتوفى: 581هـ) - الناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت - الطبعة: الأولى، 1412هـ -

الروض الداني (المعجم الصغير)، المؤلف: سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني (المتوفى: 360هـ)، المحقق: محمد شكور محمود الحاج أمريه - الناشر: المكتب الإسلامي، دار عمار - بيروت، عمان - الطبعة: الأولى، 1405 - 1985م -

سبل الهدى والرشاد، في سيرة خير العباد، وذكر فضائله وأعلام نبوته وأفعاله وأحواله في المبدأ والمعاد - المؤلف: محمد بن يوسف الصالح الشامي (المتوفى: 942هـ) - تحقيق وتعليق: الشيخ عادل أحمد عبد الموجود، الشيخ علي محمد معوض - الناشر: دار الكتب العلمية بيروت - لبنان - الطبعة: الأولى، 1414هـ - 1993م -

السفي المسلول -

سنن ابن ماجه - المؤلف: ابن ماجه أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، وواجه اسم أبيه يزيد (المتوفى: 273هـ) - تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي - الناشر: دار إحياء الكتب العربية - فيصل عيسى البابي الحلبي -

سنن أبي داود - المؤلف: أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدی السجستاني (المتوفى: 275هـ) - المحقق: محمد محي الدين عبد الحميد، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت -

سنن الدارقطني، المؤلف: أبو الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي بن مسعود بن العثمان بن دينار البغدادي الدارقطني (التونى: 385هـ)، حققه وضبط نصه وعلق عليه: شعيب الارنؤوط، حسن عبد المنعم شلبي، عبد اللطيف حرز الله، أحمد برهوم، الناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت - لبنان، الطبعة: الأولى، 1424هـ - 2004م -

السنن الكبرى - المؤلف: أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخضر جردى الخراساني، أبو بكر البيهقي (التونى: 458هـ)، المحقق: محمد عبد القادر عطا - الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت - لبنان - الطبعة: الثالثة، 1424هـ - 2003م، سير أعلام النبلاء، المؤلف: شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (التونى: 748هـ)، المحقق: مجموعة من المحققين بإشراف الشيخ شعيب الأرنؤوط، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الثالثة، 1405هـ / 1985م - السير لأبي إسحاق الفزاري، المؤلف: أبو إسحاق إبراهيم بن محمد بن الحارث بن أسماء بن خارجة بن حصن الفزاري (التونى: 188هـ)، تحقيق: فاروق حمادة، الناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة: الأولى، 1987 - سيرة ابن إسحاق (كتاب السير والمغازي)، المؤلف: محمد بن إسحاق بن ييار المطلبى بالولاء، المدنى (التونى: 151هـ)، تحقيق: سهيل زكار، الناشر: دار الفكر - بيروت - الطبعة: الأولى 1398هـ / 1978م - السيرة الحلبية -

السيرة النبوية (من البداية والنهاية لابن كثير) - المؤلف: أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي (التونى: 774هـ) - تحقيق: مصطفى عبد الواحد - الناشر: دار المعرفة للطباعة والنشر والتوزيع بيروت - لبنان - عام النشر: 1395هـ - 1976م -

السيرة النبوية لابن هشام - المؤلف: عبد الملك بن هشام بن أيوب الحميري المعافري، أبو محمد، جمال الدين (التونى: 213هـ) - تحقيق: مصطفى السقا وإبراهيم الأبياري وعبد الحفيظ الشلبي - الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر - الطبعة: الثامنة، 1375هـ - 1955م، ج 2، ص 340).

السيف المسلول، إمام بكى عليه الرحمة القوي -

شرح العقيدة الطحاوية، المؤلف: عبد الله بن عبد الرحمن بن عبد الله بن إبراهيم بن فهد بن حمد بن جبرين (التونى: 1395هـ - 1976م) -

1430ھ)۔

شرح العینی علی کنز الدقائق، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی۔

شرح مشکل الآثار، المؤلف: أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة بن عبد الملك بن سلمة الأزدي الحنظلي المصري المعروف بالطحاوي (المتوفى: 321هـ)، تحقيق: شعيب الأرنؤوط، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى - 1415هـ، 1494م۔

الشماكل المحمدية والخصائل المصطفوية، المؤلف: محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الفحاح، الترمذي، أبو عيسى (المتوفى: 279هـ)، المحقق: سيد بن عباس الجليبي، الناشر: المكتبة التجارية، مصطفى أحمد الباز - مكة المكرمة، الطبعة: الأولى، 1413هـ - 1993۔

شواهد النبوة.

الصارم المسلول على شاتم الرسول - المؤلف: تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم بن عبد السلام بن عبد الله بن أبي، القاسم بن محمد ابن ميمية الحراني الحنبلي دمشق (المتوفى: 728هـ)، المحقق: محمد محي الدين عبد الحميد - الناشر: المحرس الوطني السعودي، المملكة العربية السعودية، ص 319

الطبقات الكبير، مؤلف: محمد بن سعد بن منيع الزهري ناشر: مكتبة الخانجي - القاهرة۔

الطبقات الكبرى، دار الكتب العلمية، بيروت۔

عمدة القاري شرح صحيح البخاري - المؤلف: أبو محمد محمود بن أحمد بن موسى بن أحمد - بن حسين الغنياني الحنظلي بدر الدين العيني (المتوفى: 855هـ) الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت.

فتح الباري شرح صحيح البخاري، المؤلف: أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني الشافعي، الناشر: دار المعرفة - بيروت، 1379، رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه: محمد فؤاد عبد الباقي، قام بإخراجه وصححه وأشرف على طبعه: محب الدين الخطيب، عليه تعليقات العلامة: عبد العزيز بن عبد الله بن باز۔

فتح القدير - المؤلف: كمال الدين محمد بن عبد الواحد السيوطي المعروف بابن الهمام (المتوفى: 861هـ) - الناشر: دار

الفكر - الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ.

فتوح البلدان 220 مؤلف: أحمد بن يحيى بن جابر بن داود الهلالي، ناشر: مكتبة الهلال بيروت.

فضائل الصحابة للنسائي -

قصيدة برده شريف مترجم -

الكتاب: سنن الترمذي. المؤلف: محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الفحاح، الترمذي، أبو عيسى (المتوفى:

29هـ) تحقيق وتعليق: أحمد محمد شاكر (ج 1، 2) ومحمد فؤاد عبد الباقي (ج 3) وإبراهيم عطوة عوض المدرس في الأزهر الشريف

(ج 4، 5) - الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي - مصر - الطبعة: الثانية، 1395هـ - 1975م.

كتاب الشفاء فصل واعلم ان حرمة النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بعد موته مطبوعة شركة صحافية تركي 38(34/2)

كنز العمال، لمحتلى هندی علیه الرحمة القوی -

مجمع الزوائد.

المجموع شرح المذهب ((مع تكملة السبكي والمطبعي)) المؤلف: أبو بكر يا محي الدين يحيى بن شرف النووي (المتوفى:

676هـ) الناشر: دار الفكر.

الحلى بالآثار - المؤلف: أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسي القرطبي الظاهري (المتوفى: 456هـ) / الناشر:

دار الفكر - بيروت - الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ، 12،

مدارج النبوت -

مراتب الاجماع للامام ابن حزم،

مستخرج أبي عوانة، المؤلف: أبو عوانة يعقوب بن إسحاق بن إبراهيم النيسابوري ال إسفرايني (المتوفى:

316هـ)، تحقيق: أيمن بن عارف الدمشقي، الناشر: دار المعرفة - بيروت، الطبعة: الأولى، 1419هـ - 1998م.

المستدرک علی الصحیحین، المؤلف: أبو عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدويه بن نعيم بن الحكم النسي الطهماني

النيسابوري المعروف بابن البيع (المتوفى: 405هـ)، تحقيق: مصطفى عبد القادر عطاء، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة:

الأولى، 1411-1990-

مسلك معقظ شرح مسك متوسط مع ارشاد الساري مطبوعه دار الكتاب العربيه بيروت

مسند أبي يعلى، المؤلف: أبو يعلى أحمد بن علي بن المثنى بن يحيى بن عيسى بن هلال التميمي، الموصل (التونسي: 307هـ)، المحقق: حسين سليم أسد، الناشر: دار المأمون للتراث - دمشق، الطبعة: الأولى، 1404-1984-

مسند إسحاق بن راهويه، المؤلف: أبو يعقوب إسحاق بن إبراهيم بن محمد بن إبراهيم الحنظلي المروزي المعروف بـ ابن راهويه (التونسي: 238هـ)، المحقق: د. عبد الغفور بن عبد الحق البلوشي، الناشر: مكتبة ال إيمان - المدينة المنورة، الطبعة: الأولى، 1412-1991-

مسند الامام أحمد بن حنبل، المؤلف: أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (التونسي: 241هـ)، المحقق: شعيب الأرناؤوط - عادل مرشد، وآخرون، إشراف: د. عبد الله بن عبد الحسَن التركي، الناشر: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1421هـ-2001م-

مسند الإمام الشافعي - المؤلف: الشافعي أبو عبد الله محمد بن إدريس بن العباس بن عثمان بن شافع بن عبد المطلب بن عبد مناف المطلب القرشي المكي (التونسي: 204هـ) - رتبة على الأبواب الفقهية: محمد عابد السدي - عرف للكتاب وترجم للمؤلف: محمد زاهد بن الحسن الكوثري - تولى نشره وتصحيحه ومراجعة أصوله على نسختين مخطوطين: السيد يوسف علي الزواوي الحسني، السيد عزت العطار الحسني - الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت - لبنان - عام النشر: 1370هـ-1951م -

مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار، المؤلف: أبو بكر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق بن خلاص بن عبيد الله الحنظلي المعروف بالبزار (التونسي: 292هـ)، المحقق: محفوظ الرحمن زين الله، (حقق الأجزاء من 1 إلى 9)، وعادل بن سعد (حقق الأجزاء من 10 إلى 17)، وصبري عبد الخالق الشافعي (حقق الجزء 18)، الناشر: مكتبة العلوم والحكم - المدينة المنورة، الطبعة: الأولى، (بدأت 1988م، وانتهت 2009م) -

مسند الدارمي المعروف به (سنن الدارمي)، المؤلف: أبو محمد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل بن بهرام بن عبد الصمد الدارمي، التميمي السمرقندي (التونسي: 255هـ)، بتحقيق: حسين سليم أسد الداراني، الناشر: دار المفتي للنشر والتوزيع، المملكة العربية

السعودية. الطبعة: الأولى، 1412هـ - 2000م.

المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم. المؤلف: مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري (المتوفى: 261هـ). المحقق: محمد فؤاد عبد الباقي. الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت.

المصنف - المؤلف: أبو بكر عبد الرزاق بن همام بن نافع الحميري اليماني الصنعاني (المتوفى: 211هـ). المحقق: حبيب الرحمن الأعظمي. الناشر: المكتب الإسلامي - بيروت. الطبعة: الثانية، 1403هـ.

معالم التنزيل في تفسير القرآن = تفسير البغوي، المؤلف: محيي السنة، أبو محمد الحسين بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوي الشافعي (المتوفى: 510هـ). المحقق: عبد الرزاق المهدي، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت، الطبعة: الأولى، 1420هـ.

المعجم الأوسط، المؤلف: سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللغني الشامي، أبو القاسم الطبراني (المتوفى: 360هـ). المحقق: طارق بن عوض الله بن محمد، عبد المحسن بن إبراهيم الحسيني، الناشر: دار الحرمين - القاهرة.

المعجم الكبير - المؤلف: سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللغني الشامي، أبو القاسم الطبراني (المتوفى: 360هـ). المحقق: حمدي بن عبد المجيد السلفي - دار النشر: مكتبة ابن تيمية - القاهرة. الطبعة: الثانية،

المغازي - المؤلف: محمد بن عمر بن واقد السهمي الأسدي بالولاء، المدني، أبو عبد الله، الواقدي (المتوفى: 207هـ). تحقيق: مارسدن جونس - الناشر: دار الأمل - بيروت. الطبعة: الثالثة - 1409 / 1989، ج 1، ص 254 (85

مناقب الأ نصار:

المناهج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، المؤلف: أبو بكر يا محيي الدين يحيى بن شرف النووي (المتوفى: 676هـ)، الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت، الطبعة: الثانية، 1392هـ.

المواهب اللدنية بالسخن الحمدي، المؤلف: أحمد بن محمد بن أبي بكر بن عبد الملك القسطلاني القشيري المصري، أبو العباس، شهاب الدين (المتوفى: 923هـ)، الناشر: المكتبة التوفيقية، القاهرة - مصر.

نسيم الرياض شرح شفاء، مطبوعة دار الفكر بيروت.

نہایت السول،

نور الیقین فی سیرۃ سید المرسلین۔ المؤلف: محمد بن عفیٰ الباجوری، المعروف بالشیخ الخضری (المتوفی: 1345ھ)۔

الناشر: دار الفیحاء۔ دمشق۔ الطبعة: الثانية - 1425ھ.

واجب الامة، ڈاکٹر خلیل بن ابراہیم ملا خاطر العزازی، نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی.

الورضة للامام لنودی۔